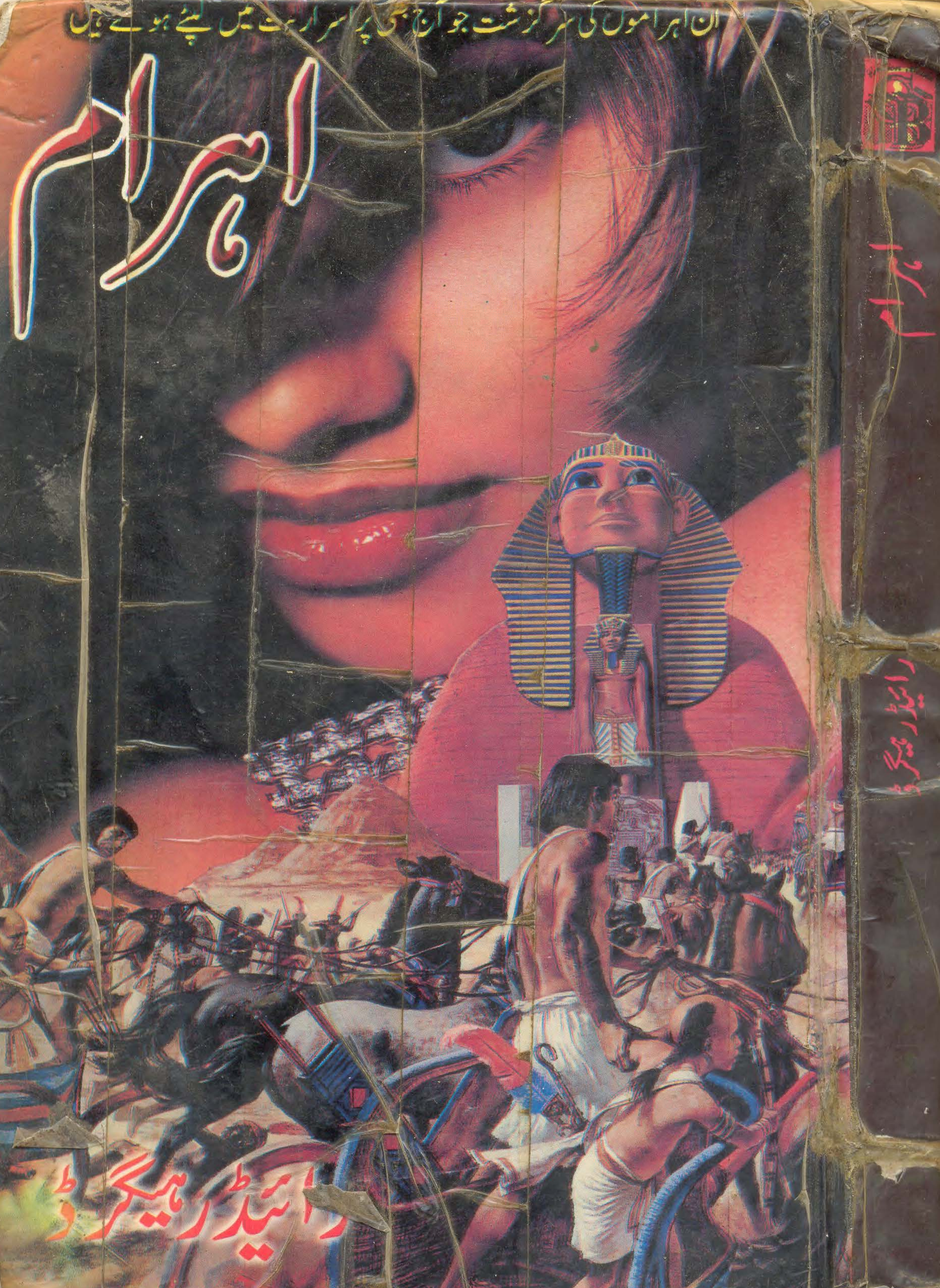
ان اہراموں کی سرگزشت جو آج بھی پراسراریت میں لپٹے ہوئے ہیں
اہرام
رائیڈر ہیگرڈ
اہرام
رائیڈر ہیگرڈ

ان اہراموں کی سرگزشت جو آج بھی پراسراریت میں لپٹے ہوئے ہیں

اہرام

مصنف۔ رائیڈ ہیگرڈ

مترجم۔ مظہر الحق علوی

Collection Books
کلیکشن بکس شاہ فیصل کالونی کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... اہرام

مصنف .... مظہر الحق علوی

کتابت .... اسٹوڈنٹس لیزر کمپوزنگ گلشنِ اقبال کراچی

بارِ اوّل .... ۲۰۰۰ء جنوری

ناشر .... مسلم اعظمی

پرنٹر .... نیو عماد پرنٹنگ پریس، ناظم آباد کراچی

قیمت .... -/150 روپے

اسٹاکسٹ : رشید نیوز ایجنسی شاپ نمبر-29 اخبار مارکیٹ

فریئر مارکیٹ فون: 7760892

ریما کا خواب

سرزمین فراعنہ مصر۔

مصر میں جنگ ہوئی تھی اور مصر ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

شمالی مصر میں جہاں ممفس اور تانیس کے بڑے اور مشہور شہر آباد تھے اور جہاں کی زمین بہت زیادہ زرخیز تھی اور جہاں دریائے نیل اپنے بہت سے دہانوں سے ڈیلٹا بنا کر سمندر میں گرتا تھا ایک غاصب قوم کی حکمرانی تھی۔ اس قوم کے اجداد صدیوں پہلے مصر پر صورت سیلاب چڑھ آئے تھے اس کے معبدوں کو توڑ پھوڑ دیا تھا اس کے دیوتاؤں کو اکھاڑ پھینکا تھا اور اس کی دولت پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ قوم صحرا میں سے آئی تھی۔

یہ صحرا کے بدو تھے یہ چرواہے تھے۔

یہ سامی النسل تھے۔ تاریخ کہتی ہے کہ یہ عرب تھے۔

اور تاریخ میں اس قوم کے بادشاہ ہیکسوس یعنی چرواہے کہلائے۔

چنانچہ شمال میں انہی چرواہوں یا ہیکسوس کی حکومت تھی۔

اور جنوب میں جس کا دارالسلطنت شہر تھیبس تھا' مصر کے قدیم فراعنہ کی اولاد کی حکومت قائم تھی یہ فراعنہ ان چرواہے یا ہیکسوس بادشاہوں کو جن کے جھنڈے شمال کے تمام شہروں کی فصیلوں پر لہراتے تھے' مصر سے نکال دینے کی بار بار کوشش کرتے تھے چنانچہ شمال کے چرواہے بادشاہوں اور جنوب کے فرعونوں میں صدیوں سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔

جنوب کے فراعنہ چرواہوں کو مصر سے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے کیونکہ وہ بہت کمزور تھے سچ تو یہ ہے کہ ان فراعنہ کی آخری فتح کا زمانہ ابھی بہت دور تھا لیکن ہماری کہانی اس دور سے تعلق نہیں رکھتی۔

جس دور سے ہماری کہانی کا تعلق ہے اس زمانے میں تھیبس میں فرعون خضرا کی حکومت تھی۔ اس کی ملکہ کا نام ریما تھا جو بابل کے بادشاہ "ویتناح" کی بیٹی تھی ویتناح نے اپنی بیٹی کی شادی فرعون خضرا سے اس لئے کی تھی کہ خضرا کی قوتوں میں اضافہ ہو اور وہ

چرواہوں سے مقابلہ کر کے انہیں مصر سے نکال دے یہ چرواہے مصر میں "آتی" یعنی "وبا لانے والے" کے نام سے مشہور تھے۔ فرعون خعزا کے نطفے اور ریما کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "نفرا" رکھا گیا۔ نفرا یعنی "حسین شہزادی" یہی نفرا بعد میں زمینوں کو ایک کرنے والی کے نام سے مشہور ہوئی۔

نفرا فرعون خعزا اور ملکہ ریما کی پلوٹھی کی اکلوتی بیٹی تھی کیونکہ اس کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد ہی فرعون خعزا اپنی تمام فوج کے ساتھ جتنی وہ اکٹھی کر سکا "آتیوں" کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادے سے نکلا ادھر ممفس اور تانیس سے "آتی" یا چرواہے اس کے مقابلے کو نکلے دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ فراعنہ کے لشکر کو زبردست شکست ہوئی۔ فرعون خعزا مارا گیا۔ چرواہوں کا بھی ایسا زبردست جانی نقصان ہوا کہ چرواہے سپہ سالار تھی بس پر فوج کشی کرنے کا ارادہ ترک کر کے جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ گئے تاہم اس فتح کے بعد چرواہوں کا بادشاہ "اپیپی" پوری مصر کا فرعون بن گیا خعزا اپنے پیچھے اپنا کوئی جانشین نہ چھوڑ گیا۔ سوائے ایک شیر خوار بچی "نفرا" کے چنانچہ یوں ہوا کہ تھیبس کے تمام امراء افسروں نے شمال کے درواہے بادشاہ اپیپی کی اطاعت قبول کی۔

جنوبی مصریوں کی طرح چرواہے لوگ بھی جنگ سے تنگ آ گئے تھے چنانچہ نہ تو خعزا کے حمایتیوں پر مظالم ڈھائے گئے اور نہ ہی ان سے بھاری تاوان وصول کئے گئے اس کے علاوہ انہیں ان کے دیوتاؤں کی پرستش کی اجازت دی گئی اور یہ آزادی بشرطیکہ ہم اسے آزادی کہہ سکیں انہیں جنوبی اور شمالی مصر میں حاصل تھی چرواہوں کا دیوتا .حل تھا جس کا نام اب چرواہے بادشاہوں نے ست رکھا جو مصر میں پہلے ہی سے جانا مانا تھا۔ اس کے علاوہ ان چرواہوں نے را، آمن، فتاح، ایزیس، اور ہاتور، کے مندر نئے سرے سے بنا دئے جنہیں ان کے اجداد نے توڑ دیا تھا چرواہے اب مصر کے ان دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگے۔

فاتح بادشاہ اپیپی نے مفتوحین سے صرف ایک مطالبہ کیا اور وہ یہ کہ مرحوم فرعون خعزا کی ملکہ ریما اور اس کی بیٹی اور مصر کے تاج و تخت کی وارثہ شہزادی نفرا کو اس کے حوالے کر دیا جائے یہ خبر جب ریما کو پہنچی تو وہ اپنی بیٹی نفرا کے ساتھ روپوش ہو گئی۔

اور ہماری کہانی کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔

شہزادی نفرا کی پیدائش کے متعلق مصر میں عجیب غریب کہانیاں مشہور تھیں۔

کہتے ہیں کہ جب نفرا پیدا ہوئی تو اس وقت بھی وہ بہت خوبصورت اور پیاری بچی تھی رنگ گورا آنکھیں بھوری اور بال کالے تھے پیدائش کی رسومات ادا کرنے کے بعد اسے اس کی ماں کے سینے پر رکھ دیا گیا۔ جب ریما اپنی بیٹی کو دیکھ چکی اور اسے اس کے باپ کو بھی دکھا دیا گیا تو ملکہ ریما نے بے حد کمزور آواز میں تخلئیے کی درخواست کی یہ درخواست اس نے کچھ ایسے انداز سے کی تھی کہ طبیبوں اور دایاؤں کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ ملکہ سے حجت نہ کریں۔ چناچہ وہ سب کے سب ملکہ ریما کو اکیلی چھوڑ کر ان پردوں کے پیچھے چلے گئے جو زچہ کے کمرے کو دوسرے کمرے سے الگ کرتے تھے اور وہاں وہ خاموش بیٹھے رہے۔

رات کا اندھیرا اتر چکا تھا اور ریما کے کمرے میں اندھیرا تھا کیونکہ ابھی روشنی اس کی آنکھوں میں چبھتی اور اسے تکلیف دیتی تھی۔ چنانچہ زچہ کے کمرے میں چراغ نہ جلائے گئے تھے۔

پردے کے پیچھے دوسرے کمرے میں دوسری عورتوں اور طبیبوں کے ساتھ کماح نامی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی یہ کماح دیوی ہاتور کی کاہنہ تھی اس نے فرعون خعفرا کو بچپن سے پالا تھا۔ اور اب یہی خدمت خعفرا کی بیٹی کی بھی کرنے والی تھی یعنی اب وہ نفرا کی اما تھی۔ دوسرے لوگ سو گئے تھے لیکن کماح جاگ رہی تھی۔ اچانک اس نے پردوں کے آر پار دیکھا کہ زچن کا کمرہ روشنی سے بھر گیا۔ کماح خوفزدہ ہو گئی اور اس نے پردوں میں سے جھانک کر ملکہ ریما کے کمرے میں دیکھا۔

اور اس نے دیکھا کہ۔ ملکہ پر، جو سو رہی تھی، دو بے حد شاندار اور روشن عورتیں جھکی ہوئی تھیں کماح نے بعد میں قسم کھا کر کہا ان پر وقار عورتوں کے لباس سے اور جسم سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اور ان کی آنکھیں تاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ یہ دونوں عورتیں ملکہ معلوم ہو رہی تھیں۔ کیونکہ ان کے سروں پر تاج رکھے ہوئے تھے اور ان میں بیش بہا جواہرات جڑے ہوئے تھے اس کے علاوہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں صلیب تھی جو حیات قوت کی علامت ہے اور دوسری کے ہاتھ میں سسرم تھا۔ جس کے تاروں میں موتی پروئے ہوئے تھے یہ سسرم ایسا ہی تھا جیسا کہ دیوی اور دیوتاؤں کے جشن میں بجاتے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر کماح کے حواس جاتے رہے اور اس کی قوت گویائی سلب ہو گئی چنانچہ وہ دوسروں کو بیدار نہ کر سکی۔ اور جو کچھ زچہ کے کمرے میں ہو رہا تھا اسے بت بنی دیکھتی رہی۔

وہ دونوں عورتیں ملکہ پر جھک گئیں پہلے جس کے ہاتھ میں حیات قوت کی صلیب تھی اور پھر وہ جس کے ہاتھ میں سسرم تھا۔ اور پھر ان دونوں نے سوئی ہوئی ملکہ کے کان میں کچھ کہا اور پھر اس نے جس کے ہاتھ میں حیات اور قوت کی صلیب تھی بچی کو ملکہ کے سینے پر سے اٹھایا۔ اسے چوما اور صلیب اس کے ہونٹوں سے چھوادیا۔ اور اب اس نے بچی کو دوسری دیوی کی گود میں دے دیا کیونکہ اب کماح سمجھ چکی تھی کہ یہ دونوں دیویاں ہی تھیں دوسری دیوی نے بھی بچی کو چوما اور اپنا سسرم اس کے سر پر ہلایا۔ جس میں سے بے حد دلربا نغمے کی آواز نکلی۔ اس کے بعد انہوں نے بچی کو واپس ملکہ کے سینے پر رکھ دیا۔

دوسرے ہی لمحے دونوں دیویاں غائب ہو چکی تھیں اور زچہ کا کمرہ جو لمحہ بھر پہلے روشنی سے پر تھا ایک بار پھر اندھیرا ہو گیا ادھر کاہنہ کماح جس نے یہ سب کچھ دیکھا تھا بے ہوش ہو کر گری اور سورج کے طلوع ہونے تک ہوش میں نہ آئی۔

کماح نے جو کچھ دیکھا تھا اس کا ذکر کرنے میں اپنی طرف سے پہل نہ کی تھی کیونکہ وہ اس معاملے کو مقدس یقین کر چکی تھی اور پھر اسے یہ بھی خوف تھا اس نے کہیں ایسا کوئی خواب نہ دیکھا ہو جس کا بیان کرنا حماقت ہو کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں لیکن دوسرے دن ملکہ نے اپنے شوہر کو بلا بھیجا اور اس سے کہا کہ رات اس نے سخت عجیب خواب دیکھا اور ملکہ نے اپنا یہ خواب یوں بیان کیا۔

میں درد سے نڈھال ہو کر سو گئی تھی اور دو روشن خواتین میرے پاس آئیں جنہوں نے دیویوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں میں دیویوں کی علامتیں لئے ہوئے تھی ان میں سے اس نے جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی علامت تھی، مجھ سے کہا۔

اے شاہ بابل کی بیٹی اور بذریعہ شادی ملکہ مصر اور اے مصر کے تاج و تخت کی جائز وارثہ کی ماں سنو۔ ہم دونوں مصر کی قدیم دیویاں ایزیس اور ہاتور ہیں اور جب سے تم فرعون کی ملکہ بن کر بابل سے یہاں آئی ہو تب سے دیکھ رہی ہو کہ ہمیں یہاں پوجا جاتا اور ہم پر بھینٹ چڑھائی جاتی ہے۔ ڈرو نہیں حالانکہ تمہارے ملک میں دوسرے دیوتاؤں کو پوجا جاتا

ہے اور تم وہیں پلی بڑھی ہو لیکن ہم تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں بلکہ مصر کی جائز وارثہ کو برکت اور دعا دینے آئے ہیں جو تمہارے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ جان لو اے ملکہ کہ بڑی مصیبت تمہارے دروازے پر کھڑی ہے اور ایک بڑا نقصان تمہیں ہونے والا ہے۔ جس کی وجہ سے تم غمزدہ اور تنہا رہ جاؤ گی۔ اپنی تمام تر قوتوں کے باوجود ہم تمہیں اس مصیبت اور نقصان سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ یہ قسمت کی کتاب میں لکھا جا چکا ہے اور جو لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا نہ ہی ایک مدت تک= اور مدت فانی انسانوں کو طویل معلوم ہوگی ہم مصر کو چرواہوں کی غلامی سے آزادی دلا سکتے ہیں انہوں نے مصر کو باندھ دیا ہے جس طرح وہ ذبح کی جانے والی بھیڑوں کے پاؤں باندھ دیتے ہیں لیکن یقین کرو کہ وہ وقت آئے گا ضرور آئے جب مصر ان بندھنوں کو توڑ دے گا۔ جس طرح بپھرا ہوا سانڈ رسے تڑا لیتا ہے اور تب مصر اتنا پر قوت ہوگا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا جس طرح ہر زندہ چیز اپنے گناہوں کی سزا پاتی ہے اسی طرح مصر کو بھی سزا پانی ہے کہ وہ اپنے آپ سے وفادار نہیں رہا اپنے مذہب اور اعتقاد سے وفادار نہیں رہا اور اس نے اپنے قدیم سبق کو فراموش کردیا لیکن آخر میں اس کے مصائب ختم ہوجائیں گے کچھ عرصے کے لئے ہی سہی جس طرح کہ کالے بادل چھٹ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے سے سورج نکل آتا ہے اور اسی طرح اس شہزادی کا بھی جو تمہاری بیٹی ہے ستارہ چمکے گا گو کچھ عرصے کے لئے ہی سہی۔

اور تب میں نے ان دیویوں سے یا وہ جو کوئی بھی تھیں کہا کہ اے مقدس خاتون بڑے گھمبیر الفاظ کہے ہیں تم نے مجھ سے مصر سے مجھے کوئی گہرا لگاؤ نہیں ہے کیونکہ میں مصری نہیں ہوں البتہ یہاں کے فرعون کی ہوں اور دوسرے ملک کی شہزادی ہوں مصر کی قسمت میں جو کچھ ہے وہ بہرحال بھگتنا ہے لیکن میں اب ایک عورت ایک بیوی اور ایک ماں ہوں چنانچہ میں اپنے شوہر کے متعلق جسے میں چاہتی ہوں اور اپنی بچی کے متعلق جسے میں نے جنم دیا ہے معلوم کرنا چاہتی ہوں۔

تمہارے شوہر کا انجام بے حد شاندار ہوگا اس خاتون نے جواب دیا جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی علامت تھی اور تمہاری بچی کا انجام آخر میں خوش گوار ہوگا۔

اس کے بعد اس نے جھک کر بچی کو اٹھالیا اسے چوما اور کہا۔

مادر مصر دیوی ایزیس کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ایزیس کی قوت تمہاری قوت ہوگی

اور ایزیس کی زیرکی تمہاری راہبر ہوگی اے شہزادی گھبرانا نہیں اپنا دل کمزور نہ رکھنا کیونکہ ایزیس ہمیشہ تمہارے ساتھ اور تمہاری محافظ ہوگی اور خطرہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو تم اس سے محفوظ رہو گی۔ اور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ طویل ہوگی تمہاری عمر اور آخر میں پر سکون اور تم اپنے نواسوں اور نواسیوں کو اپنی گود میں کھیلتے دیکھو گی۔ تھوڑے عرصے کیلئے سہی لیکن تم زیریں و بالا کو ملا دو گی جو اس وقت علیحدہ اور ٹوٹے ہوئے ہیں اور تمہارا لقب ”زمینوں کو ایک کرنے والی ہوگا۔ اے خاتون مصر! یہ ہیں وہ عطیات جو دیوی ایزیس تمہیں دے رہی ہے۔

چنانچہ یہ کہہ کر اس مقدس خاتون نے بچی اس دوسری مقدس خاتون کی آغوش میں دے دی جو اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی۔ اس دوسری خاتون نے بھی بچی کو گود میں لے لیا۔ اس نے بھی بچی کو چوما اور کہا۔

دیکھو میں ہاتو ہوں حسن اور محبت کی دیوی اور اے شہزادی مصر! میں وہ سب کچھ عنایت کر رہی ہوں جو میرے اختیار میں ہے اے شہزادی تیرا حسن پاگل کر دینے والا ہوگا بے حد حسین ہوگی تم کو جسمانی طور سے اور روحانی طور سے بہت پیار کیا جائے گا تجھ سے اور پیار سے تو لوگوں کے لئے راستے ہموار کرے گی دائیں اور بائیں طرف گھومے بغیر اور بڑائی اور سیاست کو بھول کر ستارہ ہاتور کو اپنا راہبر بنانا اور جس طرف وہ راہبری کرے اسی راہ پر چلنا اور اپنے دل کا کہا کرنا ہاتور کے دیئے ہوئے عطیات سے محفوظ ہونا اور پھر سب کچھ دیوتاؤں پر چھوڑ دینا کہ وہ جو کریں اچھا ہی کریں گے کیونکہ وہ جو کچھ دیوتا دیکھ سکتے ہیں تم نہیں دیکھ سکتیں اور جو انجام وہ چاہتے ہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ یوں، اے مصر کی شہزادی! تم دنیا میں خوشیاں بوؤ گی اور اس دنیا کی بعد والی دنیا میں اس کا ثمر پاؤ گی۔

اور یوں میرے اس خواب میں ان دونوں دیویوں نے کہا اور پھر اس کے بعد وہ دونوں روشن دیویاں غائب ہو گئیں۔

فرعون خضرا نے ملکہ کا یہ خواب سنا اور سنجیدہ روپ نہ دیا۔

”بے شک یہ ایک خواب تھا“۔ وہ بولا اور مبارک خواب تھا کیونکہ اس میں ہماری بچی کو خوش بختی کی پیشن گوئی ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ بے حد حسین گل محبت اور زیرک ہوگی اور جو مصر بالا اور مصر زیریں کو ایک کردے گی۔ اس سے زیادہ ہمیں اور کیا چاہئے

ریما؟

ہاں آقا ریما نے کہا اس خواب نے بچی کے لئے تو اچھی پیشن گوئی کی ہے لیکن دوسروں کے لئے بری۔

اگر ایسا ہوا بھی تو کیا ہوا ریما دوسری فصل تیار کرنے کے لئے پہلی فصل کو کاٹنا ہی پڑتا ہے۔ اور تم کیا جانو ہر کھیت میں گیہوں کے ساتھ گھن ہوتے ہی ہیں یہ قدرت کا قانون ہے جسے ہر انسان کو قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ نہیں ملکہ نقاہت اور اندھیرے کی اپج ہے یہ خواب چنانچہ اس پر رونا حماقت ہے۔ یہ رو۔ دیکھو! لوگ مجھے بلا رہے ہیں چنانچہ اب میں چلتا ہوں۔ کیونکہ بہت جلد ہماری فوج چرواہوں سے جنگ کرنے اور ان پر فتح حاصل کرنے کی غرض سے کوچ کرنے والی ہے۔

فرعون خعزا نے محض اپنی ملکہ کا دل رکھنے کے لئے وہ کہا جو اس نے کہا لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی یعنی وہ اپنی ملکہ کے خواب کو محض خواب نہ سمجھتا تھا چنانچہ وہ اپنے محل سے نکل کر سیدھا دیوی ایزیس اور دیوی ہاتور کے کاہنوں کے پاس پہنچا اور اپنی ملکہ کا خواب سنایا۔ ان کاہنوں نے دل میں شک کیا کہ اس پر یقین کریں یا نہ کریں چنانچہ اپنا شک دور کرنے کے لئے انہوں پوچھا کہ زچہ کے کمرے میں کوئی اور بھی موجود تھا یا نہیں اور یوں یہ انکشاف ہوا کہ کماح نے بھی یہ نظارہ دیکھا تھا جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ کماح دیوی ہاتور کی کاہنہ تھی چنانچہ اس دیوی کے بڑے کاہنوں کے ماتحت تھی اس لئے اب اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ان کے سامنے بیان کردیا۔

چنانچہ اب یہ کاہن حیران بھی ہوئے اور خوش بھی کیونکہ یہ ایک ایسی حیرت انگیز بات ہوئی جو مصر میں پہلے کبھی نہ ہوئی تھی اس کے علاوہ انہوں نے ریما کا خواب من و عن اور کماح کا بیان پاپیرس کاغذ پر لکھوا کر اور اس پر ملکہ، کماح اور خود اپنی مہریں لگا کر اس کی تین الگ الگ نقلیں کروائیں۔ ایک نقل ملکہ ریما کو دی گئی کہ وہ اسے شہزادی نفرا کے لئے محفوظ رکھے اور دوسری نقلیں ایزیس اور ہاتور کے معبدوں کے محافظ خانہ میں رکھ دی گئیں۔ اس کے باوجود یہ کاہن اور وہ ساحر جن سے ان کاہنوں نے مشورہ کیا تھا ملکہ کے خواب کے اس حصے سے پریشان اور خوف زدہ تھے جس میں مصر کے متعلق زبردست مصائب اور ملکہ کے متعلق کسی ایسے نقصان کی پیشن گوئی کی گئی تھی جو اسے تنہا کردے

گا۔

یہ عجیب بات ہے کاہنوں نے آپس میں کہا ملکہ کی بچی کے لئے خوشیوں اور شاد کامیوں کی پیشن گوئی کی گئی ہے تو پھر ملکہ کے لئے ایسا کون سا نقصان ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے وہ اکیلی رہ جائے گی مگر یہ کہ اس کا شوہر فرعون خضرا زندہ نہ رہے؟ ہاں اگر ملکہ کے بطن سے دوسرے بچے پیدا ہوں جنہیں دیوتا ایزیس اپنے پاس بلالے تو پھر بات دوسری ہے۔

لیکن ان کاہنوں اور ساحروں نے اپنا یہ خوف اپنے تک ہی رکھا اور اس کا ذکر نہ کی البتہ یہ بات انہوں نے مشتہر کردی کہ دیوی ایزیس اور دیوی ہاتور نے زچہ کمرے میں ظہور کیا تھا۔ اور نوزائیدہ شہزادی کو دعا دی تھی۔

تاہم ان کاہنوں کا خوف صحیح تھا کیونکہ فرعون خضرا نے اپنی فوج کے ساتھ کوچ کیا اور دو مہینوں بعد ہی یہ منحوس خبر آئی کہ فرعون خضرا بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا بے سردار کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور اب اس کے بچے کچے سپاہی شکست کھا کر تھیبس کی طرف بھاگے آ رہے ہیں۔

ملکہ ریما نے اپنے شوہر کی موت کی خبر بڑے سکون سے سنی کہ یہ خبر اس کا دل اسے پیغامبر کے آنے سے پہلے ہی سنا چکا تھا۔ جب وہ غمناک خبر سن چکی تو اس نے کہا۔

بے شک ایسا ہی ہوا جیسا کہ مصر کی ان دو دیویوں نے کہا تھا چنانچہ ان کی یہ پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ وقت آنے پر ان کی دوسری پیشن گوئی بھی پوری ہوگی۔

اور پھر بابلیوں کی رسم کے مطابق وہ اپنی بچی کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہاں وہ کئی دنوں تک اپنے اس شوہر کے ماتم میں بیٹھی رہی۔ جسے وہ چاہتی تھی کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا سوائے کماح کے اور وہ کسی سے نہ ملتی تھی سوائے کماح کے یہ بڑھیا شہزادی نفرا کی کھلائی تھی۔

آخر کار شکست خوردہ فوج اپنے بادشاہ کی نعش لے کر تھیبس پہنچی۔ خضرا کی نعش کو جیسے تیسے میدان جنگ میں ہی حنوط کر دیا گیا تھا۔ ریما نے لاش پر لپٹی ہوئی پٹیاں کھلوائیں جو ممی پر لپیٹی جاتی تھیں اور آخری دفعہ اپنے سرتاج کی صورت دیکھی اس کے چہرے اور جسم پر بے شمار زخم تھے۔

دیوتاؤں نے انہیں بلا لیا اور ان کی موت بہادروں کی موت ہوئی ریما نے کہا لیکن میرا دل کہتا ہے جس طرح میرا آقا خاک و خون میں مرا ہے اسی طرح وہ غاصب چرواہا بھی خاک و خون میں مرے گا۔ جس کی وجہ سے میرا آقا مارا گیا۔

ملکہ کی اس بد دعا کی الفاظ ابیبی کے کانوں تک پہنچے اور ان الفاظ نے اسی عمر بھر کے لئے خوف میں مبتلا کر دیا۔ کیونکہ اس کے دل نے کہا یہ الفاظ ملکہ ریما کے نہ کہے تھے بلکہ انتقام کی دیوی نے ملکہ کی زبان سے ادا کئے تھے ابیبی نے اپنے دربار کے کاہنوں اور ساحروں سے پوچھا اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ سراپ ملکہ کا نہیں بلکہ انتقام کی دیوی کا ہی تھا۔

اور جب اسے یہ یاد آیا کہ ملکہ ریما بابل کی شہزادی ہے تو وہ اور بھی خوف زدہ ہو گیا کیونکہ اس کے اجداد کبھی بابل کی رعایا رہے تھے اور اس کے ابیبی کے خاندان میں یہ مشہور تھا کہ بابل والے زبردست ساحر ہوتے ہیں اور یہ کہ بابلیوں سے بڑے ساحر دنیا میں کہیں اور نہیں۔ چنانچہ جب سے اسے یہ خبر ملی کہ نفرا کی پیدائش کے فوراً بعد ہی مصر کی دو دیویاں ملکہ ریما کے پاس آئی تھیں تو ابیبی کو کوئی تعجب نہ ہوا البتہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ مصر کی دیویوں کو ایک بابلی عورت کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔

اگر بابل اور مصر قدیم متحد ہو گئے تو ہم ہیکسوس کا کیا حال ہو گا؟ بے شک تب ہم چکی کے اوپر کے اور نیچے کے پاٹوں کے درمیان پس جائیں گے اور بے حد باریک آٹا بن جائیں گے۔ ابیبی نے اپنے مشیروں سے کہا۔

یہ چکی بہت آہستہ آہستہ پیستی ہے اور اے بادشاہ! آٹا لوگوں کی روٹی ہوتا ہے۔ مشیروں کے سردار نے جواب دیا اگر خبر صحیح ہے تو کیا دیویوں نے مرے ہوئے بادشاہ خفرا کی بیوی سے یہ نہیں کہا کہ بہت برس گزر جائیں گے اور تب مصر ہماری غلامی کا طوق اتار پھینکیں گے اور کیا یہ نہیں کہا کہ یہ شہزادی جو مرحوم خفرا کے نطفے اور ریما کے بطن سے پیدا ہوئی ہے زمینوں کو ایک کرنے والی ہو گی؟ چنانچہ اے بادشاہ اس بابلی ملکہ اور اس کی بیٹی کو جو شہزادی ہے اسکو یہاں پکڑ لاؤ۔ تاکہ وقت آنے پر ایسا ہی ہو جیسا کہا گیا ہے حالانکہ فی الحال ہم یہ نہیں جانتے کہ ایسا کب اور کس طرح ہو گا۔

یہ عجیب بات کہی ہے تم نے میں اس عورت کو اپنے گھر میں رہائش کے لئے جگہ دوں

جس نے بابل کے بدی کے دیوتا کو بلا کر میرے خاک و خون میں مرنے کی پیشن گوئی کی ہے میں کیوں ایسا کروں؟ کیوں نہ میں اسے اور اس کی لڑکی کو قتل ہی کروادوں؟ **ابیبی** نے کہا۔

اس لئے اے بادشاہ مشیروں کے سردار نے جواب دیا کہ مردے زندوں سے زیادہ پرقوت ہوتے ہیں اور اس شاہی خاتون کی روح اس کے جسم سے نہ زیادہ قوت اور کاری ضرب لگا سکتی ہے اس کے علاوہ وہ اگر ان دیویوں کے ظاہر ہونے کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سچ ہے تو پھر اس شہزادی کو قتل کرنا ممکن نہیں چنانچہ اے بادشاہ انہیں اپنا قیدی بنا لو اور ان پر کڑی نظر رکھو لیکن انہیں آزاد نہ چھوڑ دو کہ وہ بابل کو اور پوری دنیا کو آپ پر پو چڑھا لائیں۔

تم سچ کہتے ہو **ابیبی** نے سرہلا کر کہا ایسا ہی ہوگا جیسا تم کہتے ہو چنانچہ خضرا کی بیوہ ریما اور اس کی بیٹی نفرا کو ہمارے دربار میں حاضر کیا جائے۔ اگر انہیں پکڑنے کے لئے پوری فوج بھیجنے کی ضرورت ہو تو بے شک بھیج دی جائے لیکن پہلے انہیں بہلا پھسلا کر اور سبز باغ دکھا کر لانے کی کوشش کی جائے اور اگر یہ ترکیب کامیاب نہ ہو تو **تھیبس** والوں کو رشوت دی جائے کہ وہ ان دونوں کو ہمارے سپرد کردیں۔

15

پیغامبر

ریما کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چلا کہ اہبی اسے اور اس کی بیٹی کو پکڑنے اور قید کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو اس نے مصر بالا کے ان امراء کو جو اب تک وفادار رہے تھے دیوتاؤں کے کاہنوں کو طلب کیا کہ ان سے مشورہ کرے کہ اب کیا کیا جائے۔

اے لوگو! ریما نے کہا اب میں ایک بیوہ ہوں میرا سر تاج اور تمہارا آقا چرواہوں سے بہادری سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا اور اپنے پیچھے اپنی اس شہزادی کو چھوڑ گیا جو شیر خوار ہے لیکن تمہارے آقا کے تاج و تخت کی وارثہ ہے جب تمہارا آقا مر گیا تو فوج کے پسینے چھوٹ گئے اور چرواہوں کی فتح ہوئی لیکن اب میں نے سنا ہے کہ ان چرواہوں نے فتح پر ہی قناعت نہیں کی ہے بلکہ ان کے ارادے کچھ اور ہے یعنی یہ کہ مجھے تمہارے فرعون کی بیوی کو اور نفرا کو' تمہارے فرعون کی بیٹی کو چرواہے بادشاہ کے محل میں پہنچا دیا جائے ہمیں اس کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ اگر تھیبس والوں نے یہ ایسا نہ کیا تو پھر ہمارے پکڑنے کے لئے ایک فوج بھیجی جائے گی اے فرعون کے نمک خوارو! بتاؤ اب تمہارا ارادہ کیا ہے؟ تم ہمیں اہبی سے بچاؤ گے ہماری حفاظت کرو گے یا ہمیں اس کے حوالے کردو گے؟

اب یوں ہوا کہ وہاں موجود امراء اور کاہنوں میں سے کئی ایک نے ایک بات کہی اور کئی ایک نے دوسری' انہوں نے کہا کہ تھیبس والے اب جنگ نہ کریں گے کیونکہ اہبی نے انہیں ایسے لالچ دئے ہیں اور ایسے شرائط پیش کئے ہیں کہ جنگ میں فتح حاصل کر کے بھی وہ ایسے عطیئے حاصل نہ کرسکتے تھے اس کے علاوہ لوگ جنگ و جدال سے تنگ آچکے ہیں اور اب امن و سکون چاہتے ہیں پھر مصر کا فرعون کوئی بھی بنے اس کی انہیں پرواہ نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ مجھے اور تمہاری شہزادی کو تم لوگوں سے کوئی امید نہ رکھنی چاہئے ہاں تم لوگوں سے جن کی بھلائی کی خاطر میرے سرتاج نے جنگ کی اور جن کی بھلائی کی خاطر جان دی ریما نے بڑے سکون سے کہا پھر اضافہ کیا لیکن میں ان دیوتاؤں کے کاہنوں کا

جواب سننا چاہتی ہوں جن کی پرستش میرا شوہر کرتا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ ان کاہنوں نے بڑے بڑے گول گول جواب دیئے ایک بولا کہ جو لکھا جاچکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اور یہ کہ دیوتاؤں کی مرضی کے سامنے نہ تو کسی کی چلی ہے نہ چلے گی۔ چنانچہ انکی مرضی کے سامنے سر جھکانا ضروری ہے دوسرا بولا کہ ریما اور شہزادی نفرا اپیپی کے محل میں شاید محفوظ اور خوش رہیں گی۔ کیونکہ اس نے دونوں کو عزت سے رکھنے کا وعدہ کیا ہے تیسرے نے کہا مناسب ہوگا کہ وہ اپنے باپ یعنی بابل کی بادشاہ سے مدد طلب کرے ایسے وقت میں باپ ہی کام آتا ہے۔

جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تو ریما تلخی سے ہنسی اور بولی:

اے کاہنوں اے دیوتا کے پوجاریوں! میں سمجھتی ہوں کہ وہ سونا جو اپیپی نے تمہاری طرف پھینکا ہے اور جو معبدوں کے خزانے میں جا پڑا ہے خاصا وزنی ہے بہرحال میں صاف صاف پوچھ رہی ہوں تم لوگ میری اور میری بچی کی مدد کرو گے یا نہیں؟ اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو میں قسم کھاتی ہوں کہ آخر تک اچھے میں اور برے میں تمہارا ساتھ دوں گی اور میری بیٹی بھی جب بالغ ہوجائے گی تو تمہارا ساتھ دے گی۔ میرا اور شہزادی کا بھی مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا لیکن اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر ہم تم لوگوں سے اپنے ہاتھ دھو لیتے ہیں۔ پھر تم اپنے راستے جاؤ اور ہم اپنے راستے چاہے بابل چلے جائیں یا کہیں اور۔ لیکن چرواہے بادشاہ کے محل میں تو قیدی بن کر رہنا ہمیں منظور نہیں کہ وہاں تمہاری شہزادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے کہ مصر کا پھر کوئی صحیح وارث نہ رہے اب تم لوگ آپس میں مشورہ کرلو میں یہاں سے ہٹ جاتی ہوں تاکہ تم آزادی سے آپس میں بات چیت کرسکو۔ لیکن دوپہر کو یعنی ٹھیک ایک گھنٹہ بعد میں تمہارا جواب سننے یہاں آؤں گی۔

پھر ریما وہاں موجود لوگوں کے سامنے جھکی وہ بھی اس کے سامنے جھکے اور پھر ریما انہیں چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد دوپہر کے وقت وہ واپس آئی انا کماح اس کے ساتھ تھی جس نے شہزادی نفرا کو گود میں اٹھا رکھا تھا۔ وہ پہلو کے دروازے سے جس سے وہ گئی تھی مشورے کے کمرے میں داخل ہوئی اور ٹھٹھک گئی کمرہ خالی تھا۔ امراء اور کاہن چلے گئے تھے۔

لو اب میں اکیلی ہوں ریما نے کہا میرا کوئی سنگی ساتھی نہیں جس کی دولت کو زوال آتا

ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے بلکہ اکثر تو سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

نہیں ملکہ جی چھوٹا نہ کرو کماح نے کہا۔ تم اکیلی نہیں ہو کیونکہ یہ بلند اقبال شہزادی اور میں خود اب بھی تمہارے ساتھ ہیں اس کے علاوہ سامنے کی خالی کرسیوں میں میں مصر کے اکثر دیوتاؤں کو بیٹھے دیکھ رہی ہوں جو یقیناً ان بے وفا انسانوں سے کہیں بہتر مشیر ثابت ہوں گے جو برے وقت میں ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ چنانچہ اے ملکہ! آؤ ہم اپنے دل میں ان سے باتیں کریں اور ان کا مشورہ حاصل کریں۔

چنانچہ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئیں اور خالی کرسیوں اور دیواروں پر بنی ہوئی دیوتاؤں کی تصویروں کی طرف دیکھتی رہیں اور دونوں ہی عورتیں اپنے اپنے طور سے مدد اور راہبری کی دعا کرتی رہیں۔

آخر کار کماح نے سر اٹھا کر پوچھا۔

ملکہ! روشنی دکھائی دی تمہیں؟

نہیں ریما نے جواب دیا بس اندھیرا ہی اندھیرا ہے البتہ میرے دیوتاؤں نے مجھ سے صرف اتنا کہا ہے کہ اگر ہم یہاں ٹھہرے رہے تو یہ بے وفا امراء اور کاہن ہمیں پکڑ کر **ابپی** کے سپرد کردیں گے۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کماح کہ **ابپی** نے ان لوگوں کو اس کے لئے بھاری رشوت دی ہے تمہارے دیوتاؤں نے تم سے کچھ کہا کماح؟

ہاں کچھ تو کہا ملکہ! مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آسمانوں کی مقدس دیویاں ایزیس اور ہاتور جو شہزادی کی دیوتی مائیں ہیں سرگوشی میں مجھ سے کہہ رہی ہیں فرار.... فرار ہوجاؤ یہاں سے فوراً دور چلی جاؤ ملکہ اور یہ شہزادی کہاں روپوش ہوجائیں کہ **ابپی** کے جاسوسوں کی نظریں انہیں دیکھ نہ سکیں کم سے کم یہاں تو ہم چھپ نہیں سکتے کہ یہاں کے لوگوں کو رشوت دی گئی ہے اور یہاں ہم سے غداری کی جائے گی۔

نہیں ملکہ یہاں جنوب میں نہیں بلکہ شمالی مصر میں جہاں کوئی ہمیں تلاش نہ کرے گا۔ کیونکہ شیر خود اپنے کچھار کے دہانے پر شکار کی تلاش نہیں کرتا۔ سنو ملکہ! ایک بے حد بوڑھا اور بے انتہا مقدس آدمی ہے۔ اس کا نام راہو ہے۔ یہ راہو میرے دادا کا بھائی تھیبس کے قدیم فراعنہ کے خاندان سے ہے میں نے اپنے ان چچا کو بچپن میں دیکھا تھا اور میں انہیں بچپن سے جانتی ہوں راہو دیوتاؤں کا پجاری بن گیا اس نے دنیا ترک کردی

دیوتاؤں نے اسے نوازا دیا اور اب وہ ایک خفیہ برادری کے سردار اور کاہن اعظم ہیں یہ برادری "حلقہ سحر" کے نام سے مشہور ہے یہ جماعت ممفس کے قریب اہرام کے سائے میں رہتی ہے۔ راہو اور اس کی جماعت تیس سال یا اس سے بھی زیادہ عرصے سے وہاں رہتے آئے ہیں۔ کیونکہ اب ان اہرام کے قریب تک جانے کی کوئی ہمت نہیں کرسکتا خصوصاً چرواہے کیونکہ یہ اہرام آسیب زدہ ہیں۔

کس کا آسیب؟ ریما نے پوچھا۔

کہتے ہیں کہ ایک روح ہے جو ایک خوبصورت عورت کی صورت میں نظر آتی ہے جس کا سینہ برہنہ ہوتا ہے اب یہ کوئی نہیں جانتا کہ اسی کا "کا" ہے جو اہرام کے قبرستان میں دفن کی گئی ہے جہاں میرے چچا رہتے ہیں یا دوزخ کا کوئی بھوت ہے یا خود مصر ہے جو عورت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے بہرحال اس روح اہرام کی وجہ سے رات کا اندھیر اترنے کے بعد کوئی بھی انسان خواہ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو ان اہرام کے قریب جانے کی جرات نہیں کرسکتا۔

کیوں نہیں کرسکتا۔؟ یہ مرد بے پردہ اور خوبصورت عورت سے کب سے ڈرنے لگے؟

اس لئے ملکہ کہ جو بھی اس کے حسن کو دیکھتا ہے پاگل ہوجاتا ہے اور پھر ویرانوں میں بھٹکتا رہتا ہے یہاں تک کہ مرجاتا ہے یا ایسا بھی ہوتا ہے وہ اس حسینہ کے پیچھے سب سے بڑے اہرام کی چوٹی پر چڑھتا اور وہاں سے اپنے آپ کو گرا دیتا ہے اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہوجاتی ہیں۔

میرے خیال میں تو یہ محض ایک جھوٹی کہانی ہے اچھا خیر تو آگے کہو یعنی تم کہنا کیا چاہتی ہو کماح؟

یہ اے ملکہ کہ اگر ہم کسی طرح وہاں پہنچ گئے تو اپنے چچا کاہن راہو کے ساتھ آرام سے اور محفوظ رہیں گے کوئی اس علاقے میں قدم رکھنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ مگر یہ کہ کبھی کبھی کوئی بے وقوف شوق تجسس سے مجبور ہو کر اس خوبصورت روح کو دیکھنے آتا ہے اور جان گنواتا ہے یا پاگل ہو کر ویرانوں کی طرف بھاگ جاتا ہے حتیٰ کہ صحرا کے وحشی بدو بھی ان اہرام کے آس پاس ایک میل تک اپنے خیمے نہیں لگاتے۔ اور چرواہے بادشاہ تو

اس مقام کو منحوس سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے دو شہزادے وہاں اپنی جانوں سے گئے تھے۔ اگر ان لوگوں کو ملک شام کا سارا سونا دے دیا جائے تب بھی وہ اس مقام کے قریب نہ جائیں گے۔ اس کے علاوہ وہ یہ لوگ حلقہ سحر کے برادروں کے جادو سے ڈرتے ہیں چنانچہ ان چرواہے بادشاہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ اس برادری کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے کم سے کم یہی میں نے سنا ہے اور یقین ہے بہت سی ایسی باتیں ہیں جو میں نے نہیں سنیں۔

تو معلوم ہوا کہ اس قبرستان میں ہم سکون سے آرام کریں گے ریما نے ہنس کر کہا بہرحال اس وقت تک جب تک کہ ہمیں بابل کی طرف فرار ہوجانے کا موقع نہیں ملتا جہاں بے شک و شبہ شاہ بابل یعنی میرے والد ہمیں خوش آمدید کہیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کیسے کرسکتے ہیں جب کہ سرحد پر جنگ ہے اور پھر یہ سوال بھی ہے کماح کہ ہم کیسے یقین کرلیں کہ تمہارے چچا ہمیں خوش آمدید کہیں گے اور اگر ایسا ہو بھی تو پھر وہاں تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

پہلے سوال کا جواب آسان ہے ملکہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج ہی مجھے اپنے چچا مقدس راہو کا پیغام ملا ہے غلہ لانے والی ایک کشتی کا ملاح جو ممفس سے تھیبس آیا ہے اپنی کشتی لے کر یہ پیغام لایا ہے اس نے مجھے اپنا نام تاؤ بتایا ہے۔

اس نے تم سے کیا کہا اور تمہاری اس سے کہاں ملاقات ہوئی؟

ملکہ! تمہاری اور شہزادی کی طرف سے میں اتنی پریشان اور متفکر تھی کہ گزشتہ رات مجھے نیند نہ آئی چنانچہ پو پھٹنے سے پہلے میں باہر نکلی اور محل کے باغ میں ہوتی ہوئی دریا کے گھاٹ پر جا کھڑی ہوگئی اور منتظر رہی کہ جب دیوتا را طلوع ہوں تو دعا مانگوں۔ تھوڑی دیر بعد جب صبح کی گاڑھی دھند چھٹی تو میں نے دیکھا کہ وہاں میں اکیلی نہ تھی بلکہ ایک تنومند آدمی میرے قریب کھڑا ہوا تھا جس نے ملاح کا لباس پہن رکھا تھا وہ کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگائے کھڑا نیچے دریائے نیل کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں ایک تجارتی جہاز لنگرانداز تھا۔ اس نے کہا کہ وہ دھند کے چھٹنے اور موافق ہوا چلنے کا منتظر ہے کہ اپنے جہاز کو تجارتی گھاٹ تک لے جائے اور وہاں تجارت کا سامان اتار دے میں نے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس نے جواب دیا کہ سفید دیواروں والے شہر ممفس سے کیوں کہ اسے ممفس

سے اور تھیبس کے گورنروں کی طرف سے پروانہ ملا ہے کہ وہ ان دونوں شہروں کے درمیان تجارت کر سکتا ہے۔ میں نے اسے کامیابی کی دعا دی اور عبادت کے لئے کسی اور جگہ جانے والی تھی کہ اس نے کہا۔

آؤ ہم دونوں عبادت کریں میرا نام تاؤ اور میں "را" کی پرستش کرتا ہوں اور اس نے چند ایسے اشارے کئے جنہیں میں سمجھ گئی کیونکہ میں کاہنہ ہوں۔

جب ہم عبادت سے فارغ ہوئے تو میں نے پھر جانے کی تیار کی لیکن اس نے مجھے روک کر تھیبس کے حالات پوچھے اور پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ ملکہ ریما اپنے شوہر کے غم میں مرگئی ہے یا یہ کہ جیسی کہ افواہ ہے کہ ملکہ اور اس کی شہزادی بیٹی کو قتل کردیا گیا ہے میں نے کہا یہ افواہیں ہیں سچ نہیں ہیں۔ یہ سن کر وہ خوش ہوگیا اس نے دیوتاؤں کا شکر ادا کیا کہ بے شک و شبہ شہزادی نفرا پورے مصر کی جنوبی اور شمالی مصر کی بھی حقیقی اور جائز وارثہ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اسے شہزادی کا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس پر اس نے جواب دیا:

ایک مقدس آدمی نے مجھے اس کا نام بتایا ہے۔ وہ ایک تارک الدنیا آدمی ہے جس کے سامنے میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں؟ جو افسوس کہ بے شمار ہیں۔ یہ تارک الدنیا آدمی اہرام کے قریب ویرانے میں رہتا ہے جہاں قدیم فراعنہ کی قبریں ہیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ اس شہزادی کی انا کا نام بھی جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کا نام کماح ہے اور یہ کہ کماح بھی شاہی خاندان کی فرد ہے۔ ہاں اور اس تارک الدنیا نے مجھے ایک پیغام دیا کہ میں اسے خاتون کماح تک پہنچا دوں اگر میری اس سے تھیبس میں ملاقات ہو۔ اس نے کہا کہ وہ اپنا پیغام لکھ کر نہیں دے سکتا کہ اس میں خطرہ ہے۔

اتنا کہہ کر تاؤ جو جہاز کا ناخدا تھا خاموش ہوگیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ اور میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔ اور سوچنے لگی کہ کہیں وہ میرے لئے کوئی جال تو نہیں بچھا رہا ہے۔

اے تاؤ! اگر تم نے خفیہ پیغام غلط عورت کو دیا تو یہ اور بھی خطرناک بات ہوگی۔ میں نے کہا۔ کیونکہ تھیبس میں بہت سی عورتوں کے نام کماح ہوں گے یہ تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ تم صحیح کماح کو پیغام دے رہے ہو جو حقیقت میں شہزادی کی انا ہے؟

خاتون! یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ نظر آتا ہے اسی تارک الدنیا نے مجھے زمرد

کے تعویز کا آدھا حصہ دیا ہے جس پر کوئی سحر یا جادو یا عبارت کندہ ہے اس نے کہا کہ نصف تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے دیوتا یہ تعویذ پہننے والے ہستی کی حفاظت کرے جب اس پر آخری رات چھا جائے وہ محفوظ رہے جو کشتی میں را کی سفر کرے اور.... اور اے خاتون نصف تعویذ پر لکھی عبارت یہاں ادھ بیچ میں ختم ہوجاتی ہے لیکن مقدس تارک الدنیا نے کہا ہے کہ بقیہ عبارت خاتون کماح جانتی ہے سو وہ تمہیں بتائے گی۔

اور ایک بار پھر تاؤ نے غور سے میری طرف دیکھا۔

اور تب میں نے کہا:

"اے تاؤ بقیہ عبارت کہیں یوں تو نہیں ہے کہ.... اور توت ترازو کے پلڑے برابر پائے اور اوزیس اس ہستی کو اپنے ساتھ اپنے دستر خوان پر بٹھا کر عمدہ عمدہ کھانا کھلائے۔"

ہاں تاؤ نے کہا۔ یہی ہیں بقیہ عبارت کے الفاظ یا اس سے ملتے جلتے ہیں کیونکہ اس مقدس تارک الدنیا نے یہ الفاظ میرے سامنے دہرائے تھے لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ میرا حافظہ کمزور ہو رہا ہے خصوصاً عبارت کے الفاظ اور دیوتائی تحریریں تو مجھے یاد ہی نہیں رہتیں۔ چونکہ اے اجنبی خاتون تم اس تعویذ کی بقیہ عبارت جانتی ہو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے تعویذ تھیبس میں عام ہوں گے جسے بہت سے لوگ پہنتے ہوں گے چنانچہ اب مجھے اس عورت کی تلاش ہے جو نہ صرف بقیہ عبارت سے واقف ہو بلکہ جس کے پاس تعویذ کا بقیہ حصہ 'نصف حصہ ہو۔ کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کرسکتی ہو؟

شاید میں نے جواب دیا مجھے وہ آدھا تعویذ دکھاؤ۔

تاؤ نے چاروں طرف دیکھ کر یہ اطمینان کرلیا کہ ہم اکیلے تھے اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے لباس کے گریبان میں ڈال دیا اور وہاں سے اس نے ایک بے حد قدیم تختی کا آدھا حصہ نکالا جس پر تحریر تھی۔ یہ تختی اس نے ایک دھاگے سے باندھ کر اپنے گلے میں پہن رکھی تھی۔ یہ تختی عین بیچ سے ٹوٹی ہوئی تھی یا اسے کاٹا گیا تھا لیکن اس طرح کہ اس میں بہت سے دندانے تھے کچھ اونچے نیچے۔ میں نے اس تختی کو دیکھا اور فوراً پہچان لیا کیونکہ برسوں پہلے میرے بڑے چچا کاہن راہو نے اس کا بقیہ نصف حصہ مجھے دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جب بھی مجھے ان کی مدد کی ضرورت ہو میں یہ ٹوٹی تختی انہیں بھیج دوں۔ اور یہ آدھا حصہ میرے گلے میں اس وقت بھی پڑا ہوا تھا۔ جواب میں نے نکالا اور اس حصے سے ملادیا جو تا

خدا تاؤ کے پاس تھا اور دونوں حصے کے دندانے نے آپس میں ٹھیک سے بیٹھ گئے۔ اور تختی مکمل ہو گئی۔

تاؤ نے یہ دیکھا اور سرہلایا۔

عجیب بات ہے اے خاتون کماح کہ میری تم سے ملاقات یوں ہوئی اور وہ بھی اتفاقاً بلاشبہ لیکن دیوتا اپنے کاموں سے واقف ہوتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے کاموں میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ دوسرا ٹکڑا بھی ہو کسی کے پاس جو یوں میری تختی کے ٹکڑے کو مکمل کردے اس لئے میرے اطمینان کی خاطر یہ بھی بتادو کہ مجھے بھیجنے والا کون ہے وہ کہاں رہتا ہے۔ اور جو بھی باتیں تم جانتی ہو بتادو۔

اس کا نام راہو میں نے جواب دیا جو دنیا میں پسر شاہ کے نام سے مشہور ہے حالانکہ اس شاہ کے انتقال کو عرصہ گزر گیا اور جیسا کہ تم نے کہا کہ وہ اہرام کے سائے میں رہتا ہے رہی دوسری باتیں تو ان کا تو یہ ہے کہ وہ ایک زبردست برادری کاہن اعظم ہے بہت بوڑھا ہے اس کی داڑھی اور بال برف کی طرح سفید ہیں وہ بے حد قبول صورت ہے اور اس کی باتیں دلنشیں ہوتی ہیں وہ بلی کی طرح اندھیرے میں دیکھ سکتا ہے کیونکہ برسوں سے اندھیرے میں رہتا آیا ہے اس کے گھٹنے صحرا نشینوں کے پیروں سے زیادہ سخت اور کھردرے ہیں کیونکہ وہ گھٹنوں پر جھک کر عبادت کرتا رہتا ہے۔ اور جب وہ اکیلا ہوتا ہے تو اپنے ہمزاد یعنی "کا" سے باتیں کرتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے یا شاید دوسری روحوں سے باتیں کرتا ہے اور یہ "کا" اور یہ روحیں اسے بتاتی ہیں کہ مصر میں کیا ہو رہا ہے۔ کم سے کم برسوں پہلے وہ ایسا ہی تھا جب اس نے تختی کا یہ آدھا ٹکڑا مجھے دیا تھا یعنی وہ اب کیسا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتی....

تم نے جو حلیہ بیان کیا ہے وہ کافی ہے خاتون حالانکہ اب مقدس راہو کی چندیا پر بہت کم بال رہ گئے ہیں اور اب وہ اتنے دبلے ہو گئے ہیں کہ انہیں قبول صورت نہیں کہا جاسکتا بلکہ اب وہ بے حد بوڑھے اور بھوکے عقاب سے لگتے ہیں تاہم بے شک ہم دونوں اس مقدس ہستی کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کا نام راہو ہے جس کا ثبوت تعویذ کے وہ دو ٹکڑے ہیں چنانچہ بے شک تم وہی خاتون کماح ہو جس سے میری ملاقات ٹھیک اسی جگہ

ہوئی ہے جہاں مقدس راہو نے کہا تھا کہ ہوگی خیر تو اب میں تمہیں وہ پیغام سناتا ہوں جو مقدس راہو نے دیا ہے اور یہاں اے ملکہ اس ملاح میں ایک تبدیلی ہوئی پہلے وہ غیر سنجیدہ تھا اور اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے مذاق اڑا رہا ہو۔ اب وہ ایک دم سے سنجیدہ ہوگیا اس کا مسکراتا ہوا خوش گوار چہرہ ایک دم سے متفکر اور خشمناک سا بن گیا۔ اس شخص سا جس کے سر بڑی عظیم ذمہ داری ہو اور جس کی تکمیل پر اس کی عزت اور وقار کا انحصار ہو۔

سنو خاتون! ملاح بولا۔ سنو شہزادی مصر کی انا جس بادشاہ کو تم نے گودیوں میں کھلایا تھا اس کا جسم چرواہوں کے نیزوں سے چھلنی ہوا اور اب وہ اپنے مقبرے میں نہ ٹوٹنے والی نیند سو رہا ہے۔ تو کیا اب تم یہ دیکھنا پسند کرو گی کہ اس کے نطفے سے جو پیدا ہوئی ہے اس کا اور مرنے والے کی ملکہ کا بھی یہی حشر ہو؟

یہ تو بڑا احمقانہ سوال پوچھا ہے تم نے تاؤ۔ کیونکہ وہ جہاں جائیں گے میں بھی جاؤں گی اور ان دونوں کا جو حشر ہوگا میرا بھی ہوگا۔ میں نے جواب دیا۔

بے شک تم سے یہی امید ہے چنانچہ سنو خاتون کماح خطرہ زبردست ہے تم تینوں کو گرفتار کرلینے کی سازش کی جاچکی ہے اور یہ بات مقدس راہو کو الہام کی گئی ہے۔ اسی شہر میں وہ غدار ہیں جو اس سازش میں شریک ہیں۔ بہت جلد شاید کل پرسوں میں یہ لوگ ملکہ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اس کی اور شہزادی کی جان خطرے میں ہے چنانچہ یہ لوگ تجویز پیش کریں گے کہ ملکہ شہزادی کو لے کر ان کے ساتھ چلے کہ وہ ان دونوں کو کسی محفوظ جگہ چھپا دیں اب اگر ملکہ ان کی باتوں میں آگئی تو بہت جلد اسے پتہ چل جائے گا کہ محفوظ جگہ ابپی کا قید خانہ ہے۔ یعنی تانیس میں۔ بشرطیکہ وہ وہاں تک زندہ پہنچ پائی۔ سمجھ گئیں تم خاتون کماح؟ اور اگر ملکہ ان کی باتوں میں نہ آئی اپنی خوشی سے ان کے ساتھ نہ چلی تو وہ گھسیٹ کر لے جائیں گے اور اسے شہزادی کو ابپی کے سپرد کردیں گے۔

میں نے سر ہلا کر جواب دیا:

معلوم ہوتا ہے خطرہ بہت قریب اور وقت بہت کم ہے چنانچہ تمہاری تجویز کیا ہے پیغامبر؟

سنو میں جلد ہی اپنا جہاز لے کر شہر کی بندرگاہ پر جاؤں گا کہ چند تاجروں کو ان کا سامان تجارت دے دوں۔ لیکن جہاز پر مسافر بھی ہوں گے جو سیہوت کے باشندے ہوں گے۔

کاشت کار جو چرواہوں کے مظالم سے تنگ آکر بھاگ رہے ہوں گے اور یہ مسافر تین ہوں گے ایک معمر عورت جو بالکل تمہاری جیسی ہوگی خاتون کماح جو بطور میری بہن کے سفر کررہی ہوگی۔ دوسری ایک خوبصورت جوان عورت جسے میں اپنی بیوی ظاہر کروں گا۔ اور اس جوان عورت کی گود میں تین مہینے کی بچی ہوگی۔ چنانچہ بندرگاہ پر کے افسروں سے میں یہی کہوں گا اور ان دونوں عورتوں کو بظاہر میری بہن اور میری بیوی بننے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تم سمجھی کچھ خاتون کماح؟

سمجھ گئی مجھے تمہاری بہن ملکہ کو تمہاری بیوی اور شہزادی کو تمہاری بچی بن کر تمہارے ساتھ چلنا ہے۔

تم نے صحیح سمجھا۔

تو پھر کب اور کیسے؟

خاتون کماح! میں نے سنا ہے کہ آج اس رات اس شہر میں دریائے نیل کے دیوتا کا جشن ہے چنانچہ سینکڑوں لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر اور چراغ جلا کر بھجن گاتے ہوئے جائیں گے اس بھیڑ سے بچنے کے لئے میں اپنا جہاز یہاں اس گھاٹ پر لے آؤں گا۔ تاکہ پو پھٹنے سے پہلے جنوبی ہوا کہ سہارے یہاں سے روانہ ہوجاؤں۔ تو کیا میں امید کروں کہ "را" کے طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے دو دیہاتی عورتیں ایک بچی کے ساتھ یہاں کھجور کے جھنڈ میں منتظر ہوں گی؟

شاید اور اگر ایسا ہوا تو اے پیغامبر یہ سفر کہاں ختم ہوگا؟

اہرام کے سائے میں جہاں ایک مقدس ہستی ان کی منتظر ہے کیونکہ اس مقدس ہستی کا کہنا ہے کہ ان کی قیام گاہ شاندار نہ ہوگی لیکن وہاں وہ محفوظ ہوں گے۔

ہاں۔ یہ خیال مجھے بھی آتا ہے تاؤ لیکن یہ مزار بے حد خطرناک ہے اور یہ میں کیسے یقین کرلوں کہ یہ بھی کوئی جال نہیں ہے؟ یہ میں کیسے یقین کرلوں کہ تم چرواہوں کہ آدمی نہیں ہو؟ کیسے یقین کرلوں کہ تم تھیبس کے غداروں میں سے نہیں؟ اس کی کیا ضمانت ہے کہ تمہیں ہمیں بہلانے پھسلانے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے؟

بہت عقلمندانہ سوال ہے۔ تاؤ نے جواب دیا۔ پیغام تم نے لفظ بہ لفظ سن لیا تعویذ دیکھ لیا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں ہیں تو میں یہ قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ اگر میں تمہیں

دھوکا دوں تو دوسری دنیا میں میری روح ہمیشہ کے لئے آگ میں جلتی رہے۔ تاہم یہ بڑا عقل مندانہ سوال ہے کیونکہ یہاں ایک نہیں تین جانوں کا سوال اور میں نہیں جانتا کہ تمہارے ان سوالوں کا کیا جواب دوں۔

چنانچہ اب ہم خاموش کھڑے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اور میرے دل میں شکوک و شبہارت تھے اور خوف تھا۔ ایک دفعہ اگر ہم اس انجان آدمی کے اختیار میں آگئے۔ تو ہمارے ساتھ کیا نہیں ہو سکتا؟ یہ فکر مجھے تھی اور اے ملکہ مجھے اپنی فکر نہ تھی بلکہ تمہاری شہزادی کی فکر تھی۔

ہاں کماح! یہ میں جانتی ہوں کیونکہ تم میری ماں کی طرح ہو ملکہ ریما نے کہا لیکن خیر اب آگے کہو کہ کیا ہوا؟

پھر یہ ہوا ملکہ کہ دفعتاً" تاؤ بے چین اور پریشان ہو گیا۔

یہ مقام سنسان اور خاموش ہے وہ بولا لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کوئی اور بھی ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اے ملکہ ہم گھاٹ سے ہٹ کر ایک تنہا کھجور کے درخت کے قریب جا کھڑے ہوئے تھے کہ یہاں ہمیں دریا کی طرف سے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اور نہ ہی ہماری باتیں سن سکتا تھا۔ میرے بائیں طرف ایک پرانے معبد کا کھنڈر تھا جس کی چھت پر کسی دیوتا کا ٹوٹا ہوا بت تھا کہتے ہیں کہ یہ کسی مندر کا باب تھا جہاں اے ملکہ! تم اکثر جا بیٹھا کرتی تھیں۔

ہاں کماح۔ میں کھنڈر سے واقف ہوں۔

اے ملکہ یہ کھنڈر اب بھی نصف کے قریب صبح کی دھند میں چھپا ہوا تھا اور تاؤ غور سے اسی کھنڈر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کھنڈر پر سے اب دھند پردے کی طرح اٹھ گئی اور میں نے بھی اس طرف دیکھا جس طرف تاؤ دیکھ رہا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ معبد خالی نہ تھا جیسا کہ میرا خیال تھا کیونکہ اس وقت وہاں ایک بے حد بوڑھا شخص گھٹنوں کے بل جھکا جیسے عبادت کر رہا ہو۔ اس نے اپنا سر اٹھایا۔ روشنی اس کے چہرے پر پڑی اور میں نے اسے پہچان لیا کہ وہ مقدس راہو تھے۔ حالانکہ جب میں نے برسوں پہلے انہیں دیکھا تھا جب انہوں نے تعویذ کا آدھا ٹکڑا دیا تھا۔ اس وقت سے کچھ زیادہ نہ ہی بوڑھے ہو گئے تھے لیکن بلاشبہ وہ راہو ہی تھے۔

معلوم ہوتا ہے خاتون کماح کہ وہ مقدس تارک الدنیا یہاں بھی رہتا اور وہاں بھی رہتا ہے اہرام کے سائے میں تاؤ نے کہا۔ اور یہ وہ مقدس شخص ہے جسے میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں تم ہی بتاؤ خاتون کماح کہ وہ بوڑھا شخص مقدس راہو تو نہیں ہے؟

ہاں وہی ہے بے شک وہی ہے۔ تاؤ! یہ بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی کہ تم انہیں بھی اپنے ساتھ جہاز پر لائے ہو؟ اس طرح میری بہت سی دماغی پریشانی دور ہوجاتی ٹھہرو میں بات کرتی ہوں ان سے۔

ہاں بات کرو ان سے اور اطمینان کرلو اپنا کہ جھوٹا ہوں یا سچا ہوں۔

اور میں گھوم کر معبد کی طرف بھاگی وہ خالی تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا مقدس راہو جا چکے تھے وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں وہ چھپ سکتے۔

خاتون کماح! تارک الدنیا لوگوں اور کاہنوں کے طور طریقے حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ تاؤ نے کہا۔ وہ لوگ یا ان میں سے چند ایسے ہوتے ہیں جو بیک وقت دو مقامات پر موجود ہوتے ہیں چنانچہ اب میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا اطمینان ہوگیا ہوگا اور تم لوگ یہاں پہنچ جاؤ گے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

بے شک میں نے جواب دیا۔ ہم یہاں مقررہ وقت پر آجائیں گے بشرطیکہ ملکہ اس کے لئے تیار ہوں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو مثلاً بندھن یا موت لیکن ٹھہرو ہمارے پاس دیہاتی عورتوں کا لباس نہیں ہے۔ محل میں ایسا لباس کہاں سے آئے؟ اور اگر ہم نے کسی کو بازار بھیجا کپڑے خریدنے کے لئے تو دشمن ہوشیار ہوجائیں گے کیونکہ ملکہ کر کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔

مقدس راہو بڑے دوربین ہیں= تاؤ نے کہا۔ یا میں دوربیں ہوں۔ بہرحال اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

اور تب وہ وہاں گیا جہاں میں پہلی دفعہ اس سے ملی تھی۔ اور ایک پتھر کے پیچھے سے اس نے ایک گٹھڑی نکالی۔

یہ لو۔ اس نے کہا۔ اس گٹھڑی میں تمہیں ضرورت کی ہر چیز مل جائے گی۔ صاف ستھرے لیکن موٹے کپڑے۔ لیکن فکر نہ کرو ننھی شہزادی کا نازک کھال کو بھی ان سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اچھا خاتون کماح دھند چھٹ گئی ہے اور اب مجھے چلنا چاہئے۔ کل

پو پھٹنے سے ایک نہیں' دو گھنٹے پہلے یہاں آؤں گا۔ اور یقین ہے کہ میری بہن اور میری بیوی اپنی بچی کے ساتھ میری منتظر ہوں گی۔

پھر وہ چلا گیا اور میں بھی چلی آئی۔ میری دماغ میں خیالات کا ہجوم تھا۔ لیکن میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں اس واقعہ کا ذکر تم سے اس وقت تک نہ کروں گی جب تک کہ آج کے اجلاس میں تمہاری درخواست کا جواب تھیبس کے امرا نہیں دے دیتے۔

تم نے گٹھڑی کھول کر دیکھی کماح؟ ریما نے پوچھا۔

ہاں۔ کماح نے جواب دیا سب ایسا ہی ہے جیسا تاؤ نے کہا تھا دو چغے اور دوسرے کپڑے ہیں جیسے کہ دیہاتنیں جب سفر کرتی ہیں تو پہنتی ہیں۔ اور یہ تمہارے اور میرے ناپ کے ہیں۔ اور بچی کا لباس ہے جیسا کہ موسم گرم پہنا جاتا ہے۔

آؤ میں بھی دیکھ لوں۔ ریما نے کہا۔

حلف

دوسرے دن علی الصبح سورج کی ایک کرن نے روشن دان میں سے داخل ہو کر بستر پر سوئی ہوئی کماح کو بیدار کر دیا۔

کم سے کم ہر مقبرے میں نہیں ہیں۔ کماح نے سوچا۔ کیونکہ مقبروں میں کھڑکیاں نہیں ہوتیں اس لئے کہ مردوں کو ہوا اور روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اب اس نے اس بستر کی طرف دیکھا جس میں ریما اپنی بچی نفرا کو پہلو میں لے کر سوئی ہوئی تھی۔ ریما بستر میں بیٹھی ایک محویت کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تو تم بیدار ہو گئیں کماح۔ وہ بولی۔ دھوپ تمہاری آنکھوں پر آئی ہے جس کے لئے میں دیوتاؤں کی مشکور ہوں کیونکہ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم قبر میں نہیں ہیں سنیے۔ ایک خواب دیکھا ہے میں نے۔ میں نے دیکھا کہ دیوتا رع کے پسر اور میرے شوہر خضرا جواب اس دنیا میں نہیں میرے پاس آئے اور کہا:

شریک حیات! تم نے سارے کام پورے کر لئے۔ تم ہماری بچی کو اس جگہ لے آئیں جہاں وہ محفوظ ہو گی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ان لوگوں کی روحیں جو اس سے بہت پہلے مصر میں موجود تھے اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ تم بچی کی طرف سے بے فکر رہو۔ اور اب اے میری شریک حیات تم میرے پاس اپنے شوہر کے پاس آنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ تو میری دلی آرزو ہے میرے سرتاج! میں نے جواب دیا لیکن یہ بتاؤ کہ میں تمہیں کہاں پاؤں گی۔

اور تب کماح! میرے شوہر خضرا کی روح نے مجھے ایک بے حد خوبصورت اور حیرت انگیز منظر دکھایا جسے میں بھول گئی ہوں۔ اور پھر میرے شوہر نے کہا:

اے میری شریک حیات! ہمارا تم پاؤ گی مجھے یہاں نہ جنگیں ہیں نہ خوف اور نہ مصائب ہیں اور یہاں ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے حالانکہ یہ میں نہیں جانتا کہ آخر میں کیا ہو گا۔

لیکن ہماری پیاری بچی کا کیا ہو گا؟ میں نے پوچھا ''کیا ہم اسے گنوا دیں گے۔''

نہیں پیاری میرے شوہر نے جواب دیا جلد ہی وہ بھی ہمارے پاس آجائے گی۔
تو پھر اے میرے سرتاج! اس سے پہلے کہ ہماری بچی دنیا کو پہچانے وہ بھی دنیا چھوڑ دے گی؟
نہیں میری پیاری ایسا نہیں ہے وہ دنیا میں رہے گی اور جب اس کا وقت آئے گا تو ہمارے پاس آجائے گی۔
تاہم وہ ہمیں نہ تو پہچانے گی کیونکہ اس کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی ہم اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے۔
مردے سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ گنوایا ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد مل جاتا ہے مرنے کے بعد سب کچھ معاف کردیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کاہنوں اور امرا کو بھی جنہوں نے تم سے غداری کی تھی معاف کردیا گیا کیونکہ ان میں سے چند جنہیں رو کے کلہاڑے نے اس دنیا میں بھیج دیا تھا۔ اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور تم سے معافی طلب کررہے ہیں موت میں ایک نئی زندگی اور نئی سمجھ ملتی ہے چنانچہ اے میری ملکہ یہاں آجاؤ جلد آجاؤ۔
اور پھر میری آنکھ کھل گئی اور آج پہلی دفعہ میں خوش ہوں جیسی کہ اس دن سے پہلے تھی جس دن رو میرے شوہر کی لاش اپنے کندھے پر اٹھا کرلایا تھا۔
عجیب خواب ہے یہ تو بے حد عجیب لیکن اندھیر رات کے ایسے خوابوں پر کون یقین کرتا ہے؟ کماح نے کہا کیونکہ وہ خوفزدہ ہوگئی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ کیا کہے چند ثانیوں کے توقف کے بعد وہ بولی:
اچھا اب اٹھو کہ میں تمہیں لباس پہنا دوں جو مہیا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم آقا تاؤ کو طلب کرلیں گے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی معمولی ملاح نہیں بلکہ بڑا سردار ہے۔ اس کے ساتھ ہم ذرا اس مقام کی سیر کرلیں گے کیونکہ یہاں اچھا کھانا ہے۔ روشنی ہے دوست ہیں اور اندھیرے غار ہیں جہاں ہم دشمنوں سے بشرطیکہ وہ آئے محفوظ رہیں گے۔
اچھا کماح اٹھتی ہوں حالانکہ شاید آخری دفعہ اٹھ رہی ہوں کیونکہ میں اس حیرت انگیز اور پراسرار کاہن کی صورت دیکھنا چاہتی ہوں جس کا نام راہو ہے۔ اور جو ہمیں لایا ہے اور میں اپنی بچی کو اس سے پہلے کہ میں اس جگہ سے چلی جاؤں جہاں کسی زندہ آدمی کی رسائی نہیں اس کے سپرد کردینا چاہتی ہوں۔

میں نے راہو کے متعلق سنا ہے اس کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ اس کی رسائی بہت دور تک ہے کماح نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ صبح کے ناشتہ کے لئے بیٹھے تھے جو کاہناؤں نے چنا تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ یہاں صرف کاہن ہی نہیں بلکہ کاہنائیں بھی تھیں جب وہ ناشتہ سے فارغ ہوئے تو تاؤ نے آکر کہا کہ وہ انہیں اپنے آقا اور کاہن اعظم کے حضور لے جانے آیا ہے۔

وہ تاؤ کے ساتھ چل پڑے۔ ریما تاؤ کا سہارا لئے ہوئی تھی کیونکہ اب وہ بے حد کمزور ہو رہی تھی۔ کماح نے بچی کو اٹھا رکھا تھا۔ اور رو سب کے پیچھے آرہا تھا تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے گانے کی آواز سنی اب وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جس میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں سے روشنی آرہی تھی۔ یہ کھڑکیاں بہت اوپر' چھت کے قریب تھیں۔ اور مشرق کے رخ ایک روشن دان تھا اس کمرے میں بہت سے مرد اور عورتیں جمع تھیں عورتیں بائیں طرف تھیں اور مرد دائیں طرف اور سب کے سب سفید لباسوں میں ملبوس تھے کمرے کے انتہائی سرے پر اور عین 'سامنے قربان گاہ تھی۔ اور سن سرخ کے شوالے میں مردوں اور آنتی یعنی دوسری دنیا کے دیوتا اور اوزیرس کا بت کھڑا تھا ان پٹیوں میں لپٹا ہوا جو حنوط شدہ لاشوں پر لپیٹی جاتی تھیں اس قربان گاہ کے سامنے پتھر کی کالی کرسی میں ایک بوڑھا کاہن بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے سفید راہبانہ لباس سے عجیب شکل کے ساحرانہ جواہرات لٹک رہے تھے۔

یہ بے حد حیرت انگیز بوڑھا تھا۔ کم سے کم رو نے ایسا ہی سوچا جو اپنی گول گول آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔ اس کی ڈاڑھی بے حد لمبی اور برف کی طرح سفید تھی۔ اس کے ہاتھ ممی کے ہاتھوں کی طرح پتلے اور خشک تھے ناک چونچ جیسی تھی اور آنکھیں کالی تھیں جو جیسے آگ سے بھری ہوئی تھیں اور نظر برے کی طرح روح کی گہرائیوں میں اترتی معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ کماح نے اسے کئی برسوں سے دیکھا نہ تھا۔ تاہم اس نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ کوئی اور نہیں بلکہ فرعون کا بیٹا اور اس کا بڑا چچا کاہن راہو تھا۔ جس کے تقدس پراسرار قوتوں اور سحر کے چرچے مصر کے طول و عرض میں تھے کماح کو اچانک یاد آیا کہ وہاں تھیبس میں جب اس نے تاؤ پر شبہ کیا تھا راہو بالکل اسی شکل و صورت میں معبد کے اس کھنڈر میں اسے نظر آیا تھا۔

وہ آگے بڑھے اور وہاں موجود لوگ خاموشی سے انہیں دیکھنے لگے راہو نے تاؤ کے ہمراہ آنے والوں کی طرف دیکھا اور پھر گو بجدار اور بے حد صاف آواز میں تاؤ سے پوچھا:

کون ہیں یہ لوگ اے تاؤ! جنہیں تم صبح کی خفیہ برادری میں لے آئے ہو کہ بغیر حکم کے آنا موت ہے؟ جواب دو اے میرے روحانی بیٹے!

تاؤ نے راہو کے سامنے تین دفعہ سجدہ کیا اور پھر کہہ:

اے تقدس ماب! اے خانہ دانائی! اے شاہ شاہاں! اے روئے زمین پر آسمانی کلام! سنو میں کہتا ہوں پچھلے مہینے کے پورے چاند کے دن سے پہلے آپ نے مجھے ایک حکم دیتے ہوئے کہا تھا:

اے ہماری برادری کے کاہن! تاجر بن جاؤ اور دریائے نیل میں اپنا جہاز چلاتے ہوئے تھیبس پہنچو اور جب تم وہاں پہنچو تو صبح سے پہلے محل کے باغ میں جاؤ اور کھجور کے اس درخت کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہوجاؤ جو ایک بھولے معبد کے قریب اگا ہے۔ وہاں تھیبس ایک عورت ملے گی جو فراعنہ کی انا ہے اور جس کی رگوں میں وہی خون ہے جو میری رگوں میں ہے اس سے بات کرو اسے یہ آدھا تعویذ دکھاؤ اور اگر وہ تمہیں اس کا دوسرا ٹکڑا دکھائے تو پھر اس پر ظاہر کرو کہ تم میرے فرستادہ ہو۔ اور یہ ایک خاص کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ اسے یہ کام بتاؤ اور اگر وہ تم پر شک کرے تو پھر تم مجھ سے درخواست کرو اور اپنی یہ درخواست ہوا کے ذریعہ مجھ تک بھیج دو اور میں تمہاری مدد کو آجاؤں گا۔ اور پھر جب اس کا شک دور ہو جائے تو اپنا وہ فرض پورا کرو جو تمہیں بتادیا جائے گا۔

اے مقدس کاہن! میں نے آپ کا حکم سنا اور دیکھو۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ آپ کے سامنے ریما موجود ہے بابل کا بادشاہ یتناح کی بیٹی اور ہمارے اس فرعون کی ملکہ ہے جو اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اور یہ فراعنہ کی انا خاتون کماح جس کی رگوں میں وہی خون ہے جو آپ کی رگوں میں ہے اور یہ بچی نفرا ہے جو مصر کی شہزادی ہے۔

اے میری روحانی بیٹے! بے شک میں انہیں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ دیو ہیکل کالا آدمی کون ہے جس کے متعلق میں نے کوئی حکم نہیں دیا تھا؟

یہ وہ ہے اے میرے روحانی باپ! جسے خود دیوتاؤں نے بھیجا ہے کہ اس کی مدد کے

بغیر آج ہم یہاں نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ ہے جس نے غداروں کو روک رکھا اور اپنے اس زبردست کلہاڑے سے انہیں خاک و خون میں لٹا دیا جو تعداد میں آٹھ تھے۔

نہیں اگر میری معاوہ روح نے غلط نہیں کہا تو ان آٹھ میں سے ایک کو میری عزیزہ کماح نے قتل کیا۔

رو یہ ساری باتیں حیرت سے آنکھیں پھاڑے سن رہا تھا چنانچہ اب وہ اپنے آپ کو روک نہ سکا اور بولا:

ہاں یہ سچ ہے اے کاہن یا دیوتا یا جو بھی تم ہو بے شک کماح نے ان آٹھ میں سے ایک کو مار گرایا جو میری بغل کے نیچے سے نکل گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان کا سردار تھا۔ اور ایک اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ لیکن تمہاری نظر بڑی تیز ہے اے کاہن کہ اتنی فاصلے سے تھیبس میں دیکھ سکتے ہو اور وہ بھی اس خاص وار کو جو کماح نے کیا تھا۔

راہو کے چہرے پر مسکراہٹ کی جھلک کانپ گئی۔

قریب آؤ اے رو! کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہی تمہارا نام ہے راہو نے کہا۔

رو آگے بڑھا اور پھر خود اپنی مرضی سے راہو کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

سنو ملک ایتھوپیا کے رو۔ تم بہت بہادر مخلص اور صاف دل آدمی ہو۔ تم نے انہیں قتل کیا جنہوں نے تمہارے آقا خعفرا کو قتل کیا تھا اور اس کی لاش کو اپنے شانے پر ڈال کر تھیبس لے آئے، تم نے اپنی بہادری اور جنگ جوئی سے اپنے آقا کی بیٹی اور اس کی ملکہ کو موت سے بچایا۔ چنانچہ میں تمہیں آج سے اپنی جماعت میں شامل کرتا ہوں۔ حالانکہ ہماری برادری میں آج تک کسی سیاہ فام کو شامل نہیں کیا گیا۔ بعد میں تمہیں اس برادری کو سیدھی سادی رسومات سکھادی جائیں گی اور حلف لیا جاتا ہے تم سے بھی لیا جائے گا لیکن جان لو اے رو کہ اگر تم نے اس برادری کا ادنیٰ سا بھی راز کسی کے سامنے ظاہر کیا تو تمہاری موت اس طرح ہوگی۔

اور اس نے جھک کر روک کے کان میں کچھ کہا۔

بس کرو اے کاہن بس کرو رو نے خوف سے لرز کر کہا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوگیا۔ میں نے بہت سی چیزوں کے متعلق سنا ہے لیکن جنگ میں اور امن میں اور حبش میں یا مصر میں ایسی بات نہیں سنی اس کے علاوہ ایسی دھمکیوں کی کوئی ضرورت نہیں

کیونکہ میں نے کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا سوائے اپنے آپ کو اور ان کو کبھی دھوکا نہیں دوں گا جن کا نمک کھایا ہے۔

اور اس نے ملکہ ریما اور شہزادی نفرا کی طرف دیکھا۔

یہ میں جانتا ہوں رو۔ راہو نے کہا تاہم کبھی کبھی حماقت اور کبھی کبھی عیاری اور خود اعتمادی دھوکا دے جاتی ہے۔ تمہیں شہزادی نفرا کا خادم خاص اور محافظ بنایا جاتا ہے جیسے کہ تم اس سے پہلے اس کے باپ کے تھے۔ جہاں وہ جائے گی تم جاؤ اور جب وہ سوئے گی تمہارا بستر اس کے دروازے کے عین باہر ہوگا اگر وہ رات میں اور دن میں کہیں گھومنے جائے گی تو تم اس کے ساتھ گھومنے جاؤ گے اور آخر کار جب وہ مرے گی تو تم بھی اس کے ساتھ مرو گے اور دوسری دنیا میں بھی اس کے ساتھ جاؤ گے یہ ہوگا تمہارا انعام کہ جو دعائیں اس کے ساتھ ہوں گی تمہارے ساتھ بھی ہوں گی اور جو قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی تمہارے ساتھ بھی ہوں گی اور یہ کہ تم آخر تک اس دنیا میں اور اب دوسری دنیا میں بھی اس کی خدمت کرو گے اب جاؤ۔

اس سے زیادہ اچھی قسمت میری ہو ہی نہیں سکتی۔ رو نے آہستہ سے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔

میری عزیزہ راہو نے کماح سے کہا۔ شہزادی کو میرے پاس لاؤ چنانچہ کماح آگے بڑھی ان کی آغوش میں شہزادی سو رہی تھی۔ راہو کی ہدایت کے مطابق اس نے شہزادی کو دونوں ہاتھوں پر لے کر اوپر اٹھایا کہ سب اسے دیکھ سکیں اور تب وہاں موجود ہر مرد اور ہر عورت نے بھی بچی کو سجدہ کیا۔

اے جماعت سحر کے بھائیوں اور بہنو! دیکھو اور پہچان لو کہ یہ بچی تمہاری اور مصر کی ملکہ ہے راہو نے اونچی آواز میں کہا اور ایک بار پھر ان سب نے بچی کو سجدہ کیا۔

اور پھر راہو نے کچھ پڑھ کر شہزادی پر دم کیا اور اس پر چند ساحرانہ علامتیں بنائیں اور اس نے دیوتاؤں اور پاک روحوں کو پکار کر کہا کہ وہ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں شہزادی کی حفاظت اور مدد کریں۔ اور تب اس نے بچی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے کماح کی آغوش میں واپس دیتے ہوئے کہا:

اے وفادار کماح! دیوتاؤں کی رحمتیں تم پر بھی نازل ہوں۔ بے شک نازل ہوں گی

تم پر اور بعد میں تمہیں بھی ہماری برادری کے اسرار سے آگاہ کردیا جائے گا اور تمہیں بھی ہماری برادری میں شامل کرلیا جائے گا جاؤ دیوتا تمہاری بھی حفاظت کریں گے۔

اب راہو ان میں سے ہر ایک کو مخاطب کرچکا تھا سوائے ملکہ ریما کے جو اس کرسی میں جو راہو کے عین سامنے تھی بیٹھی ہوئی تھی اور خالی خالی نظروں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔ اور راہو کی باتیں یوں سن رہی تھی جیسے ان کا تعلق اس سے اس کی ذاتی مسائل سے نہ تھا لیکن جب راہو خاموش ہوا تو ریما نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور کہا:

مبارک الفاظ اور دعائیں غلام کے لئے مبارک الفاظ اور دعائیں بوڑھی انا کے لئے۔ مبارک الفاظ ور دعائیں بچی کے لئے جس کی رگوں میں مصر اور بابل کا شاہی خون دوڑ رہاہے۔ لیکن مصر کی ملکہ اور بچی کی ماں کے لئے تمہارے پاس کسی رقم کے الفاظ نہیں جسے تمہارے حکم سے اس مہیب اور اندھیرے اور پراسرار مقام میں لایا گیا ہے جہاں لوگ کسی انجانے مقصد کے لئے سازش کررہے ہیں؟

اور تب راہو اپنے تخت پر سے جو قربان گاہ کے سامنے تھا اٹھا بلند قامت اور بے حد دبلا پتلا لیکن مرعوب کن وہ بڑے وقار سے چل کر ریما کے قریب آیا اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا احترام سے چوما اور بولا:

"اے ملکہ! تمہارے لئے میرے پاس کوئی پیغام نہیں ہے کیونکہ تمہارا رابطہ براہ راست اس سے قائم ہے جو مجھ سے بہت بڑا ہے۔"

اور وہ گھوم کر دیوتا اوزیرس کے اس بت کے سامنے جھک گیا جو قربان گاہ کے پیچھے ایستادہ تھا۔

"ہاں یہ میں جانتی ہوں۔" ریما نے اداسی سے مسکرا کر کہا۔

تاہم راہو نے کہا "مجھ سے کہا گیا ہے کہ گزشتہ رات ملکہ نے ایک خواب دیکھا تھا۔"

"ہاں دیکھا تھا لیکن یہ بات تمہیں کس نے بتائی یہ میں نہیں جانتی۔"

"یہ اہم نہیں ہے کہ یہ مجھے کس نے بتایا۔ اہم یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں بتادوں کہ تمہارا وہ خواب پریشان دماغ کی پیداوار نہ تھا بلکہ حقیقت تھی چنانچہ جان لو اے ملکہ یہ دنیا اور یہاں کے دکھ گزرتے ہوئے بادلوں کا سایہ ہیں۔ اور اس کے بعد ان اہرام وہ لافانی چیز کھڑی ہے جسے محبت کہتے ہیں ہوائیں ریت کو اڑا لے جاتی ہیں۔ کھجور کے

درخت پھل دینے کے بعد خشک ہو جاتے ہیں لیکن اہرام اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔

میں سمجھ گئی۔ اے کاہن اور یہاں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں اب مجھے یہاں سے لے جاؤ اور میری قیام گاہ میں پہنچا دو کہ میں تھک گئی ہوں۔

اس واقعہ کی تیسری رات کو ملکہ ریما بخار میں پھنک رہی تھی اور اس پر ظاہر ہو چکا تھا کہ اس دنیا سے اس کے رخصت ہونے کا وقت اب قریب آگیا۔ چنانچہ اس نے راہو کو بلا بھیجا یہ کہہ کر کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتی ہے۔ راہو فوراً آگیا اور ریما نے اس سے یوں کہا:

میں نہیں جانتی تم کون ہو اور یہ برادری کیا ہے جسے تم حلقہ سحر کہتے ہو۔ نہ یہ جانتی ہوں کہ تم کون سے مقصد کے لئے کام کر رہے ہو۔ نہ یہ پتہ ہے مجھے کہ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور یہ نہ معلوم ہے کہ تم کون سے دیوتا کو پوجتے ہو۔ ویسے بھی مجھے مصر کے دیوتاؤں سے کوئی خاص لگاؤ نہیں۔ حالانکہ یہ سچ ہے کہ جب نفرا پیدا ہوئی تھی تو مصر کی دو دیویاں میرے پاس آئی تھیں۔ تاہم میں اعتراف کرتی ہوں۔ کہ میرا دل مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم بے حد سچے اور مخلص آدمی ہو۔ اور یہ کہ تمہاری روحانی قوتیں زبردست ہیں اور یہ کہ تم اور تمہاری جماعت شہزادی نفرا کی بھلائی چاہتی ہے اور اس کا برا نہیں چاہتی اور اگر دنیا سے انصاف اٹھ گیا تو میری بیٹی ایک مصر کی ملکہ ہوگی۔ چنانچہ یہ سارا معاملہ میں دیوتاؤں کے سپرد کرتی ہوں میں جو کچھ کر سکتی تھی کر گزری اور اب بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مر رہی ہوں جو ہونا ہے سو ہو کر رہے گا۔ چنانچہ مستقبل کے متعلق میرا کچھ بھی کہنا فضول ہے۔

اب اے کاہن راہو! میں تم سے ایک حلف چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش حنوط کر کے محفوظ کر دیا جائے اور جب موقع ملے تو میری لاش کو بابل میرے باپ ویتاح کے پاس یا اس وقت جو بھی بابل کے تخت پر بیٹھا ہوا اس کے پاس پہنچا دیا جائے اور میرا یہ آخری الفاظ لکھ کر میری لاش کے سینے پر رکھ دیئے جائیں کہ بابل کا بادشاہ انہیں پڑھے اور ان پر عمل کرے اور اگر ممکن ہو تو مصر کی شہزادی نفرا بھی میری لاش کے ساتھ بابل جائے۔

اس کے علاوہ میں وعدہ چاہتی ہوں تم سے کہ جو لوگ میری لاش لے کر بابل جائیں۔

وہ وہاں کے بادشاہ سے کہیں ملک بابل کے بادشاہ کی بیٹی اور فرعون مصر کی ملکہ اسے دیوتاؤں کی اور بابل کے بادشاہوں کی روحوں کی قسم دیتی ہوں کہ وہ مصر سے میرے شوہر کے قتل کا اور میرے ساتھ جو ناانصافی کی گئی ہے اس کا انتقام لے اس چرواہے بادشاہ کو قتل کردے جو غاصب ہے اور میری بیٹی کو مصر کا تاج و تخت لادے جس کی وہ جائز حق دار ہے اور ان لوگوں کو گرفتار کرلے جنہوں نے ہم سے غداری کی اور جنہوں نے مجھے اور نفرا کو موت کے حوالے کردیا ہوتا اور ان غداروں کو عبرت ناک سزا دے اے کاہن! حلف ہے جو میں تم سے چاہتی ہوں۔

اے ملکہ! راہو نے کہا یہ وہ حلف ہے جو میری مرضی کے خلاف ہے کیونکہ اس پر عمل کا مطلب ہے جنگ اور ہم لوگ جماعت سحر کے بیٹے اور بیٹیاں جنگ نہیں امن چاہتے ہیں کیونکہ ہمارا دیوتا ہرماچیس ہے جو امن کا دیوتا ہے جس کا بت ابوالہول کی شکل میں ہمارے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے انتقام نہیں بلکہ درگزر اور معافی ہمارا اصول ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم چرواہوں کی حکومت کا سلسلہ ختم کرکے مصر کے تخت پر اصل فرعون کو بیٹھانا چاہتے ہیں۔ اور فراعنہ کے اس سلسلے کی موجودہ کڑی اور مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز حق دار شہزادی نفرا ہے۔ لیکن اب تک دیوتاؤں کو یہ منظور نہیں ہوا کہ شمال اور جنوبی مصر ایک ہوجائیں اور خون خرابہ ختم ہو۔

چرواہے بھی یہی چاہتے ہیں ریما نے نقاہت سے کہا۔

ہاں لیکن ان کے اور ہمارے مقصد میں بہت فرق ہے وہ مصر کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہم ان زنجیروں کو توڑ کر اسے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اور یہ زنجیریں ہم توڑ دیں گے لیکن تلوار سے نہیں چرواہے تعداد میں زیادہ ہیں۔ لیکن مصر کے لوگ بہت زیادہ ہیں اور اگر دونوں نسلیں مل گئیں تو پھر دریائے نیل کے پانی سے سینچا ہوا گیہوں چرواہوں کے خس وخاشاک کو تباہ کردے گا۔ اس سلسلہ میں کچھ تو بہرحال ہوا ہے چرواہے بادشاہ اب مصر کے ان دیوتاؤں کے سامنے جھکتے ہیں جن کی قربان گاہیں انہوں نے اکھاڑ پھینکی تھیں۔ اور اب ان بادشاہوں نے مصر کے قوانین اور رسمیں اپنالی ہیں۔

اے کاہن! شاید ایسا ہی ہو جیسا تم نے کہا ہے اور ممکن ہے آخر میں ایسا ہی ہوجائے

جیسا تم چاہتے ہیں لیکن میری رگوں میں مصری خون نہیں ہے چنانچہ میرا مزاج تمہارے مزاج سے مختلف ہے۔ اور میں نے مصریوں کے ہاتھوں سخت دکھ اٹھائے ہیں۔ میرے شوہر کو قتل کردیا گیا' ان لوگوں نے جن کی وفاداری پر میرے شوہر کو بھروسہ تھا۔ مجھے اور میری بیٹی کو پکڑنے اور لونڈیاں بنا کر بیچ ڈالنے کی کوشش کی چنانچہ میں انصاف چاہتی ہوں جسے دیکھنے کے لئے میں زندہ نہ رہوں گی یہ انصاف میں صبر کرکے اور پیش بینی سے نہیں بلکہ تلواروں اور تیروں سے حاصل کرسکوں گی۔ میں کمزور ہورہی ہوں میرا وقت قریب ہے لیکن میری روح سلگ رہی ہے۔ اس کے علاوہ میں جانتی ہوں کہ تمہاری تمام امیدوں کا مرکز میری یہ بچی ہے جیسی کہ میری امیدوں کا مرکز ہے۔ اور میری روح مجھے بتارہی ہے کہ ان امیدوں کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے۔ تم کھاتے ہو یہ قسم؟ جواب دو فوراً کیونکہ اگر تم نے قسم نہ کھائی تو میں کسی اور کو تلاش کرلوں گی ایک راستہ تو یہ بھی ہے کہ میں اپنی بچی کو اپنے ساتھ دوسری دنیا میں لے جاؤں اور وہاں دیوتاؤں سے انصاف طلب کروں۔ کہو اب کیا کہتے ہیں؟

راہو چند ثانیوں تک سوچتا رہا اور ریما کی روح میں جھانکتا رہا اور تب اسے معلوم ہوا کہ وہ ہر طرف سے مایوس ہوچکی ہے اور جو کچھ کہتی ہے وہ کر گزرے گی۔

ٹھیک ہے اب میرے لئے اس سے مشورہ کرنا ضروری ہوگیا ہے جس کی میں پوجا کرتا ہوں راہو نے کہا شاید وہ مجھے کوئی راہ بجھادے۔

لیکن تمہارے مشورے کی دوران اگر میں اور میرے ساتھ دوسری ہستی بھی مرگئی تو پھر کیا؟ تم سمجھتے ہو کہ تم بچی کو مجھ سے الگ کرنے میں کامیاب ہوجاؤ گے؟ اے کاہن! تم نہیں جانتے کہ ایک ماں کی قوت ارادی کیسی زبردست ہوتی ہے اور تم نہیں جانتے کہ ہم بابلیوں کے پاس بھی ساحرانہ قوتیں ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے ساتھ جب اس دنیا سے رخصت ہوں ان کو بھی لے جاسکتے ہیں جن سے ہمیں پیار ہو۔

گھبراؤ نہیں ریما۔ خود میں بھی چند پراسرار قوتوں کا مالک ہوں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ازیرس تمہیں ابھی اپنے پاس نہ بلائے گا۔

میں تمہاری باتوں پر یقین کرتی ہوں کاہن کیونکہ میں جانتی ہوں کہ ایسے معاملات میں تم جھوٹ نہیں بول سکتے چنانچہ جاؤ اور مشورہ کرلو اپنے دیوتا سے۔

اور راہو وہاں سے چلا گیا۔

صبح ہونے سے کچھ پہلے راہو ملکہ کے حجرے میں واپس آیا تاؤ اس کے ساتھ تھا اور ان کے ساتھ وہ عورت بھی تھی جو جماعت سحر کی پہلی کاہنہ تھی ریما تکیوں کے سہارے بیٹھی ان کی منتظر تھی۔

"تم نے سچ کہا تھا کاہن" ریما نے کہا "میں نہ صرف اب تک زندہ ہوں اور اتنی کمزور بھی نہیں ہو جتنی کہ اس وقت تھی جب تم میرے پاس سے گئے تھے لیکن جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو کیونکہ یہ میرا آخر سنبھالا ہے بجھتے ہوئے چراغ کی آخر . بھبک ہے جلدی کہو اور مختصر الفاظ میں کہو۔"

ملکہ ریما! راہو نے کہا میں نے اس قوت سے مشورہ طلب کیا جس کا میں خادم ہوں اور جو اس دنیا میں میری راہبری کرتا ہے اور اس قوت نے میری دعاؤں اور میری درخواست کا جواب دیا ہے۔

کیا جواب ہے؟

"جواب یہ ہے ملکہ" راہو نے کہا۔ "کہ میں حلقہ سحر کی طرف سے بطور ان کے نمائندے اور بطور کاہن اعظم اور ان دونوں کی گواہی میں اور اس نے تاؤ اور کاہنہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ حلف اٹھاؤں اور وہ قسم کھاؤں جو تم چاہتی ہو۔ کیونکہ اس طرح ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے حالانکہ یہ مجھ پر ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ کامیابی کس طرح حاصل ہوگی چنانچہ میں سارے دیوتاؤں کی اور تمہارے اور میرے "کا" کی قسم کھاتا ہوں اور اس بچی کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے تمہاری بطن سے جنم لیا ہے جسے اب ہم اپنی ملکہ تسلیم کرتے ہیں ہاں ہم قسم کھاتے ہیں کہ جب وقت آئے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کئی برسوں کے بعد آئے گا۔"

تو تمہاری لاش کو بابل پہنچا دیا جائے گا اور تمہارا پیغام بابل کے بادشاہ کو دیا جائے گا اگر ممکن ہوا تو خود تمہاری بیٹی کی زبانی اور اس لئے کہ کوئی بھی بات بھول نہ جائے تمہاری خواہش تمہارا پیغام اور ہماری قسم حلف یا پیپرس کے اس پلندے پر لفظ بہ لفظ لکھ دیا گیا ہے جو تمہیں پڑھ کر سنا دیا جائے گا اور اس پر تم اپنی مہر لگاؤ گی کہ یہ بابل کے بادشاہ کے نام تمہارا خط ہوگا اور اس پر میں اور تاؤ بھی دستخط کریں گے چونکہ تاؤ کا درجہ میرے بعد ہے

اور میرے بعد یہی میری جگہ حاصل کرے گا۔

"ٹھیک ہے۔ پڑھو۔ نہیں ٹھہرو' کماح پڑھے گی۔"

چنانچہ کماح نے وہ تحریر پڑھی جہاں جہاں اسے مشکل پیش آتی تاؤ اس کی مدد کرتا۔

بالکل صحیح' صاف اور مفصل لکھا ہے جب کماح پڑھ چکی تو ریما نے کہا لیکن اتنا اضافہ اور کر دو کہ اگر میرے والد ویتاح نے یا اس نے جو ان کے بعد تخت پر بیٹھا ہو گا میری یہ آخر درخواست ٹھکرا دی تو پھر میں بددعا دیتی ہوں کہ بابل کے سارے دیوتاؤں کا غضب اس پر نازل ہو گا اور جب تک وہ زندہ رہے گا میں آسیب بن کر اسے پریشان کرتی رہوں گی اور جب وہ دوسری دنیا میں آئے گا تو اس سے حساب طلب کروں گی۔

حالانکہ الفاظ بڑے سخت ہیں تاہم لکھ لئے جائیں گے تاؤ لکھ لو یہ الفاظ کہ مرنے والوں کی خواہش پوری کرنی ہی چاہیئے۔

چنانچہ تاؤ فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے پر پاپیرس کا پلندہ رکھ کر ان الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر مٹی ملا کر موم لایا گیا اور ریما کی انگلی سے وہ انگوٹھی اتار کر جس کے نگینے پر بابل کی دیوتا کی تصویر کندہ تھی اسے موم میں ڈبویا گیا اور خود ریما نے اپنے ہاتھ سے مہر لگائی اور بطور گواہ سقارب کی مہر ثبت کی۔

اس تحریر کی ایک نقل انگوٹھی سمیت میری ممی کی پیٹیوں میں رکھ دینا کہ بین کے بادشاہ کو مل جائے اور دوسرا بلندہ اے راہو تم اپنی پاس رکھ کر کسی بے حد محفوظ جگہ چھپا دینا ریما نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا جیسا کہ تم کہتی ہو۔" راہو نے جواب دیا۔

عین اسی وقت طلوع ہوتے ہوئے سورج کی پہلی شعاع "روشن دان میں سے تیر کی طرح نکل کر حجرے میں اتر آئی۔ ریما نے سراسر غیر فطرت قوت سے اپنی بچی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اس شعاع کی سنہری روشنی میں بلند کی اور چیخ کر کہا۔

دیکھو! یہ ملکہ سحر کی سنہری شعاع اسے سنہرا تاج پہنا رہی ہے اور اس کا ماتھا چوم رہی ہے اے ملکہ سحر! کامیابی سے حکمرانی کرو روشن دنوں میں یہاں تک کہ تمہاری زندگی کی رات آجائے اور ایک بار پھر میرے پاس آجاؤ۔

اور اس نے اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا پھر کماح کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا اور بچی

کو اس کی آغوش میں دے دیا۔

میرا کام پورا ہوا وہ بڑبڑائی میں اپنا فرض ادا کر چکی۔ اب میں اپنے سرتاج کے پاس جا رہی ہوں جو میرے منتظر ہیں۔

ملکہ مصر اور فرعون خفرا کی بیوہ مر چکی تھی۔

نفرا

عجیب بے حد عجیب تھی کتاب حیات جو شہزادی نفرا کے سامنے ورق ورق کھلتی رہی۔ بہت بعد کے برسوں میں جب اس نے اپنے ماضی میں دیکھا تو اسے بہت سے ستونوں والے وسیع و عریض کمرے یاد آئے اور وہ دیواریں یاد آئیں جن پر عجیب و غریب تصویریں بنی ہوئی تھیں اور وہ بت یاد آئے جو اپنی پتھر کی آنکھوں سے اسے دیکھا کرتے تھے۔ اور پھر سفید پوش مردوں اور عورتوں کے غول تھے جو اندھیرے حجروں میں اور ستونوں والے بڑے بڑے کمروں میں پر اسرار روحوں کی طرح خاموشی سے نقل و حرکت کرتے تھے اور پھر یہ روحیں بتوں کے سامنے جھک کر سرگوشیوں میں اور کبھی بلند آواز میں گیت گایا کرتی تھیں۔ یہ گیت اور یہ سرگوشیاں نفرا کو برسہا برس تک خواب میں پریشان اور خوفزدہ کرتی رہیں۔ اس کے علاوہ پر وقار کماح تھی جس سے نفرا بہت زیادہ پیار کرتی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے ڈرتی بھی تھی۔ اور پھر وہ حبشی دیو تھا جس کا نام رو تھا جو اپنے ہاتھ میں زبردست کلہاڑا لئے رات دن سائے کی طرح اس کے ساتھ لگا رہتا تھا اس دیو کو وہ دل و جان سے چاہتی تھی اور اس سے ذرا بھی ڈرتی نہ تھی۔

اور ان سب سے بالا ایک بوڑھے آدمی کی تصویر تھی جس کی ڈاڑھی برف کی طرف سفید تھی اور آنکھیں شعلوں کی طرح روشن تھیں جسے وہ بعد میں کاہن اعظم کے طور پر پہچاننے لگی اور جس کا احترام لوگ اتنا کرتے تھے جیسے وہ کوئی دیوتا ہو۔

نفرا کو یاد تھا کہ اکثر دفعہ آدھی رات کے وقت جب اس کی آنکھ کھل جاتی تھی تو یہ بوڑھا کاہن ایک ہاتھ میں چراغ لئے اس پر جھکا ہوا ہوتا تھا دن کے وقت جب اس کی مڈبھیڑ نیم تاریک حجروں یا ستونوں والے کمروں میں اس بوڑھے سے ہوجاتی تو وہ اسے بڑی خوش آئند دعائیں دیتا۔ بچپنے کے تصور میں اس کے لئے یہ بوڑھا کوئی انسان نہیں بلکہ بھوت تھا جسے دیکھ کر بچوں کو مارے خوف کے بھاگ جانا چاہئے لیکن یہ بھوت بے حد رحم دل اور بہت پیارا تھا کیونکہ اکثر دفعہ وہ اسے عمدہ مٹھائی اور کبھی کبھی بے حد پیارے پھول دیتا تھا اس ٹوکرے میں سے اٹھا کر جسے ایک ”برادر“ لئے ہوئے ہوتا۔

بچپن ختم ہوا اور لڑکپن آیا اب بھی وہی حجرے اور نیم تاریک کمرے اور وہی لوگوں کی معیت میں ان زیر زمین کمروں سے باہر جانے کی اجازت تھی لیکن دن میں نہیں بلکہ رات کے وقت جب پورا چاند شفاف اور تاروں بھرے آسمان کی نیلاہٹوں میں تیر رہا ہوتا۔

اور یوں پہلی دفعہ وہ اس خوفناک ابوالہول سے متعارف ہوئی جس کا دھڑ شیر کا اور چہرہ آدمی کا تھا۔ اور جو اپنے پنجے صحرا کی ریت میں گاڑے بڑے وقار سے بیٹھا ہوا تھا۔ ابتدا میں وہ ابوالہول سے ڈرتی رہی لیکن بعد میں وہ اس سے مانوس ہوگئی اور پھر وہ اس سے پیار کرنے لگی کہ اس سنگین چہرے میں اسی دوستانہ پن نظر آیا ابوالہول اپنی پتھر کی آنکھوں سے آسمان کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کے اسرار معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اکثر دفعہ وہ ابوالہول کے سامنے ریت پر بیٹھ جاتی' کماح اور رو کی دو چلے جانے کا حکم دیتی اور پھر اپنے معصوم راز ابوالہول سے کہتی اور خود ہی جواب دیتی کیونکہ اس کے سنگین ہونٹوں سے نفرا کو کوئی جواب نہ ملتا۔

اور پھر ابوالہول کے پیچھے تین اہرام تھے جو اپنی چوٹیاں آسمان میں کھبوئے دے رہے تھے۔ اہرام کے قدموں میں مندر تھے جہاں کبھی ان فراعنہ کی روح کے لئے جو ان اہرام میں دفن تھے دعائیں کی جاتی تھیں اور پھر بہت چھوٹے مقبرے میں تھے جو نفرا نے سمجھ لیا ان کے بچوں کے ہوں گے نفرا ان اہرام کی پرستش کرتی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ انہیں دیتاؤں نے بنایا ہے یہاں تک کہ اس کے اتالیق تاؤ نے بتایا کہ یہ اہرام دیوتاؤں نے نہیں بلکہ انسانوں نے بنائے ہیں اور یہ کہ یہ دراصل فراعنہ کی قبریں ہیں۔

بڑے عظیم بادشاہ رہے ہوں گے وہ کہ ایسی زبردست ان کی قبریں ہیں میں ان بادشاہوں کو دیکھنا چاہتی ہوں نفرا نے کہا۔

شاید ایک دن دیکھ لوں گی تاؤ نے جواب دیا جو بے حد عالم آدمی اور بہت سی باتوں میں نفرا کا معلم تھا۔

نفرا کے علاوہ اس جماعت میں دوسرے بچے تھے جو شادی شدہ "برادروں" اور خوہراوں" سے پیدا ہوئے تھے۔ ان لوگوں کا ایک مدرسہ تھا نفرا بھی اس مدرسہ میں تھی جماعت کے عالم براور انہیں درس دیتے تھے جماعت کا ہر فرد پڑھا لکھا تھا کیونکہ حلقہ سحر کے اراکین معمولی لوگ نہ تھے حالانکہ ان کے ملازم اور وہ لوگ جو دارالسلطنت کی حدود

کے قریب کھیتی باڑی کرتے تھے بظاہر ہر عام کاشت کاروں کی طرح ہی معلوم ہوتے انہیں دیکھ کر کوئی کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ ان اسرار میں شریک ہیں جنہیں ظاہر نہ کرنے کی انہوں نے بڑی سخت قسم کھائی ہے۔

جلد ہی نفرا مدرسہ کی سردار بن گئی اس لئے نہیں کہ وہ شہزادی بلکہ اس لئے کہ وہ ذہین تھی اور علم کی پیاسی لیکن وہ جماعت کی دوسری بچیوں کی طرح ہی سفید اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتی تھی۔ اور اس کے جسم پر کوئی زیور نہ ہوتا تھا کیونکہ حلقہ سحر کے اراکین کو چاہے وہ مرد ہوں یا عورت' فوق البھڑک لباس اور زیورات پہننے کی اجازت نہ تھی کہ اس طرح انسانوں میں تفریق اور اونچ نیچ پیدا ہوجاتی ہے وہ سب کے سب ایک ہی پر تھے اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

لیکن نفرا کی تعلیم صرف مدرسے تک محدود نہ تھی اس کے لئے دوسرے علوم بھی سیکنا ضروری تھا چنانچہ اکثر دفعہ تاؤ اسے اور اس کی انا کماح کو خفیہ اور نفی حجرے میں لے جاتا جو زمانہ قدیم میں ایک زبردست کاہن کی قیام گاہ رہ چکا تھا۔ اور وہ وہاں نفرا کو بہت سی خفیہ باتیں اور بہت سے راز سکھاتا۔

اور یوں تاؤ نے اس بابل کی زبان سکھائی ستاروں اور سیاروں کی چالُ اور اُس کی اثرات سے آگاہ کیا' مذہب کے اسرار بتائے دیوتاؤں کی قوتوں سے اسے واقف کیا اور اس زبردست قوت کے متعلق بتایا جو پوری کائنات پر محیط تھی اور یہ دیوتا اس قوت تک پہنچنے کا وسیلہ اور اس قوت کی محض علامت تھے تاؤ نے اسے بتایا کہ اسے دنیا میں اس "زبردست قوت" کا مقصد پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ اسی قوت نے اس کی نفرا کی روح تخلیق کی ہے اور یہ کہ مقررہ وقت پر اس کی روح واپس اس زبردست قوت کے پاس پہنچ جائے گی اور پھر ہوسکتا ہے کہ اسے دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا جائے کون سے مقصد کے لئے یہ تاؤ نے کہا وہ نہیں کہہ سکتا اور جب تاؤ اسے باتیں بتارہا ہوتا اور وہ غور سے سن رہی ہوتی تو کبھی کبھار کاہن اعظم راہو وہاں آنکلتا۔ اور نفرا کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دیتا۔

چنانچہ یوں شہزادی نفرا ظاہری طور پر تو دوسرے بچوں کی طرح تھی جو ہنستے تھے اور کھیلتے تھے لیکن باطنی طور پر اس کی روح دھوپ کھلے ہوئے کنول کی طرح کھل گئی اور یوں

وہ دوسرے بچوں سے قطعی مختلف تھی۔

چنانچہ یوں سال پر سال گزرتے رہے اور اب نفرا دوشیزہ تھی سروقد، گوری چٹی اور حسین اور یہ اس کی زندگی کا زمانہ تھا جب خوددار ہو اور تاؤ نے کماح کی موجودگی میں اس پر ظاہر کیا کہ وہ کون تھی یعنی پیدائشی طور پر شہزادی اور مصر کے تاج و تخت کی جائز حق دار اس کے علاوہ انہوں نے اسے اس کے باپ کی اور ماں کی بھی کہانی سنائی اور ان بادشاہوں کی متعلق بتایا جو اس کے باپ سے پہلے گزرے تھے اور ملک کے دو حصوں میں تقسیم ہونے کے متعلق بھی بتایا۔

جب نفرا کو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو وہ رونے لگی۔

"افسوس کہ ایسا ہوا" وہ بولی کیونکہ اب میں خاموش نہ رہ سکوں گی، اے مقدس باپ تمہیں لوگوں نے خانہ ارواح کا لقب دیا ہے اور کہتے ہیں کہ تم روحوں سے گفتگو کرتے ہو چنانچہ بتاؤ کہ مجھ جیسی ایک کمزور لڑکی اتنے بہت سے مظالم اور برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اور اس ملک میں جہاں نفرت اور خون خرابہ ہے محبت اور امن قائم کرنے کے لئے کیا کر سکتی ہے؟

"اے شہزادی مصر!" راہو نے پہلی دفعہ اسے اس کے صحیح لقب سے مخاطب کیا۔ یہ میں نہیں جانتا کیونکہ یہ بات مجھ پر روشن نہیں کی گئی۔ تاہم مجھ پر اور ہمارے چند برادروں پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کسی انجانے طریقے سے تم یہ کام انجام دو گی اور جب تم پیدا ہوئی تھیں تو روح کائنات کی دیوی ایزیس نے تمہاری مرحوم والدہ کے سامنے ظاہر ہو کر یہی کہا تھا کہ تمہیں زمینوں کو متحد کرنے والی کا خطاب دیا جاتا ہے۔

اور یہاں کماح کو یاد آیا کہ ایزیس کے ساتھ ہی ایک دوسری دیوی نے بھی ظہور کیا تھا اور اس نے نفرا کو اپنے مختلف عطیے دیئے تھے۔ لیکن وہ خاموش رہی تاہم راہو نے اس کے خیالات پڑھ لئے اور بولا:

چنانچہ اس ظہور کے متعلق اور چند خاص اسرار کے متعلق تمہیں خاتون کماح بتائیں گی اس کے علاوہ یہ تمہیں وہ تحریر بھی دکھائیں گی جو اس وقت لکھ کر سربمہر کردی گئی تھی اور اس قسم کا نوشتہ بھی تمہیں دکھایا جائے گا جو میں نے اور برادری کے چند خاص لوگوں نے تمہاری ماں کے سامنے کھائی تھی خیر تو اب میں مطلب کی بات کرتا ہوں۔ مجھے

حکم دیا گیا ہے کہ ایک مقررہ دن جس کا اعلان کر دیا جائے گا' ہم یہاں تمہارے سر پر تاج رکھ کر تمہیں مصر کی ملکہ تسلیم کرلیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ نفرا نے کہا بادشاہوں اور ملکاؤں کی تاجپوشی تو مندروں میں کی جاتی ہے کم سے کم مجھے تو ایسا ہی سکھایا گیا ہے اور پھر وہاں بڑی رسم ادا کی جاتی ہے بے شمار لوگ ہوتے ہیں بڑی دھوم دھام ہوتی ہے اور نعرے لگتے ہیں لیکن یہاں....

اور اس نے چاروں طرف دیکھا۔

"نفرا! سچ کہنا' کیا یہ مندر نہیں ہے؟ یہ مصر کا قدیم ترین اور مقدس ترین مندر ہے۔"

راہو نے کہا "رہیں دوسری باتیں تو سنو ہماری برادری بظاہر بے حد حقیر ادنیٰ اور معمولی سی جماعت ہے وہ جماعت اس کے اراکین اہرام اور مقابر میں رہتے ہیں اور ان مقامات کی قریب تک لوگ نہیں آتے کیونکہ مشہور ہے کہ یہ اہرام اور یہ مقابر آسیب زدہ ہیں لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں نفرا کہ ہماری جماعت بڑی پر قوت ہے۔ حلقہ سحر کوئی معمولی جمات نہیں ہے اور اس کی رسائی اتنی دور تک ہے کہ چرواہے بادشاہ کی بھی نہیں یہ بات تمہیں اس وقت معلوم ہو جائے گی جب تمہیں حلف کے ساتھ باقاعدہ حلقہ سحر میں شامل کر لیا جائے گا اس جماعت کے چیلے ہر جگہ ہیں دریائے نیل کے مخرج سے لے کر اس کے ڈیلٹا تک اور ان سرزمینوں میں بھی ہیں اور یہ سب کے سب ان احکامات کی تعمیل کرتے ہیں جو یہاں سے ان مقابر سے اور ان نیم تاریک حجروں سے جاری کئے جاتے ہیں اور یہ لوگ ان احکامات کی تعمیل اتنی شدت سے کرتے ہیں گویا یہ دیوتاؤں کی آواز ہو۔

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ تانیس میں کھلے بندوں بیٹھنے کے بجائے یہاں مقبروں میں چھپے ہوئے کیوں ہیں؟"

"اس لئے کہ ظاہری قوتیں اور اختیارات محض جنگ جیت کر حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن ہم نے جنگ نہ کرنے کی قسم کھائی ہے کہ ہماری بادشاہت روحانی ہے یہ ہو سکتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مقدر ہو چکا ہے کہ اعلان جنگ ہو اور پھر ہمارے مقاصد پورے ہوں۔ لیکن یہ ہماری برادری نہ ہوگی جو علم جنگ بلند کرے گی یا انسانون کا خون بہائے گی۔ مگر یہ کہ ایسا خود حفاظتی کے لئے کیا جائے کیونکہ ہم نے امن اور رحم دلی اور عم تشدد کی قسم کھائی ہے۔

یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی نفرا نے کہا اچھا اب مقدس باپ میں آرام کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میں بہت تھک گئی ہوں۔

جس دن یہ راز نفرا پر ظاہر کئے گئے اس کے ایک سال بعد لیکن رسم تاجپوشی سے قبل جس کی پیشن گوئی کی گئی تھی۔ نفرا کے ساتھ ایک سنسنی خیز بات ہوئی۔

یہ نفرا کا معمول تھا کہ وہ اس قبرستان میں بھٹکا کرتی تھی جس میں مصر قدیم کے وہ امرا اور شہزادے دفن تھے جو نفرا کے زمانے سے ہزاروں سال پہلے مصر کی فضا میں سانس لے چکے تھے۔ ان کی موت کو اتنا طویل زمانہ گزر گیا تھا کہ ان قبروں میں سونے والوں کے نام تک کسی کو یاد نہ تھے۔ ان قبرستانوں جب وہ گھومنے جاتی تو اس کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سوائے اس کے محافظ خاص رو کے۔ کماح تو اب بوڑھی ہو چکی تھی اور پتھروں کے ملبے اور ریت میں چلنا اب اس کے بس کا روگ نہ رہا تھا۔

اس کے علاوہ اب نفرا کو انتہائی پسند تھی تاکہ وہ سکون اور اطمینان سے ان تمام باتوں پر غور کر سکے جو اس پر ظاہر کی گئی تھیں۔ یعنی خود اس کی زندگی کی داستان۔ اس کا مستقبل اور وہ عظمت جس کی اس نے خواہش نہ کی تھی لیکن جو اس پر گویا لاد دی گئی تھی۔

اس کے علاوہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بڑی چونچال اور چاق و چوبند تھی چنانچہ مندر کی چار دیواری میں اس کا دم گھٹتا تھا اور کھلی فضا کے لئے وہ تڑپ اٹھتی تھی۔ فطرتاً وہ بلندیوں کی رسیا تھی۔ اسے بلند مقامات پر چڑھ کر وہاں سے نیچے اپنے قدموں میں پھیلی ہوئی دنیا کو دیکھنا پسند تھا۔ چنانچہ یوں اونچے آثار قدیمہ پر اور کم بلند اہرام کی چوٹیوں پر چڑھنا اس نے اپنا معمول بنا لیا اور تب اسے پتہ چلا کہ وہ آسانی سے بلندیوں پر چڑھ سکتی تھی اور اسے چکر بھی نہ آتے تھے۔

نفرا کو ان دھنوں کی اطلاع رو نے کماح کو دی اور جب نفرا نے کماح کی ایک نہ سنی تو اس نے تاؤ کو مطلع کیا اور اب زندگی میں پہلی دفعہ کماح نے نفرا کو زبردست ڈانٹ پلائی اور کہا کہ اب وہ بچی نہ تھی کہ ایسی اچھل کود کیا کرتی تھی۔

چنانچہ راہو نے حسب معمول کاہنوں کی مجلس مشاورت طلب کی کسی نے ایک رائے دی کسی نے دوسری کوئی کسی نتیجے پر نہ پہنچا چنانچہ راہو نے اعلان کیا کہ وہ روح اعلیٰ سے مشورہ طلب کر کے بتائے گا کہ کیا کیا جائے۔

اور آخر کار اس نے کماح سے کہا کہ وہ نفرا سے کچھ نہ کہے اس سرزنش نہ کرے اسے اس کے حال پر چھوڑ دے وہ جہاں جانا چاہے اسے جانے دے اور جن بلندیوں پر چڑھنا چاہے' چڑھنے دے کیونکہ اس نے کہا اس پر ظاہر کیا گیا ہے کہ کسی اور کو چاہے نقصان پہنچ جائے نفرا کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

کماح! ایسی معمولی معمولی باتوں کے لئے اسے ٹوکنا اور اس کی ہمت توڑنا مناسب نہیں ہے راہو نے کہا خصوصاً اس لئے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا۔ رہے اس کے دشمن چرواہے تو وہ اس مقام کے قریب آنے کی جرات نہیں کرسکتے اس کے علاوہ رو تو اس کے ساتھ ہوتا ہی ہے جو اس پر نظر رکھتا ہے کہ وہ کسی مرد سے بات نہ کرے بلکہ صرف اپنے دل اور یہاں مدفون مردوں کی مقدس روحوں سے بات کرے۔

لیکن کوئی تو ایسا ہوگا جو یہاں آنے کی جرات کر بیٹھے گا۔ اور اس پہلے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں نفرا اس سے گفتگو کر بیٹھے۔ کماح نے جواب دیا۔

مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب تم جاؤ راہو نے کہا۔

چنانچہ اپنی اس پہلی فتح کے بعد نفرا' جو جوان اور مستقل مزاج اور سرپھری تھی' نڈر بن گئی اور اس نے اپنا بھٹکنا جاری رکھا بلکہ اس سے بڑھ کر کچھ اور کر گزری۔

حلقہ سحر کے خدمت گاروں میں ایک عرب خاندان بھی تھا جس کے افراد کا پیشہ سلا" بعد نسل اہرام پر چڑھنا رہا تھا۔ یہ لوگ اہرام کی سنگ مرمر کی سطح پر کے خاص خاص ابھاروں اور چھوٹے چھوٹے شگافوں سے واقف تھے اور ان ہی ابھاروں کو پکڑ کر اور شگافوں میں پنجے ٹکا کر کسی بھی اہرام پر چڑھ کر اس کی چوٹی پر پہنچ جاتے تھے بلکہ ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جب تک کوئی جوان اہرام کی چوٹی پر نہ چڑھتا شادی نہ کرسکتا تھا۔ ان اہرام پر چڑھنے والوں کے شیخ کے ساتھ نفرا اکثر و بیشتر باتیں کیا کرتی تھی۔ اور محض اسے خوش کرنے کے لئے شیخ اور اس کے بیٹے کئی دفعہ تینوں اہرام پر چڑھتے تھے اور پھر ان چکرا دینے والی بلندیوں پر سے صحیح سلامت اتر آئے تھے۔

جب تم ان پر چڑھ سکتے ہو تو میں کیوں نہیں چڑھ سکتی؟ آخر کار اس نے شیخ سے پوچھا۔ میں ہلکی پھلکی ہوں اور میری ٹانگیں پھرتیلی ہیں اور نہ تو مجھے خوف ہے اور نہ سر چکراتا ہے۔

شیخ الاہرام نے کہ وہ اسی لقب سے مشہور تھا' حیرت سے نفرا کی طرف دیکھا اور سر ہلا کر بولا:

یہ ناممکن ہے ان اہرام پر کبھی کوئی عورت نہیں چڑھی سوائے روح اہرام کے۔

یہ روح اہرام کون ہے؟

بانو! یہ تو ہم نہیں جانتے کیونکہ یہ ہم نے اس سے کبھی پوچھا نہیں اور جب ہم پورے چاند کی راتوں میں اسے اہرام کی بلندیوں پر دیکھتے ہیں اور اپنے چہرے ڈھانک لیتے ہیں۔

کیوں ڈھانک لیتے ہو؟

اس لئے کہ ہم ان لوگوں کی طرح پاگل نہ ہوجائیں۔ جنہوں نے روح اہرام کو دیکھنے کی جرات کی تھی۔

وہ لوگ پاگل کیوں ہوگئے؟

اس لئے کہ بے پناہ حسن آدمی کو پاگل کردیتا ہے جیسا کہ شاید ایک دن خود تمہیں معلوم ہوجائے گا۔

شیخ الہرام کے یہ الفاظ سن کر نفرا کا چہرہ شرم سے سرخ ہوگیا۔

یہ روح اہرام کون ہے اور کیا ہے؟ نفرا نے جلدی سے پوچھا۔ اور کیا کرتی ہے وہ؟

ہم یقین سے تو نہیں کہہ سکتے لیکن روایت یوں ہے کہ بہت پہلے اس ملک کی ایک کنواری ملکہ تھی جس نے شادی نہ کی تھی کیونکہ اسے ایک بے حد کم درجہ مرد سے محبت تھی۔ اب یوں ہوا کہ اجنبیوں نے مصر پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا۔ کیونکہ مصر خانہ جنگیوں کی وجہ سے کمزور ہو رہا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ اجنبیوں کے بادشاہ نے ملکہ کا حسن دیکھا تو اس پر عاشق ہوگیا اور اس خیال سے بھی اس سے شادی کرنے کا خواہاں ہوا کہ ملکہ سے شادی کرکے وہ مصر پر اپنی حکومت بنیادیں مضبوط کرسکے گا۔ ملکہ نے اس کی بیوی بننے سے انکار کردیا۔ تو بادشاہ نے اسے جبراً اپنی بیوی بنانا چاہا اس پر ملکہ بھاگ گئی اور انتہائی مایوسی کے عالم میں اس اہرام پر چڑھ گئی جو تینوں اہرام میں بڑا اور سب سے بلند ہے بادشاہ اس کے پیچھے لگا ہوا تھا ملکہ نے اہرام کی چوٹی پر سے چھلانگ لگادی۔ اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن گیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ پر غشی طاری ہوگئی۔ اور وہ بھی اوپر سے نیچے گرا۔ اس کے بعد ان دونوں کو کسی ایک اہرام کے خفیہ حجرے میں دفن کردیا گیا۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ انہیں

کون سے اہرام میں دفن کیا گیا ہے لیکن میرے خیال میں یہ دوسرا اہرام ہے کیونکہ روح اہرام کو زیادہ تر اسی اہرام پر دیکھا گیا ہے۔

دلچسپ کہانی نفرا نے کہا بس یہاں ختم ہو جاتی ہے یہ داستان؟

نہیں کیونکہ اس کے ساتھ ایک پیشن گوئی وابستہ ہے۔

کیسی؟

پیشن گوئی یہ ہے کہ جب دوسرا بادشاہ مصری ملکہ کے پیچھے اس اہرام پر چڑھے گا۔ جہاں سے وہ بادشاہ گرا تھا اور وہاں پہنچ کر اس دوسری ملکہ کا پیار جیت لے گا تو پھر یہ انتقام جو روح' جو ہزاروں سال بھٹک رہی ہے' قرار پائے گی۔ اور مردوں کو پاگل کر کے تباہ نہ کرے گی۔

میں دیکھوں گی۔ اس اہرام کو نفرا نے کہا اور چونکہ میں عورت ہوں اس لئے اس کا حسن مجھے پاگل نہ کر سکے گا۔

بانو! چونکہ تم عورت ہو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر ظاہر بھی نہ ہو گی اس کے باوجود ممکن ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے تمہاری روح کو اپنی بنا لے۔

میری روح میری اپنی ہے اور دوسرا کوئی اس پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ نفرا نے غصے سے کہا اور مجھے اور روح کے وجود میں بھی یقین نہیں۔ تم نے اور تمہارے بے وقوف ساتھیوں نے جو دیکھا ہے وہ چاندنی کا سایہ ہے جو قبرستان میں گزرتا ہے چنانچہ اب تم مجھے ایسی بے سروپا کہانیاں نہ سناؤ۔

تو پھر مقبروں میں دو تین آدمی ایسے بھی موجود ہیں جو ہم سے زیادہ بے وقوف ہیں اور لوگ پاگل بھی اور وہ تمہیں چاندنی کے اس سائے کے متعلق ہم سے زیادہ ہی کچھ بتا سکیں گے شیخ نے جواب دیا اور نفرا کے سامنے جھک کر رخصت ہونے لگا۔

''ٹھہرو۔'' نفرا نے کہا ''تم دوسروں سے زیادہ ماہر اور تجربہ کار ہو چنانچہ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے اہرام پر چڑھنا سکھاؤ۔ چنانچہ ہم تیسرے اہرام سے جو سب سے چھوٹا ہے ابتدا کرتے ہیں اور اسی وقت دوسرے اہرام پر بعد میں چڑھیں گے۔ جب میں مشاق اور عادی ہو جاؤں گی۔

شیخ نے حیرت سے نفرا کی صورت تکنے اور حجت کرنے لگا۔

شیخ الاہرام! تمہیں مقدس راہو اور حلقہ سحر کے مشیروں کی طرف سے ہدایت نہیں کی گئی کہ ہر معاملہ میں میرے حکم کی تعمیل کی جائے؟ ہاں ملی ہے بانو لیکن یہ میں نہیں جانتا کہ ہمیں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کیوں کرنی ہے؟

یہ میں بھی نہیں جانتی شیخ الاہرام خصوصاً یہ دیکھتے ہوئے کہ تم نہ صرف میرے بزرگ ہو بلکہ اس صورت میں عظیم بھی وہ کہ میں اہرام پر نہیں چڑھ سکتی جب کہ تم چڑھ سکتے ہو۔ تاہم تمہیں حکم مل چکا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے جو حلقہ سحر کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے تو اب آؤ شروع کریں۔

شیخ نے حجت کی بحث کی دلیلیں دیں گڑگڑایا ہاتھ جوڑے اور تقریباً رو پڑا لیکن ہوا یہ کہ آخر میں نفرا نے کہا:

اگر تم اہرام پر چڑھتے ڈرتے ہو تو میں اکیلی چڑھوں گی اور پھر تم جانو میں اوپر سے گر بھی سکتی ہوں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ عاجز اور پریشان شیخ نے اپنے بیٹے کو بلایا جو بے حد پھرتیلا جوان تھا اور اہرام پر پہاڑی بکرے کی طرح چڑھ سکتا تھا۔ شیخ نے اس سے رسالانے کو کہا۔ وہ کھجور کے ریشوں کو بٹ کر بنایا ہوا رسا لے آیا رسا نفرا کی کمر سے باندھ دیا گیا۔ لیکن اب ایک اور مصیبت آئی رو جو یہ ساری باتیں دم بخود کھڑا سن رہا تھا' ایک دم سے آگے بڑھا۔

یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ؟ اس نے کڑک کر پوچھا۔ میری آقا زادی کو غلاموں کی طرح رسے سے کیوں باندھ رہے ہو؟

شیخ نے اسے بتایا اور نفرا نے گردن ہلادی۔

لیکن یہ نہیں ہو سکتا رو نے کہا۔ مالکن جہاں بھی جائیں وہیں میرا بھی جانا فرض ہے۔

"تو پھر رو۔" نفرا نے کہا۔ "آؤ میرے ساتھ اس اہرام پر چلو۔"

"اہرام پر!" رو نے کہا۔ "مالکن! میری طرف دیکھو اور بتاؤ کہ میں بلی ہوں یا بندر کہ چکنے پتھر پر زمین سے آسمان تک چڑھ جاؤں اس سے پہلے کے رسے کا سرا آجائے اور میں اوپر سے گر کر اپنی گردن توڑ بیٹھوں گا۔ نہیں بھائی نہیں۔ میں تن تنہا دس آدمیوں کا مقابلہ تو کر سکتا ہوں لیکن یہ ایسی دیوانگی نہیں کر سکتا۔

تم سچ کہتے ہو میں سمجھتی ہوں تم عمدہ کوہ پیما نہ ہو اور نہ بن سکتے ہو۔ نفرا نے کہا اور

حبشی کے زبردست جسم کی طرف دیکھا جسے گزرے ہوئے سال ذرا بھی کمزور اور دبلا نہ کر سکے تھے۔ اچھا اب تم اپنی زبان بند رکھو کیونکہ ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں اگر تم اہرام پر نہیں چڑھ سکتے تو نیچے اس کے قدموں میں ٹھہرے رہو۔ اور اگر میرا پیر پھسل جائے اور میں گروں تو مجھے ہوا میں ہی اچک لینا گرو تو اچک لوں! رو نے حیرت سے کہا گرو تو اچک لوں؟

مزید کچھ کہے بغیر نفرا تیسرے اہرام کے قدموں میں جا کھڑی ہوئی شیخ الاہرام نے بھی سمجھ لیا تھا کہ اس ضدی اور سر پھری لڑکی سے بحث کرنا فضول تھا چنانچہ اس نے اس رسے کا جس کا ایک سرا نفرا کی کمر سے بندھا ہوا تھا دوسرا سرا اپنی کمر سے باندھا اور اس راستے سے جس سے وہ واقف تھا اہرام پر چڑھنے لگا۔ نفرا اس کے پیچھے تھی اس نے چپل اتار دیئے تھے۔ اور چغہ گھٹنوں سے اوپر اٹھا کر نچلا سرا نیفے میں اڑس لیا تھا۔ اس کے پیچھے شیخ کا لڑکا آرہا تھا جو نفرا کے ایک ایک قدم پر نظر رکھ رہا تھا۔

تم دونوں باپ بیٹا سن لو رو نے چیخ کر کہا۔ اگر میری مالکن اوپر سے گری تو تمہاری خیریت اسی میں ہوگی کہ اسی تودے کی چوٹی پر ہمیشہ کے لئے رکے رہو کیونکہ اگر تم نیچے آئے تو میں اپنے کلہاڑے سے تم دونوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔

اگر تمہاری مالکن گری تو اس کے ساتھ ہم بھی گریں گے۔ اور دیوتا گواہ ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو قصور ہمارا نہ ہوگا۔ شیخ نے کہا جو اہرام کی سطح سے سینے کے بل چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کھیل میں نفرا بے حد ہوشیار اور تیز ثابت ہوئی اس کی نظر عقاب کی ہمت شیر کی اور پھرتی بندر کی تھی۔ جہاں جہاں اس کے راہبر نے پیر رکھے تھے ٹھیک اسی جگہ پر رکھ کر وہ اوپر چڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ اہرام کی نصف بلندی چڑھ گئے۔

آج بس اتنا کافی ہے شیخ نے کہا ہماری قوم کا کوئی بھی مبتدی اپنی پہلی مشق اس سے آگے نہیں چڑھتا۔ یہ ضابطہ ہے تھوڑی دیر ستا لو اور پھر اترنا شروع کرو۔ میرا لڑکا تمہارے پیر ان مقامات پر رکھتا جائے گا جہاں پیر رکھنے ہیں۔

اچھا نفرا نے کہا۔

اور وہ آہستہ آہستہ گھوم گئی جیسا کہ خود شیخ گھوم گیا تھا۔ اور تب اس نے دیکھا کہ اس کے نیچے کچھ نہ تھا۔ سوا خلا کے جس کے اختتام پر رو کھڑا ہوا تھا جو بہت چھوٹا بالشت جتنا دکھادے رہا تھا۔

اور اب پہلیدفعہ نفرا کا سر چکرانے لگا۔

"میرا سر چکرا رہا ہے۔" وہ بولی۔

تو پھر اے بانو! ایک بار پھر گھوم کر سیدھی ہو جاؤ۔

نفرا گھوم گئی اور اس کی قوت عود کر آئی۔

اب میں ٹھیک ہوں وہ بولی۔

تو پھر اے بانو ایک بار پھر گھوم کر سیدھی ہو جاؤ۔ کیونکہ اس دفعہ تم نے ایسا نہ کیا تو پھر کبھی نہ کرسکو گی۔

دوسری دفعہ اس نے اس ہدایت پر عمل کیا اور اب اس کا سر نہ چکرایا۔ اس کی روح نے اس کے جسمانی خوف پر فتح حاصل کرلی تھی۔ اس کے بعد اترنا آسان تھا۔ کیونکہ اب وہ دیکھ سکتی تھی کہ ہاتھ کہاں رکھنے ہیں۔ اور پیر کہاں رکھنے ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ کا لڑکا جو اہرام سے سینے کے بل چمٹا اتر رہا تھا۔ نفرا کو بتا رہا تھا اسے پیر کہاں رکھنے ہیں چنانچہ یوں وہ صحیح سلامت اتر آئی۔ اور ریت پر بیٹھ گئی۔ وہ ہانپ رہی تھی اور مسکرا کر رو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ رو اپنے چغے کے دامن سے اپنے چہرے پر پسینہ پونچھ رہا تھا۔ اور اس کی آنکھیں حلقوں سے نکل پڑ رہی تھیں۔ کیونکہ اس نے پہلے کبھی ایسا خوف محسوس نہیں کیا تھا جیسا کہ اس وقت کر رہا تھا۔

بانو! شیخ نے نفرا کی کمر پر سے رسہ کھولتے ہوئے کہا۔ اب کہو پھر آئیں اہرام سے یا ابھی شوق باقی ہے؟

بالکل بھی نہیں۔ نفرا نے ایک دم سے کھڑے ہو کر اور تالی بجا کر کہا۔ مجھے تو بہت مزہ آیا۔ اور میں اس وقت تک بقول تمہارے پھر نہ پاؤں گی۔ جب تک کہ چاندنی رات میں اکیلی اہرام پر نہیں چڑھتی۔ جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ تم کرسکتے ہو۔

آسمانوں کی ملکہ دیوی ایزیس کی قسم۔ شیخ نے دونوں بازو پھیلا کر حیرت سے کہا۔ یہ کوئی لڑکی نہیں دیوی ہے شاید یا روح اہرام ہے جو اس لڑکی کی شکل میں دنیا میں آئی ہے۔

بے شک نفرا نے کہا میں شاید وہی ہوں۔ روح اہرام اچھا اب کل اسی وقت تم مجھے اسی جگہ ملنا۔ کل ہم چھوٹی اہرام کی چوٹی پر چڑھیں گے۔ اور اس سے پہلے کہ شیخ کچھ کہتا نفرا چپل پہن کر چل دی۔ رو اس کے پیچھے بھاگا وہ اس قدر حیرت زدہ تھا کہ اس کی زبان گنگ ہو گئی تھی۔

نفرا نے جو کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ محض اس کی ابتدا تھی۔ اس وقت اس کی پر شوق اور گویا سیمانی فطرت کا ایک مرکز تھا۔ اہرام پر چڑھنے کی مہارت حاصل کرنا یہ ایک چھوٹا سا عزم تھا۔ لیکن اس کے لئے جب کہ وہ سن بلوغ کو پہنچی تھی یہ بہت بڑی بات تھی اسے بتایا گیا تھا کہ پیدائشی طور سے وہ مصر کی ملکہ تھی۔ اس انکشاف نے اس پر کچھ زیادہ اثر نہ کیا تھا کیونکہ ان ویران معبدوں اور مقبروں میں رہنے کی وجہ سے مصر کی حکومت اسے ایک خواب معلوم ہوتی تھی ایک ایسا خواب جس کی تعبیر دور بہت دور ہو لیکن اہرام قریب تھے اور وہ ان اہرام کی ملکہ بننے کی خواہش مند تھی۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اسے اجداد نے یہ اہرام اپنے مقبروں کے لئے بنائے تھے۔

اس کے علاوہ روح اہرام کی روایت نے بھی اسے متاثر کیا تھا۔ اس ملکہ نے جو خود نفرا کی طرح خوصبورت تھی۔ اس سے بچنے کے لئے جس سے وہ نفرت کرتی تھی' اپنے آپ کو اہرام کی چوٹی پر سے گرا دیا تھا۔ اور وہ بھی جس نے اس کے ملک کو ذلیل کیا تھا اس اہرام پر سے گرا تھا اور یوں فاتح اور مفتوح کا ایک سا انجام ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس داستان میں ایک بڑی خوصبورت بات تھی جس نے نفرا کے دل کو چھو لیا تھا۔ یعنی یہ کہ کسی زمانے میں ایک دوسری جوان اور خوبصورت ملکہ اس اہرام پر چڑھے گی اور اس کے پیچھے اس کا عاشق ہو گا اور یہ کہ اہرام کی چوٹی پر اس چکرا دینے والی بلندی پر ان کی نفرت محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔ یا نفرت محبت کی آگ میں جل جائے گی اور یوں ملک پر رحمت نازل ہو گی اور ان دونوں کا ملاپ مبارک ثابت ہو گا اور یوں وہ حکومت قائم ہو گی جس کی وہ سب آرزو کرتے تھے۔

تاہم نفرا اب تک محبت سے واقف نہ تھی۔ جانتی نہ تھی کہ پیار کیا ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اس سے دل میں اور اس کی روح میں اپنا کام کر رہی تھی۔ اور وہ اس اثر انگیز کہانی کا مطلب سمجھنے لگی تھی۔ اور مبہم خیالات اس کی خوابیدہ روح کو گرمانے لگے تھے۔

بہر حال فی الحال تو اس کی ایک ہی آرزو تھی وہ کام کرنے کی جو آج تک کوئی عورت نہ کر سکی تھی۔ اہرام کو فتح کرنا۔ لیکن یہ وہ نہ جانتی تھی کہ یہ علامت تھی اس بات کہ آئندہ اس کی راہ میں بڑے بڑے خطرات آئیں گے۔ جن پر وہ اپنی قوت ارادی سے قابو حاصل کرلے گی۔ اور انہیں اپنے فاتح قدموں تلے روند دے گی۔

اس کے علاوہ اسی درمیان میں عبادت اور اس زبردست قوت سے جسے خدا کہتے ہیں رابطہ قائم کرنے کی خواہش نے بھی اس کے دل میں جنم لیا۔ یہ تاؤیا راہو کی تعلیم کا نتیجہ نہ تھا بلکہ خواہش خود بخود پیدا ہو گئی تھی۔ خدا یا دیوتا سے رابطہ قائم کرنے کی خواہش نے زور پکڑا اور اس پر ایک ایسی دھن سوار ہوئی جسے کچھ لوگ دیوانگی کہیں گے ایسی دھن ان پر سوار ہوتی ہی ہے جو لڑکپن سے گزر کر سن بلوغ میں قدم رکھتے ہیں یا جوانی سے گزر کر بڑھاپے کے دھند لکے میں داخل ہوتے اور موت کے اندھیرے گڑھے کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ خیال تھا اس کا یا یہ دھن تھی اس اہرام کی چوٹی پر کی مکمل تنہائی میں ہی وہ عظیم روح سے رابطہ قائم کرسکے گی۔ یہ شاید حماقت تھی لیکن بڑی شان دار حماقت تھی کیونکہ کہ ایک ہی سال کے اندر اس نے سارے اہراموں پر چڑھنا سیکھ لیا تھا اور وہ بھی اکیلے۔

شیخ اور اس کی لڑکوں کی عمر اہراموں پر چڑھتے گزری تھی۔ یہ فن صدیوں سے ان کے خاندان میں چلا آرہا تھا چنانچہ وہ ایک لڑکی کو اس فن میں ایسی ماہر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہوا کہ نفرا چاندنی راتوں میں کسی بھی اہرام پر شیخ اور اس کے لڑکوں کی سی پھرتی اور آسانی سے چڑھ جاتی تھی۔

اس کی یہ مہارت دیکھ کر شیخ اور ان کا خاندان نفرا کے سامنے جھک گیا۔ اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کی سردار بننا قبول کرلے کیونکہ اہرام چڑھنے میں وہ ان سب پر بازی لے گئی تھی۔ اس پر نفرا نے ہنس کر کہا کہ اہرام پر چڑھنا کوئی بڑی بات نہیں اور یہ کہ وہ ان کی سردار نہ بنے گی۔ اور پھر اس نے حکم دیا کہ شیخ اور اس کے بیٹوں کو انعام دیا جائے اس کے بعد نفرا کے لئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ اسے اجازت تھی کہ وہ جب چاہے جس اہرام پر چاہے چڑھ سکتی ہے۔ اور شیخ اور اس کے بیٹوں کی مدد کے بغیر۔

لیکن آخر کار اسی آزادی سے ایک مصیبت آئی۔

فرار

وہ محل کے خانگی کمرے میں کھڑے تھے۔

بیرونی دروازوں پر مسلح سپاہیوں کا پہرہ تھا یا ہونا چاہئے تھا کیونکہ ملکہ ریما کے گرداب بھی شاہی حلقہ تھا۔ گویا اور ملکہ کے کمرے کے دروازے پر نوبیا کا دیو ہیکل غلام "رو" کھڑا تھا۔ یہ دیو فرعون خضرا کا خاص محافظ تھا۔ اور یہی رو تھا جس نے تنہا چھ چروا ہے سپاہیوں کو قتل کر کے فرعون کی لاش کو بچایا تھا۔ اور پھر اسے کندھے پر ڈال کر میدان جنگ سے بھاگا تھا۔ ملکہ ریما اور کماح نے ان کپڑوں کا، جو تاؤ نے دیئے تھے معائنہ کر کے انہیں چھپا دیا تھا۔ اب ریما اور کماح اس ننھے پلنگ کے قریب جس پر شہزادی سو رہی تھی۔ بیٹھی آپس میں مشورہ کر رہی تھیں۔

تمہاری تجویز بے حد خطرناک ہے ریما نے کہا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہی تھی اور بار بار سوئی ہوئی شہزادی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تم مجھے فرار ہو کر ممفس جانے کا مشورہ دے رہی ہو۔ دوسرے لفظوں میں شیر کے منہ میں چلے جانے کو کہہ رہی ہو۔ یہ تم نے اس لئے کہا ہے کہ تمہارے بڑے چچا کا ایک پیغامبر ان کا پیغام لے کر آیا ہے اور تمہارے چچا دنیا ترک کر چکے ہیں یا زبردست کاہن ہیں یا کسی خفیہ یا پراسرار فرقے کے نقیبا ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے یہ چچا مدت ہوئی مر چکے ہوں اور اب ان کا نام لے کر ہمیں پھنسایا جا رہا ہو۔

ملکہ۔ ثبوت کے طور پر تعویذ کے دو ٹکڑے ہیں جو آپس میں ٹھیک سے جڑ گئے ہیں۔ اور سفید لکیر سیدھی سیدھی ذرا بھی کٹے بغیر ایک سے دوسرے کنارے تک چلی گئی ہے۔

بے شک ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی ہو۔ لیکن ایسے مقدس نوادرات عالم ہیں اور ان کے متعلق کہانیاں بھی مشہور ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو پتہ ہو کہ کاہن راہو نے تمہیں اس طلسم کا ایک ٹکڑا دیا ہے اور اس نے دوسرا ٹکڑا راہو کی لاش پر سے اتار لیا ہو یا چرا لیا ہو۔ تاکہ تمہیں دھوکا دے سکے اور مردوں کے مقام میں تمہیں چھپانے اور دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے جھوٹ کو سچ کا رنگ دے سکے۔ کون ہے یہ تاؤ جس کا نام

تک تم سے پہلے کبھی نہیں سنا؟ یہ کیسے ہوا کہ اس نے تمہیں اتنی آسانی سے تلاش کرلیا؟ یہ کیا بات ہے کہ وہ اتنی آسانی سے تھیبس میں آسکتا اور جاسکتا ہے اور کوئی ٹوکتا نہیں حالانکہ وہ ممفس سے آیا؟ اور کیا ہے کہ اسے یہاں اور وہاں کی تمام سازشوں کا حال معلوم ہے بشرطیکہ ایسی کوئی سازشیں ہوں؟

میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے۔ کماح نے کہا میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ جب یہی مشکوک میری دل میں آئے تو اس پیغامبر نے جس کا نام تاؤ ہے خود مقدس راہو کو اپنے پیغام کی صداقت کے طور پر مجھے دکھادیا اور تب میں نے اس کی باتوں کا یقین کیا۔

ٹھیک ہے کماح لیکن ذرا سوچو کہ کیا تم خود کاہنہ نہیں ہو؟ کیا تم خود اپنے اس کاہن چچا کی طرح مصر کے اسرار اور سحر میں دسترس نہیں رکھتیں؟ کیا تم بچپن سے یہ باتیں نہیں سیکھیں اور ان میں مہارت حاصل نہیں کی؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے مصر کی دیوی ایزیس اور دیوی ہاتور کو نہیں دیکھا کہ وہ میری بچی کو دعائیں دے رہی ہیں؟ شاہی خاندان کے شہزادوں اور شہزادیوں کے ساتھ کیا ایسے واقعات مشہور نہیں ہیں؟ یہ کیا بات ہے کماح کہ کسی اور نے ان دیویوں کو نہ دیکھا؟

اور یہ کیا بات ہوئی ملکہ کہ خود تم نے ان دیویوں کو خواب میں دیکھا؟ ملکہ نے خشک لہجہ میں آگے کہا۔ خواب بس خواب ہی ہوتا ہے کون اہمیت دیتا ہے خوابوں کو جو سوتے میں ہزاروں اور لاکھوں مچھروں کی طرح ہمارے سر پر منڈلاتے ہیں۔ اور صبح ہوتے ہی چلے جاتے ہیں؟ خواب بہرحال خواب ہوتا ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں البتہ کھلی آنکھوں سے اگر آدمی کوئی پیکر یا نظارہ دیکھتا ہے تو بات دوسری ہے یہ ایک ایسی چیز جو پاگل دماغ کی اپج ہوتی ہے۔ یا غالباً حقیقت کا سایہ ہوتا ہے۔ اور اب تم نے دوسرا پیکر دیکھا۔ ایک بوڑھے کا جو اگر زندہ ہے تو یہاں سے میلوں دور رہتا ہے اور اس دھوئیں کے بادل پر تم مجھے امید اور حفاظت کا محل بنانے کا مشورہ دے رہی ہو۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ تم پاگل نہیں ہو؟ تم دیوتاؤں اور دیویوں کو دیکھتی ہو لیکن کیا دیوی دیوتا ہیں؟ بابل کے دیوتا مصر کے دیوتاؤں سے مختلف کیوں ہیں؟ اور مصر کے دیوتا ٹائر دیوتاؤں سے الگ کیوں ہیں اگر دیوتا ہیں تو پھر ایک دوسرے سے مختلف کیوں ہیں؟

اس لئے کہ لوگ مختلف ہیں اور لوگ دیوتاؤں کو اپنے ملک کا ہی لباس پہناتے ہیں۔

شاید تم سچ کہتی ہو۔ لیکن ایک اجنبی کی کہانی اور وعدے پر اعتبار کرنا عقلمندی نہیں خصوصاً اس وقت جب کہ سوال نہ صرف جان بلکہ مصر کے تاج و تخت کا بھی ہو۔ نہیں کماح! میں اس اجنبی پر اعتبار کر کے اپنے آپ کو اور اپنی بچی کو اس کے اختیار میں نہیں دے سکتی۔ مبادا ہم دونوں نیل کی تہ میں مگرمچھوں اور مچھلیوں کی خوراک بن جائیں' یا چرواہے بادشاہ کے زنداں میں بیٹھے موت کا انتظار کرتے رہیں نہیں کماح مناسب یہی ہے کہ ہم یہاں سے نہ جائیں تمہارے دیوتا ہماری حفاظت یہاں بھی اتنی ہی کرسکتے ہیں جتنی کہ ممفس میں اور اہرام کے سائے میں کرسکتے ہیں بشرطیکہ ہم صحیح سلامت وہاں تک پہنچ سکے۔ اور اگر یہاں سے چلے جانے میں ہی ہماری بھلائی ہے تو پھر میں دیوتاؤں سے کہتی ہوں کہ وہ مجھے کوئی نشانی دکھائیں۔ ابھی کافی وقت ہے چنانچہ دیوتا آسمانوں سے زمین تک آسکتے ہیں اتنے وقت میں۔

چنانچہ ہر طرف سے مایوس اور شکوک کے بھنور میں پھنسی ہوئی ملکہ نے یوں کہا اور کماح نے اپنا سر جھکالیا۔

جیسی ملکہ کی مرضی' وہ بولی "اگر دیوتاؤں کی مرضی ہے تو بلاشبہ وہ ہمیں فرار کی راہ دکھائیں گے۔ اور اگر ان کی ایسی مرضی نہیں ہے تو پھر ہم یہیں رک کر ان کی مرضی کا انتظار کریں گے کیونکہ دیوتا بہرحال دیوتا ہیں آؤ ملکہ اب ہم کھانا کھائیں اور قدرے ستا لیں۔ لیکن ہمیں اس وقت تک سونا نہیں ہے جب تک کہ وہ گھڑی گزر نہیں جاتی جس میں ہمیں تاؤ کے جہاز پر سوار ہونا ہے۔"

چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کماح نے مشعل اٹھائی اور پورے محل کا چکر لگایا۔ محل میں بھیانک سناٹا تھا۔ ایک بوڑھے غلام نے کماح کو بتایا کہ سب کے سب دیوتائے نیل کے جشن میں شریک ہونے اور دریائے نیل میں کشتیاں کھینے چلے گئے تھے۔

پہلے تو کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ غلام بولا کہ محل کے نمک خوار ملازم اپنا فرض بھول کر فرعون کو چھوڑ کر مزے اڑانے چلے جائیں۔ لیکن جب سے دیوتا را کے فرزند خفرا ان چرواہے کتوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں تب سے ہر چیز بدل گئی ہے۔ کسی کو اپنے فرض کا خیال ہی نہیں۔ ہر شخص بس اپنے فائدے کے متعلق ہی سوچتا ہے۔ اور یہ دیکھتا ہے کہ

اسے کیا ملتا ہے اور خاتون کماح! ان دنوں روپے کا چلن ہے سچ کہتا ہوں رشوتیں چل رہی ہیں۔ بازار گرم ہے اس کا میں نے اپنے کونے میں بیٹھ کر دیکھا ہی کہ ڈھیروں روپیہ ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوا ہے۔ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے بھی مٹھی بھر پیش کیا گیا۔ کس لئے یہ میں نہیں جانتا لیکن میں نے لینے سے انکار کردیا۔ مجھے شاہی خزانے سے تنخواہ اور غلہ مل جاتا ہے پھر میں بوڑھا ہوں چنانچہ مجھے کیا ضرورت ہے روپے پیسے کی؟

کماح نے غور سے بوڑھے کی طرف دیکھا اور کہا:

بے شک میرے بوڑھے ساتھی تمہیں روپے پیسے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تمہارا جسم رکھنے کے لئے مقبرہ تیار کردیا گیا ہے اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم محل کے تمام دروازوں اور پھاٹکوں سے تو واقف ہو ہی ہے نا؟

ایک ایک دروازے اور ایک ایک پھاٹک سے جب میں جوان تھا تو میں ہی تمام دروازوں کو مقفل کیا کرتا تھا اور اب بھی میرے پاس ہر دروازے کی دوسری کنجی ہے۔ کنجیوں کے اس گچھے کو میرے پاس ہی رہنے دیا گیا ہے اور ہاں میں کواڑوں کے اندرونی کھٹکوں کے راز سے بھی واقف ہوں۔

تو پھر اے دوست ایک بار پھر جوان اور پر قوت بن جاؤ چاہے یہ آخری بار ہی کیوں نہ ہو۔ جاؤ جا کر سارے دروازے اور پھاٹک بند کر کے مقفل کر دو اور کنجیاں میرے پاس لے آؤ۔ تم مجھے خانگی کمرے میں پاؤ گے۔

ٹھیک ہے خاتون جب ملازم جشن سے واپس آئیں گے تو دروازے اور پھاٹک بند دیکھ کر پریشان ہوجائیں گے۔ بڑا لطف آئے گا۔ میں جاتا ہوں اور سارے دروازے اور پھاٹک بند کر کے مقفل کردیتا ہوں۔ جن کے نام میں نے آمنی کے دیوتاؤں کے ناموں پر رکھے ہیں کہ بھول نہ جاؤں بے شک میں فوراً جاتا ہوں جیسے میں پھر جوان ہوگیا ہوں۔ اور جب دروازے بند کر کے گھر پہنچوں گا تو میری بیوی اور بچے انتظار کررہے ہوں گے۔

آدھے گھنٹے بعد بوڑھا ملازم واپس آیا اور اس نے بتایا کہ سارے دروازے اور پھاٹک بند اور مقفل کردیئے گئے ہیں۔

اور یہ عجیب بات ہے اس نے سر ہلا کر کہا کہ آج ہر دروازہ کھلا تھا اور کنجیاں غائب

تھیں۔

پھر وہ ہنسا۔ اس نے پھر سر ہلایا اور بولا:

وہ لوگ بھول گئے کہ میرے پاس دوسری کنجیاں ہیں اور میں کھٹکے بند کرنے کی ترکیب بھی جانتا ہوں ہاں مجھے وہ لوگ بے وقوف بوڑھا سمجھتے ہیں۔ جسے بہت جلد حنوط کرنے والوں کے وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ لو کنجیوں کا گچھا خاتون کماح' ان کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے میں تھک گیا ہوں لو سنبھالو اسے اور وعدہ کرو کہ تم کسی سے کہو گی نہیں کہ دروازے میں نے بند کئے اور ان فرض ناشناس لوگوں کو باہر سردی میں سونے پر مجبور کر دیا کیونکہ اگر تم نے انہیں یہ بات بتادی تو وہ لوگ کل مجھے پیٹیں گے بری طرح سے۔ اب اگر ایک جام شراب مجھے پلا دو تو میں سمجھوں گا کہ مجھے اپنی خدمت کا صلہ مل گیا۔

کماح شراب لے آئی اور اس میں پانی ملا کر بوڑھے کو دی اسے نشہ چڑھ نہ جائے۔ اور جب وہ جام خالی کرنے کے بعد چٹخارے لے رہا تھا تو کماح نے اس سے کہا کہ وہ خانگی کمرے کے پھاٹک کے دیدبان میں جا کر بیٹھے اور ہوشیار رہے اور اگر کسی کو اس طرف آتے دیکھے تو فوراً روک کر خبر کرے اس کو جو دروازے پر پہرہ دے رہا ہے جو اس زینے قدموں میں ہے جس کی آٹھ سیڑھیاں ہیں اور جو خانگی کمروں کی ڈیوڑھی تک جاتا

بڑے میاں خوش ہو کر اپنا فرض انجام دینے چلے گئے۔ اول تو شراب نے اسے بشاش ما تھا۔ اور پھر وہ اس خیال سے خوش تھا کہ وہ زندگی کے ایک بے حد دلچسپ ناٹک میں حصہ لے رہا تھا۔ حالانکہ وہ جانتا نہ تھا کہ ناٹک کیا تھا۔

اس کے بعد کماح کالے دیو رو کے پاس پہنچی۔ وہ کماح کی ہدایتیں غور سے سنتا اور کر سر ہلاتا رہا۔ پھر اس نے اپنے زبردست جسم پر چیتے کی کھال کی زرہ پہنی' یہ دیکھا خولوں میں برچھے موجود تھے۔ اور انہیں بہ وقت ضرورت آسانی سے کھینچا جا سکتا تھا۔ ر کانسی کے زبردست جنگی کلہاڑے کی دھار پر انگوٹھا پھیر کر اطمینان کیا۔ اس کے بعد اس نے مشعلیں دیواروں میں بنے ہوئے حلقوں میں اس طرح لگادیں کہ ان کی روشنی آنے لوں پر پڑ سکتی تھی لیکن زینے کے ماتھے پر کھڑا ہوا رو اندھیرے میں رہ سکتا تھا۔

یہ انتظامات کر کے کماح ملکہ کے پاس آئی جو بچی کے پلنگ کے قریب سر جھکائے کسی

خیال میں غرق بیٹھی تھی۔ لیکن کماح نے ملکہ ریما کو ان انتظامات کے متعلق نہ بتایا۔

کماح! یہ تم اپنے ہاتھ میں بھال لئے ہوئے کیوں ہو؟ ریما نے پوچھا۔

اس لئے ملکہ! یہ ایک عمدہ چھڑی کی غرض پوری کررہا ہے اور وقت آنے پر اس سے دوسرا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔ پورا محل حیرت انگیز حد تک خاموش ہے اور کیا پتہ کہ صبح ہونے سے پہلے ہم اس خاموشی میں دیوتاؤں کو بولتے سن لیں جو ہم سے کہیں کہ ہم کو ناؤ کے جہاز میں سوار ہونا ہے یا یہیں رہنا ہے۔

تم بڑی عجیب عورت ہو کماح ریما نے کہا اور ایک بار پھر سر جھکا کر کسی خیال میں غرق ہو گئی یہاں تک کہ آخر کار سو گئی۔

لیکن کماح نہ سوئی وہ منتظر رہی اور ان پردوں کی طرف دیکھتی رہی جن کے پیچھے وہ زینہ تھا جس پر رو پہرہ دے رہا تھا رات کی خاموشی مکمل ترین تھی کیونکہ پورا شہر دیوتائے نیل کے جشن میں شریک ہونے گیا تھا۔ البتہ کبھی کبھی کتوں کے بھونکنے کی آواز اس خاموشی میں یہاں وہاں شگاف ڈال دیتی تھی۔ رات کے اس سناٹے میں آخر کار ریما نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی پھاٹک یا دروازہ اندر آنے کے لئے بلا رہا ہے کماح آہستہ سے اٹھ کر دبے پاؤں چلتی ہوئی ان پردوں کے قریب پہنچی۔ جن کے دوسری طرف دو زینے کی سب سے اوپر سیڑھی پر مستعد اور چوکنا بیٹھا تھا۔

کچھ سنا؟ کچھ دیکھا؟ کماح نے رو سے پوچھا۔

ہاں خاتون اس نے جواب دیا لوگ پھاٹک سے داخل ہونے کی کوشش کررہے ہیں لیکن وہ بند ہے بوڑھے غلام نے آکر مجھے خبر کی کہ وہ لوگ آرہے اور خود بھاگ کر کہیں چھپ گیا۔ اچھا اب تم اس دروازے کے اوپر والے برج پر چڑھ کر دیکھو اور پھر مجھے بتاؤ جو تم دیکھو۔

چنانچہ کماح اندھیرے میں تنگ زینہ چڑھ کر اس برج میں پہنچی جو زمین سے کوئی تیس فٹ بلند تھا۔ اور جہاں جنگ اور بغاوت کے زمانے میں ایک نگہبان موجود رہتا تھا۔ برج کے چاروں طرف دیوار تھی جس میں جگہ جگہ طاقچے سے بنے ہوئے تھے۔ یہ طاقچے آر پار تھے چنانچہ ان میں سے تیر اور بھالے نیچے کھڑے ہوئے دشمنوں پر پھینکے جاسکتے تھے۔ پورے چاند کی رات تھی محل کے باغات اور باہر شہر کی چاندنی بکھری ہوئی تھی لیکن

دریائے نیل کماح کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کیونکہ اسکی نظر اور نیل کے درمیان عمارتوں کی چھتیں حائل تھیں البتہ وہ دور سے آتی ہوئی آوازیں سن رہی تھی جو دبے دبے شور کی شکل میں اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ یہ ان لوگوں کی آوازیں تھیں جو نیل کے پانی پر جشن منا رہے تھے۔

اچانک اس نے ایک محراب کے سائے میں چند آدمیوں کو کھڑے دیکھا معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ آپس میں کچھ مشورہ کرر ہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ لوگ محراب کے سائے میں سے نکل اۓ۔

کماح نے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آٹھ تھے۔ اور آٹھوں مسلح تھے کیونکہ چاندنی میں ان کے بھالوں کے پھل چمک رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ اب وہ کھلا صحن عبور کرکے خانگی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھے۔

کماح بھاگ کر زینہ اتری اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا رو کو بتایا۔

"اب اگر میں برج میں کھڑا ہوا ہوتا تو اس سے پہلے کہ رات کے یہ پرندے دروازے تک آتے، میں برچھے پھینک کر ایک دو کو مار گراتا" رو نے کہا۔

نہیں کماح نے کہا۔ ممکن ہے یہ لوگ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہوں یا ملکہ کی حفاظت کرنے آئے ہوں۔ چنانچہ ان پر اس وقت تک وار نہ کرنا۔ جب تک کہ یہ اپنا رنگ نہیں دکھاتے۔

رو نے سر ہلایا اور پھر کہا:

"وہ سامنے والا دروازہ پرانا اور کمزور ہے۔ چنانچہ اسے توڑنا مشکل نہیں۔ اور پھر یہاں شاید لڑائی ہوگی۔ ایک مقابلہ کرے گا آٹھ کا۔ خاتون کماح! اگر مجھے کچھ ہوگیا تو کیا ہوگا؟ کوئی دوسرا راستہ ہے جس کے ذریعہ ملکہ شہزادی کو لے کر فرار ہوسکے؟

"نہیں۔ کیوں کہ اس بڑے کمرے کے دروازے جہاں ملکہ اور امراء میں گفتگو ہوئی تھی۔ بند ہیں میں نے باری باری سے یہ دروازے کھولنے کی کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ کوئی راہ نہیں ہے فرار کی سوائے اس کے کہ محل کی پچھلی دیوار پر سے دوسری طرف کو دبایا جائے اور تم جانتے ہو بچوں کی ہڈیاں بڑی نازک ہوتی ہیں چنانچہ رو ایک بات کا خیال رکھو تمہیں کچھ نہ ہونا چاہئے۔ تم دیوتاؤں سے دعا کرو اور میں بھی کرتی ہوں کہ وہ

تمہیں قوت دے اور کامیاب کرے۔"

"قوت تو مجھ میں بہت ہے اور میں عیار اور ہوشیار بھی ہوں اور ڈرنا میں نے سیکھا نہیں بہرحال میں اپنے آپ کو بچانے کی پوری کوشش کروں گا۔ اور دیوتا اوزیرس ہی اس پر مہربان ہو جس کے سر پر میرا کلہاڑا پڑے۔"

سنو رو! اگر تم ان نمک حراموں کو دوسری دنیا میں پہنچادو یا انہیں بھگادو تو پھر ہمارے ساتھ فرار ہونے کے لئے تیار رہنا اور اگر تم خاتون کماح ملکہ اور شہزادی کے بجائے دو دیہاتنوں اور ایسی ہی بچی کو دیکھنا تو متعجب نہ ہونا۔

میں کسی بات پر تعجب نہیں کرتا خاتون اور اب میں اس شہر تھیبس سے بے ذرا ہو چکا ہوں کیونکہ میرا آقا اب نہیں رہا اور ان نمک حراموں نے ابھی سے مل کر سازش اور فساد شروع کردیا ہے۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں؟

میں سمجھتی ہوں کہ ہماری نجی گھاٹ پر ایک جہاز ہمارے انتظار میں لنگر انداز ہے اور اس کا ناخدا تاؤ ہے صبح ہونے سے دو گھنٹے پہلے ہمیں وہاں قدیم مندر کے کھنڈر کے سائے میں ملے گا واقف ہو اس مقام سے؟

"واقف ہوں ہشت خاموش میں پیروں کی چاپ سن رہا ہوں۔"

"ان کا مقابلہ کرو جب تک لڑسکتے ہو کیونکہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔"

"ہاں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔" رو نے جواب دیا۔

اور کماح پردے ہٹا کر دوسری طرف چلی گئی۔

"تمہارے دیوتا آئے نہیں کماح۔" ریما نے کہا "اور نہ ہی انہوں نے کوئی نشانی ظاہر کی۔ چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ اسی جگہ ٹھہرنا ہمارے لئے مقدر ہوچکا ہے۔"

"اور میں سمجھتی ہوں کہ ملکہ کہ دیوتا یا شیطان آرہے ہیں اب جلدی سے یہ شاہی لباس اتار دو' نہیں کچھ نہ پوچھو ایسا ہی کرو جیسا میں کہتی ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔"

ریما نے اس کی طرف دیکھا۔ کماح کے چہرے پر کوئی خاص جذبہ تھا۔ چنانچہ وہ مزید کچھ کہے بغیر اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگئی۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی ریما اس کی بچی کو اور خود کماح دیہاتنوں کا لباس پہن کر تیار ہوچکی تھیں اب کماح ایک تھیلا لے آئی اور اس میں قدیم بیش بہا جواہرات بھر دیئے یہ جواہرات مصر کے قدیم فراعنہ کے تھے۔ اس

کے ساتھ اس نے سونے کے سکے بھی رکھ دیئے۔ کہ بہ وقت ضرورت کام آئیں۔

کماح! تم نے اس تھیلے میں یہ تاج' عصا' جواہرات' سونا بھر دیا ہے تو اب یہ اتنا وزنی ہوگیا ہے کہ ہم اسے اٹھا نہ سکیں گے۔ اس سے زیادہ قیمتی چیز ہمارے پاس ہے جس کی حفاظت ہمیں کرنی ہے۔ ریما نے کہا اور بچی نفرا کی طرف دیکھا۔

یہ تھیلا وہ اٹھائے گا جو ہمارے ساتھ چلے گا اور یہ وہی وفادار ہے جو میدان جنگ میں سے کچھ اور اپنے شانوں پر اٹھا کر لایا تھا۔ اور اگر وہ یہ تھیلا اٹھانے کے لئے زندہ نہ رہا تو پھر فراعنہ کی یہ دولت کس کے بھی ہاتھ لگے گی ہمیں کیا۔

تمہارا مطلب ہے کماح کہ ہماری زندگی خطرے میں ہے؟

ہاں یہی میرا مطلب ہے۔

ریما کے خوبصورت لیکن غمزدہ چہرے اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

تو پھر ختم ہوجائے ہماری زندگی وہ بولی کبھی سوچا ہے تم نے کہ موت کے دروازے کے دوسری طرف کیسی خوش گوار چیزیں ہماری منتظر ہیں؟ امن سکون اور اطمینان اور اگر ہم ان کے قابل نہیں ہیں تو تو پھر کبھی ختم نہ ہونے والا اندھیرا اور کبھی نہ ٹوٹنے والی نیند زندگی.... اس زندگی اور اس کی پریشانیوں سے اب میں تھک گئی ہوں لیکن میری کوکھ سے اس بچی نے جنم لیا ہے جو مصر کی شہزادی ہے اور محض اس کی خاطر....

"ہاں ملکہ" کماح نے کہا صرف اس کی خاطر۔

اچانک آوازوں کی گرج سنائی دی پردوں کے دوسری طرف سے۔

دروازہ کھولو آوازوں نے چیخ کر کہا۔

تم خود کھول لو لیکن جان لو کہ موت اس کی منتظر ہے جو ملکہ مصر کی شان میں گستاخی کے ارادے سے آیا ہو رو کی گونج دار اور بھاری آواز نے جواب دیا۔

ہم ملکہ اور شہزادی کو ان کے پاس لے جانے آئے ہیں جو ان کی حفاظت کریں گے باہر سے ایک آواز نے کہا۔

موت سے بہتر ان کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے رو نے جواب دیا۔

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

پھر دروازے پر ضربیں لگانے کی آوازیں آنے لگیں۔ ضربیں کلہاڑیوں سے لگائی

جارہی تھیں لیکن دروازہ نہ ٹوٹا۔

ایک بار پھر خاموشی کا وقفہ رہا۔

اور درخت کے تنے یا ایسی ہی کسی وزنی چیز سے دروازے کو توڑنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ چند ثانیوں بعد ہی دروازہ ٹوٹ کر گرا ریما بچی کو گود میں اٹھا کر بھاگی اور اندھیرے میں جا کھڑے ہوئی۔ کماح دوڑ کر پردوں کے قریب پہنچی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں بھالا تھا۔

اور کماح نے جو کچھ دیکھا وہ یوں تھا:

دیو ہیکل رو زینے کے ماتھے پر اندھیرے میں کھڑا ہوا تھا کیونکہ حلقوں میں جلی ہوئی مشعلوں کی روشنی آگے کی طرف پڑ رہی تھی۔ دائیں ہاتھ میں برچھا لئے ہوئے تھا۔ اور اس کے بائیں ہاتھ میں زبردست جنگی کلہاڑا اور دریائی گھوڑے کی کھال کی چھوٹی سی ڈھال تھی۔ اور یوں اندھیرے میں کھڑا ہوا ایتھوپیا کا یہ کالا دیو بے حد خوفناک معلوم ہوتا تھا۔

ایک لمبا تڑنگا آدمی تلوار ہلاتا ٹوٹے ہوئے دروازے میں سے اندر آگیا۔ اس کا زرہ بکتر چاندنی میں چمک رہا تھا رو کا برچھا بجلی کی طرح چمکا اور آنے والا ٹوٹے ہوئے دروازے پر گرا۔ اس کے زرہ بکتر کا چھناکا دور تک سنائی دیا۔

اسے گھسیٹ کے ایک طرف ڈال دیا گیا۔ اور اب دوسرے اندر دھنس آئے۔ رو نے اپنا کلہاڑا بائیں سے دائیں ہاتھ میں منتقل کرلیا۔ اس نے کلہاڑے والا ہاتھ بلند کیا۔ اپنا سر بچانے کے لئے ڈھال اوپر اٹھائی اور اب وہ قدرے آگے کی طرف جھکا منتظر کھڑا تھا۔

ڈھال پر وار ہوئے پھر کلہاڑا بلند ہو کر گرا اور لوگ ڈھیر ہونے لگے اور اب رو ایتھوپیا کا کوئی وحشیانہ جنگی گیت گا رہا تھا اور بڑھ بڑھ کر حملے کررہا تھا وہ وار پر وار کررہا تھا اور خوفناک کلہاڑے کا ہر وار ایک نہ ایک آدمی کو دوسری دنیا میں پہنچا رہا تھا۔ اس کلہاڑے کے ہر وار میں دیو ہیکل رو کی ساری زبردست قوت سمٹ آتی تھی۔ اس کے باوجود آنے والے پیچھے نہ ہٹ رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ سر سے کفن باندھ کے آئے تھے' موت ان کے سامنے تھی لیکن اگر وہ مقصد میں ناکام رہے جس مقصد سے وہ آئے تھے تو پھر اس سے بھی زیادہ خوفناک موت ان کے پیچھے تھی ان کے ہاتھوں جنہوں نے

انہیں اس کام کے لئے دولت دی تھی۔

زینہ زیادہ چوڑا نہ تھا چنانچہ رو اسے پوری طرح روک نہ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک شخص اس کی بغل کے نیچے سے نکل کر بھاگتا ہوا پردوں تک آگیا۔ اور وہاں پہنچ کر وہ شش و پنج کے عالم میں کھڑا رہا۔ اور تب کماح نے اس کی صورت دیکھی۔ یہ تھیبس کا ایک بڑا امیر تھا۔ جس نے جنگ میں فرعون خفرا کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن اب غداری کر کے چرواہے بادشاہ سے مل گیا تھا۔

اسے پہچانتے ہی کماح مارے غصے کے بے قابو ہو گئی۔ وہ . بپھری ہوئی شیرنی کی طرح پردہ ہٹا کر اس کے سامنے آئی۔ اور پوری قوت سے بھالا اس کے حلق پر مارا۔ بھالا آگے داخل ہو کر پیچھے گردن سے نکل گیا۔ وہ شخص گر کر تڑپنے لگا۔ کماح نے آگے بڑھ کر اپنا پیر اسکے منہ پر رکھ دیا۔

"مرجا کتے۔ مرجا نمک حرام" وہ دانت پیس کر بولی۔

زینے پر ضربوں کی آوازیں کم ہو گئیں۔ چند لمحے بعد رو نمودار ہوا۔ وہ ہنس رہا تھا اور خون میں لتھڑا ہوا تھا۔

سب مر گئے وہ بولا صرف ایک فرار ہو گیا لیکن وہ بزدل کہاں ہے جو غوطہ مار کر میری بغل کے نیچے سے نکل گیا تھا؟

یہ رہا کماح نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا۔

"واہ بہت اچھے۔ بہت اچھے" رو نے کہا۔ اب تک میں عورتوں کو کمزور سمجھتا تھا۔ لیکن اب مجھے اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ لیکن اب جلدی کرو ایک کتا بھاگ گیا ہے اور وہ دوسرے کتوں کو لے کر آئے گا۔ یہ کیا؟ شراب؟ لاؤ دو مجھے اور ہاں ایک لبادہ بھی لا کر دو میں اپنے آپ کو ڈھنک لوں۔

مبادا ملکہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر ڈر جائیں یا انہیں مجھ سے گھن آنے لگے۔

زخمی ہو گئے ہو تم؟ کماح نے شراب کا پیالہ دیتے ہوئے پوچھا۔ نہیں ایک خراش تک نہیں آئی مجھے یہ تو غداروں کا خون ہے۔ لیکن پھر بھی میں اس حالت میں ملکہ کے سامنے جانا نہیں چاہتا۔ میں انتقام کا دیوتا معلوم ہوتا ہوں خاتون کماح اور یہ لبادہ تو میرے جسم کے لئے بہت چھوٹا ہے لیکن بہرحال کام چل جائے اور یہ تھیلا جو تم گھسیٹ کر میری طرف

لا رہی ہو کیا ہے اس میں؟

یہ مت پوچھنا کہ کیا ہے اس میں بس اٹھا لو اسے اب تم سپاہی نہیں ہو بلکہ حمال ہو۔ اٹھاؤ اسے اے وفادار رو اور دیکھو اس کی حفاظت کرنا کہ اس میں مصر کا تاج ہے آؤ ملکہ کے کلہاڑے نے راستہ صاف کر دیا ہے۔

ریما اپنی بچی' شہزادی نفرا کو لے کر آئی اور زینے پر خون لاشیں پڑی دیکھیں تو لڑکھڑا کے پیچھے ہٹی۔ اور خوف اور شک سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

کماح! یہ ہے تمہارے دیوتاؤں کا پیغام؟ اور اس نے زینے پر اور دیواروں پر خون کے دھبوں کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ ہیں پیغامبر؟ دیکھو انہیں۔ میں ان کے چہروں سے واقف ہوں۔ پہچانتی ہوں انہیں۔ یہ مرحوم خعنرا کے دوست امرا تھے اے رو! تم نے ان لوگوں کو کیوں قتل کیا جو فرعون کے دوست تھے اور جو مجھے اور میری بچی کو کسی محفوظ مقام تک لے جانے آئے تھے؟

"بے شک" کماح نے کہا۔ "موت کی حفاظت میں ابھی کے زنداں کی حفاظت تک پہنچانے"۔

"نہیں اے عورت۔ نہ تو میں تمہاری باتوں پر یقین کرتی ہوں اور نہ اب میں تمہارے ساتھ چلوں گی ریما نے فرش پر پیر پٹخ کر کہا۔ بے شک تم فرار ہو جاؤ کہ تمہارے ہاتھ بے گناہ خون میں رنگے ہوئے ہیں میں تو اپنی بچی کے ساتھ یہیں رہوں گی۔"

کماح نے حیرت اور اداسی سے ملکہ کی طرف دیکھا اور پھر سر جھکا لیا جیسے کچھ سوچ رہی تھی۔ تب رو نے آگے بڑھ کر اس کے کان میں کہا:

کماح! حکم دو اور میں ملکہ کو اٹھا کر لے چلتا ہوں۔

کماح کی نظر اس امیر کی لاش پر رینگ گئی جس کو اس نے بھالا مار کر ہلاک کیا تھا اور اس نے دیکھا کہ اس کے چار آئینے کے نیچے سی پیرس کا ایک لپٹا ہوا پلندہ جھانک رہا تھا۔ کماح نے جھک کر وہ پلندہ گھسیٹ لیا۔ اس نے یہ پلندہ کھول کر پڑھا کیونکہ وہ پڑھنا جانتی تھی۔ یہ تحریر اس مردہ امیر اور اس کے ساتھیوں کے نام تھے اور اس پر کاہن اعظم اور دوسروں کی مہریں تھیں۔ اس کی تحریر یوں تھی:

مصر کے دیوتاؤں کے نام پر اور مصر کی بھلائی کی خاطر ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ بابل

کی اس عورت کو جو فرعون سے بیاہی گئی تھی اور جس کا نام ریما ہے اور اس کی بیٹی کو جس کا نام نفرا ہے' پکڑ کر اگر ممکن ہے تو زندہ ہمارے پاس پہنچا دیا جائے کہ ہم اسے حسب وعدہ ابیبی کے حوالے کردیں۔

پڑھو اسے اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو۔

"ملکہ! مصری تحریر پڑھ سکتی ہو؟" کماح نے کہا۔ "اگر ہاں تو پھر پڑھو اسے کیا یہ تمہارے متعلق ہی ہے۔"

تم پڑھو کہ میں پڑھنے میں ماہر نہیں ہوں۔

چنانچہ کماح نے آہستہ آہستہ اور رک رک کر پڑھا کہ الفاظ اس کے دل میں اتر جائیں۔

ریما نے سنا اور کانپ کر کماح کے کندھے کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئی۔ "ہائے! میں غداروں کی سرزمین میں کیوں آئی؟ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ کاش کہ میں مرگئی ہوتی۔

اگر اب یہاں ٹھہریں تو بے شک ماری جاؤں گی۔ کماح نے تلخی سے کہا۔

"اور یہ غدار جو مارے گئے ہیں اور اب تمہارے سرتاج اور میرے آقا خعنرا کے سامنے کھڑے اپنی غداری کا جواب دے رہے ہوں گے۔ چلو ملکہ! جلدی کرو۔ تھیبس میں ابھی بہت سے غدار باقی ہیں۔

لیکن ریما ایک دم سے بے ہوش ہو کر گری۔ کماح نے لپک کر نفرا کو اس کی گود سے لے لیا اور پھر رو کی طرف دیکھا۔

یہ اچھا ہوا۔ رو نے کہا۔ اب یہ خاموش رہیں گی اور میں انہیں اٹھا کر لے چلوں گا۔ لیکن اس تھیلے کا کیا؟ ہم اسے یہیں چھوڑ جائیں؟ کیونکہ تم جانو زندگی تاج سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔

نہیں رو اسے میرے سر پر رکھ دو کہ دیہاتی عورتیں بوجھ اسی طرح اٹھاتی ہیں۔ میں اسے بائیں ہاتھ سے سر پر سنبھال رکھوں گی اور شہزادی کو دائیں ہاتھ سے اٹھالوں گی۔

رو نے ملکہ کو اپنی مضبوط بانہوں میں اٹھالیا۔

اور یوں وہ لاشیں پھلانگتے زینہ اترے اور باہر رات کے اندھیرے میں آگئے۔

اب وہ کھلا میدان عبور کررہے اور باغ کے کھجور کے درختوں کے جھنڈ کی طرف جارہے تھے۔ بچی رونے لگی لیکن کماح نے اپنا لبادہ اس کے سر پر ڈال کر اسکی آواز کو دبا دیا۔ تھیلے میں رکھے ہوئے جواہرات کا بوجھ اسے دبائے دے رہا تھا۔ اور تاج اور عصا کے کونے اس کے ماتھے میں چبھ رہے تھے۔ اس کے باوجود بڑی ہمت سے چل رہی تھی۔ حالانکہ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ وہ لوگ کھجوروں کے جھنڈ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ دم لینے کے لئے رکے۔ اور گھوم کر پیچھے دیکھا۔

بہت سے آدمی ملکہ کے خانگی کمروں کی طرف بھاگ کر جاتے دکھائی دیئے۔

عین وقت پر نکلے ہیں ہم وہاں سے رو نے کہا۔ چلو آگے بڑھو۔ اور وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ سامنے گھاس کے میدان میں معبد کا کھنڈر دکھائی دیا۔

کماح گرتی پڑتی وہاں تک پہنچی اور بے حال ہو کر بیٹھ گئی کیونکہ اب وہ بری طرح تھک گئی تھی۔

اب اگر کہیں سے مدد نہ آئی تو بس خاتمہ ہے۔ رو نے کہا۔ دو نیم مردہ عورتوں اور اس تھیلے کو بھی اب مجھے اپنے سر اور شانوں پر اٹھانا ہے۔ لیکن بچی کا کیا؟ نہیں یہ بچی مصر کی شہزادی ہے۔ چاہے کوئی بھی مرے اسے تو بہرحال بچانا ہے۔

ہاں رو کماح نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ مجھے یہیں چھوڑ دو۔ لیکن شہزادی کو بچالو۔ اسے اور اس کی ماں کو لے کر گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔ شاید کشتی وہاں موجود ہو۔

اور تب مدد آئی۔ کیونکہ پچھلی دفعہ کی ہی طرح کھجور کے ایک درخت کے پیچھے سے ناخدا تاؤ نکل آیا۔

تم مقررہ وقت سے کچھ پہلے ہی آگئی ہو خاتون کماح وہ بولا اسی طرح خوش قسمتی سے میں بھی جلدی آگیا ہوں اور دریائے نیل پر موافق ہوا ہوا بھی وقت سے پہلے ہی چلنے لگی ہے۔ بہرحال شکر ہے کہ ہم تینوں یہاں پہنچ گئے لیکن یہ کون ہے۔

اور وہ شک و حیرت سے دیو قامت رو کی طرف دیکھنے لگا۔

یہ وہ ہے جس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ رو نے جواب دیا۔ اگر تمہیں شک ہو تو جا کر محل کی سیڑھیوں پر دیکھو۔ اور یہ وہ ہے کہ اگر ضرورت ہوئی تو تمہاری ہڈیاں یوں آسانی سے توڑ سکتا ہے جس طرح غلام خشک لکڑیاں توڑ دیتے ہیں۔

ہاں اس پر میں یقین کرسکتا ہوں تاؤ نے کہا رہی ہڈیاں توڑنے کی بات تو اس کے متعلق ہم بعد میں بات چیت کریں گے۔ اچھا اب میرے پیچھے آؤ وقت بہت کم ہے۔

پھر اس نے تھیلا اپنے شانے پر اٹھالیا۔ ایک ہاتھ سے سہارا دے کر کماح کو اٹھایا اور یوں وہ گھاٹ کی طرف چلے۔

وہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ پتھر کی سیڑھیوں کے قدموں میں ایک کشتی بندھی ہوئی تھی اور فاصلے پر ایک جہاز لنگر انداز تھا جس کا بادبان نصف کے قریب کھلا ہوا تھا۔ وہ کشتی میں سوار ہوگئے تاؤ نے چپو سنبھالئے اور کشتی کو جہاز کی طرف کھینچنے لگا۔ جہاز کے قریب پہنچے تو اوپر سے ایک رسا پھینکا گیا جس سے تاؤ نے کشتی کو ماتھے کی طرف سے باندھ دیا اور پھر رسا پکڑ کر کھینچنے لگا' یہاں تک کہ کشتی جہاز کے پہلو سے لگ گئی۔ جہاز پر سے بہت سے ہاتھ ان کو سہارا دینے کے لئے بڑھے اور یوں انہیں جہاز پر کھینچ لیا گیا۔

لنگر اٹھاؤ۔ تاؤ نے حکم دیا۔ اور بادبان کھول دو۔

ہم نے سنا آقا ایک آواز نے جواب دیا۔

تین منٹ بعد موافق ہوا کے سہارے جہاز دریائے نیل کی سطح پر تیز رفتاری سے جیسے اڑا جارہا تھا۔ اور جب جہاز کو رات کے اندھیرے نے اپنی آغوش میں لے کر نظروں سے اوجھل کردیا تو محل کے باغ اور کھجوروں کے جھنڈ میں بہت سے لوگ جلتی ہوئی مشعلیں لئے ادھر ادھر بھاگ بھاگ کر کسی کو تلاش کررہے تھے۔

ناخدا نے ریما اور بچی کو ایک کیبن میں لٹا دیا۔ اور اس نے' رو سے کہا:

اچھا اب اے ہڈیوں کے توڑنے والے تم مجھے ایک دلچسپ کہانی سنانے والے ہو۔ ہے نا آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ اور ایک پیالہ شراب پی لو پھر کہانی سناؤ کہ محل میں کیا ہوا؟

چنانچہ یوں ریما' نفرا' کماح اور رو غداروں کے شہر تھیبس سے فرار ہوئے۔

ہیکل ابوالہول

رات اور دن اور پھر دن اور رات تاؤ کے جہاز کر سفر دریائے نیل میں جاری رہا۔ کبھی کبھی جب ہوا موافق نہ ہوتی یا بند ہوجاتی تو جہاز کسی انجانے اور ویران گھاٹ پر اور کسی بھی بستی سے دور لنگر انداز ہوجاتا۔ دو دفعہ ایسا ہوا کہ ان کا جہاز ان معبدوں کے کھنڈروں کے قریب لنگر انداز ہوا جنہیں فاتح چرواہوں نے اپنی فتح کے ابتدائی جوش میں توڑ پھوڑ دیا تھا لیکن اب تک ان معبدوں کی مرمت نہ کی گئی تھی۔ اس کے باوجود یوں ہوتا ارد گرد کے قبرستانوں میں بہت سے لوگ نکل آتے اور کھانے کی چیزیں فروخت کی غرض سے لے کر جہاز تک آئے۔ ان کی وضع قطع سے کماح نے جو اس قسم کی وضع قطع سے واقف تھی سمجھ لیا کہ یہ لوگ کاہن اور پجاری تھے۔ لیکن ان کے اعتقادات اور ان کا مذہب کیا تھا یہ وہ نہ جانتی تھی۔ یہ لوگ تاؤ کو الگ الگ لے جا کر اس سے بات چیت کرتے اور مارے احترام کے اس کے سامنے جھکے جاتے اور پھر ایک یا دوسرے بہانے سے تاؤ انہیں اس کیبن میں لے آتا جہاں ننھی شہزادی سو رہی تھی۔ شہزادی کی طرف وہ خوفزدہ ہو کر دیکھتے اور پھر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے جیسے وہ کوئی دیوی ہو پھر وہ اٹھتے اور اپنے دیوتاؤں کے نام لے لے کر اسے خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے الٹے پیروں چلتے لوٹ جاتے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیزیں دیتے اس کی قیمت نہ لیتے۔

یہ سب باتیں کماح نے دیکھیں اور رو نے بھی دیکھیں حالانکہ وہ بے وقوف اور بے حد سادہ لوح معلوم ہوتا تھا لیکن ملکہ نے ان باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ جب سے اس کا شوہر فرعون خفرا میدان جنگ میں مارا گیا تھا تب سے اس کا دل اچاٹ ہوگیا تھا اور جب سے اسے اپنے شوہر کے امرا' نمک خواروں اور مشیروں سے' سوائے اپنی بچی نفرا کے دلچسپی نہ رہی تھی۔

جب اسے ہوش آیا اور اس نے اپنے آپ کو جہاز پر پایا تو اس نے چند سوالات پوچھے اور بس رو سے وہ دور دور رہنے لگی۔ حالانکہ وہ اسے بہت زیادہ چاہتی تھی۔ اور کہا کہ اس کے جسم اور لباس سے ان لوگوں کے خون کی بو آتی ہے جنہیں اس نے محل کی

سیڑھوں پر قتل کیا تھا۔ تاؤ سے بھی وہ زیادہ بات چیت نہ کرتی کیونکہ اس نے کہا اسے کسی مرد پر اعتبار نہ رہا۔ صرف کماح سے کبھی کبھی وہ کھل کر بات کرتی اور ہر دفعہ یہی بات کرتی کہ وہ کس طرح اس لعنتی ملک مصر سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بابل پہنچ سکتی ہے۔

اب تک تو مصر کے دیوتاؤں نے تمہارا ساتھ دیا ہے کماح نے جواب دیا اور تمہیں اور اس شہزادی کو غداروں کے جال سے صحیح سلامت نکال لائے۔ اور اس وقت جب کہ فرار ناممکن معلوم ہوتا تھا تمہیں اس جہاز پر پہنچا دیا۔ اور وہ بھی اس حال میں کہ تمہارا اعتقاد مصر کے دیوتاؤں پر نہ تھا۔

شاید ایسا ہی ہو جیسا تم کہتی ہو کماح ریما نے کہا۔ لیکن کیا ہوا کہ ان دیوتاؤں کے ہوتے ہوئے میرا شوہر مارا گیا حالانکہ وہ اور میں بھی ان کی معتقد تھی۔ اور مجھے اور میری بچی کو غداروں اور دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور ہمیں اگر کسی نے بچایا تو تمہاری ہوشیاری اور رو کی زبردست طاقت نے لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ دیوتا میرے دیوتا نہیں حالانکہ فرعون کی بیوی کے طور پر میں نے ان کی قربان گاہوں پر نذریں چڑھائیں ہیں۔ میں سچ کہتی ہوں کماح کہ میں بہرحال بابل جاؤں گی اور وہاں اپنی اجداد کے دیوتاؤں کو سجدا کروں گی۔ کماح مجھے واپس بابل لے جاؤ جہاں کے لوگ اس سے غداری نہیں کرتے۔ جس کی روٹی کھاتے ہیں۔

اگر ممکن ہوا تو میں تمہیں بابل پہنچا دوں گی کماح نے جواب دیا لیکن افسوس بابل بہت دور ہے اور یہاں سے وہاں تک ایک ایک ملک میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں چنانچہ ملکہ امید کا دامن تھامے رہو اور صبر سے انتظار کرو۔

ساری امیدیں ختم ہوجائیں۔ اب تو میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جلد از جلد وہاں پہنچ جاؤں جہاں میرا شوہر تمہاری اوزیرس کے ساتھ اس کے دسترخوان پر بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ بالبعل کے ساتھ بادلوں پر سواری کر رہا ہے یا گھپ اندھیرے میں سو رہا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو وہاں جاؤں گی لیکن اس منحوس مصر میں تو نہ رہوں گی۔ لاؤ میری بچی مجھے دو اسے دودھ پلاؤں اور جب تک اس دنیا میں ہوں اپنے سینے سے لگائے رکھوں۔ کیونکہ اسے جلد ہی ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے اسی کو ہم بہت زیادہ پیار کرتے ہیں کماح!

کماح نے بچی کو ملکہ کو آغوش میں دے دیا۔ اور اپنے آنسو چھپانے کے لئے منہ

دوسری طرف پھیر لیا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ غم اس عورت کا دل دکھائے جا رہا تھا جو مصر کے بادشاہ کی بیوہ اور بابل کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔

وہ ممفس سے دور آ گئے تھے لیکن خطرہ ابھی ٹلا نہ تھا۔

بہت سے مسلح افسر کشتی میں سوار ہو کر ان کے جہاز پر آئے اور لنگر ڈال دینے کا حکم دیا۔ تاؤ اس حکم کی تعمیل پر مجبور تھا۔

دیکھو اب تمہیں اپنے پارٹ ہوشیاری سے ادا کرنے ہیں۔ اس نے کماح سے کہا۔ یاد رکھو کہ تم میری بہن اور ملکہ میری بیوی ہے جو بیمار ہے چنانچہ کہو اس سے کہ اپنا غم بھول کر سانپ کی طرح عیار بن جائے۔ اور رو تم اپنا یہ خوفناک کلہاڑا چھپا دو لیکن ایسی جگہ کہ بہ وقت ضرورت اسے آسانی سے اپنے ہاتھ میں لے سکو اور یاد رکھو کہ تم میرے غلام ہو جس کو میں نے بڑی بھاری رقم دے کر تھیبس کی منڈی میں خریدا ہے تاکہ تمہاری جسمانی قوتوں کا مظاہرہ شہر کے بازاروں میں کر کے روپیہ کما سکوں اور ہاں تم مصری زبان یہ بہت کم بول سکتے ہو یا بالکل بھی نہیں بول سکتے۔

کشتی جہاز سے آ لگی۔ اس میں دو افسر تھے اور دونوں ہی پر نیند کا غلبہ تھا کیونکہ وہ بار بار جمائیاں لے رہے تھے ایک تیسرا آدمی بھی تھا جو کشتی کھے رہا تھا۔ دونوں افسر عرشے پر آئے تھے اور ناخدا کو پوچھا۔ چنانچہ تاؤ پھٹے پرانے لباس میں نمودار ہوا خالص دیہاتیوں کی زبان میں افسروں کے آنے کا سبب پوچھا۔

اے ناخدا! ہم تمہارے معاملے کی متعلق تحقیقات کرنے آئے ہیں ایک افسر نے کہا۔

تو سنو میرا معاملہ صاف ہے میں ایک تاجر ہوں غلہ بھر کر لاتا ہوں اور اس کے عوض مویشی لے جاتا ہوں۔ جہاز کے اگلے حصے میں عمدہ بچھڑے بندھے ہوئے ہیں جو تھیبس کے بہترین سانڈوں کی نسل سے ہیں۔ تو تم لوگ خریدار ہو؟ اگر ہاں تو چل کر دیکھ لو۔ ان میں سے ایک بچھڑے کے ماتھے پر ایپس کی علامت ہے۔

اے ہم گوالے دکھائی دیتے ہیں تجھے۔ افسر نے کہا۔ پروانہ تجارت دکھاؤ اپنا۔

یہ رہا اور تاؤ نے بردی کاغذ کا ایک پلندہ افسر کی طرف بڑھا دیا۔ اس پر ممفس اور دوسرے شہروں کے ملک التجاروں کی مہریں تھیں۔

ہم ایک بیوی ایک بچی اور ایک بہن۔ ہم۔م۔م بہرحال ہمیں دو عورتوں اور ایک

بچی کی تلاش ہے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم تمہاری بہن اور بیوی اور بچی کو ایک نظر دیکھ لیں۔

ضروری ہے یہ؟ دوسرے افسر نے کہا۔ یہ ملکہ کے اس جنگی جہاز جیسا تو ہے نہیں جس کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے اور جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اور رات کے جشن اور عمدہ کھانوں کے بعد ان بچھڑوں کے گوبر اور پیشاب کی بدبو سے تو مجھے متلی ہو رہی ہے۔

جنگی جہاز؟ کیا کہا آپ نے جنگی جہاز؟ تو ایسا ہی ایک جہاز ہمارے پیچھے آرہا ہے۔ ایک ہی دفعہ ہم نے دیکھا تھا اسے لیکن چونکہ وہ بڑا اور وزنی جہاز ہے اس لئے ساحل کے قریب اتھلے پانی کی ریت میں پھنس گیا ہے چنانچہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب تک ممفس پہنچے گا۔ بہت شاندار جہاز ہے وہ جس پر بہت سے مسلح آدمی بھی میں نے دیکھے تھے لیکن وہ لوگ کہتے تھے کہ وہ جہاز سیوط میں لنگر انداز ہوگا جو جنوب کا سرحدی شہر ہے یا جنوبیوں کو شکست دینے سے پہلے سرحدی شہر تھا۔ ہائے ہائے۔ کیا زبردست شکست دی ہے ہم نے ان مغرور جنوبیوں کو لیکن خیر آؤ دیکھ لو میری بہن اور بیوی کو۔

جنگی جہاز کی یہ اطلاع ایسی دلچسپ تھی ان کے لئے کہ دونوں افسروں محض رسماً" تاؤ کے ساتھ چل پڑے۔ اور اس کی بہن اور اس کی بیوی کے متعلق اب وہ کچھ زیادہ نہ سوچ رہے تھے تاؤ نے چراغ اٹھایا اور اسے پردوں کے درمیان سے کیبن میں داخل کرتے ہوئے بولا:

اب اس میں کون سی بدروح گھس گئی ہے کہ ایسا اندھا جل رہا ہے۔

بڑی بدبو تو یہاں ہے۔ آخ تھو ایک افسر نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اپنی ناک دبا کر کہا۔

اور اب اس نے پردوں کے درمیان گردن ڈال کر اندر دیکھا۔ چراغ کی اندھی روشنی کیبن کو اجالنے کے لئے ناکافی تھی چنانچہ اندر اندھیرا اندھیرا سا تھا چنانچہ وہ صرف یہ دیکھ سکا کماح ایک تھیلے پر بیٹھی ہوئی تھی اور افسر کے فرشتوں کو پتہ نہ تھا کہ جس تھیلے پر وہ بیٹھی ہوئی تھی اس میں مصر بالا فراعنہ کے قدیم بیش بہا جواہرات بھرے ہوئے تھے وہ تھیلے میں بیٹھی ایک تو بنی دودھ اور پال مل کر رہی تھی اس کے پیچھے ایک غلیظ بستر پر دوسری عورت لیٹی ہوئی تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔

عین اسی وقت چراغ بجھ گیا۔

لعنت ہے تاؤ نے کہا آپ لوگ ذرا انتظار کیجئے میں اس میں تیل ڈال کر آتا ہوں۔ پھر یہ چراغ اچھا جلے گا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں افسر نے کہا ہمیں جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جاؤ اپنا سفر جاری رکھو۔ اور دیوتا کریں بچھڑے بھاری قیمت پر فروخت ہوں۔

اور اتنا کہہ کر وہ عرشے کی طرف گھوم گیا۔ اور بدقسمتی سے اس کی نظر رو پر پڑی جو عرشے پر پالتھی مارے بیٹھا تھا اور حتیٰ الامکان چھوٹا سا نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ تو کالا دیو ہے افسر نے کہا اب یاد آیا کہ ہماری کسی جاسوس نے ایک کالے دیو کے متعلق کہا تھا اس نے وہاں شہر میں ہمارے بہت سے آدمی قتل کرڈالے تھے کھڑے ہو جاؤ کالے آدمی۔

تاؤ نے افسر کے حکم کا ترجمہ کیا کسی ادق زبان میں رو کھڑا ہو گیا اپنے بڑے بڑے دیدے گھمانے لگا۔ اور پھر اس کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں یہاں تک کہ صرف سفیدی نظر آنے لگی جو اس کے بے وقوف دکھائی دیتے ہوئے چہرے میں بڑی بھیانک معلوم ہونے لگی۔

"ہم" افسر بولا کیا دیو کا دیو آدمی ہے۔ دیو تاؤں کی قسم' کیا سینہ ہے کیا بازو ہیں ناخدا اب یہ بتاؤ کہ یہ کون دیو ہے اور یہ تمہارے تجارتی جہاز پر کیا کر رہا ہے؟

آقا! تاؤ نے کہا یہ میرا ایک جوکھم ہے جس پر میں نے اپنی زیادہ تر پونجی لگا دی ہے۔ یہ بڑا طاقتور اور اپنی طاقت کے عجیب کرشمے دکھاتا ہے۔ چنانچہ امید ہے کہ میں اس کے کرتب کی نمائش کروا کر خاصی دولت کما لوں گا۔

اچھا! افسر نے کہا تو کالے دیو اپنی طاقت کا ایک کرشمہ ہمیں بھی دکھا دو۔

رو نے ادھر ادھر سر ہلایا۔

آقا! یہ ایتھوپیا کا باشندہ ہے چنانچہ آپ کی زبان نہیں سمجھتا تاؤ نے کہا ٹھہرئے میں سمجھاتا ہوں اسے۔

اور پھر اس نے کسی انجانی زبان میں رو سے کچھ کہا۔ رو جیسے ایک دم سے بیدار ہو کر مسکرایا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں افسروں پر جھپٹ پڑا۔ ایک ہاتھ میں ایک کی اور

دوسرے ہاتھ میں دوسرے افسر کی گردن پکڑی اور انہیں یوں اوپر اٹھالیا جیسے وہ انہیں دریا میں پھینکنے والا ہو۔ افسروں نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ تاؤ گالیاں بکنے لگا۔ اور اب وہ رو کو واپس کھینچنے کی کوشش کرر رہا تھا اور اس کے کان میں چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔ رو ناخدا کی طرف گھوم گیا اور حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا۔ اس نے اب بھی افسروں کو اپنے ہاتھوں میں لٹکا رکھا تھا۔ اور جہاز کے درمیانی عرشے کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے دونوں افسروں کو وہاں پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

آخرکار رو کی سمجھ میں ناخدا کی بات آگئی۔ اور اس نے بڑے بھولے پن سے دونوں افسروں کو چھوڑ دیا۔

وہ عرشے پر دھڑام سے چت گرے۔

یہ اس کا خاص اور پسندیدہ تماشہ ہے۔ تاؤ نے دونوں افسروں کو اٹھنے میں مدد کرتے ہوئے کہا۔ یہ اتنا طاقت ور ہے کہ اگر آپ کے ساتھ تیسرا آدمی ہوتا تو یہ اسے اپنے دانتوں سے اٹھالیتا۔

اچھا! ایک افسر نے اپنے کولھے کی چوٹ سہلاتے ہوئے کہا۔

بہرحال ہم تمہارے اس وحشی کا کرتب دیکھ چکے اور مزید دیکھنے کی تمنا نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے یہ کرتب تمہیں قید خانے میں پہنچا دیں گے۔ اب ہٹاؤ اسے یہاں سے کہ ہم اپنی کشتی میں سوار ہو سکیں۔

چنانچہ یوں ایمی کے افسروں نے تاؤ کے جہاز کی تلاشی لی۔

جب ایمی کے افسر کشتی میں بیٹھ کر چلے گئے اور جب جہاز ایک بار پھر صبح کی دھند میں لپٹا ممغس کے گھاٹوں کے سامنے گزر رہا تھا۔ تو رو تاؤ کے پاس آیا۔ جو سکان سنبھالے ہوئے تھا۔

رو! تم مجھے آقا کیوں کہتے ہو؟

اس لئے کہ تم امیر آقا یا ایسی ہی کوئی بڑی چیز ہستی ہو حالانکہ اس وقت اس جہاز کے غریب ناخدا بنے ہوئے ہو خیر تو آقا تاؤ اگر تم نے مجھے ان افسروں کو دریا میں پھینک دینے دیا ہوتا تو اچھا ہوتا کیونکہ دریا میں دفن ہونے والے اپنی کہانی کہنے نہیں پاتے۔ لیکن اب وہ دیکھیں گے کہ ایسا کوئی جنگی جہاز کہیں نہیں ہے جس کے متعلق تم نے کہا تھا اور

پھر.....

اور پھر اسے ہڈیاں توڑنے والے ان افسروں کی بڑی درگت بنے گی اور تب تک ملکہ اور شہزادی کو لے کر ہم اس کی دسترس سے دور نکل جائیں گے۔ لیکن رو اس کا مجھے افسوس ہے کیونکہ یہ دو افسر برے نہ تھے رہی یہ بات کہ تم انہیں نیل میں پھینک دیتے تو اچھا ہوتا تو واقعی اچھا ہوتا۔ اگر تمہاری اس حرکت کا کوئی گواہ نہ ہوتا۔ لیکن میرے دوست! ایک گواہ موجود تھا۔ وہ کشتی والا جوان افسروں کو یہاں تک لایا تھا۔ وہ عینی شاہد ہوتا اور جب وہ ساحل پر پہنچتا تو لوگوں کو تمہاری زبردست اور غیر معمولی طاقت کی کہانی سناتا اور پھر نتیجہ معلوم؟

یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا۔ رو نے کہا۔ تم واقعی بہت عقلمند ہو۔ نہیں رو اگر میرا دماغ تمہاری زبردست قوت اور قامت قدر وفاداری سے ملا دیا جائے تو اے رو! تم جانو صفت انسانوں پر حکمرانی کر سکتے ہو۔ لیکن میرا دماغ تمہاری کھوپڑی میں نہیں چنانچہ تمہیں عمر بھر غلامی کا جوا اپنے شانوں پر اٹھائے اٹھائے پھرنا ہے۔ سانڈ کی طرح جو تمہاری طرح ہی یا شاید تم سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔

اگر دماغ میں سب کچھ ہے تو میرے دوست تاؤ تو پھر تم حکمراں کیوں نہیں ہو حالانکہ تم اس قابل ہو۔ ہرچند کہ میری طرح دیو قامت اور طاقتور نہیں ہو؟ فرعون کے تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے کے بجائے مفروروں کو اپنے اس گندے جہاز پر کیوں لے جا رہے ہو؟ میں تو ایک بے وقوف اور سیاہ فام ہوں جو جنگ کرنے اور آقا کا وفادار رہنے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ چنانچہ میں ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے تم ہی بتاؤ۔

بہت سی کشتیاں غلہ اور کھجوروں اور پاپیرس سے لدی ہوئی آ رہی تھیں۔ تاؤ نے بڑی مہارت سے اپنے جہاز کو ان کشتیوں سے بچا کر نکالا اور اب دریا کا راستہ صاف تھا چنانچہ اس نے اپنے ماتحت کو آواز دے کر سکان اس کے سپرد کیا۔ اور خود پہلو کی نیچی دیوار پر بیٹھ گیا اور رو کو سمجھاتے ہوئے یوں کہا:

شاید اس لئے دوست رو کہ میں نے بھی اپنی زندگی کسی کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے ہر مخلص آدمی بے وقوف ہوتا ہے ہر وفادار اور ایمان دار آدمی احمق ہوتا ہے۔ چنانچہ تم بھی ہو اور تم اس نسل سے تعلق رکھتے ہو جو طاقت ور تو ہے لیکن بے حد سادہ

لوح ہے۔ چنانچہ تم یقین نہیں کرو گے اگر میں تم سے یہ کہوں کہ زندگی کی سچی خوشی صرف خدمت سے حاصل ہوتی ہے فراعنہ خدامت کرتے نہیں بلکہ لیتے ہیں اسی لئے وہ اندھے اور اکثر اوقات اتنے مطمئن ہوتے ہیں حالانکہ وہ اپنی پر کے ان بلبلوں کی طرح ہیں جنہیں ہوا اڑا لے جاتی ہے چنانچہ فراعنہ کو بھی مظلوموں کی سانسیں اڑالے جاتی ہیں۔ اپنے اندھے پن اور خود اطمینانی میں انہیں کچھ سوجھتا اور یہ تخت نشین زیادہ تر فائدے کے بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو وہ خود بھی غلام بلکہ غلاموں کے غلام ہوتے ہیں لیکن جو خدمت کرتا ہے اس کا معاملہ مختلف ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی غرضی اپنے فوائد اور جاہ طلبی ایک طرف رکھ کر بڑے خلوص اور ایمان داری اور وفاداری سے خدمت میں جٹ جاتا ہے اور اچھے کی اور اچھے کے لئے خدمت کرتا ہے اور اپنے اسی کام میں اپنا انعام پاتا ہے۔

رو نے اپنا سر کھجایا اور پوچھا۔

ایسی تو کس کی خدمت کرتا ہے وہ؟

دیوتا کی۔

دیوتا کی؟ دیوتا تو بہت سے ہیں ایتھوپیا میں مصر میں اور دوسرے ملکوں میں بھی چنانچہ کون سے دیوتا کی خدمت کرتا ہے وہ؟ اور یہ دیوتا کہاں ملتا ہے اسے؟

خود اس کے دل میں رو لیکن اس کا نام کیا ہوتا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا کوئی اسے انصاف کہتا ہے کوئی آزادی' کوئی امید اور کوئی روح کہتا ہے۔

اور جو لوگ ان ساری اچھائیوں سے بے پروا ہو کر صرف اپنے آپ کو اور اپنے نفس کو پوجتے ہیں انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

یہ تو میں نہیں جانتا کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ البتہ صرف ایک نام جانتا ہوں موت۔

اس کے باوجود اے آقا۔ ایسے لوگ دوسرے اچھے لوگوں سے زیادی عمر پاتے ہیں' عیش و آرام سے رہتے ہیں۔ اور بھلا بھی ان ہی کا ہوتا ہے۔

ہاں۔ لیکن آخر کار ان کے دم بھی پورے ہوتے ہیں اور اگر انہوں نے توبہ نہیں کی ہوتی اپنے آپ کو سدھارا نہیں ہوتا تو پھر ان کی روح مرجاتی ہے۔

"تو تمہارا اعتقاد ہے کہ روح زندہ رہتی ہے۔ جیسا کہ کاہ اور پجاری کہتے ہیں۔"

"ہاں رو روح زندہ رہتی ہے را سے زیادہ اس کی عمر ہوتی ہے تاروں سے بھی زیادہ اس کی عمر ہوتی ہے اور وہ اپنی اچھی خدمتوں کی جزا پاتی ہے۔ لیکن ان باتوں کے متعلق تم مجھ سے نہ پوچھو بلکہ اس سے پوچھنا جس سے تم بہت جلد ملنے والے ہو اور جس کا میں ایک ادنیٰ سا خادم اور مرید ہوں۔

میں تو اس سے کچھ بھی پوچھنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ خود تمہاری باتوں نے میرا دماغ چکرا دیا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری اس خدمت کا کیا صلہ ملے گا کہ تم اپنی جان پر کھیل کر ایک خاتون اور اس بچی کو بچانے آئے اور اب انہیں جہاز پر لئے جارہے ہو؟

یہ تو میں نہیں جانتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میری یہ خدمت خود ہی صلہ ہے۔ کیونکہ میں نے بغیر کوئی سوال پوچھے اور اپنے دل میں شک لائے بغیر خدمت کرنے کی قسم کھائی ہے۔

تو تمہارا بھی کوئی آقا ہے۔ کون ہے وہ؟

یہ تمہیں جلد ہی معلوم ہوجائے گا۔

رات کا اندھیرا اتر آیا۔

اندھیرا اترتے ہی جس نے اپنا نام تاؤ بتایا تھا اپنے جہاز کو ایک خاص گھاٹ کی طرف لے آیا جو اس وقت اہرام اور ان کے قریب بیٹھے ہوئے اس ابوالہول سے زیادہ دور نہ تھا جو صدیوں سے وہاں بیٹھا اپنی پتھر کی آنکھوں سے خلا میں دیکھ رہا تھا۔ اور یہاں پہنچ کر وہ سب کی سب وہاں اگے ہوئے نرسلوں اور رات کے اندھیرے کی اوٹ میں جہاز سے اترے۔

ابھی وہ کنارے پر اترے ہی تھے کہ انہیں بہت سی کشتیاں دکھائی دیں جن کے ماتھوں پر بڑی بڑی لالٹینیں لٹک رہی تھیں اور ان کی روشنی ہمیں وہ نظر آرہے تھے جو ان کشتیوں میں سوار تھے اور یہ بہت سے آدمی تھے جو سب کے سب مسلح تھے۔ یہ لوگ کشتیاں کھیتے ہوئے بہاؤ کے ساتھ ساتھ آگے نکل گئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ممفس کے ان افسروں کو کسی نے بتا دیا ہے کہ ایسا کوئی جنگی جہاز نہیں جس کے متعلق میں نے انہیں بتایا تھا کہ ہمارے پیچھے آرہا ہے چنانچہ اب انہیں اس تجارتی جہاز کی تلاش ہے جس میں ایک خاص عورت اور ایک بچی سفر کررہی ہے۔ تو تلاش

کرنے دو انہیں کیونکہ وہ پرندے اب ان کے ہات نہیں آئیں گے اور وہ جس گھونسلے میں بسیرا کریں گے اس تک کوئی چرواہا آنے کی ہمت نہ کرے گا۔

اب تاؤ اپنے ماتحت کو چند ہدائیتیں دیں۔ یہ شخص بے حد خاموش اور پراسرار تھا۔ اور اس جہاز کا پورا عملہ ایسا ہی تھا پراسرار اور خاموش۔ اب اس نے ملکہ ریما کا ہاتھ پکڑا اور اندھیرے میں چل پڑا۔ ان کے پیچھے کماح تھی جس نے نفرا کو اپنی گود میں لے رکھا تھا۔ اور ایتھوپیا کا دیو رو تھا جو اپنے شانے پر وہ تھیلا لادے ہوئے تھا جس میں مصر بالا کے فراعنہ کا خزانہ تھا۔

وہ چلتے رہے بہت دیر تک کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں چلتے رہے۔ اور اب وہ جھنڈ میں سے نکل آئے۔ اور ان کے قدموں تلے صحرا کی ریت تھی۔ اور پھر زرد چاند طلوع ہوا اور اس کی روشنی میں انہوں نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔

ان کے سامنے ایک بہت بڑے شیر کی شکل ابھری۔ یہ شیر پتھر کا تھا اور اس کا چہرہ درندے کا نہ تھا بلکہ مرد کا تھا جس کے سر پر بادشاہ یا دیوتا کی ٹوپی تھی اور یہ عجیب جانور مشرق کی طرف اپنی پتھر کی سنجیدہ اور خوفناک آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

کیا ہے وہ؟ ریما نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔ کیا ہم دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہیں جہاں انسان مرنے کے بعد جاتا ہے اور یہ اس کا دیوتا ہے؟ کیونکہ یہ بھیانک روپ اور یہ خوفناک مسکراہٹ تو دیوتا ہی کی ہو سکتی ہے۔

نہیں خاتون تاؤ نے جواب دیا یہ تو صرف دیوتا کی علامت ہے ابوالہول نام ہے اس کا اور یہ ان گنت صدیوں سے یہاں بیٹھا ہوا ہے اور وہ دیکھو اس کے پیچھے وہ زبردست تودے سے جو اہرام ہیں۔ اور ان اہرام کے نیچے تمہارے لے اور تمہاری بچی کے لئے سکون اور حفاظت ہے۔

حفاظت بچی کے لئے شاید ریما نے جواب دیا اور میرے لئے میں سمجھتی ہوں پر سکون ابدی نیند کیونکہ جان لو اے تاؤ کہ ان بھیانک مسکراتی ہوئی آنکھوں میں موت مجھے دیکھ رہی ہے۔

تاؤ نے جواب نہ دیا کیونکہ ریما کے یہ بد شگونی کے الفاظ سن کر اس کی روح لرز گئی تھی۔

کماح کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہوا تھا چنانچہ وہ بڑبڑائی:
ہم لوگ مقبروں میں اور تابوتوں کے درمیان قیام کرنے جارہے ہیں اور یہ اچھا ہی ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بہت جلد ان کی ضرورت پڑے گی۔
حتیٰ کہ دو بھی خوفزدہ تھا لیکن ملکہ کے الفاظ سے زیادہ عظیم الشان ابوالہور نے اسے خوفزدہ کیا تھا۔

یہ وہ ہے جس نے میرے دل کو پانی اور گھٹنوں کو موم کردیا ہے اس نے اپنے وحشیانہ خیالات کا اظہار کیا یہ ہے وہ جس سے کوئی انسان حتیٰ کہ خود بھی جنگ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آج عمر میں پہلی دفعہ میں خوفزدہ ہوں۔ پتھر کی اس خوفناک شکل میں یہ قسمت ہے اور قسمت کے سامنے آدمی کیا کرسکتا ہے؟
اس کے لکھے پر عمل کرے جیسا کہ ضروری ہے تاؤ نے سنجیدگی سے کہا۔ اچھا اب آگے بڑھو کہ اس دیوتا کا در معبد کھلا ہے۔ اور دوسری باتیں قسمت پر چھوڑ دو۔
ابوالہول کے آگے بڑھے ہوئے زبردست پنجوں سے کوئی پچاس قدم ادھر سیڑھیاں تھیں۔ وہ لوگ یہ سیڑھیاں اتر کر ایک زبردست چٹانی دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔ تاؤ نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھایا اور دیوار پر تین دفعہ ایک انداز میں بجایا۔ ہر دفعہ پتھر کو سل پر بجانے کے انداز میں وہ تھوڑی سی تبدیلی کردیتا تھا۔
اب وہ لوگ خاموش اور منتظر کھڑے تھے۔
یکایک وہ بڑی سل خاموشی سے گھوم گئی۔ اب ان کے سامنے چٹانی دیوار میں ایک تنگ راستہ سا تھا۔ اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرکے تاؤ شگاف میں گھس گیا۔ وہ لوگ اس چٹانی شگاف میں داخل ہوئے تو گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا البتہ کان وہ شناختی الفاظ سن رہے تھے جو سرگوشیوں میں کہے جارہے تھے۔
اچانک اندھیرے میں چراغ تیرتے ہوئے دکھائی دیئے جو ان کی طرف آرہے تھے چند ثانیوں بعد نظر آیا کہ چراغ ان لوگوں ہاتھوں میں تھے جنہوں نے کاہنوں کے سفید چغے پہن رکھے تھے اس کے باوجود ان کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں اور پٹکوں میں خنجر اڑسے ہوئے تھے یہ چھ تھے۔ ان کے آگے آگے ساتواں کاہن چل رہا تھا جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ اس سردار کاہن کا تاؤ نے مخاطت کرکے کہا:

میں انہیں لے آیا ہوں۔ جن کی تلاش میں گیا تھا۔
اور اس نے کماح کی طرف اس کی گود میں سوئی ہوئی شہزادی نفرا کی طرف ملکہ ریما کی طرف اور ان کے پیچھے کھڑے ہوئے دیو ہیکل رو کی طرف اشارہ کیا کاہنوں نے رو کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

تاؤ انہیں بتانے لگا کہ رو کون تھا۔ لیکن کاہنوں کے سردار نے جلدی سے کہا:
کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں مقدس کاہن اعظم مجھے اس کے متعلق بتا چکے ہیں لیکن اسے یہ جان لینا چاہئے جو اس مقام کا راز ظاہر کرتا ہے وہ بری موت مرتا ہے۔
اچھا! رو نے کہا لیکن میں اس وقت بھی ایسا ہی محسوس کررہا ہوں جیسے مرچکا ہوں اور دفن کردیا گیا ہوں۔

اور اب آنے والے کاہن شہزادی کے سامنے باری باری سے جھک گئے اور پھر انہوں نے ان لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اور وہ ایک طویل سرنگ میں چل پڑے۔ سرنگ میں سے نکلے تو ایک وسیع و عریض کمرے میں تھے جس کی چھت پتھر کے موٹے موٹے ستونوں پر ٹکی ہوئی تھی اور اس میں مختلف دیوتاؤں کے بت بیٹھے ہوئے تھے اور انہی میں مصر کے فراعنہ بت بھی تھے۔ یہ کمرہ عبور کرکے وہ ایک غلام گردش میں پہنچے جس کے دونوں طرف حجرے بنے ہوئے تھے اور یہ قیام گاہیں تھیں کیونکہ ان میں روشن دان تھے۔ یہ حجرے معلوم ہوتا تھا انہی لوگوں کے لئے پہلے سے تیار کئے گئے تھے کیونکہ ان میں بستر لگے ہوئے تھے اور ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ حتیٰ کہ عورتوں کے پہننے کے کپڑے بھی۔ اس کے علاوہ ایک کمرے میں میز تھی جس پر کھانا اور شراب چنی ہوئی تھی۔

اب تم لوگ کھانا کھاؤ اور آرام کرو تاؤ نے کہا میں مقدس کاہن کے پاس تم لوگوں کی آمد کی اطلاع دینے جارہا ہوں کل مقدس کاہن تم لوگوں سے گفتگو کریں گے۔

سازش

جیسا کہ کہا گیا نفرا ادھنی لڑکی تھی۔ چنانچہ جب اسے دھن سماتی وہ اہرام پر چڑھتی اور اترتی عموماً آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت اور زمین سے کافی اوپر اہرام کی چپٹی چوٹی پر کھڑے ہو کر تنہائی میں عبادت کرتی۔ یہ اس نے اپنی عادت بنالی تھی۔ یا وہ عبادت نہ کرتی اور نیچے پھیلی ہوئی دنیا کو دیکھتی اور سوچتی کہ یہ دنیا اسے کیا دے گی اور پھر اس کے کنوارے دماغ میں بہت سے خیالات ہجوم کر آتے۔

اب یوں ہوا کہ اس کی عادت سے حلقہ سحر کے اراکین کے علاوہ وہ لوگ بھی واقف ہوگئے جو اس علاقے کی' جو زمین مقدس کہلاتا تھا سرحد پر رہتے تھے یا اس طرف سے سفر کر کے ایک سے دوسری سمت کی طرف جاتے تھے۔ غالباً یہ تو بتایا جاچکا ہے کہ اس سرحد میں کوئی اجنبی قدم تک رکھنے کی جرات نہ کرتا تھا۔ لیکن کیونکہ اہرام کافی بلند تھے اس لئے ان کی چوٹی پر کھڑے ہوئی نازک بدن نفرا طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت آسمان کے پس منظر میں دور دور سے حتیٰ کہ دریائے نیل پر سے بھی جب اس میں طغیانی آئی ہوئی ہو دیکھی جاسکتی تھی چنانچہ یوں ہوا کہ بہت سوں نے نفرا کو خود روح اہرام سمجھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ جب وہ ظاہر ہوگی تو مصر پر مصیبت آئے گی اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ کوئی عورت اہرام کی بلندیوں پر چڑھ سکتی ہے۔

چنانچہ اس عجوبے کی خبر ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی اور آخر کار مصر کے فرمانبردار ہیکسوس یا گدڑیئے یا چرواہے بادشاہ **اپیپی** کے دربار تک بھی پہنچ گئی۔

ایک شام نفرا دوسرے نمبر کے اہرام کی چوٹی پر چڑھی اور وہاں کی تنہائی سے محفوظ ہونے کے بعد نیچے اترنے لگی۔ لیکن چونکہ سورج غروب ہوچکا تھا اور دن کی روشنی ختم ہورہی تھی اس لئے اس نے نسبتاً آسان اور چھوٹے راستے سے اترنا شروع کیا چنانچہ یوں وہ اس طرف اترنے کے بجائے جہاں رو اس کا انتظار کررہا تھا۔ اہرام کے کونے کے پیچھے اور مغربی پہلو کی طرف اتری جہاں افق مغرب پر دن کی آخری مرتی ہوئی روشنی کانپ رہی

تھی۔

زمین پر اتر کر اس نے رو کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن رو کے بجائے اس کی نظر چار آدمیوں پر پڑی جو اسی کی طرف آ رہے تھے۔ ابتدا میں نفرا نے ان خیالوں سے اس کی طرف دھیان نہ دیا کہ یہ شیخ الاہرام کے آدمی ہوں گے اور سچ تو یہ ہے کہ دن کی بجھتی ہوئی روشنی میں وہ انہیں پہچان بھی نہ سکی تھی۔ وہ سمجھی کہ شیخ کے آدمی یہ معلوم کرنے آ رہے تھے کہ وہ اس نئے راستے سے کیوں اتری تھی۔ چنانچہ وہ منتظر کھڑی رہی یہاں تک کہ وہ چاروں قریب آ گئے۔ آنے والے ہچکچائے جیسے اس سے ڈر رہے ہوں پھر ان میں سے ایک نے کہا:

"تم عورت ہو یا روح یا کوئی اور پکڑ لو اسے دیکھو بھاگنے نہ پائے اس کے عوض بڑا زبردست انعام ملے گا ہمیں۔

اور انعام کے لالچ میں وہ نفرا کی طرف لپکے اب نفرا کو خطرے کا احساس ہوا اور وہ بھاگ کر ایک بار پھر اہرام پر چڑھنے لگی۔ اور وہ چند فٹ اوپر چڑھ چکی تھی کہ ان چاروں میں سے کسی ایک نے اس کے ٹخنے پکڑ کر نیچے گھسیٹ لیا۔

رو! وہ زور سے چلائی دوڑو میری مدد کو آؤ۔ یہ لوگ مجھے لیے جا رہے ہیں۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ رو قریب ہی تھا اہرم کے قریبی زوائے کی دوسری طرف جب نفرا نیچے اتر رہی تھی تو چونکہ وہ دوسری طرف سے اتری تھی اس لئے اچانک اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ رو ایک دم سے پریشان ہو کر اہرام کے مغربی پہلو کی طرف بڑھا جہاں مرتے ہوئے دن کی روشنی کچھ زیادہ ہی تھی۔ یکایک اس نے نفرا کو پکارتے سنا وہ زوائے کی طرف بھاگا۔ گھوم کر دوسری طرف پہنچا تو دیکھا کہ نفرا زمین پر تھی اور اسے چار آدمیوں نے گھیر بلکہ دبوچ رکھا تھا تین اسے رسے سے باندھ رہے تھے اور چوتھا اس کے منہ پر کپڑا باندھ رہا تھا۔

رو اپنا ہیبت ناک کلہاڑا بلند کر کے ایک فلک شگاف نعرے کے ساتھ ان پر جھپٹ پڑا اس نے جو نفرا کے منہ پر کپڑا باندھ رہا تھا سب سے پہلے رو کو دیکھا ایک کالا دیو دانت نکالے ان کی طرف آ رہا تھا۔ دیکھنے والے نے اسے بھیانک محافظ روح سمجھا۔ وہ لرز گیا اور اس نے جان بچا کر بھاگ جانا چاہا بھیانک کلہاڑا بجلی کی طرح گرا اور جان بچانے کے

لئے بھاگنے کی کوشش کرنے والا اپنی جان سے گیا۔ اور پھر دوسرے نے بھی جس نے سمجھا تھا کہ یہ کوئی شیر گرجا تھا اسے دیکھا اور لمحہ بھر کے لئے حیرت و خوف سے پتھر بن گیا دوسرے ہی لمحے رو ان کے سروں پر تھا۔ اس نے کلہاڑا پھینک دیا۔ اس نے دو آدمیوں کو جو قریب تھے گردنوں کو دبوچ لیا۔ اور بڑے زور سے ان کے سر آپس میں ٹکرادیئے۔ اور پھر اپنی فوق الفطرت قوت کو بروئے کار لا کر ان میں سے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف کئی فٹ دور پھینک دیا۔ وہ دونوں جہاں گرے وہیں پڑے رہے۔ کیونکہ مرچکے تھے چوتھے آدمی نے خنجر نکال لیا تھا یا رو پر وار کرنے کے لئے نفرا کی جان لینے کے لئے لیکن جب اس نے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھا تو اس کی ساری بہادری کوچ کر گئی چنانچہ خوف کی ایک چیخ کے ساتھ اس نے خنجر پھینک دیا۔ اور سر پر پیر رکھ کر بھاگا۔ رو نے زمین پر سے خنجر اٹھایا اور پھینک کر مارا۔ تکلیف کی ایک چیخ نے پتہ دیا کہ رو کا نشانہ خطا نہ کر گیا تھا۔ حالانکہ اندھیرے کے سایوں کی وجہ سے وہ بھگوڑے کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ رو اس کے تعاقب میں بھاگ پڑا ہوتا لیکن نفرا جو اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسے روکتے ہوئے کہا:

یہیں ٹھہرو۔ ممکن ہے ان کے دوسرے ساتھی بھی ہوں۔

سچ کہتی ہو رونے کہا لیکن خنجر اس کتے کو لگا ضرور۔

مزید کچھ کہے بغیر اس نے نفرا کو یوں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا جیسے وہ بچی ہو۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنا کلہاڑا اٹھایا اور لاشوں کی طرف ایک نظر بھی ڈالے بغیر نفرا کو سینے سے لگائے ہوئے وہ اہرام کی مغربی بنیاد کے ساتھ ساتھ بھاگ پڑا۔ یہاں تک کہ وہ قبرستان میں پہنچ گئے اور اب کوئی انہیں دیکھ نہ سکتا تھا۔

آقا زادی! بس اب یہ تمہاری مہم جوئی اور شرارتوں کا خاتمہ ہے رونے قدرے سختی سے کہا وہ کانپ رہا تھا خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ اگر وہ نہ پہنچ جاتا تو جانے کیا ہوتا۔

واقعی اگر تم نہ آجاتے تو جانے اس وقت میں کہاں ہوتی نفرا نے جواب دیا میرے بے حد اچھے رو! اب مجھے اتار دو کہ میری سانس ٹھکانے آگئی ہے بہرحال اتنا تو ضرور کہوں گی۔ کہ آج ایک سبق ملا ہے مجھے۔

جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو کماح اور حلقہ سحر کے اراکین پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ تاؤ کا بھی یہی حال ہوا۔ صرف راہو پر سکون رہا۔

دوشیزہ کو کبھی کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ وہ بولا یہ بات مجھے ان سے معلوم ہوئی ہے جو کبھی جھوٹ نہیں کہتے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے نفرا کو اہرام پر چڑھنے کی اجازت دی تھی۔ بہتر ہے کہ وہ ابھی سے خطرات کا مقابلہ کرنا اور ان پر فتح پانا سیکھ جائے۔ تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج جو کچھ ہوا وہ آنے والے خطرات کی تمہید تھی اس لئے آئندہ ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔

پھر اس نے ان کی لاشیں لانے کے لئے جنہیں رو نے قتل کیا تھا' اپنے آدمی بھیج دیئے اور انہیں ہدایت کی کہ وہ چوتھے زخمی آدمی کو تلاش کریں اور اگر وہ مل جائے تو اسے پکڑ کر زندہ لے آئیں لیکن یہ چوتھا نہ ملا البتہ ریت پر خون کے دھبے ملے جو آگے جا کر غائب ہو گئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ زخمی اپنے زخم کا خون روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور چٹانوں اور پتھروں پر چلتا ہوا کسی طرف چلا گیا تھا چنانچہ یوں اپنے قدموں کے نشان بھی نہ چھوڑ گیا تھا۔

البتہ مردے آپ اپنی کہانی کہہ رہے تھے۔ یہ چرواہے قوم سے تھے اور ان میں سے دو نے وہ لباس پہن رکھا تھا جو بادشاہ اپیپی کے دربار میں پہنا جاتا تھا۔ تیسرا معلوم ہوتا تھا کہ راہبر تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کن لوگوں میں سے تھا کیونکہ رو کا کلہاڑا اس کے سر پر پڑا تھا اور جس کے سر پر رو کا کلہاڑا پڑ جائے اسے کون شناخت کر سکتا تھا؟

چنانچہ یہ لاشیں گدھوں اور لومڑیوں کی خوراک بننے کے لئے صحرا میں پھینک دی گئیں۔ تاکہ جب ان کے "کا" واپس آنا چاہیں تو انہیں رہنے کے لئے جسم نہ ملیں اور ان کی روحوں کو کاہن راہو نے سراپ دیا کہ وہ کبھی سکون نہ پائیں۔

چنانچہ یوں یہ معاملہ ختم ہوا عارضی طور پر سہی۔ لیکن اس کے خاتمہ کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ اب طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت کوئی بھی نفرا کو کسی بھی اہرام کی چوٹی پر کھڑی نہ دیکھتا تھا۔

اور ادھر یہ ہوا کہ ایک زخمی آدمی جو نقاہت سے لڑکھڑا رہا تھا اور جس کی کمر پر پٹی بندھی تھی اور جو بار بار خون تھوک رہا تھا جیسے اس کے پھیپھڑے میں سوراخ ہو گیا ہو

شہر تانیس میں داخل ہوا اور سیدھا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ پہرے دار اسے جانتے تھے چنانچہ اسے فوراً اندر پہنچا دیا گیا۔ وہاں اسے زخمی آدمی نے اپنی کہانی ایک بڑے افسر کو سنائی۔ افسر نے بڑے غصے میں یہ کہانی سنی۔ اور کاتب کو حکم دیا کہ اسے لفظ بہ لفظ لکھ لے۔ جب وہ خاموش ہوا تو افسر نے اس زخمی آدمی کو سخت سست کہا کیونکہ وہ ناکام لوٹا تھا۔

تو یہ میرا قصور ہے کیا؟ زخمی آدمی نے کہا کیا یہ عقل مندی ہے کہ ان لوگوں کو جو عورتوں کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں ایک روح یا چڑیل کو گرفتار کرنے کے لئے بھیج دیا جائے؟ کیونکہ کوئی بھی لڑکی جس کی رگوں میں گرم خون گردش کررہا ہو۔ اہرام پر جن کی سطح پر چکنے اور چمک دار سنگ مرمر جڑے ہوئے ہیں گلہری کی طرح چڑھ اور اتر نہیں سکتی۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے اس لڑکی کو ایسا کرتے دیکھا ہے کیا آپ کی یہ توقع خلاف عقل نہیں ہے کہ آپ کے بھیجے ہوئے آدمی اس کالے شیطان کا کامیاب مقابلہ کریں جو اس دنیا کا نہیں بلکہ آتشی سے نکل کر آیا ہو؟ اور جو اتنا لمبا چوڑا ہو جتنا کہ دنیا کا کوئی انسان نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور جس کی آواز شیر کی دھاڑ سے زیادہ دہشت ناک ہو اور جو اپنے ہاتھوں سے آدمی کی کھوپڑیاں توڑ دے جیسے وہ کچے انار ہوں؟ بے وقوف تھا میں کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور بڑے انعام کی لالچ میں آگیا اور بے وقوف تھے میرے ساتھی جواب آتشی میں بیٹھے اپنی حماقت پر افسوس کررہے ہوں گے۔ کیونکہ پورا مصر جانتا ہے کہ حلقہ سحر کی مقدس زمین پر بے حرمتی کرنے کا نتیجہ موت ہی ہے لاؤ۔ میرا انعام لاؤ کہ میں اسے اپنے بچوں میں تقسیم کردوں۔

انعام! افسر نے دانت پیس کر کہا۔ اگر تم زخمی نہ ہوتے تو تمہیں لوہے کی گرم سلاخوں سے مارا جاتا جاؤ کتے چلے جاؤ۔

میں کہاں جاؤں زخمی نے کہا مجھ پر سراپ پڑا ہے۔

وہاں جاؤ جہاں لعنتی جاتے ہیں افسر نے کہا اور اپنے ملازموں کو اشارہ کیا۔

اور ملازموں نے اسے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس جگہ چلا گیا جہاں لعنتی جاتے ہیں کیونکہ وہ خنجر جو رو نے اسے پھینک کر مارا تھا اور جس نے اس کا پھیپھڑا چھید دیا تھا زہر میں بجھا ہوا تھا۔

اب افسر اس کمرے میں گیا جہاں بادشاہ **ایپی** اپنے چند مشیروں اور اپنے جوان بیٹے شہزادہ خیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ شہزادہ خیان ولی عہد تھا۔ **ایپی** ادھیڑ عمر، لحیم شحیم آدمی تھا۔ جس کی ناک طوطے کی چونچ جیسی تھی اور آنکھیں چیاں سی اور کالی تھیں۔ وہ غصے کا سخت تیز تھا۔ فطرتاً ظالم کینہ توز اور انتقام جو تھا تاہم ذہین اور برائی سے ڈرنے والا تھا۔

اس کا بیٹا خیان اس سے قطعی مختلف تھا۔ اس کی ماں شاہی خاندان کی ایک مصری عورت تھی۔ جس سے **ایپی** نے سیاسی وجوہات کی بنا پر شادی کی تھی۔ **ایپی** اپنی بیوی کو بہت زیادہ چاہتا تھا۔ جب وہ اپنے پہلے اور اکلوتے بیٹے خیان کو جنم دیتے ہوئی مر گئی تو **ایپی** نے اس کا بہت سوگ منایا اور دوسری شادی نہ کی۔ کسی عورت کو ملکہ نہ بنایا حالانکہ اس کے حرم میں بہت سی عورتیں تھیں لیکن کوئی ملکہ نہ بنی تھی۔ اور اب اس کا بیٹا خیان جوان ہو گیا تھا۔ یہ خیان فطرتاً نرم دل اور نرم مزاج تھا اور چرواہوں کی کوئی بات اور کوئی عادت اس میں نہ تھی خیان بے حد ہوشیار ذہین اور قبول صورت تھا۔ اس نے علم حاصل کیا تھا وہ بہادر سپاہی اور شوقین اور ماہر شکاری تھا۔ فطرتاً امن پسند تھا اور اس کے اخلاق ایسے تھے کہ جو بھی اس سے ایک بار ملتا اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا مصر کو عظیم اور پر قوت بنانے کی خواہش اس کے دل میں موجود تھی۔

اب ان سب کے سامنے بوڑھا وزیر آناتھ آیا اور اس نے پاپیرس پر لکھی ہوئی وہ کہانی پڑھ کر سنائی جو زخمی آدمی نے بیان کی تھی۔

ایپی غور اور توجہ سے سنتا رہا۔

جانتے ہو وزیر کہ یہ لڑکی کون ہے جو اہراموں پریوں چڑھتی اترتی ہے جس طرح کہ دیوار پر مکھی؟ آخر کار **ایپی** نے پوچھا۔

نہیں شاہ مصر البتہ آپ فرمائیں تو اندازاً کہہ سکتا ہوں۔ وزیر نے جواب دیا۔

تو سنو میں بتاتا ہوں یہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ جنوب مصر کے فرعون خعترا کی بیٹی ہے جو برسوں پہلے ہم سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا تمہیں یاد ہو گا کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ خعترا کے گھر بیٹی نے جنم لیا ہے تو ہم نے چند **تھیبس** والوں کو رشوت دے کر اسے اور اس کی ماں ملکہ ریما کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کے دیوتاؤں نے ان کی مدد کی کیونکہ ریما اور اس کی بیٹی ہمارے ہاتھ نہ آئیں۔ اور بچ کر نکل

گئیں۔ اور جو آدمی انہیں گرفتار کرنے گئے تھے ان میں سے صرف ایک اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوسکا۔ اس آدمی نے قسم کھا کر کہا کہ اس کے ساتھیوں کو اس کالے دیو نے قتل کردیا جو ملکہ اور اس کی بیٹی کا محافظ تھا اب مجھے یاد ہے کہ ایک ایسا کالا دیو تھا جس نے فرعون خضرا کے ساتھ ہم سے جنگ کی تھی اور جب خضرا مارا گیا تھا تو وہ خضرا کو ساتھ اٹھا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا۔ اور آگے سنو اس کالے دیو کو ایک تجارتی جہاز پر دیکھا گیا تھا۔ اور اسی جہاز پر دو عورتیں اور ایک بچی تھی۔ اور انہوں نے بے شک و شبہ بھیس بدل رکھا تھا عیاری سے کام لے کر یہ تینوں ممفس کے قریب میرے افسروں کے ہاتھوں سے بچ نکلے جنہیں بعد میں ان کی بے پروائی کی سزا دی گئی۔ خیر تو بعد یہ خبر ملی کہ وہ لوگ بابل چلے گئے لیکن بابل میں ہمارے جاسوس موجود ہیں اور انہوں نے ریما اور اس کی بیٹی کے بابل پہنچنے کے متعلق ہمیں کوئی اطلاع نہیں بھیجی اگر ریما اپنے باپ کے پاس بابل پہنچ گئی ہوتی تو یقیناً اس نے ہمارے خلاف اعلان جنگ کردیا ہوتا کیونکہ اس کے ساتھ ہمارے جھگڑے پرانے ہیں۔ لیکن ریما کے باپ شاہ بابل ویتاح نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ چنانچہ ریما بابل نہیں پہنچی۔ اب دو ہی امکانات ہیں۔ یا تو دونوں ماں بیٹی کہیں راستے ہی میں مر گئیں یا مصر میں کہیں چھپی ہیں۔

آپ کا اندازہ صحیح ہے اے فرعون مصر۔ وزیر نے کہا اور دوسرے مشیروں نے ہاں میں ہاں ملائی۔

پچھلے ایک عرصے سے ابیبی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہ افواہ ملک کے طول و عرض میں گشت کررہی ہے کہ مصر کی ملکہ زندہ ہے اور بہت جلد مصر کے تخت کا دعوی کرے گی۔ کہ اس کا جائز حق ہے یہ افواہ بھی ہے کہ وہ اس عجیب حلقہ میں مقیم ہے جس کے اراکین زبردست قوتوں کے مالک ہیں بڑے عالم ہیں اور کاہن ہیں اور یہ لوگ اہرام کے قریب قبرستان میں رہتے ہیں اور یہ گروہ حلقہ سحر کے نام سے مشہور ہے اسی حلقہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اے وزیر آمتھی تمہے میری مرضی کے خلاف چند نڈر آدمیوں کو بھاری انعام کا لالچ دے کر اہرام کی طرف بھیج دیا تھا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ حلقہ سحر والے باغی تو نہیں ہیں اور یہ کہ وہ لڑکی جو اہرام پر چڑھتی ہے حقیقت میں مصر کی شہزادی ہے یا کوئی شعبدہ باز ہے۔

یا کوئی روح ہے وزیر نے لقمہ دیا کیونکہ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی فانی عورت اہرام پر چڑھ سکے اس کے علاوہ وہ روح اہرام کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں۔

سکتا ہے وہ روح ہو حالانکہ مجھے روحوں کے وجود میں یقین نہیں خیر تو تمہارے بھیجے ہوئے آدمی گئے مقدس سرزمین میں داخل ہوئے انہوں نے چڑھنے والی کو اہرام پر سے اترتے دیکھا اور حالانکہ میں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا انہوں نے اس لڑکی کو پکڑ لیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی روح نہیں بلکہ گوشت پوست کی انسان ہے۔ لڑکی نے مدد کے لئے پکارا اور ایک کالا دیو یاد رہے کہ ایک کالا دیو اس کی مدد کو دوڑ آیا۔ اس کالے دیو نے تین آدمیوں کو قتل کردیا اور چوتھے آدمی کا خنجر خود اسے پھینک کر مارا۔ اور اسے بھی سخت زخمی کردیا۔ اور یوں وہ لڑکی فرار ہوگئی اور حلقہ سحر کے اراکین چوکنے اور ہوشیار ہوگئے میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ خود شہزادی نفرا ہے۔ اور اس کی حفاظت وہی حبشی کررہا ہے جو نفرا کے باپ کی لاش اٹھا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا۔

کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگ مکھیوں کی طرح بھنبھنا اٹھے۔ جب یہ بھنبھناہٹ مدھم ہو کر ڈوب گئی تو ایپی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ معاملہ بے حد خطرناک ہے چنانچہ ہمیں اسے روبرو دیکھنا چاہئے ہم ہیکسوس یا گدڑئے یا چرواہے کون ہیں؟ نسلوں پہلے ہم نے مصر پر چڑھائی کی اس کی زرخیز زمینوں پر قبضہ کیا' اور اس کے باشاہ کو شکست دے کر تھیبس کی طرف دھکیل دیا اور شمالی مصر پر قبضہ کرلیا چنانچہ ہم ایک بیرونی اور غاصب قوم ہیں شمالی مصر پر اب بھی میرا قبضہ ہے اور اب ایک حد تک جنوب بھی میرے قبضہ میں ہے کیونکہ وہاں کے امرا کو اور سرداروں کو ہم نے سونے کی زنجیریں پہنا کر اپنا بنا لیا ہے اس کے باوجود ہم خطرے میں ہیں کیونکہ بابل سے مسلسل جنگوں نے ہمیں کمزور کردیا ہے اس کے علاوہ ہماری قوم کے زیادہ تر لوگوں نے مصریوں سے شادی کرلی ہیں بلکہ خود میں نے بھی ایک مصری عورت سے شادی کر کے اسے ملکہ بنا لیا تھا چنانچہ چرواہوں پر نیل کے باسیوں کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ یہ مصری بڑے سرکش اور مکار ہیں اس کے علاوہ وہ اپنی قدیم رسومات روایتوں اور اس شاہی خاندان کے وفادار ہیں جس نے ان پر ہزاروں سال تک حکومت کی ہے اگر ایک دن انہیں یقین ہوگیا کہ مصر کے تاج و تخت کی وارث زندہ ہے تو یہ لوگ نیل کے سیلاب کی طرح

ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوجائیں گے اور ہمیں غرق کردیں گے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اس شہزادی کا خاتمہ کردیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اس برادری کا بھی حلقہ سحر کے نام سے مشہور ہے۔

کمرے میں خاموشی طاری ہوگئی چند ثانیوں تک حاضرین بت بنے بیٹھے رہے اور تب شہزادہ خیان اپنی کرسی پر سے جو تخت کے عین قدموں میں تھی' اٹھا کورنش بجالایا اور کہا:

اے میرے والد شاہ مصر! میرے عرض سنئے آپ جانتے ہیں کہ میں نے بہت پڑھا ہے اور مصر قدیم کے اسرار اور روایتوں کی معلومات حاصل کی ہیں چنانچہ ان روایتوں سے اور قدیم تحریروں سے اور چند کاہنوں سے اس حلقہ سحر کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں۔ یہ ایک قدیم جماعت ہے جس کے لوگ تلوار سے نہیں بلکہ روحانی قوتوں کے ذریعہ جنگ کرتے ہیں اس کے علاوہ مصر میں ہزاروں لوگ اس کے پیرو ہیں حالانکہ خود حلقہ والے اس سے واقف نہیں۔ ممکن ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس برادری کو ماننے والے آپ کے دربار میں بھی موجود ہیں حتیٰ کہ وہ بابل کی دربار میں بھی موجود ہیں اس کے علاوہ اس حلقہ کا سردار ایک زبردست پیش گو اور بوڑھا کاہن ہے جس کا نام راہو ہے اگر ہم اسے انسان کہہ سکیں تو وہ انسان ہے ورنہ فوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے جو دیوتاؤں سے رابطہ قائم کرتا ہے اس کے علاوہ وہ سب جو اس کے ماتحت ہیں دیوتاؤں کی حفاظت میں ہیں۔ آخر میں یہ کہ اس صلح نامہ کی رو سے جو ہمارے اجداد سے کیا گیا تھا اور جس پر ہمارے بادشاہ عمل کرتے آئے ہیں اور جس پر آپ بھی عمل کرتے رہے ہیں اس علاقے کو جہاں یہ لوگ بسے ہوئے ہیں مقدس تسلیم کیا گیا ہے جس کے بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں اور جو بھی اس کی بے حرمتی کرے گا اس پر سراپ پڑا گے اور سراپ ان لوگوں پر پڑا جنھوں نے آپ کی مرضی اور میری مرضی کے خلاف بھی اس صلح نامہ کی خلاف ورزی کر کے اس مقدس زمین میں داخل ہوئے اور اپنی جاسوس پر ہی اکتفا نہ کر کے ایک خاص دوشیزہ یا روح کو پریشان کیا۔ حالانکہ صلح کی رسم اور حلف کے مطابق اس زمین میں کسی کو بھی نہ تو داخل ہونا چاہئے اور نہ ہی مقبروں میں رہنے والوں کو پریشان کرنا چاہئے چنانچہ اے میرے باپ! اے فرعون میری آپ سے درخواست ہے جو کچھ ہوا ہے اس سے سبق لیں اور اس برادری کو اور اس دوشیزہ کو جو آپ کے خیال میں مرحوم فرعون کی بیٹی ہے اس کے حال پر

چھوڑ دیں اگر آپ نے اس برادری کو اور اس دوشیزہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مجھے یقین ہے کہ آپ پر اور ان لوگوں پر جو آپ کے وفادار خادم ہیں تباہی نازل ہوگی۔

اور اب بادشاہ کو غصہ آگیا۔

شہزادے اس نے جھنجھلا کر کہا۔ تمہارے باتوں سے تو کسی کو بھی یہ شک ہو سکتا ہے کہ تم بھی اس حلقہ سحر کے ایک رکن ہو۔ جب خود ہمارے تاج و تخت کو خطرہ لاحق ہو تو پھر صلح نامے اور حلف کی کیا اہمیت باقی رہ جاتی ہے؟ ملک میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے اور بابل کا بادشاہ ہمیں مسلسل پریشان کر رہا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ ہم نے اس کی شہزادی پر ظلم کیا ہے جو خضرا کی بیوی ہے یا اسے قتل کر دیا ہے تم یہ بات نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں کیونکہ حال ہی میں مجھے بابل کے بادشاہ کا خط ملا ہے اور اس نے اپنے خط میں یہ بات لکھی ہے چنانچہ میں کہتا ہوں کہ تم پسند کرو یا نہ کرو سازشیوں کے اس گھونسلے کو ہمیں بکھیر دینا ہے ختم کر دینا ہے۔

اے فرعون! ایک خیال آیا ہے مجھے کیا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ حلقہ سحر سے کئے گئے حلف کو توڑے بغیر آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں؟ کیا نہیں ہو سکتا کہ جو گڑ سے مر سکتا ہو اسے ہم زہر نہ دیں؟ کیونکہ شہزادے خیان کی طرح میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ اس حلقہ سحر کی حفاظت دیوتا کر رہے ہیں آپ کا خیال ہے کہ یہ دوشیزہ اہرام مرحوم فرعون خضرا کی بیٹی ہے اور ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو سنئے یہ ہے میری تجویز آپ کاہن راہو کے پاس اپنی سفارت بھیج کر یہ درخواست کریں کہ اس لڑکی کو آپ کی زوجیت میں دے دیا جائے کہ وہ آپ کی ملکہ بنے اور آپ جانئے وہ باقاعدہ ملکہ بن سکتی ہے کہ اب آپ کو کوئی ملکہ ہے نہیں اس طرح آپ پورے مصر کو پیار کے بندھن میں باندھ لیں گے اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ بھی بے گناہوں کے خون سے رنگین نہ ہوں گے۔

اور اتنا کہہ کر وزیر آناتھ بیٹھ گیا۔

وزیر کی اس تجویز پر شہزادہ خیان نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور دوسرے مشیر مسکرائے لیکن ابیبی آناتھ کی صورت تکنے لگا اور پھر سر جھکا کر سوچنے لگا آخر کار اس نے سر اٹھایا اور کہا:

آناتھ! تم نے بڑے عقل مندی کی بات کہی ہے بے شک شیر کے بچے کو مارا بھی جاسکتا ہے اور اسے پالا بھی جاسکتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیر کا پالتو بچہ بڑا ہو کر شیر ہی بنتا ہے اور پھر جنگل کی اور شکار کی آرزو کرنے لگتا ہے تاہم تمہاری تجویز مناب ہے کیوں نہ میں اس دوشیزہ سے جو مجھے یقین ہے کہ شہزادی ہے شادی کر کے چرواہے اور مصر کے اصل فراعنہ کے خاندانوں کو ایک کریں؟ اس شادی سے سارے اختلافات ختم ہوجائیں گے مصر میں امن ہوگا اور پھر شاید ہم بابل کی دھمکیوں کا جواب دے سکیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں شہزادے خیان کیا کہتے ہیں؟ میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں چنانچہ اس شادی کے بعد ملکہ کے بطن سے اولاد ہوگی اور مصر کے قانون اور رسم کے مطابق مصری ملکہ کے بطن سے پیدا شدہ بڑا لڑکا یا لڑکی مصر کے تاج و تخت کی وارث ہوگی تاکہ فراعنہ کے حقیقی خاندان میں ہی مصر کی حکومت رہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ شہزادے خیان واپنی ولی عہدی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

اور اب وزیر کی اور وہاں موجود ہر شخص کی نظر خیان کی طرف اٹھ گئیں وہ لوگ حیران تھے کہ دیکھیں شہزاہ کیا جواب دیتا ہے۔

چند ثانیوں شہزادے نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ ہنسا اور اس نے کہا:

تو اب صورت حال یہ ہے اگر وہ لڑکی زندہ ہے جو فرعون خضرا کی بیٹی اور اس کے تاج و تخت کی جائز وارث ہے تو پھر وہ ان فراعنہ کے قدیم سلسلے سے ہے جس نے ہزاروں برس تک اس مصر پر حکومت کی ہے جس کا ایک ٹکڑا ہم چرواہوں نے توڑ لیا ہے اور یہ کہ اگر یہ لڑکی میرے والد سے شادی کرنے کے لئے رضا مند ہوجائے اور اگر اس شادی سے بچہ پیدا ہو تو پھر مجھے موجودہ ولی عہد کو اپنے حق سے دست بردار ہونا پڑے گا بہرحال اس معاملے میں بے شمار "اگر" ہیں اور ان بہت سے "اگر" کو پورے ہونے میں بہت سے برس لگ جائیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا میں اس بے امن جنوبی مصر کا اور جنگوں اور مصائب کے تخت کا وارث بننے کی اور مصر بالا اور مصر زیریں کے ایک ہونے کی کوئی پروا نہیں؟ انسان کی زندگی بہت مختصر ہے اے فرعون چاہے وہ بادشاہ ہو یا مزدور اسے بہرحال مرنا ہے اور یہ اچھا ہے اور انسان کے حق میں بہتر ہے کہ مرنے کے بعد دنیا اسے خود غرض اور ظالم کے طور پر نہیں بلکہ امن فرشتے کے طور پر یاد کرے میں یہ بھٹا ہوا تاج

اور جنگ اور بد امنی کے شعلوں سے جھلستا ہوا شاہی لبادہ پہننے کے لئے تیار نہیں ہوں کیونکہ اگر یہ میں نے پہنا بھی تو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبوراً اور جبراً پہنوں گا۔

خیان! میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ خیال غلط نہیں ہے شاید کہ تم حلقہ سحر کے رکن ہو کیونکہ اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں نے اپنے باپ کو ایسا جواب نہ دیا ہوتا۔ حیرت زدہ ابیبی نے کہا تاہم یوں ہی ہوگا جیسا تم نے کہا ہے کیونکہ آدمی خود اپنے خواب دیکھتا ہے جو اسی کے ہوتے ہیں اور اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتنا ہے جو اسی کی ہوتی ہے چنانچہ اب میں تمہاری باتوں سے ہی اسے نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میرے تخت کی وارث کے طور پر تم اس تجویز کے خلاف نہیں ہو۔ جو میرے نزدیک تو بڑا ہی مجنونانہ ہے تاہم آزمانے کے قابل ہے ہرچند کی آخر میں اس سے تمہیں نقصان پہنچ جانے کا خدشہ ہے اچھا تو سنو شہزادے میں خود تمہیں اپنا سفیر بنا کر اس کاہن راہو اور حلقہ سحر کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں کیونکہ تم عالم ہوشیار سیاست داں اور زیرک ہو کہو یہ منظور ہے تمہیں؟

اقرار یا انکار کرنے سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اے فرعون آپ کے سفیر کی زبان پر کون سے الفاظ رکھے جائیں گے جنگ کے یا امن کے؟

دونوں کے تم حلقہ سحر کے کاہن سے یوں کہو گے کہ فرعون شمال کو افسوس ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے چند پاگل خادموں نے اس صلح نامے کی خلاف ورزی کی جو چرواہوں اور حلقہ سحر کے درمیان ہوا تھا۔ ان پاگلوں کو ان کے کئے کی سزا مل گئی۔ تاہم فرعون شمال نے ان کے جرم کے کفارے کے طور پر دیوتاؤں کے قربان گاہ پر چڑھاوے چڑھائے ہیں۔ پھر میرا یہ سفیر اس سے دریافت کرے گا کہ کیا سچ ہے کہ خضرا اور ریما کی بیٹی نفرا ان لوگوں کے ساتھ مقیم ہے اب اگر میرا سفیر پر ظاہر ہو جائے کہ سچ ہے حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ لوگ اسے کہیں چھپا دیں گے اور اس کے موجود ہونے سے انکار کریں گے۔ تو پھر میرا سفیر ان سب کی اور خود نفرا کی موجودگی میں ہماری شادی کی پیغام دے گا اور یوں کہے گا کہ بادشاہ ابیبی جو ابھی ادھیڑ عمر کا ہے اور بوڑھا نہیں ہوا ہے اور جس کی ملکہ کا انتقال ہو چکا ہے شہزادی نفرا کو اپنی جائز بیوی اور ملکہ بنانا چاہتا ہے اس کے علاوہ تم یہ بھی کہو گے اے خیان کہ تمہاری رضامندی ہم نے حاصل کرلی ہے چنانچہ اس کے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ میرے بعد مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے گا۔ یہ

سب باتیں میرا سفیر تحریر کریگا اور اس پر میری اور خود اپنی مہر لگائے گا اور اس کی ایک نقل کاہن راہو کو دے گا۔

یہ تو ہوئے امن کے الفاظ جو میں نے سنے اور سمجھے اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جنگ کے الفاظ کیا ہیں خیان نے پوچھا۔

بے حد صاف اور سیدھے اے خیان۔ اگر یہ لڑکی نفرا زندہ ہے اور ان لوگوں کے درمیان موجود ہے اور اگر میرا پیغام ٹھکرا دیا جائے تو پھر تم کہو گے کہ میں نے شاہ ابھی نے وہ صلح نامہ پھاڑ دیا اور ہمارے اور حلقہ سحر کے درمیان ہوا تھا چنانچہ اب میں حلقہ سحر کا خاتمہ کروں گا کہ یہ وہ جماعت ہے جو ہمارے خلاف سازش کر رہی ہے۔

اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے درمیان ایسی کوئی لڑکی موجود نہیں ہے تو پھر؟

تو پھر انہیں کوئی بھی دھمکی دیئے بغیر واپس آجاؤ گے۔

اے فرعون! شام کی جنگ سے واپس آنے کے بعد اس دربار میں میرا دل نہیں لگ رہا ہے اور میں زندگی کی یکسانیت سے اکتا گیا ہوں اب یہ نیا کام ہے اور میرے لئے دلچسپ بھی۔ چنانچہ آپ اگر مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ چند ثانیوں تک سوچتے رہنے کے بعد خیان نے کہا۔ تاہم کیا یہ مناسب ہے کہ میں شہزادہ خیان ہی کے طور پر وہاں جاؤں؟ بے شک تاج و تخت آپ کا ہے اور آپ جسے چاہیں دے سکتے ہیں اور اب تک دنیا مجھے آپ کے ولی عہد کے طور پر ہی دیکھ رہی ہے چنانچہ حلقہ سحر کے اراکین ایسے سفیر پر شک کریں گے اور ہو سکتا ہے اپنی مقصد براری کے لئے اس کا استعمال کریں۔ یعنی اسے بطور یرغمال اپنے پاس روک لیں۔

وہ روکیں یا نہ روکیں البتہ ممکن ہے میں نے خود تم سے بطور یرغمال ان کے پاس رہنے کا حکم دوں جب تک میری شادی نفرا سے نہیں ہو جاتی کیونکہ ایک بات سمجھ لو۔ اگر نفرا زندہ ہے تو میں بہرطور اس سے شادی کروں گا کیونکہ اپنے تاج و تخت کو محفوظ رکھنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ اور اس معاملے میں جو بھی میری مخالفت کرے گا وہ میرا دشمن ہے چاہے وہ کاہم راہو ہو یا کوئی اور یقین کرو وہ زندہ نہ رہے گا۔

بڑے فوری فیصلے ہوتے ہیں آپ کے اے میرے والد ایک گھنٹہ پہلے ایسا کوئی خیال آپ کے دماغ میں نہ تھا اور اب اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں ہے۔

بے شک نہیں ہے کیونکہ وزیر آناتھ نے ہمیں جو راستہ بتایا ہے وہ کامیابی کا راستہ ہے جو بہت جلد ہمیں انتہائی عروج پر پہنچا دے گا وزیر آناتھ! تمہارے اس بے حد شان دار مشورے کے لئے ہم تمہارے مشکور ہیں اور تمہیں انعام سے نواز دیں گے خیان! اگر تم اس مہم کو خطرناک سمجھتے ہو اور بے شک یہ خطرناک ہی ہے تو صاف صاف کہہ دو تاکہ ہم کسی اور کو اپنا سفیر بنا کر بھیج دیں حالانکہ ہماری خواہش تو یہی ہے کہ تم ہی جاؤ۔ قبرستان میں رہنے والے یہ لوگ بڑے تیز نظر اور جادوگر ہیں چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم بھیس بدل کر اور نام بدل کر گئے تب بھی وہ تمہیں پہچان لیں گے تاہم یہ ہم تم پر چھوڑتے ہیں چاہے تم شہزادہ خیان کے طور پر جاؤ چاہے ہمارے ایک درباری کے روپ میں یا ایک معمولی آدمی کے بھیس میں۔

کیوں نہیں اے فرعون! خیان نے ہنس کر کہا۔ کیونکہ پانسہ سیدھا پڑا تو پھر میں ایک معمولی آدمی بن جاؤں گا بادشاہ کے بہت سے بیٹوں میں سے ایک حالانکہ آج صبح تک میں ولی عہد تھا۔ بہرحال اگر ایسا ہو جائے جیسا آپ چاہتے ہیں تو کیا وہ جائیداد میرے پاس ہی رہنے دی جائے گی۔ جو ماں کی طرف سے مجھے ملی ہے۔ اور اس محصول بھی وصول کرنے کا مجھے حق ہوگا؟ کیونکہ آپ جانئے کہ مجھے تاج و تخت کی بے شک پرواہ نہیں تاہم میں آرام و آسائش سے تو اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔

خیان! سب کے سامنے ہم قسم کھاتے ہیں کہ تمہاری جائداد تمہاری ہی رہے گی۔ ہماری یہ قسم اور ہمارا یہ اعلان تحریر کرلیا جائے تاکہ سند رہے۔

میں شاہ ابیبی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تو اب مجھے رخصت کی اجازت دی جائے۔ اس سے پہلے کہ وہ زخمی آدمی مرجائے۔ میں اس سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ایسی باتیں بتائے جو اس مہم میں میرے لئے کار آمد ثابت ہوں۔

اور خیان بادشاہ کو سلام کر کے رخصت ہوا۔

ابیبی اسے جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ چلا گیا تو دل میں بولا۔

بلا شبہ خیان کا دل بہت بڑا ہے اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو تاج و تخت سے محروم کیے جانے پر ہمارے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتا مجھے افسوس ہے کہ میں خیان کو اس کے جائز حق سے محروم کر رہا ہوں۔ لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے اگر نفرا زندہ ہے تو میں اسے ملکہ

بناؤں گا اور تاج و تخت اس کی اولاد کے حوالے کروں گا کیونکہ اسی طرح میں اور مصر لوگ بھی سکون کی نیند سو سکیں گے۔

اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا۔

دربار برخواست کیا جاتا ہے اور خیال رہے افسوس ہے اس کے انجام پر جو آج کی کارروائی کا راز فاش کرے گا قسم ہے اپنے اجداد کی روحوں کی کہ ہم اسے بھوکے شیروں کے سامنے پھینک دیں گے۔

وقائع نگار راسہ

پچھلے باب میں جس دربار کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ٹھیک تیس دن بعد ایک پیغامبر اس علاقے کی سرحد میں نمودار ہوا جو مقدس علاقہ کہلاتا تھا اور اس پیغامبر نے وہاں کھیت میں کام کرتے ہوئے ایک کاشت کار سے کہا کہ اس کے پاس ایک تحریری پیغام ہے جو وہ کاہن راہو کو پہنچا دے۔

کاشت کار احمقوں کی طرح پیغامبر کی صورت تکتا رہا اور پھر بولا۔

یہ حلقہ سحر کیا ہے اور اس کا یہ کاہن اعظم کون ہے؟

میرے دوست! اس سوال کے متعلق میرے لئے تم خود ہی تحقیق کرلو پیغامبر نے کہا اور کاشتکار کے ایک ہاتھ میں پاپیرس کا پلندہ، جس پر تحریر تھی اور دوسری ہاتھ میں رشوت کے طور پر خاصی بھاری رقم تھما دی۔ میں صبح یا شام کے وقت سامنے والے کھجور کے جھنڈ میں تمہیں عبادت کرتا ملوں گا۔

کاشت کار چند ثانیوں تک اپنا سر کھجاتا رہا اور پھر بولا ایسے سخی داتا کی خاطر وہ پتہ چلانے کی کوشش کرے گا کہ یہ حلقہ سحر کیا ہے اور اس کا کاہن کون ہے۔

دوسرے دن صبح وہی کاشتکار واپس آیا اور اس نے پاپیرس کا دوسرا پلندہ پیغامبر کو دیتے ہوئے کہا کہ ایک انجانے شخص نے اسے یہ پلندہ دے کر کہا کہ وہ یہ پلندہ پیغامبر کو دے دے اور اس سے کہے کہ وہ اسے بادشاہ ابیبی تک پہنچا دے جو تانیس میں ہے۔ پیغامبر نے کاشتکار کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ وہ کسی بادشاہ ابیبی سے واقف نہیں ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ تانیس کہاں ہے تاہم وہ پتہ لگانے اور یہ تحریر اس تک پہنچانے کی کوشش کرے گا اس کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر خوش دلی سے مسکرائے اور رخصت ہوئے۔

اس کے چند دنوں بعد یہ تحریر بادشاہ ابیبی کا خاص کاتب اسے پڑھ کر سنا رہا تھا۔

تحریر یوں تھی:

دنیا کی حکمراں روح عظیم اور اس کے خادم اور آفتی کے دیوتا اوزیرس کے نام سے

سلام ہو بادشاہ ایپی کو جواب مصر زیریں کے شہر تانیس میں مقیم ہے۔

اے بادشاہ ایپی ہمیں یعنی کاہن راہو اور حلقہ سحر کے اراکین جو اہرام کے سائے میں اور ابوالہول کی پناہ میں رہتے ہیں تمہارا پیغام مل گیا اور ہم نے اس پر غور کیا جان لو اے بادشاہ کہ تمہارے چند افسروں کے ہاتھوں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ افسر کیفر کردار کو پہنچے جیسا کہ ہر وہ شخص پہنچ جائے گا۔ جو ہمارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا لیکن ہم نے اس برائی سے درگزر کیا کہ یہی ہماری فطرت ہے چنانچہ ہم تمہاری پیغامبر کو جسے تم کسی خاص مقصد کے لئے ہمارے پاس بھیجنا چاہتے ہو خوش آمدید کہیں گے اور جان لو اے بادشاہ کہ اس پیغامبر کو خواہ کوئی بھی ہو ہمارے پاس تنہا آنا ہے۔ کیونکہ مقدس علاقے میں ایک سے زیادہ اجنبی کو داخل ہونے دنیا ہمارے حلقے کے اصول کے خلاف ہے۔ اب اگر تمہیں منظور ہو تو تمہارے پیغامبر کو چاہئے کہ وہ دوسرے پورے چاند سے پہلے کھجوروں کے اسی جھنڈ میں پہنچ جائے جہاں یہ پلندہ تمہارے اس پیغامبر کو دیا گیا ہے وہاں ہمارے خادموں میں سے ایک اسے ملے گا اور اسے ہم تک پہنچا دے گا اس کا ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے پیغامبر کو ہمارے ہاتھوں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

جب ایپی نے یہ خط سنا تو اس نے شہزادہ خیان کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کیا اب بھی وہ سفیر بن کر حلقہ سحر کے کاہن کے پاس جانا چاہے گا اور اس جگہ جانے کی جرات کرے گا جس کے متعلق مشہور ہے اور لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آسیب زدہ ہے۔

کیوں نہیں خیان نے جواب دیا اگر وہ لوگ میرے ساتھ دھوکا ہی کرنا چاہتے ہیں تو پھر محافظ دستہ بھی مجھے بچا نہ سکے گا اور نہ ہی روحیں اور آسیب سپاہیوں سے ڈرتے ہیں اب اگر مجھے جانا ہی ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ اکیلا جاؤں اور پھر اس خط میں صاف صاف لکھا ہے کہ اگر میں تنہا نہ گیا تو پھر مجھے بھی اس مقدس علاقے میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔

جیسی تمہاری مرضی بیٹے ایپی نے کہا تو جاؤ اب تیار کرو کل ہمارا تحریری پیغام وزیر تمہیں دے جائے گا اور ساتھ میں ہماری ہدایتیں بھی اس کے علاوہ ایک راہبر بھی ہم بھیج دیں گے جو تمہیں اس جگہ پہنچا دے گا جس کا انتخاب اس کاہن نے کیا ہے جاؤ اور کامیاب واپس آیا اور اس دوشیزہ کو اپنے ساتھ واپس لے کر آؤ۔ بے شک وہ اپنے لوگوں کی عورتوں کے ساتھ آسکتی ہے یاد رکھو خیان کہ اسی طرح تم ہماری مہربانیوں کے مستحق

ہو گئے۔

تو میں جارہا ہوں خیان نے کہا شاید میں واپس آؤں شاید میں واپس نہ آؤں جیسی دیوتاؤں کی مرضی۔

چنانچہ بادشاہ کے دیئے ہوئے تحائف برادران سحر کے لئے ان کے دیوتاؤں کے لئے بھینٹ اور شہزادی نفرا کے لئے ہیرے جواہرات کے تحائف لے کر اور پری تیار کر کے شہزادہ خیان روانہ ہوا۔ یہاں ہم یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ خیان بطور ایک شہزادے کے روانہ ہوا بلکہ جب وہ تانیس سے چلا ہے تو وہ بادشاہ کے دربار کا ایک وقائع نگار راسہ تھا۔ وہ تانیس سے یوں خفیہ طور سے نکلا کہ کسی کو اس کی روانگی کا پتہ نہ چلا اور اس جہاز میں دریائے نیل پر سفر کرنا شروع کیا جس کے ملاحوں نے اسے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حالانکہ انہیں بادشاہ کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ وہ اس مسافر کے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے شہزادے نہیں بلکہ معمولی وقائع نگار ہی سمجھا جس کا نام راسہ تھا اور جو بادشاہ کے کسی ضروری کام سے جارہا تھا حتیٰ کے اس کے ساتھ جو چھ محافظ تھے انہوں نے بھی خیان عرف راسہ کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ ان محافظوں کی خصوصیت سے ایک دور دراز کے شہر سے بلایا گیا تھا۔

یہ بحری سفر ختم ہوا اور ٹھیک مقررہ دن خیان محافظ اور بادشاہ کے تحائف اور عطیات وغیرہ کے ساتھ کھجوروں کے اس جھنڈ میں پہنچ گیا جس کا پتہ پچھلے پیغامبر نے دیا تھا وہاں پہنچ کر اس نے محافظوں کو رخصت کیا محافظ اپنے دلوں میں شکوک لئے رخصت ہوئے تاہم وہ خوش تھے کہ رات کا اندھیرا تارنے سے پہلے اس مقام سے نکل جائیں گے کیونکہ ہر مصری کی طرح ان کے نزدیک بھی یہ مقام آسیب زدہ تھا۔ انہیں بھی یقین تھا کہ رات کو یہاں روح اہرام نظر آتی ہے جس کی آنکھیں مردوں کو پاگل کردیتی ہیں۔

محافظوں کے افسر نے خیان سے کہا:

وزیر آناتھ کے حکم کے مطابق ہم جارہے ہیں آقا راسہ ہم اور یہ جہاز بھی جس میں آپ نے سفر کیا ہے ممفس کے گھاٹ پر موجود رہیں گے کہ آپ جب بھی بلائیں گے ہم مع جہاز یہاں حاضر ہوجائیں گے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کو کسی جہاز کی ضرورت نہ پڑے گی۔

کیوں نہ پڑے گی کپتان؟ خیان عرف راسہ نے پوچھا۔

اس لئے کہ یہ مقام سخت منحوس ہے اور کہتے ہیں جو شخص بھی اس سامنے والے ریگزار میں داخل ہوجاتا ہے کبھی واپس نہیں آتا۔

اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس شخص کے ساتھ کیا واقعہ ہوتا ہے؟

یہ تو ہم نہیں جانتے البتہ سنا ہے کہ اسے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ وہیں قید رہتا ہے یہاں تک کہ مرجاتا ہے۔ اور اگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور جواب بھی ہوتا جیسے کہ آپ ہیں پھر اس کی مڈبھیڑ روح اہرام سے ہوجاتی ہے چاندنی راتوں میں یہاں بھٹکتی رہی ہے۔

پھر کیا ہوتا ہے؟

پھر وہ اس روح اہرام کی محبت میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

تو یہ روح اہرام بہت زیادہ خوبصورت ہے؟

بے انتہا۔

اگر وہ اتنی ہی حسین ہے تو پھر مردوں کے ساتھ بہت ہی برا ہوسکتا ہے کپتان۔

نہیں آقا راسہ کیونکہ جب وہ روح اہرام کے ہونٹ چومتا ہے تو وہ اس کی آنکھیں میں دیکھتی ہے اور وہ ایک دم سے پاگل ہوکر اس حسینہ کے پیچھے بھاگتا ہے اور بھاگتا رہتا ہے یہاں تک کہ صحرا کے ریت میں گر پڑتا ہے اور اول فول بکنے لگتا ہے اور اگر وہ زندہ رہ جاتا ہے تو عمر بھی بس اسی حال میں رہتا ہے یعنی مجنوں۔

تو وہ اس روح اہرام کو پکڑ کیوں نہیں لیتا؟

اس لئے کہ وہ روح ہے اس لئے اہرام پر آسانی سے چڑھ جاتی ہے لیکن وہ آدمی چڑھ نہیں سکتا اور جب وہ دیکھتا ہے کہ اس حسینہ کو حاصل نہیں کرسکتا تو پھر اس کے دماغ کھولنے لگتا ہے اور پھر وہ آدمی' آدمی نہیں رہتا۔

کپتان! تم تو مجھے خوفزدہ کئے دیتے ہو۔ ایک عالم واقعہ نگار لئے یہ بڑا ہی برا انجام ہے تاہم میں بادشاہ کے حکم سے چلا ہوں اور اگر اس حکم سے سرتابی کی تو میری گردن مار دی جائے گی۔

ہاں یہ میں سمجھ سکتا ہوں آقا راسہ کیونکہ یہ بادشاہ ایسا بڑا ہی مغلوب الغضب اور

خبطی ہے اور اس کا حکم نہ ماننے والے کا یا اس کے ارادے سے اختلاف کرنے والے کا انجام عبرت انگیز اور لرزہ خیز ہوتا ہے۔

اگر ایسا ہی ہے کپتان تو پھر تمہارے واپس جانے سے تو یہی بہتر ہے کہ یہاں کے آسیوں اور اس روح اہرام کی دیوانہ بنا دینے ولی آنکھوں کا خطرہ مول لے لیا جائے۔ لیکن اتنا بتا دوں کہ میں نے اپنی گردن میں ایک تعویذ ڈال رکھا ہے جو پہننے والوں کو آسیوں بدروحوں اور مقبروں میں رہنے والوں کے جادو سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ مجھے اس تعویذ کی قوتوں اور خود اپنی دعاؤں پر بھروسہ ہے۔ چنانچہ امید تو ہے کہ بہت جلد ہماری تمہاری ملاقات اسی جہاز پر ہوگی۔ لیکن اگر تمہیں خبر ملے کہ میں مرچکا ہوں تو میری تم سے درخواست ہے کہ اوزیریس کی قربان گاہ پر میری روح کے چڑھاوا چڑھا دینا۔

اس کا میں وعدہ کرتا ہوں آقا راسہ کیونکہ میں آپ کو پسند کرنے لگا ہوں اور اگر آپ مرگئے تو اس کا مجھے افسوس ہوگا۔ افسر نے کہا جو بڑا نرم دل تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رخصت ہوتے ہوئے اس نے مزید کہا:

شاید فرعون یا وزیر کسی وجہ سے آپ سے خفا ہیں اور ان میں سے کسی ایک نے آپ کو نجات حاصل کرنے کا یہ راستہ سوچا ہے۔

غالباً" یہ افسر سچ کہتا ہے خیان نے سوچا لیکن اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ میرے بغیر بھی دنیا کے کاروبار چلتے رہیں گے کسی کے پیدا ہونے اور کسی کے مرنے سے کیا فرق پڑ جاتا ہے۔

اور پھر وہ کھجوروں کے اس جھنڈ میں زمین پر بیٹھ گیا اور کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر عظیم الشان اہراموں کو دیکھنے لگا جن کو اس نے اب تک دور ہی سے دیکھا تھا۔

اگر یہ شہزادی زندہ ہے اس نے سوچا تو پھر میں تاج و تخت سے محروم کردیا جاؤں گا اور اگر کامیاب نہ لوٹا تب بھی شاید محروم کردیا جاؤں گا کیونکہ میرے والد ان لوگوں کو معاف نہیں کرتے جو ناکام لوٹتے ہیں۔ بہرحال اگر ایسی کوئی شہزادی نہیں ہے یا اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے حق میں بہتر ہوگا۔ لیکن ایک بات تو بہرحال یقینی ہے ایسی کوئی لڑکی ہے ضرور جو اہراموں پر چڑھتی ہے کیونکہ مرنے سے پہلے عورتوں کے اس چور نے قسم کھا کر مجھ سے کہا تھا کہ اس نے اس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اس نے قسم کھا کر یہ

بھی کہا تھا کہ وہ بے حد خوبصورت ہے۔ اتنی کہ ایسی حسین عورت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس سے تقریباً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شہزادی نہیں ہو سکتی کیونکہ شہزادیاں خوبصورت نہیں بلکہ بدصورت ہوتی ہیں کہ دیوتا انسان کو ہر چیز نہیں دے دیتے۔ دولت دیتے ہیں تو حسن نہیں دیتے اور حسن دیتے ہیں تو دولت نہیں دیتے اس کے علاوہ شہزادی اہراموں پر نہیں چڑھتیں بلکہ کاہلی سے گھر میں لیٹی رہتی اور مرغن غذائیں اور مٹھائیاں کھا کھا کر موٹی ہوتی جاتی ہیں شاید وہ جسے مرتے ہوئے چور نے دیکھا تھا روح ہی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو دیوتا کریں کہ میں بھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں پھر چاہے میں پاگل ہی کیوں نہ ہو جاؤں اور پھر یہ پسران سحر بھی عجیب ہیں ان کے متعلق میں نے جو کچھ سنا ہے اس کے بنا پر ہی میں یہ کہہ رہا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ مجھے قتل نہ کریں گے اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں شہزادہ خیان ہوں تب بھی نہیں مجھے قتل کرنے سے انہیں فائدہ بھی کیا ہوگا کیونکہ میرے علاوہ بھی بہت سی شہزادی ہیں اور ویسے بھی بادشاہ اپنے شاہی عصا سے چھو کر کسی کو بھی شہزادی بنا سکتا ہے۔

اور یوں سوچتے سوچتے شہزادہ خیان سو گیا کیونکہ دوپہر بہت گرم تھی اور وہ تھکا ہوا تھا اور کشتی پر اسے ذرا بھی سونے کو نہ ملا تھا۔

جب کھجوروں کے جھنڈ میں سو رہا تھا تو کاہن راہو تاؤ اور شہزادی نفرا معبد کے کمرے میں جہاں وہ رہتے تھے جمع تھے اور مشورہ کر رہے تھے۔

اے کاہن اعظم! بادشاہ کا سفیر اس طرف کے کنارے پر اترا ہے۔ تاؤ نے کہا اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں منتظر بیٹھا ہوا ہے۔

اس سلسلے میں کوئی اور اطلاع ملی ہے تمہیں تاؤ؟ راہو نے پوچھا اگر ملی ہے تو کہو کیونکہ مجھے حکم مل گیا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب کہ ہمیں اپنی خاتون مصر کو اور اس نے نفرا کو اشارہ کیا اپنے سارے مشوروں میں شریک کرنا ہے۔

ہاں اے کاہن اعظم! ہماری ایک برادر نے جو بادشاہ ابھی کے درباریوں میں سے ہے شہزادی! یوں چونکنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے برادر ہر جگہ موجود ہیں اطلاع بھیجی ہے اس ذریعہ سے جس سے آپ واقف ہیں کہ اس سفارت کا تعلق ایک خاص خاتون ہے مختصر یہ کہ جب چار آدمی ہماری خاتون کو اٹھا لے جانے کی کوشش کر رہے تھے تو حبشی رو

نے یہ غلطی کی کہ اس نے تین کو ٹھکانے لگا دیا لیکن چوتھے کو زندہ نکل جانے دیا حالانکہ اس نے چوتھے کو بری طرح زخمی کردیا تھا یہ چوتھا تانیس کے دربار میں پہنچا اور اس نے بیان دیا جس نے ان افواہوں کی جو بادشاہ ابھی تک پہنچی تھیں تصدیق کردی کہ ایک بچی جو بادشاہ کے فرستادوں کے ہاتھوں سے بچ نکلی تھی۔ اب یہاں ہمارے ساتھ رہتی ہ۔ اور یہ کوئی اور نہیں بلکہ فراعنہ کے قدیم سلسلے کی شہزادی ہے۔

یہ بادشاہ ہوشیار معلوم ہوتا ہے راہو نے کہا۔

بہت زیادہ ہوشیار تاؤ نے جواب دیا اور فوراً نتیجہ اخذ کر کے فیصلہ کرلیتا ہے چنانچہ وزیر آناتھ نے ہو خود بھی بہت زیادہ ہوشیار ہے ایک اشارہ کیا اور بادشاہ نے فوراً فیصلہ کرلیا کہ خاتون کو قتل نہ کیا جائے جسے وہ پہلے قتل کرنا چاہتا تھا بلکہ اپنی ملکہ بنالیا جائے اور یوں اس کی اولاد کو تخت کا وارث بنا کر مصر بالا اور مصر زیریں کو بغیر جنگ جدل کے متحد کردے۔

تاؤ کی یہ بات سن کر نفرا چونکی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی راہو بولا:

اس کے منصوبے میں بڑی خوبیاں ہیں زبردست فائدہ ہے کہ اس طرح خود ہمارا مقصد پورا ہوجائے گا اور سارے مصائب و خطرات صبح کی دھند کی طرح چھٹ جائیں گے لیکن اس نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر اضافہ کیا۔ لیکن ہماری شہزادی نفرا کیا کہتی ہے اس معاملے جو آج رات کی رسم کے بعد ہماری ملکہ بن جائے گی؟

میں یہ کہتی ہوں نفرا نے سکون سے جواب دیا کہ میں وہ عورت نہیں ہوں جسے فروخت کیا جائے۔ ایک تاج یا سو تاجوں کی عوض یہ شخص ابھی غاصب ہے اور ہماری قوم کے دشمن خاندان کے سلسلے سے ہے۔ یہ شخص صحرا کا ڈاکو ہے جس نے مصر پر ناجائز قبضہ کیا ہے اس شخص نے جو عمر میں میرے باپ کے برابر ہے میرے باپ کو قتل کیا ہے جو فرعون ہے اور اس شخص نے مجھے بھی قتل کرنا چاہا تھا اپنے ناپاک ارادے میں ناکام ہونے کے بعد اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے حالانکہ اس نے مجھے کبھی دیکھا نہیں تاہم وہ مجھے اپنی دلہن بنانا چاہتا ہے۔ محض اپنا تاج و تخت بچانے کے لئے کاہن اعظم! مجھے یہ منظور نہیں اس کی دلہن بننے سے تو یہ بہتر ہے کہ میں اپنے آپ کو اہرام پر سے گرادوں اور سیدھی اوزیرس کے پاس پہنچ جاؤں۔

یہی وہ جواب ہے جس کی مجھے توقع تھی راہو نے مسکرا کر کہا۔ اور اس جواب سے مجھے بھی خوشی ہوئی کیونکہ اس شادی کے کتنے ہی عمدہ فوائد کیوں نہ ہوں یہ بہرحال غیر مقدس ہے جب تک حلقہ سحر میں طاقت ہے تم اے شہزادی بھیڑیے ابیبی سے محفوظ ہو تاؤ اب یہ بتاؤ کہ بادشاہ نے صرف یہی کہا ہے یا کچھ اور بھی کہا ہے؟

نہیں کاہن اعظم پیغامبر جو پاپیرس کا پلندہ لے کر آیا ہے اسے جب کھول کر پڑھا جائے گا تو میرے خیال سے اس میں یوں لکھا ہوا ہو گا کہ اگر مصر کی وراثہ کو خوشی سے اس کے حوالے نہ کیا گیا تو وہ اسے زور بازو لے جائے گا اور اگر وہ اس میں ناکام رہا تو اسے قتل کردے گا اور پچھلے صلح نامہ کو چاک کر کے وہ حلقہ سحر کے ایک ایک آدمی کو بوڑھے سے لے کر بچے کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

"اچھا!" راہو نے کہا "احمق ہے وہ جو خوابیدہ سانپ کو چھیڑتا ہے کہ پھر سانپ بیدار ہو کر اپنا پھن پھیلاتا اور چھیڑنے والے کو ڈس لیتا ہے جیسا کہ شاید ابیبی کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا لیکن ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے یہ وقت اس وقت آئے گا جب ابیبی اپنا ہاتھ زہریلے ناگ کے بل میں ڈالے گا۔ فی الحال تو بادشاہ کے اس پیغامبر کو خوش آمدید کہنا اور کھجوروں کے جھنڈ میں سے اسے یہاں لانا ہے۔ اس جھنڈ میں اس وقت وہ سفیر اکیلا بیٹھا ہوا ہے شہزادی! تم اپنے اس لباس پر مردوں کا لباس پہن لو اور سفید کو اپنی راہبری میں یہاں لے آؤ رو اور خاتون کماح تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن چھپے ہوئے اور نظروں سے اوجھل ہوں گے شہزادی! تم بڑی زیرک ہو یہ سفیر نوجوان ہے اور تم اس سے بہت کچھ معلوم کرسکو گی۔ اور شاید وہ تم سے اور تم اس سے بے تکلف بھی ہوجاؤ اور یہ سب کے حق میں بہتر ہے۔

کاہن اعظم! بے شک میں جاؤں گی۔ خوشی سے جاؤں گی نفرا نے جواب دیا بشرطیکہ آپ کو یقین ہو کہ میرے لئے کوئی جال نہیں بچھایا گیا ہے۔

اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں راہو نے کہا وہاں اہرام کے قدموں میں جو واقعہ ہوا تھا اس کے بعد ہماری سرحدوں کے محافظ میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے حالانکہ ان نظر رکھنے والوں کو تم دیکھ نہیں سکتیں۔ چنانچہ تم بے خوف و خطر جاؤ۔ اس سفید سے جو کچھ بھی معلوم کرسکتی ہو کرلو۔ اسے ابوالہول تک

اپنے ساتھ لے آؤ۔ اور وہاں اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے یہاں لے آیا جائے گا۔

میں جا رہی ہوں نفرا نے ہنس کر کہا کل مجھے ملکہ بنا دیا جائے گا اس کے بعد کیا پتہ مجھے اکیلے کہیں آنے جانے کی اجازت ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ وہ تاؤ کے ساتھ راہو کے حضور سے رخصت ہوئی۔ تاؤ نے خاتون کماح اور رو کو ایک مندر میں طلب کیا اور انہیں دوسروں کو جو وہاں منتظر معلوم ہوتے تھے چند احکامات دیئے اس طرف سے فرصت پا کر وہ راہو کے پاس آیا اور اس کے بوڑھے چہرے پر نظریں گاڑ کر بے حد نیچی آواز میں کہا۔

کاہن اعظم! تم بڑے عالم اور غیب داں ہو تو کیا تمہیں اس سفیر کا نام اور درجہ معلوم ہے؟

اب راہو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور یوں کہا:

اے تاؤ! میرے دل میں یہ بات آئی ہے یہ نہ پوچھو کہ کہاں سے اور کیسے کہ یہ شخص معمولی درباری کے بھیس میں سفر کر رہا ہے یہ میں نہیں جانتا کہ کس نام سے کر رہا ہے لیکن حقیقت میں یہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ خود شہزادہ خیان ہے ابپی کا وارث۔

میرا بھی یہی خیال تھا اور بلا وجہ نہ تھا اب یہ بتاؤ کاہن اعظم کہ خیان کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے؟

بہت کچھ معلوم ہے بادشاہ کے دربار میں جو برادر ہیں وہ اس شہزادے پر بچپن سے نظر رکھ رہے ہیں اور ان کی رپورٹ بڑی اطمینان بخش اور عمدہ ہے اس نے چند غلطیاں کی ہیں جیسی کہ اس عمر میں ہر شخص کرتا ہے۔ وہ بے دھڑک اور ناعاقبت اندیش ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس نے اس کام کا بیڑا کبھی نہ اٹھایا ہوتا۔ اور وہ بھی چند عجیب شرطوں کے ساتھ اس کے علاوہ یہ کہ خیان چرواہے سے زیادہ مصری ہے۔ کیونکہ اس کی رگوں میں اس کی ماں کا خون باپ کے خون سے بالا ہے۔ اور اگر وہ دیوتاؤں کی پرستش کرتا ہے تو مصر کے دیوتاؤں کی پرستش کرتا ہے یہ "اگر" میں نے اس لئے کہا کہ یہ خیان فلسفی ہے۔ اس کے علاوہ وہ عالم ہے بہادر ہے خوبصورت ہے نرم دل ہے وسیع القالب ہے خوش گوار خواب دیکھنے والا ہے جو شاید پورے نہ ہوں گے اور اس کا ایک خواب ہے مصر کے زخموں پر مرہم رکھنا۔ مختصر یہ کہ وہ ایسا آدمی ہے کہ اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو اس کی زوجیت میں

دے دیتا تو خیان کے متعلق جو رپورٹ مجھے ملی ہے وہ ایسی ہے۔ تمہاری اس سے بہتر ہے؟
میرے اور تمہاری رپورٹ میں سرمو فرق نہیں تاہم یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اس سفارت پر کیوں آیا خصوصاً یہ جانتے ہوئے کہ اگر یہ سفارت کامیاب رہی تو وہ تاج و تخت سے محروم کردیا جائے گا؟

میرے خیال میں اس لئے تاؤ کہ اس نے مہم جو طبیعت پائی ہے اور اس لئے بھی کہ اسے نئی نئی چیزیں دیکھنے اور نئی نئی باتیں معلوم کرنے کا شوق ہے اس کے علاوہ اسے ہمارے عقائد سے دلچسپی ہے' اس کا دل ہمارے عقائد کی طرف کھنچتا ہے چنانچہ وہ بذات خود ان کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ اور جانتا نہیں ہو جو تلاش کررہا ہے اس سے زیادہ ملے گا۔

تو اسی امید سے تم نے نفرا کو اس کے پاس بھیجا ہے؟

بے شک جب میں نے یہ کہا تھا کہ ابیبی نے جس شادی کا ارادہ کیا ہے اس میں۔ سے فائدے ہیں تو میرا مطلب یہ نہ تھا کہ نفرا کو چرواہے شیر کے سامنے پھینک دیا جا بلکہ یہ تھا نفرا اور خیان کی شادی ہوجائے تو اس شادی میں ہمارے لئے فائدے ہیں۔
کو متحد کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ اگر ہم اتنے مضبوط اور پر قوت ہوتے کہ اعلان جنگ کرسکتے تب بھی ہم اصولاً جنگ سے نفرت کرنے والے ہی ہیں اور اپنا مقصد خون خرابے سے حاصل کرنا نہیں چاہتے لیکن ایسی تجویز پیش کرنا ہی بہ ذات خود شکست اٹھانا ہے کیونکہ خود نفرا صاف لفظوں میں کہہ چکی ہے کہ وہ بکاؤ نہیں ہے صرف اس کا دل اس کا راہبر ہے چنانچہ وہ کسی کی نہیں صرف اپنے دل کی بات مانے گی۔
اور عورت کا دل ایک معمولی سفیر کی طرف اتنی آسانی سے نہیں کھنچتا جتنی آسانی سے ایک شہزادے کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ اگر وہ بر کھجوروں کے جھنڈ میں بیٹھا ہوا نفرا کا دل لبھا نہ سکا تو پھر کیا ہوگا؟

تو پھر یہ قصہ ختم ہوجائے گا تاؤ اور ہمیں کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔ یہ فیصلہ وقت کرے گا تاؤ ہم نہیں کہہ سکتے سنو یہ سفیر جو کسی بھی نام سے یہاں آیا ہے وہ بات معلوم کرنے آیا ہے جس سے ہزاروں واقف ہیں یعنی یہ کہ فرعون خصرا کی بیٹے اور مصر کے تخت کی وارثہ ہمارے درمیان مقیم ہے یا نہیں اب یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم انکار کریں یا اقرار اب تم ہی کہو ہمیں کیا کرنا ہے؟

اگر ہم نے انکار کیا تو وہ کسی نہ کسی طرح حقیقت معلوم کر کے ہمیں جھوٹا اور بزدل یقین کر لے گا اگر ہم نے اقرار کیا تو وہ اور دنیا جان لے گی کہ ہم لوگ سچے آدمی ہیں بہادر ہیں اور سچائی کی دیوی کے سامنے ہم نے جو قسم کھائی ہے وہ جھوٹی نہیں ہے چنانچہ میں تو کہتا ہوں کہ اقرار کر لو اور جو بھی انجام ہو اس کا اسے قبول کر لو۔

میں بھی یہی کہتا ہوں اور ہمارے اراکین مجلس بھی یہی کہتے ہیں۔ آج رات مندر کے بڑے کمرے میں' مصر اور دوسرے ممالک کے نمائندوں کی موجودگی میں نفرا کے سر پر تاج رکھ کر اسے ملکہ تسلیم کر لیا جائے گا اور تم جانو یہ بھی چھپی نہ رہے گی کہ مقبروں کی چمگادڑیں تک اس حقیقت کی خبر ملک کے طول و عرض میں پہنچا دیں گی چنانچہ مجھے تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم کے وقت یہ سفیر بھی وہاں موجود رہے۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر وہ اس کی اطلاع ایبی کو دے ایک دوسری بات بھی ہے جس کی اطلاع وہ ایبی کو دے گا یعنی یہ کہ یہ نئی ملکہ ایبی کی زوجیت میں جانا پسند کرتی ہے یا نہیں۔

اس کا جواب تو ہمیں معلوم ہے کاہن اعظم! لیکن اس کے بعد کیا؟

اس کے بعد بابل سنو تاؤ ہمیں ختم کرنے اور ملکہ کو پکڑنے کے لئے ایبی فوج روانہ کرے گا لیکن ختم کرنے کے لئے اسے کچھ نہ ملے گا کیونکہ حلقہ سحر کی اپنی پناگاہیں ہیں اور مصر میں بہت سے مقابر اور زمین دوز قبرستان ہیں جہاں سپاہی قدم رکھنے کی جرات نہ کریں گے رہی ملکہ تو وہ بھی یہاں سے دور بہت دور ہو گی ایبی اگر سراپ چاہتا ہے تو سراپ اس پر پڑے رہنے دو اور سراپ اس پر پڑے گا جب کہ سینکڑوں ہزاروں بابلی اپنی مرحوم شہزادی ریما کی دہائی کے جواب میں ٹڈی دل کی طرح تانیس پر ٹوٹ پڑیں گے۔

ڈھیلے اور نیچے چغے میں لپٹی ہوئی نفرا کھجوروں کے جھنڈ کی طرف جا رہی تھی۔ خاتون کماح اور حبشی رو اس کے پیچھے چل رہے تھے اور کماح جھنجلاہٹ سے بڑبڑا رہی تھی۔

دن سخت گرم ہے وہ بولی اور آسمان سے ایسی برستی آگ میں بے وقوف ہی گھر سے نکلتے ہیں آج رات وہ رسومات ادا کی جانے والی ہیں جن میں تم اے شہزادی ایک زبردست کردار ادا کرنے والی ہو اب کیا یہ مناسب ہے کہ ہم اور تم اپنے آپ کو یوں تھکا ماریں جب کہ تمہارا لبادہ اور زیورات ابھی تیار کرنے باقی ہیں؟ یہ کون سی نئی دلہن ہے تمہاری؟ کس کی تلاش ہے تمہیں۔

اس کی جس کی تلاش، جیسا کہ خود تم نے مجھے سکھایا ہے ہر عورت کو رہتی ہے، یعنی مرد کی۔ نفرا نے اپنی شیریں اور تمسخر انگیز آواز میں کہا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سامنے والے کھجور کے جھنڈ میں ایک مرد ہے اور میں اس کی تلاش میں وہاں جا رہی ہوں۔

تو گھر کے قریب مرد نہیں ہیں کیا بشرطیکہ ہم مقبروں کو گھر کہہ سکیں؟ البتہ یہ سچ ہے کہ یہ مرد سفید داڑھیوں والے پجاری ہیں جنہیں اپنی روح کے علاوہ اور کسی کی پرواہ نہیں۔ یا پھر کاشت کار ہیں جو دن بھر محنت کرتے ہیں اور رات کو یہ خواب دیکھتے ہیں اس سال دریائے نیل کتنی کیچ اور مٹی لا کر بچھائے گا۔ لو یہ ہے کھجوروں کے جھنڈ یہاں مجھے تو کوئی مرد نظر نہیں آرہا۔ اور اب میں اس لعنتی ریت میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتی اور یہ ہے کسی دیوتا یا کسی بادشاہ کا مجسمہ جس کا نام ہزاروں برس سے کسی نے نہیں سنا یہ دیوتا ہو یا بادشاہ بہرحال یہ سایہ تو دے رہا ہے جس میں میں بیٹھتی ہوں اور اگر تم عقل مند ہو تو تم بھی ایسا ہی کرو گی اور ہمارا یہ وفادار رو تمہارے اس مرد کو تلاش کرے گا حالانکہ جب تمہارا یہ مرد ایک کالے دیو کو ہاتھ میں کلہاڑا لئے اپنے سفید سفید دانت چمکاتے دیکھے گا تو وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے گا۔

میں بھی اسے تلاش کروں گی نفرا نے کہا رو! تم میرے ساتھ چلو جیسا کہ تمہیں چلنا ہی چاہئے کہ یہی تمہارا فرض ہے۔

چلئے آقا زادی رو نے سر خم کر کے جواب دیا۔

اور نفرا قدرے دائیں طرف سے جھنڈ میں داخل ہوئی اور رو کو اشارہ کیا وہ اس کے پیچھے ہی رہے لیکن اپنے آپ کو چھپائے رکھے جھنڈ میں چند قدم چلنے کے بعد ہی اس کی نظر ایک افسر پر پڑی جس نے اپنے چغے پر چرواہے بادشاہ کا علامتی تمغہ لگا رکھا تھا اور اس کے قریب چند پیکٹ رکھے ہوئے تھے اور خود کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگائے گہری اور بے خبر نیند سو رہا تھا۔

اچانک نفرا کو ایک خیال آیا اور اس نے رو کو دبے پاؤں اس سوئے ہوئے شخص کے قریب جانے اور پیکٹ اٹھا کر اس جگہ لے جانے کو کہا جہاں کماح بیٹھی ہوئی تھی پھر اس نے رو سے کہا جب وہ اس شخص کو ابوالہول کی طرف لے جا رہی ہو تو وہ سارے پیکٹ اٹھا کر کماح کو اپنے ساتھ لے کر اس طرح ان کے پیچھے پیچھے آئے کہ افسر اسے اور کماح کو نہ

دیکھ سکے۔

چنانچہ رو نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس طرح کہ افسر کی آنکھ نہ کھلی کیونکہ رو دیو ہیکل ہونے کے باوجود کوئی بوقت ضرورت بے حد خاموشی سے کر سکتا تھا۔ وہ سارے پیکٹ اٹھا کر مجسّمے کے پیچھے غائب ہو گیا جہاں سے وہ نفرا جانتی تھی اس پر نظر رکھ رہا تھا ادھر نفرا دوسرے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی اس اجنبی کا معائنہ کر رہی تھی پہلی نظر میں اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ پہلے کبھی اس نے ایسا قبول صورت اور دل میں گھر کر لینے والا مرد نہیں دیکھا تھا۔

اگر اس کی آنکھیں بھی جو بند ہیں اتنی ہی خوبصورت ہیں جتنا کہ اس کا چہرہ ہے تو پھر یہ مردانہ حسن کا مکمل ترین نمونہ ہے نفرا نے دل میں کہا۔ اس کے علاوہ یہ ان لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے جن کی روح جسم کی راہبری کرتی ہو نہ کہ جسم روح کی۔

اور جب اس نے یوں سوچا تو پھر کسی چیز نے ایک نئے احساس نے جو اس نے پہلے کبھی محسوس نہ کیا تھا اس کے باوجود جھنجھوڑ دیا اور وہ قدرے خوفزدہ ہو گئی حالانکہ یہ نہ سمجھ سکی کہ یہ خوف کیوں تھا اور کاہے سے تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ چند منٹوں تک تھکا ہوا خیان آنکھیں بند کئے سوتا رہا اور نفرا اسے دیکھتے رہی آخرکار خیان نے جنبش کی اس نے اپنے بازو یوں پھیلائے جیسے خواب کو آغوش میں لینا چاہتا ہو تو پھر اس نے جمائی لے کر آنکھیں کھول دیں۔

اس کے نقوش کی طرح آنکھیں بھی خوبصورت ہیں نفرا نے خوش ہو کر سوچا۔

اور وہ کھجور کے تنے کے پیچھے چھپ گئی۔

اور اب خیان کو وہ پیکٹ یاد آئے جو وہ ساتھ لایا تھا سونے اور جواہرات یاد آئے اور وہ انہیں تلاش کرنے لگا۔

دیوتاؤں کی قسم غائب ہو گئے اس نے اونچی آواز میں کہا۔

جس میں ہرچند کہ پریشانی تھی لیکن بے حد نرم اور میٹھی تھی یہ کیسے ہوا کہ میری چیزیں غائب ہو گئیں اور مجھے پتہ بھی نہ چلا حالانکہ ہاتھ کے نیچے ہی تھیں؟ لوگ سچ ہی کہتے ہیں کہ یہاں بھوت اور آسیب بستے ہیں۔

اب نفرا تنے کے پیچھے سے نکل کر سامنے آئی۔ وہ سر سے پاؤں تک چغے میں لپٹے

ہوئی تھی۔

کچھ کھو گیا ہے صاحب؟ وہ بولی میں کچھ مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟

ہاں میری چند چیزیں مجھے واپس دے دو جو میں سمجھتا ہوں تم نے چرائی ہے جوان یعنی میرا مطلب ہے بشرطیکہ تم مرد ہوں کیونکہ تمہاری آواز۔

میرا آواز پڑ گئی ہے صاحب نفرا نے حتیٰ الامکان اپنی آواز بٹھا کر کہا۔

تو پھر تمہاری آواز غلط طور سے پڑی ہے۔ کیونکہ پڑی ہوئی کھردری اور ناگوار بن جاتی ہے نہ کہ عورتوں کی آواز جیسی باریک اور شیریں خیر چھوڑو اس بحث کو اور مجھے میری چیزیں لوٹا دو مبادا مبادا میں تمہیں قتل کر دوں۔

اور اس طرح آپ نہ صرف اپنی چیزیں بلکہ شاید اور بھی بہت کچھ ہمیشہ کے لئے گنوا بیٹھیں گے۔

''تم'، معلوم ہوتا ڈرتے نہیں'، کون ہو تم؟''

میں وہ راہبر ہوں جس کے سپرد آپ کو لے جانے کی خدمت کی گئی ہے بشرطیکہ آپ بادشاہ ابھی کے افسر ہوں۔

کہاں لے جانے کی خدمت؟

اس جگہ جہاں آپ کو اس وقت تک قیام کرنا ہے جب تک کہ آپ کو حلقہ سحر کے اراکین کی مجلس میں پیش نہیں کیا جاتا اس خیال سے کہ اگر بہت سے مسلح آدمی آپ کے استقبال کے لئے بھیجے گئے تو آپ انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے مجلس نے مجھے تنہا بھیجا ہے۔

بڑی مہربانی کی مجھ پر لیکن نوجوان! یہ بتاؤ کہ وہ میرا سامان کہاں ہے جو جانے سے پہلے میرا ملازم یہاں میرے پاس رکھ گئے تھے؟

آپ کا سامان آپ سے پہلے پہنچ گیا جیسا کہ ابھی ابھی آپ نے کہا تھا کہ یہاں بھوت بستے ہیں اور آپ جانئے بھوت جواہرات اور کپڑے وغیرہ اٹھا لے جانے میں بڑے تیز ہوتے ہیں۔

تو پھر وہ مجھے بھی اٹھا لے گئے ہوتے حالانکہ میں خوش ہوں کہ انہوں نے ایسا نہ کیا کیونکہ نوجوان! تم بڑے دلچسپ آدمی ہو بہرحال میں سمجھتا ہوں نوجوان کہ اپنے سامان کے

سلسلے میں فی الحال تمہارے کہنے پر اعتبار کئے لیتا ہوں کیونکہ بعد میں جب پتہ چلے گا کہ تم نے جھوٹ کہا تھا تو میں اس وقت بھی تمہیں قتل کر سکتا ہوں اور اگر میں نہ کر سکا تو حلقہ سحر کے اراکین کردیں گے کیونکہ وہ تحائف ہی تھے جو میں اس حلقہ سحر کے اراکین کے لئے آیا تھا۔ اچھا تو اب کیا؟

میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔

شوق سے میرے عزیز لے چلو۔ راہبری کرو۔

تاج پوشی

چنانچہ یوں وہ دونوں روانہ ہوئے اور نفرا خیان کو اس مجسمے کے قریب سے نہ لے گئی جس کے پیچھے رو اور کماح چھپے ہوئے تھے۔

"اس جگہ رہتے ہو تم؟" خیان نے پوچھا۔

"ہاں صاحب یہاں اور یہاں کے آس پاس۔"

"اجازت ہو تو پوچھوں کہ جب تم مسافر کی راہبری نہیں کرتے تو کیا کرتے ہو؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کبھی کبھار ہی کوئی مسافر آجاتا ہوگا۔"

"کچھ بھی کرلیتا ہوں نفرا نے جواب دیا عموماً لوگوں کے پیغام لے جاتا ہوں۔"

"اچھا کہاں؟"

"کہیں بھی لیکن یہ بتائیے صاحب' آپ اہرام سے واقف ہیں؟"

"نہیں دور سے دیکھا ہے ان تودوں کو کیونکہ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہرام اس حلقے کی ذاتی ملکیت ہیں جس کا ذکر تم نے کیا ہے اور ہاں میں بھی ایک پیغام لے کر آیا ہوں اس حلقہ کے لئے سنا ہے کہ ان اہرام کے قریب تک کوئی پھٹکتا نہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ چند بد قسمت آدمی ان اہرام کے اسرار معلوم کرنے آئے تھے یہ ابھی چند دنوں پہلے ہی کا واقعہ ہے اور بڑا عبرت ناک انجام ہوا ان کا' کہتے کہ ایک اہرام میں سے ایک کالا شیر نکل کر ان پر جھپٹ پڑا۔ ان میں سے تین کو تم نے ختم کردیا اور چوتھے کو اس بری طرح بھنبھوڑا کہ بعد میں وہ بھی مرگیا' یا پتہ نہیں کہ تمہارے ان بھوتوں میں سے' جنہوں نے میرا سامان غائب کردیا ہے' کوئی بھوت تھا۔ جو ان پر جھپٹ پڑا بہرحال وہ مارے گئے۔"

"بڑی حیرت انگیز کہانی سنائی آپ نے حیرت ہے کہ ہمیں اس واقعہ کا آج تک پتہ نہ چلا لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ ہم ایسی گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے ہیں کہ باہر کی دنیا کی خبریں یا تو ہم تک پہنچتی ہی نہیں یا بہت کم پہنچتی ہیں۔ لیکن بڑے خوبصورت ہیں یہ اہرام عظیم الشان اور مرعوب کن ہیں کہ نہیں؟ دیکھئے ان کی چوٹیاں شام کے آسمان میں جیسے کبھی جاتی ہیں۔ اور وقت کی خلیج کے اس پار جیسے ان اہرام میں

سے مردے ہم سے گفتگو کرتے معلوم ہوتے ہیں۔"

نوجوان! تمہارے خیالات تو بڑے شاعرانہ ہیں حالانکہ ان لوگوں کے جن کا پیشہ راہبری اور پیغام رسانی ہو خیالات ایسے نہیں ہوتے بے شک پتھروں کے یہ انبار خوبصورت ہیں لیکن ان کا یہ حسن خود کو کچل دینے والا ہے لیکن میرے لئے تو یہ پتھروں کے ڈھیر ہی ہے جو نہ تو مجھے مشہور اور زبردست مرحومین کی داستان سناتا ہے۔ اور نہ ان بے کس و مجبور غلاموں کی جن کا خون ان کی تعمیر میں پسینہ بن کر بہا' میں پوچھتا ہوں کیا ان بادشاہوں نے یہ اچھا کام کیا ہزاروں اور لاکھوں غلاموں کے خون پسینہ بہا کر اور ان سے بیگار کروا کر وہ آنے والی نسلوں پر اپنی عظمت کا رعب جمانے کے لئے اپنے مظالم کی یاد گاریں چھوڑ گئے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا صاحب' کیونکہ اس طرح سے میں نے کبھی سوچا ہی نہیں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ دنیا میں دکھ بھی ہیں اور سکھ بھی نہیں اور دکھوں کو ہنسی خوشی ہی برداشت کرنا چاہئے کہ یہ بھی دیوتاؤں کی طرف سے ہی ہوتے ہیں دکھوں کے بھی خوش گوار پھل ہوتے ہیں حالانکہ یہ پھل ہمیں دکھائی نہیں دیتے لیکن خالی خولی دکھ بے آب و صحرا یا بے امید کا عذاب چنانچہ دکھوں کو امید کے ساتھ برداشت کرنے میں ہی بھلا ہے۔"

خیان نے حیرت سے اپنے راہبر کی طرف بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ اس کی نقاب کی طرف دیکھا کیونکہ چغے کی ٹوپی نقاب کی طرح اس کے چہرے پر پڑی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ ڈھنکا ہوا تھا۔

بے حد مناسب اور اچھی بات کہی ہے تم نے وہ بولا اس علاقے کے پیغام رساں بڑے عالم ہیں۔

حلقہ کے برادر سخت عالم فاضل ہیں صاحب اور ان کے دسترخوان سے ہم جیسے جوان علم کے ٹکڑے چن لیتے ہیں لیکن معاف کیجئے میں آپ کا نام ہی پوچھنا بھول گیا۔

نام! آ۔ ہاں۔ مجھے راسہ کہتے ہیں وقائع نگار راسہ۔

اچھا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ وقائع نگار ہیں کیونکہ ہمارے یہاں تو وقائع نگار پٹکے سے تلوار نہیں بلکہ لکھنے کی تختیاں لٹکائے رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ہاتھ بھی مختلف ہوتے ہیں میرے خیال میں تو آپ وقائع نگار سے زیادہ سپاہی' شکاری

اور پہاڑوں کے چڑھواہے معلوم ہوتے ہیں۔"

کبھی کبھی میں یہ بھی بن جاتا ہوں خیان نے جلدی سے اور قدرے پریشانی سے کہا خصوصاً پہاڑوں کا چڑھواہا جب میں ملک شام میں تھا تو یہی کام کرتا تھا۔ یعنی پہاڑوں پر چڑھتا تھا۔ ارے ہاں میرے عزیز راہبر میں نے ایک چڑھواہے کے متعلق عجیب و غریب کہانیاں سنی ہیں اس کے متعلق جو اہراموں پر چڑھتی اور اترتی ہے اور کبھی کبھی دن کے وقت بھی میں نے روح اس لئے کہا کہ وہ عورت نہیں ہوسکتی۔

کیوں نہیں ہوسکتی وقائع نگار راسہ؟

اس لئے کہ روایت ہے کہ یہ اہراموں پر چڑھنے والی اس قدر سخت حسین ہے کہ جو اسے دیکھتا ہے پاگل ہوجاتا ہے۔ اور میرے راہبر کبھی کوئی عورت کو دیکھ کر پاگل ہوا ہے؟ اس کے علاوہ کون عورت ہوگی ایسی جوان چکنے پھسلوان اور سیدھے اہراموں پر چھپکلی کی طرح چڑھ جائے؟

وقائع نگار راسہ! اگر تم پہاڑوں پر چڑھنے والے ہو جیسا کہ تم نے کہا ہے تو تم جانتے ہی ہوگے یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے اس جگہ ایک خاندان ایسا بھی رہتا ہے جس کے افراد نسلوں سے اہراموں پر دن کے وقت اور رات کے وقت بھی چڑھتے اترتے آئے ہیں اور اب بھی یہی ان کا پیشہ ہے نفرا نے خیان کے پہلے سوال کا جواب گول کر کے جواب دیا۔

تو پھر اگر یہاں میرا قیام زیادہ رہا تو میں ان لوگوں سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے بھی یہ فن سکھادیں ہوسکتا ہے پھر کسی ایک اہرام کی چوٹی پر میری ملاقات اس روح سے ہوجائے اور اس کے حسن کا پیالہ پی کر میں بھی پاگل بن جاؤں لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا واقعی ایسی کوئی روح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟ تم جانو اسے دیکھنے کی خاطر میں اپنی ساری میرا مطلب ہے اپنا بہت کچھ دینے کے لئے تیار ہوں۔

لو یہ سامنے ابوالہول ہے تم نے بڑی متجسس طبیعت پائی ہے وقائع نگار راسہ چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ تم نے اسے دور سے ہی دیکھ لیا ہوگا۔ خیر تو اب تم اسی سے یہ سوال پوچھو کہتے ہیں کہ اگر اسے سوال کرنے والا پسند آجائے تو یہ دیوتا سے جواب دیتا ہے

حالانکہ آج تک میں اس کے سنگین ہونٹوں سے کوئی جواب حاصل نہیں کرسکا۔
واقعی! تو پھر مجھے بہت سے سوالات کے جوابات حاصل کرنے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تمہارے اس ڈھیلے ڈھالے اور لمبے چغے میں کیا چھپا ہے میرے جوان راہبر۔
تو پھر یہ سوال کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ یعنی ضروری دعاؤں اور عبادتوں کے بعد اچھا اب اجازت ہو تو میں تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دوں کیونکہ ہم حلقہ سحر کے مقدس مقامات کی سرحد پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں اسرار کسی اجنبی پر ظاہر نہیں کئے جاتے۔ گھٹنوں کے بل جھک جائے۔ وقائع نگار راسہ تم اتنے لمبے ہو کہ میرے ہاتھ تمہاری آنکھوں تک نہیں پہنچ سکتے۔
ہاں ہاں کیوں نہیں! خیان نے جواب دیا پہلے میرا سامان چرا لیا گیا پھر میرے تجسس کے مگرمچھوں کے سامنے ڈال دیا گیا اور اب میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے گی۔ یا ایک جوان انسان میری گردن اڑا دے گا۔ جس نے مجھے یوں پاگل کردیا ہے جسے وہ خود ہی روح اہرام ہے لو بھئی جھک گیا باندھ دو میری آنکھوں پر پٹی۔
تم ایک غریب راہبر کے لئے مونث کا صیغہ کیوں استعمال کررہے ہو اور اسے چور اور شاید قاتل کیوں کہہ رہے ہو اسے روح اہرام سے تشبیہ کیوں دے رہے ہو؟ بھئی بے حرکت بیٹھو۔ اور اپنا سر بار بار گھما کر پیچھے دیکھنے کی کوشش مت کرو۔ مبادا پٹی باندھنے میں تمہاری ایک یا دونوں آنکھوں کو زخمی کردوں۔ تم اپنی نگاہوں کو ابوالہول پر مرکوز کردو۔ اور وہ سارے معمے یاد کرلو جن کے حل تمہیں اس دیوتا سے حاصل کرنے ہیں۔
اور اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک ریشمی اور خوشبو میں بسا ہوا رومال نکال کر خیان کی آنکھوں پر کس کر باندھ دیا۔
ٹھیک ہے اب اٹھو۔

اب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا کیونکہ تم اس بے چارے سے خفا نہ ہوگی یا ہوگے جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے تو سنو میں نے مونث کا صیغہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ جب تم پٹی باندھنے جارہی تھیں تو میں نے نیچے دیکھنے کے بجائے اتفاقاً اوپر دیکھ لیا اور یوں میں نے تمہارے ہاتھ دیکھے جو عورتوں کے ہیں اور وہ انگوٹھی دیکھی جو تم نے پہن رکھی ہے اور جو ایک قدیم مہر ہے اور جب تم مجھ پر جھکی تمہارے بالوں کی ایک لٹ

بلکہ ریشمی زلف چغے کی ٹوپی میں پھسل کر لٹک آئی اور.....

کماح! نفرا نے جلدی سے خیان کی بات کاٹ دی میرا کام ختم ہوا اور میں اپنی اجرت لینے جارہا ہوں اب تم اس وقائع نگار یا سفیر کو مقدس کاہن کے پاس لے جاؤ اور اپنے آدمی سے کہو کہ وہ اس کا سامان بھی وہیں پہنچا دے جس کی چوری کا الزام مجھ پر سارے راستے لگاتا آیا ہے وہ جس نے اپنا نام راسہ بتایا تھا کاہن اعظم راہو آقا تاؤ اور حلقہ سحر کے بزرگ اراکین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

آخر کار راہو نے کہا:

اے سفیر راسہ! ہم نے وہ تحریر پڑھ لی جو تم لے کر آئے ہو۔ یہ تحریر چرواہے بادشاہ ابیبی کی طرف سے ہے جو اس ملک مصر کے شہر تانیس میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے مختصر یہ کہ اس پیغام میں دو سوال ہیں اور ایک دھمکی ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ مرحوم خفرا اور اس کی ملکہ ریما کی بیٹی نفرا جو مصر کے تاج و تخت کی جائز حق دار ہے کیا زندہ ہے اور ہمارے درمیان مقیم ہے؟ اس سوال کا جواب تو تمہیں آج ہی رات کو ایک خاص رسم کی ادائیگی کے وقت مل جائے گا دوسرا سوال یہ ہے کہ شہزادی نفرا اگر وہ زندہ ہے چرواہوں کے بادشاہ ابیبی سے شادی کرکے اس کی ملکہ بننا پسند کرے گی؟ اس سوال کا جواب یہ خود نفرا دے گی اگر وہ زندہ ہے اور اگر وہ زندہ ہے تو پھر مصر کی ملکہ ہے اور ملکہ کو اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے اپنا شوہر بنانا پسند کرے۔

اس کے بعد یہ دھمکی دی ہے کہ اگر اس خاتون نے اگر وہ ہم میں موجود ہے بادشاہ کی شادی کے پیغام کو ٹھکرا دیا تو ابیبی اس معاہدے کو جو اس کے اجداد اور حلقہ کے قدیم اراکین کی درمیان ہوا ہے توڑ دے گا اور ہمیں بیج و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے گا چونکہ اس دھمکی کا تعلق ہم سے ہے اس لئے ہم اس کا جواب فوراً دے رہے ہیں جو بعد میں لکھ لیا جائے گا جواب یہ ہے کہ ہم ابیبی سے نہیں ڈرتے۔ اور یہ کہ اگر اس نے ہمیں ختم کرنے کی کوشش میں کوئی قدم اٹھایا تو عظیم اہراموں کا ایک ایک پتھر اس کے سر پر آپڑے گا۔ آسمانوں کے اس عذاب کی طرح جو جلد یا بہ دیر اس پر نازل ہونے والا ہے۔

اے سفیر! اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ ہم دنیا سے قطع تعلق کرکے ویرانوں میں رہتے ہیں بظاہر تارک الدنیا کی ایک کمزور جماعت ہیں ہم نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی بظاہر کمزور

اور مٹھی بھر ہیں تاہم خود ابیبی بلکہ دنیا کے کسی بھی بادشاہ سے زیادہ پر قوت ہیں۔ ہم اس طرح جنگ نہیں کرتے جس طرح بادشاہ جنگ کرتے ہیں لیکن ہم ان فوجوں کی مدد کے لئے بلا سکتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتیں کیونکہ ہمارے ساتھ دیوتاؤں اور آسمانوں کی قوت ہے چڑھائی کرنے اور دو اسے یہاں اسے کچھ نہ ملے گا' سوائے مقابر کے جو مردوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ اور پھر واہ اپنا کان زمین سے لگادے اور تب وہ ان فوجوں کے کوچ کی دمک سنے گا جو اسے نیست و نابود کرکے آرہی ہوں گی۔

یہ ہے ہمارا جواب چرواہے بادشاہ ابیبی کو۔

میں نے سنا کاہن اعظم خیان نے احترام سے جھک کر کہا۔ اور معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ اسے لکھوا بھی دیں گے کیونکہ ابیبی سخت مغلوب الغضب آدمی ہے جسے تیز و تند الفاظ پسند نہیں اور جو ایسے الفاظ کا پیغام اسے پہنچاتا ہے وہ اس کا سر اڑا دیتا ہے چنانچہ اے کاہن اعظم اور حلقہ کے اراکین آپ لوگوں کو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں وقائع نگار راسہ ایک معمولی سفیر ہوں اور ایک پیغام لے کر آیا ہوں جس کا جواب مجھے لے کر جانا ہے اور اگر ممکن ہو تو ایک خاص معاملے کی تحقیق کرکے اس کی اطلاع پہنچانی ہے۔ رہا چرواہے بادشاہ اور آپ کے حلقے کے درمیان معاہدہ تو اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس پر بحث کروں۔ رہی وہ دھمکیاں جو آپ کو دی گئی ہیں اور یہ کہ ان کا انجام کیا ہوگا تو اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں جانتا۔ چنانچہ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کو جو کچھ کہنا ہے اسے ضبط تحریر میں لے آئیں جب تک میں یہاں مقیم ہوں آپ کی پناہ میں ہوں اور ساتھ ہی آپ مجھے اتنی آزادی دے سکتے ہیں عنایت فرمائیں کیونکہ میں سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں آپ کے ان مندروں پر قید خانے کا گمان ہوتا ہے اور نہ مجھے اپنی آنکھوں پر پٹیاں بندھوانی پسند ہے کیونکہ یہ آپ سمجھ لینا چاہئے کہ میں ایک پیغامبر ہوں نہ کہ جاسوس جو آپ کے اسرار کا سراغ لگانے آیا ہوں۔

راہو نے اپنے برے جیسی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

اگر تم اپنی روح کی قسم کھا کر کہو کہ تم یہاں جو کچھ دیکھو گے اور معلوم کرو گے اس کا ذکر کسی سے نہ کرو گے۔ اور یہ کہ جب تک ہم اجازت نہ دیں یہاں سے بھاگنے کی کوشش

نہ کرو گے۔ تو پھر اے سفیر ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ جب چاہو ہمارے پاس آسکتے ہو تو ہاں اس کی تمہیں اجازت ہے اے پیغامبر کہ تم اپنا نام راسہ اور پیشہ وقائع نگاری بتایا ہے ہے اور یہ ہم نے مان لیا ہے کیونکہ ہم نے تمہیں صاف دل اور صاف گو آدمی یقین کرلیا ہے حالانکہ شاید تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ تم بھیس بدل کر اور نام بھی بدل کر ہمارے پاس آؤ اور اس نام سے اور اس اصلیت سے نہ آؤ جو تمہاری دربار میں ہے اور ہمارا یہ خیال بھی شاید غلط نہیں ہے کہ تم ایسے نرم دل ہو کہ نہیں چاہتے کہ ایک معصوم پر مصیبت لے آؤ۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں خیان نے ایک بار پھر جھک کر کہا اور ان ساری باتوں کی میں قسم کھاتا ہوں کہ اب مجھے حکم دیا گیا ہے حال ہی میں آپ کے خلاف جو جرم کیا گیا ہے اس کے کفارے کے طور پر میں آپ کے دیوتاؤں کے حضور چڑھاوا دھروں۔

ہمارا دیوتا وہ روح ہے جو سارے دیوتاؤں سے بالا ہے اور جو کل کائنات کا حکمراں ہے جس کا جلوہ تاروں میں نظر آتا ہے اے وقائع نگار راسہ اس پر ہم کوئی چڑھاوا نہیں چڑھاتے سوائے اپنی روحوں کے نہ ہی ہم اپنے لئے تحائف قبول کرتے ہیں کیونکہ ہمارا کام دوسروں کی خدمت کرنا ہے چنانچہ ہمیں سونا چاندی کی ضرورت نہیں چنانچہ اے سفیر تم جو تحائف وغیرہ لائے ہو وہ واپس لے جاؤ اور بادشاہ سے کہنا کہ وہ انہیں بیواؤں اور ان مردوں کے بچوں میں تقسیم کردے جو ہمارے خیال میں اسی کے حکم سے ہم میں کی ایک ہستی کو پکڑنے اور یہاں کے اسرار معلوم کرنے آئے تھے اور ان کا وہی انجام ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔

اے کاہن اعظم آپ نے ابھی جس نئے دیوتا کا ذکر کیا ہے اس کے متلعق میں جاننا چاہوں گا۔ چنانچہ آپ یا خود مجھے بتائیں یا کسی عالم کو مقرر کردیں جو مجھے اس کا علم دے۔

اگر وقت آیا تو تمہاری یہ خواہش پوری کردی جائے گی راہو نے کہا رہی تحائف واپس لے جانے کی بات تو میری آپ سے درخواست ہے آپ انہیں تحریری جواب کے ساتھ واپس لوٹائیں اگر ممکن ہو تو میرے نہیں کسی اور کے ہاتھ بھیجیں آپ عقل مند اور تجربہ کار ہیں چنانچہ آپ جانتے ہوں گے کہ بادشاہ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کے تحائف اور عطیات ان کے منہ پر مار دیئے جائیں اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جیسے کہ آپ نے

کیے ہیں اسی صورت میں بادشاہ کے غصے کا ہدف سفیر اور پیغامبر ہی بنتا ہے۔

راہو مسکرایا اور اس سلسلے میں کچھ بھی کہے بغیر بولا:

وقائع نگار راسہ! آج رات ایک خاص رسم ادا کی جارہی ہے ہم تمہیں اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں اگر تم آنا پسند کرو تو مقررہ وقت پر ایک شخص تمہیں بلانے آجائے گا۔

"شوق سے آؤں گا' ضرور آؤں گا۔" خیان نے جواب دیا۔

اور اس کے بعد اسے وہاں سے لے جایا گیا۔

آدھی رات ہورہی تھی۔ خیان نے وہ لباس زیب تن کرلیا تھا جیسا کہ وقائع نگار جشن وغیرہ کے وقت پہنا کرتے تھے۔ اور اب وہ اپنے حجرے میں بستر پر لیٹا اس عجیب و غریب مقام اور اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب باسیوں کے متعلق سوچ رہا تھا۔ وہ حیرت انگیز کاہن اعظم کے متعلق سوچ رہا تھا۔ ان لوگوں متعلق کے سوچ رہا تھا جو مندر کے کمرے میں جمع تھے جہاں اسے لے جایا گیا تھا۔ اس رسم کے متعلق سوچ رہا تھا جس میں اسے شریک ہونا تھا اور اہرام اور ابوالہول کے متعلق سوچ رہا تھا جیسے اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔

لیکن گھوم پھر کر اس کے خیالات اپنے اس راہبر کی طرف آجاتے تھے جو اسے کھجوروں کے جھنڈ سے لایا تھا اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی یہ راہبر ایک عورت تھی۔ جوان عورت جس کے ہاتھ خوبصورت اور بال ریشمی تھے اور جس نے اپنے ایک ہاتھ کی ایک انگلی میں شاہی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ بس اس سے زیادہ وہ اس کا کچھ نہ دیکھ سکا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ وہ حد سے زیادہ بدصورت ہو اور وہ انگوٹھی اسے کہیں پڑی ملی ہو یا اس نے چرالی ہو البتہ یہ تو یقینی بات تھی کہ وہ کتنی ہی بدصورت اور خاندانی حیثیت سے کتنی ہی کم درجہ ہو تھی بہت ذہین کوئی بھی کاشتکار عورت خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو اپنے خیالات کا اظہار ایسے شائستہ اور زور دار اور مؤثر الفاظ میں نہ کرسکتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی اس راہبر کو جس کی آواز اس قدر شیریں تھی بے نقاب دیکھنے کے لئے بے قرار تھا۔

ایک بے حد بھاری اور گونج دار آواز نے اندر آنے کی اجازت چاہی خیان نے آنے

کی دعوت دی اور بستر پر سے اٹھا ہی تھا کہ ایک اندھیری رات جیسا کالا دیو ہیکل آدمی کہ ایسا زبردست آدمی اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حجرے میں داخل ہو کر اس کے سامنے آکھڑا ہوا اس کالے دیو کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا اور خونخوار کلہاڑا تھا۔

ایں! بھائی تم کون ہو اور یہاں کس غرض سے آئے ہو؟ خیان نے آنکھیں مل کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ پہلے تو اس نے یہی سمجھا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔

میں تمہارا راہبر ہوں دیو نے جواب دیا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔

دیوتائے شرست کی قسم ایک اور راہبر' اور پچھلے راہبر سے کس قدر مختلف۔ خیان نے کہا اب میں سوچ رہا ہوں کہ یہ رسم جس میں مجھے شریک ہونا ہے میرے قتل کی تو نہیں۔

اور پھر وہ دل میں بولا:

سچ مچ یہ دیو جلاد ہی ہو سکتا ہے اور یہ کلہاڑا گردن اڑانے کے لئے ہی ہے۔ یا دیوتا جانے یہ ان بھوتوں میں سے کوئی ہے جو کہتے ہیں کہ یہاں بستے ہیں۔

اے زمین کے دیو صاحب اے آفتی کے بھوت صاحب کیونکہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو بہرحال میں تمہاری معیت میں سفر کرنا نہیں چاہتا۔ میں بہت تھکا ہوا ہوں اور اس حجرے میں آرام سے اور مزے میں ہوں چنانچہ شب بخیر آپ تشریف لے جائیے۔

سفیر صاحب یا وقائع نگار کے بھیس میں شہزادے صاحب اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ شہزادے ہی ہیں کیونکہ آپ کی شان ایسی ہی ہے اور آپ کے جسم پر میں زخموں کے جو نشانات دیکھ رہا ہوں وہ ظاہر ہے کہ قلم کے نہیں ہو سکتے۔ آپ کتنے ہی تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں آپ اس بستر پر پڑے نہیں رہ سکتے مجھے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو کہیں اور پہنچا دوں۔ اب آپ چلتے ہیں یا میں آپ کو اٹھا کر لے جاؤں جس طرح کہ آپ کا سامان اٹھا کر لے آیا تھا؟

اچھا تو تم وہ چور ہو جو میرا ساز و سامان چرا لے گیا اور ایک لونڈیا کو میری راہبری کے لئے چھوڑ گیا۔

"لونڈیا!" رو گرجا "کیا کہا؟ لونڈیا۔"

اور اس نے اپنا کلہاڑا بلند کیا۔

تو دوست وہ اور کیا تھی؟ وہ مرد تو تھا نہیں کوئی۔ اور عورت و مرد کے بیچ کی کوئی جنس ہے نہیں۔ بیٹھ جاؤ اور بتاؤ مجھے آؤ بیٹھو اور ایک پیالہ پیو شراب کا۔ تمہارے ان تارک الدنیا لوگوں کے پاس بہت عمدہ شراب ہے ایسی عمدہ شراب میں نے تمام میرا مطلب ہے بادشاہ کے دربار میں بھی نہیں چکھی لو پیو۔

رو نے وہ پیالہ لیا جو خیان نے اس کی طرف بڑھا دیا تھا وہ ایک ہی وقت میں پیالہ خالی کر گیا۔

میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں رو نے کہا تارک الدنیا لوگوں کے ساتھ رہنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر پانی ہی پسند کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے بہت دمعہ اور بہت سی شراب کہیں مقبروں میں چھپا رکھی ہے اچھا تو اب چلو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ......

یہ تم پہلے بھی کہہ چکے ہو میرے دوست دیو کس نے حکم دیا ہے تمہیں؟

اسی نے۔

اسی نے؟ کون ہے وہ اور کیا ہے؟ تمہارا مطلب اس خاتون سے ہے جو میری راہبرنی تھی اور جس نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی تھی؟ ٹھہراس بے حد عمدہ شراب کا ایک پیالہ غٹ غٹا جاؤ۔

رو نے پیالہ لیا اور بیٹھتے ہوئے کہا:

تمہارا اندازہ بہت حد تک صحیح ہے وہ بولا لیکن میری زبان پر تالا ہے چلو شہزادے۔

شہزادے؟ خیان نے حیرت سے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔

میرے دوست دیو! معلوم ہوتا ہے شراب تمہارے دماغ پر چڑھ گئی ہے بشرطیکہ شراب اتنے کم وقت میں اتنی بلندی تک پہنچ سکتی ہو خیر تو کیا مطلب ہے تمہارا؟

وہی جو میں نے کہا حالانکہ مجھے کہنا نہ چاہئے تھا تم جانتے نہیں شہزادے کہ یہ مقبروں میں رہنے والے زبردست جادوگر ہیں اور سب کچھ جانتے ہیں حالانکہ ظاہریوں کرتے ہیں جیسے کچھ نہیں جانتے؟ یہ لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں ایک بے وقوف حبشی جو صرف کلہاڑا چلانا جانتا ہے اور شاید میں ایسا ہی ہوں اس کے باوجود میرے دو کان ہیں اور میں سن بھی

سکتا ہوں اور اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک شہزادے اور میری طرح ایک سپاہی ہو حالانکہ وقائع نگار کا بہروپ بھر رکھا ہے لیکن یہ بات میں نے کسی سے نہیں کہی حتیٰ کہ اپنی..... خیر جانے دو یقین کرو وہ کچھ نہیں جانتی وہ تو یہی سمجھتی ہے کہ تم وہی ہو جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہو یعنی وہ آدمی جو پاپیرس پر قلم چلاتا ہے اب باتیں ختم کرو چلو بھئی چلو وقت گزرتا جا رہا ہے بعد میں تم مجھے بتانا کہ مصر میں اب کون کون سی جنگیں ہو رہی ہیں یہاں تو جنگ کی کوئی خبر آتی ہی نہیں اور تم شہزادے نگراں بلکہ دایہ بننے سے پہلے میں سپاہی تھا۔

اور خیان کا ہاتھ پکڑ کر رو اسے حجرے سے باہر لے آیا اور اسے اندھیری گزرگاہوں میں سے لے چلا یہاں تک کہ ایک گزرگاہ کے اختتام پر انہیں روشنی دکھائی دی۔

وہ مندر کے بڑے کمرے میں داخل ہوئے اس پر چھت قائم تھی اور چاند کی روشنی بلند روشن دانوں میں سے آ رہی تھی اس کمرے میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ خیان کہہ نہ سکا کہ یہ مرد تھے یا عورتیں کیونکہ وہ سب کے سب لمبے چغوں میں ملبوس تھے۔ اور سب نے اپنے چہروں پر نقابیں ڈال رکھی تھیں اور وہ انسانوں سے زیادہ بھوت معلوم ہوتے تھے۔ کمرے کے اگلے سرے پر ایک چبوترہ تھا جو چراغوں سے روشن تھا۔ اور اس پر حلقہ سحر کی مجلس کے اراکین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے چہروں پر نقابیں نہ ڈال رکھی تھیں۔ یہ لوگ نیم دائرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے درمیان قربان گاہ تھی۔ جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور اس پردے نے قربان گاہ کو نصف سے زیادہ ڈھنک رکھا تھا۔ اس قربان گاہ کے سامنے ایک خالی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ جس کے ہتھوں پر ابوالہول کے سر بنے ہوئے تھے۔ کمرے کی ناکافی روشنی میں اس سے زیادہ دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ جب خیان کمرے میں پہنچا تو وہاں خاموشی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی رسم شروع کرنے کے لئے اس کی آمد کا ہی انتظار کیا جا رہا تھا۔

دیر ہو گئی ہمیں رو نے کہا۔

اور خیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک قسم کے درمیانی راستے میں سے لے چلا نقاب پوش چہرے اس کی طرف گھوم گئے نقاب کے سوراخوں سے آنکھیں اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

وہ لوگ اس کرسی کے سامنے پہنچ گئے جو چبوترے کے سامنے تھی لیکن ذرا فاصلے پر

رکھی ہوئی تھی۔ اس طرح سے کہ اس کرسی میں بیٹھنے والا سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ رو نے خیان کو ڈھکیل کر اس کرسی میں بٹھادیا اور سرگوشی میں اسے خاموش اور بے حرکت بیٹھے رہنے کی ہدایت کی پھر وہ یعنی رو چلا گیا ور چند لمحوں بعد ہی چبوترے پر نمودار ہوا اور قربان گاہ کی بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔

دائیں طرف سفید بالوں والی بلند قامت کماح کھڑی ہوئی تھی۔

پھاٹک بند کر کے وہاں پہرہ لگا دیا جائے راہو نے کہا۔

اور خیان کے عقب میں کپڑوں کی سرسراہٹ نے بتایا کہ اس کے حکم کی تعمیل ہوگئی۔

اب راہو اٹھا اور اس نے یوں کہا:

عظیم اور قدیم سحر کے برادر اور بزرگوں تمہیں مصر کے ہر گوشے اور شہر سے ٹائر سے بابل و نینوا سے سائپرس اور شام سے اور سمندر پار کے دوسرے ممالک سے یہاں طلب کیا گیا ہے۔ تم لوگ ان شہروں اور ممالک میں حلقہ کے منتخب مشیر و اراکین ہو۔ اور تمہیں وہاں لوگوں کے دلوں میں صداقت کی شمع جلانے کا فرض سپرد کیا گیا ہے۔ اور یہی تمہارا کام ہے اور یوں تمہیں اس روح عظیم کا کام انجام دینا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اور ہمیں صحیح طریقے سے تمام غاصبوں اور ظالموں کا تختہ الٹنا ہے یہ ہمارا مقدس فرض ہے۔

تم سب کو اتنی دور سے کیوں طلب کیا گیا ہے؟ یہ میں تمہیں بتاتا ہوں اس لئے کہ تم ملکہ مصر کی رسم تاج پوشی میں شرکت کرسکو۔ اس ملکہ کی جو قدیم فراعنہ کی نسل سے ہے اور جو فرعون خضرا اور ملکہ ریما کی بیٹی ہے اور یہ دونوں اب ہمارے درمیان نہیں رہے بلکہ دیوتا اوزیرس نے انہیں اپنے پاس بلالیا ہے۔ یہ ملکہ مصر بچپن سے ہمارے درمیان رہی ہے اور یہیں اس کی پرورش ہوئی ہے اور جو اب تم سب کے سامنے آئے گی۔ ہم حلقہ سحر کے اراکین تمہارے سامنے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ کوئی اور نہیں بلکہ خضرا اور ریما کی بیٹی شہزادی نفرا ہی ہے اس کی گواہی یہ خاتون دے گی جو اس وقت آپ کے سامنے موجود ہے یہ نفرا کی انا کماح۔ ہے اور کماح نفرا کی پیدائش کے وقت وہیں موجود تھی اور تب سے اب تک اس کے ساتھ رہی ہے۔ اے حلقہ سحر کے بزرگو! اب تمہیں اطمینان ہوا یا

تم مزید ثبوت چاہتے ہو؟

ہمیں اطمینان ہو گیا حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا۔

تو پھر شہزادی نفرا کو جو مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز وارثہ ہے مجلس کے سامنے لایا جائے۔

راہو نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ قربان گاہ کے سامنے پڑا ہوا پردہ کھینچ لیا گیا اور اب ان سب کے سامنے نفرا کھڑی تھی جس کی تاج پوشی کی رسم کا شاہی لباس چراغوں کی روشنی میں خیرہ کن حد تک جگمگا رہا تھا۔ اور اس نے قدیم فراعنہ کے زیورات پہن رکھے تھے۔ وہ اتنی حسین تھی کہ حاضرین کے منہ سے بے اختیار حیرت کے کلمات نکل گئے۔ اور خیان دم بخود سا اسے دیکھ رہا تھا اور جب وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا تو اسے احساس ہوا نفرا کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے۔

قربان گاہ پر کھڑی ہوئی حسن کی وہ مکمل ترین تصویر یوں بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھی کہ خیان نے سوچا کہ وہ انسان تھی یا کسی مصور کا تراشا ہوا بت یا محبت کی دیوی ہا تور۔ اچانک اس کا یہ شک دور ہو گیا کیونکہ وہ مسرائی قربان گاہ پر سے اتری اور چبوترے پر رکھی ہوئی منقش کرسی میں بیٹھ گئی حاضرین تین دفعہ اس کے سامنے جھک گئے خیان بھی اس کے سامنے جھک گیا اور جواب میں نفرا بھی تین دفعہ ان کے سامنے جھک گئی۔

اب راہو کرسی کے قریب آکھڑا ہوا اور اس نے یوں کہا:

اے شہزادی مصر! ان سچے اور صاف دل لوگوں کے سامنے جو بہت سے ممالک سے آئے ہیں تمہیں اس لئے لایا گیا ہے کہ تمہیں ملکہ مصر نامزد کیا جائے۔ اور تمہاری تاجپوشی کی رسم ادا کی جائے یہ مقدس رسم یوں خاموشی سے اور سادگی سے اور خفیہ طور سے ادا کی جائے یہ مقدس رسم یوں خاموشی اور سادگی سے اور خفیہ طور سے ادا نہ کی جاتی لیکن زمانہ برا اور خطرناک ہے اور ایک بدیسی شخص جو صحرا میں رہنے والوں کی نسل ہے نصف مصر پر قابض ہے اور بزور شمشیر حکومت کر رہا ہے۔ چنانچہ یہاں روحوں اور مردوں کی سرزمین میں آدھی رات کے وقت خفیہ طور سے تمہاری تاجپوشی کی جا رہی ہے حالانکہ یہ رسم سورج کی روشنی میں اور ممفس یا تھیبس کے شہر میں اور بے شمار لوگوں کی موجودگی میں ادا ہونا چاہئے تھی۔ لیکن جان لو صحرا سے سمندر تک اور مصر کے ایک سے دوسرے

شہر تک اور خود بادشاہ کے دربار تک یہ خبر پہنچ جائے گی کہ مصر کی ملکہ موجود ہے اے شہزادی یہ بڑا بوجھ ہے اس میں بڑے خطرات ہیں چنانچہ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم ملکہ کے اس درجہ کو قبول کرتی ہو؟

قبول کرتی ہوں نفرا نے اپنی صاف اور شیریں زبان میں کہا اور خیان نے اس کی آواز کو فوراً پہچان لیا۔ ہر چند کہ میں اس قابل نہیں ہوں لیکن اس درجہ کو قبول کرتی ہوں جس کی نہ تو میں نے خواہش کی تھی اور نہ توقع اور نہ ہی مجھے اس کے بوجھ کا خوف ہے۔ اور نہ خطرات کا کیونکہ وہ قوت جو مجھے تخت تک پہنچائے گی میری حفاظت بھی کرے گی۔

حاضرین تقریباً بھنبھنا اٹھے حتیٰ کہ خیان کی زبان سے بھی تعریفی کلمات نکل گئے ایک بار پھر جب خاموشی طاری ہوگئی تو راہو نے قریب رکھی ہوئی ایک پیالی اٹھائی جس میں تیل تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں تیل میں ڈبو کر نفرا کے ماتھے پر مقدس علامت بنائی اب کماح نے آگے بڑھ کر سونے کا حلقہ راہو کو دیا۔ خلقے پر شاہی سانپ پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ یہ سانپ بھی سونے کا تھا اب کماح نے راہو کو ہاتھی دانت کا شاہی عصا دیا جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے راہو نے سونے کا حلقہ نفرا کے سر پر رکھا اور عصا اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے سامنے جھک گیا اور بولا:

اس عظیم روح کے نام سے جو کائنات کی حکمراں ہے میں راہو کاہن اعظم حلقہ سحر کے ان اراکین کے سامنے تمہیں اے نفرا مصر بالا اور مصر زیریں کی ملکہ نامزد کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ دیوتا تمہاری حفاظت اور عظیم روح تمہاری راہبری کرے۔ ابھی نہ کوئی تمہارا دربار ہے اور نہ تمہارے پاس کوئی فوج ہے اور تمہارے حقوق اور تمہارے اختیارات دوسروں نے غصب کر لئے۔ لیکن جان لو اے ملکہ کہ لاکھوں دلوں نے تمہیں ملکہ تسلیم کر لیا ہے۔ اور جان لو کہ تم اگر پانچ آدمیوں کو کسی جگہ آپس میں بیٹھے دیکھو گی تو یقین کرو ان میں سے تین تمہارے وفادار اور اور تمہاری رعایا ہوں گے۔ مستقبل کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے کیونکہ یہ انسان کی نظر سے چھپا ہوا ہے لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ مستقبل میں تمہارے لئے بڑی مسرتیں ہیں خوشگوار دن ہیں اور خوشیوں کا یہ زمانہ مختصر بھی نہیں اور یہ کہ یہ تاج جو اس وقت ہم نے خفیہ طور سے تمہارے سر پر رکھا ہے وقت آنے پر سرعام اور بے شمار لوگوں کے سامنے جگمگائے گا۔ میں مصر کی طرف اور حلقہ سحر کی

طرف سے اے ملکہ اظہار عقیدت کرتا ہوں اور وفاداری کا حلف اٹھاتا ہوں۔

اور یہ کہہ کر راہو گھٹنوں کے بل جھک گیا اور اپنا سر جھکا دیا اور پھر اس نے نئی ملکہ کی انگلیوں کو بوسہ دیا اور وہاں موجود سب لوگ جھک گئے۔

نفرا نے اپنے عصا سے سب کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور اب وہ اپنے تخت پر سے اٹھی اور اس نے کہا۔

میں ایک کمزور اور بے علم لڑکی ہوں چنانچہ اتنے بہت سے بزرگوں اور عالموں کے سامنے میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ صرف ایک بات کہتی ہوں میں قسم کھاتی ہوں کہ میرا جینا اور میرا مرنا مصر کے لئے ہوگا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میرا پیدائش کے وقت مصر کی دو دیویاں میری والدہ کے خواب میں آئی تھیں۔ اور انہوں نے مجھے زمینوں کو ایک کرنے والی کالقب دیا تھا دیوتا کریں کہ یہ خواب سچا ہو۔ دیوتا کریں کے مصر بالا اور مصر زیریں کو ایک کرسکوں۔ اور جب میں اپنے باپ کے پاس دوسری دنیا میں جاؤں تو اپنے پیچھے مصر کو متحد عظیم اور پر قوت چھوڑ جاؤں یہ میری دعا اور اب میں تم سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور رخصت کی اجازت چاہتی ہوں۔

نہیں! ابھی نہیں ملکہ راہو نے کہا۔ چرواہے بادشاہ کا ایک سفیر تانیس سے آیا ہے۔ جو سامنے بیٹھا ہے۔ یہ سفیر بادشاہ کا ایک پیغام لایا ہے جن پر کل مجلس میں غور کیا جائے گا۔ لیکن ایک پیغام ایسا ہے جس کا جواب ابھی اسی وقت اور حاضرین کے سامنے دینا ضروری ہے چرواہے بادشاہ اپیپی نے جس کی بیوی کا انتقال ہوچکا ہے ملکہ مصر کا ہاتھ طلب کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ آپ کے بطن سے جو اولاد ہوگی وہی مصر کے تاج و تخت کی وارث ہوگی ملکہ کا کیا جواب ہے؟

نفرا چونکی اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا جیسے سخت کلمات کو باہر آنے سے روک رہی ہو۔ اور پھر پرسکون آواز میں کہا:

میں اپیپی کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے پر بھی مجلس میں غور کیا جائے خصوصاً اس لئے کہ یہ معاملہ مصر اور ملکہ کے لئے بھی بے حد اہم ہے۔ بادشاہ اپیپی کے سفیر اور یہاں اس نے خیان پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ اس وقت تک ہمارے مہمان ہیں جب تک ایک بار پھر پورا چاند اہراموں پر روشن نہیں ہوتا۔ اس عرصے

میں میں اس معاملے پر غور کروں گی۔ اور ان سے مشورہ کروں گی جو دور بہت دور رہتے ہیں اس عرصے میں بادشاہ ابہی کے پاس ہمارے پیغامبر بھیج دیئے جائیں جو اسے مطلع کریں کہ اس کے سفیر کو یہاں کیوں روک لیا گیا ہے اور اگر خود سفیر پسند کریں تو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ خود جا کر اپنے آقا کو صورت حال سے آگاہ کریں۔

اب خیان اٹھا۔ اس نے نفرا کو جھک کر سلام کیا اور کہا:

"نہیں۔ اے خاتون اور اراکین مجلس مجھے حکم ہے کہ جتنے پیغامات میں لے کر آیا ہوں ان کے جواب لے کر ہی جاؤں۔ چنانچہ جب تک مجھے جواب نہیں دے دیئے جاتے میں یہیں رہوں گا۔ اب اگر آپ اپنے پیغامبر بادشاہ ابہی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیجئے۔ انہیں روکنے یا آپ کو منع کرنے کا اختیار مجھے نہیں۔

بس تو ایسا ہی ہوگا نفرا نے کہا۔

پھر وہ اٹھی اور حاضرین کے سامنے جھکی اور وہاں سے چلی گئی۔

اور یوں نفرا کی تاج پوشی کی رسم نیم شب ختم ہوئی۔

پیغام

خیان تھک گیا اس لئے دوسرے دن دیر تک سوتا رہا رات بھر اس نے عجیب و غریب خواب دیکھے اور جب بیدار ہوا تو اسے یہ خواب یاد نہ تھے یا اگر یاد تھے تو ان کی تفصیلات یاد نہ تھیں۔ یہ اہراموں کے خواب تھے اور نقاب پوش سایوں کے خواب تھے یا دیو کے خواب تھے جو بڑے بڑے کلہاڑا لئے ہوئے تھے۔ اور کھجوروں کے جھنڈ تھے جن میں ہوا آہیں بھرتی پھر رہی تھیں۔ پھر ہوا کہ یہ آہیں اس عورت کی آواز میں تبدیل ہو گئیں۔ جو اس کی راہبرنی تھی اور یہ ویسی ہی تھی جیسی کہ ملکہ کی تھی جس کے سر پر مندر میں تاج رکھا گیا تھا۔

لیکن افسوس وہ سمجھ نہ سکا کہ یہ آواز کیا کہہ رہی تھی اور اپنے خواب میں وہ غصے ہو کر کلہاڑے والے دیو کی طرف گھوم گیا اور اس سے کہا کہ وہ اس گیت کا ترجمہ یا مطلب سمجھائے۔ اور تب کالا دیو ایک دم سے ابوالہول میں تبدیل ہو گیا وہ ابوالہول اسے دیکھتا رہا یکایک ابوالہول نے اپنے بڑے بڑے سنگین ہونٹ کھولے اور اس کی آواز بادلوں کی گرج کی طرح تھی۔

اے انسان! میں بے حد قدیم ہوں کیا پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے؟ گرجتی ہوئی آواز نے پوچھا۔

اچانک خیان خوفزدہ ہو گیا اور گڑبڑا کر پوچھا:

اے ابوالہول! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کتنے برس پرانے ہو اور تم نے کیا دیکھا ہے؟

ہزاروں لاکھوں برس پہلے پتھر کے ہونٹوں نے جواب دیا۔

مجھے بطن آتش میں روپ دیا گیا اور پھر دنیا کی پیدائش کے کرب میں پھینک دیا گیا سیکڑوں ہزاروں برس تک میں گہرے پانی کی تہہ میں رہا اور اس کے اندھیرے میں بڑھا پانی کھسک گیا اور تب میں جنگل میں پہاڑ بن کر کھڑا تھا بہت بڑے بڑے جانور میرے پہلو میں رینگتے تھے اور گاڑھی دھند میں دھاڑتے تھے۔ ان کی ہزاروں نسلیں میں نے دیکھیں۔ کبھی

ان کی شکل ایک سی نہ رہی۔ بلکہ بدلتی گئی۔ دھند رخصت ہوئی اور میں نے سورج دیکھا ایک بہت بڑا سا سرخ اور گھومتا ہوا گولا جو دن بہ دن مجھ پر طلوع ہوتا رہا اس کی تیز آگ میں جنگل جھلس کر ختم ہوگئے۔ اور جنگل تھا جہاں وہاں ریت کا سمندر آگیا۔ ہوائیں ریت کو اڑاتی اور مجھ سے ٹکراتی پھرتی تھیں اور اس ریت نے مجھے رگڑ رگڑ کر شیر کے روپ میں تراش دیا اور پھر ایک دریا میرے قدموں میں بہنے لگا۔ دریائے نیل اور اب میرے سائے میں درندے رہنے لگے۔ یہ درندے آپس میں جھگڑتے ایک دوسرے کو نوچتے کھسوٹتے اور نر اور مادہ حقبی کرتے اور ان کے بچے میرے سائے میں کھیلتے۔

لاکھوں برس گزر گئے تب دوسری قسم کے جانور آئے جن کے جسموں پر بال تھے اور جو اپنی دو ٹانگوں پر چلتے تھے۔ اور آپس میں چڑ چڑ کر کے بولتے تھے یہ بھی ختم ہوئے اور اب انسان آئے کبھی ایک نسل کے کبھی دوسری نسل کے کبھی ایک رنگ کے اور کبھی دوسرے رنگ کے۔ ان انسانوں کو خوراک کے لئے اور عورتوں کے لئے قبیلہ در قبیلہ ایک دوسرے کو ذبح کیا یہ لوگ پتھروں سے اپنے دشمن کا سر پھاڑ دیتے اور بھیجا نکال کر کھا جاتے اور پھر وہ دشمنوں کا گوشت کھانے لگے پہلے وہ آدمیوں کا گوشت دھوپ میں سینکتے تھے۔ اور پھر آگ میں کہ انہوں نے آگ جلانا سیکھ لیا تھا۔

یہ رخصت ہوئے اور اب وہ آدمی آئے جو کھال کا لباس پہنتے تھے اور چقماق کے پھلوں والے تیروں اور بھالوں سے شکار کرتے تھے۔ اس سامنے والے غار میں ان آدمیوں کی قبریں ہیں جو چپٹے پتھروں سے ڈھنکی ہوئی ہیں۔ تم چاہو تو ان قبروں کو دیکھ سکتے ہو۔ یہ لوگ سورج کو اور مجھے پوجتے تھے کیونکہ سورج کی پہلی شعاع مجھ پر ہی پڑتی تھی۔ اور یوں میں پہلی دفعہ دیوتا بنا ایک بار پھر میرے گرد جنگ ہوئی اور میرے یہ پجاری اور ان کے خوبصورت بچے قتل کردیئے گئے۔ ان کالی رنگت والے فاتحین نے بھی سورج کی اور میری پرستش کی۔ اس کے علاوہ یہ لوگ بت تراش تھے چنانچہ انہوں نے اپنے سخت اور مضبوط اوزاروں سے مجھے تراش کر یہ روپ دیا جیسا کہ اب ہے اور جسے تم دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اہرام اور مقبرے بنائے جن میں بادشاہوں اور شہزادوں کا دفن کیا جاتا تھا۔ سلاً" بعد نسل میں انہیں آتے اور رخصت ہوتے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی نہ رہا اور اب سفید پوش کاہن ان کے بنائے ہوئے مندروں اور مقبروں اور

کھنڈروں میں چلنے پھرنے اور رہنے لگے جیسے کہ آج بھی رہتے ہیں۔ یہ ہے میری داستان اے انسان جو ابھی تو شروع ہی ہوئی ہے کیونکہ سارے دیوتا جب چلے جائیں گے اور کوئی ان پر اور مجھ پر چڑھائے نہ چڑھائے گا تب بھی میں موجود ہوں گا اور دنیا کے اختتام تک موجود رہوں گا جیسا کہ دنیا کی ابتدا سے ہوں لیکن یہی معلوم کرنا چاہتے تھے تم مجھ سے؟

نہیں اے ابوالہول یہ بتاؤ کہ اس ہوا کا نام کیا ہے جو کھجور کے درختوں میں گاتی ہے اور جس کی آواز عورت جیسی ہے؟ کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے؟

وہ ہوا اے انسان ابتدائے آفرینش سے چل رہی ہے اور اس وقت تک چلتی رہے گی جب تک دنیا ختم نہیں ہوجاتی۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی۔ یہ آسمانی دیوتا کی طرف سے آتی ہے اور اسی طرف لوٹ جاتی ہے اور زمینوں اور آسمانوں میں اس کا نام محبت ہے۔

خیان اور بھی سوال پوچھنا چاہتا تھا لیکن نہ پوچھ سکا کیونکہ اچانک اس کے سارے خواب غائب ہوگئے اس کی آنکھ کھل گئی اور اس کے سامنے ابوالہول نہیں بلکہ سیاہ فام اور دیو قامت رو کھڑا تھا۔

اے رو! محبت کیا ہے؟ خیان نے جمائی لے کر پوچھا:

محبت! حیرت زدہ رو نے کہا۔ میں کیا جانوں محبت کے متعلق؟ بہت سی قسم کی محبتیں ہیں مرد کی محبت عورت کے لئے یا عورت کی مرد کے لئے جو ست کی بھیجی ہوئی لعنت اور پاگل پن ہے پھر بادشاہوں کی محبت ہے جنگوں سے اور اقتدار سے تاجروں کی محبت ہے دولت سے اور اس محبت سے ذلت اور چوری جنم لیتی ہے عاقلوں کو علم سے محبت ہے اور علم وہ پرندہ ہے جسے کبھی جال میں پھانسا نہیں جاتا۔ ماں کی محبت ہے اپنے بچے سے اور یہ بڑی مقدس چیز ہے اور پھر غلام کی محبت اپنے آقا سے یا آقا زادی سے جس کا وہ خادم ہے اور یہی محبت ہے جس سے میں واقف ہوں راہو سے پوچھنا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ محبت وغیرہ کو بھول گیا ہوگا سے تو اب دیوتا اور منتر ہی یاد ہیں۔

رو! میں تو پہلی قسم کی محبت کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں لیکن تم کہتے ہو کہ راہو سب کچھ بھول چکا ہوگا تو پھر اب میں کس سے دریافت کروں؟

رو نے اپنی کالی ہتھیلی رگڑ کر جواب دیا:

جب دریائے نیل پر چاند طلوع ہو رہا ہو تو اس وقت جس پہلی دوشیزہ سے تمہاری ملاقات ہو جائے اسی سے پوچھنا شاید وہ تمہیں بتا سکے گی میرے آقا یا تمہیں اگر اس میں اپنی سبکی نظر آتی ہو کیونکہ تم بے حد شریف اور عظیم ہو تو اس سے پوچھنا جسے گزشتہ رات تم نے تخت پر بیٹھے دیکھ اتھا۔ کیونکہ اس نے بہت سے علوم حاصل کئے ہیں شاید ان میں محبت کا علم بھی ہو اب چلو اراکین تمہارا انتظار کر رہے ہیں ور تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن محبت کے متعلق نہیں۔

ایک گھنٹے بعد خیان راہو اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ وقائع نگار راسہ! راہو نے کہا حالانکہ شراب کے نشے میں رو خیان کو بتا چکا تھا کہ اس کی اصلیت معلوم ہو چکی ہے لیکن راہو نے اسے شہزادے کے لقب سے مخاطب نہ کیا تھا بادشاہ ابھی کے خط کا جواب پا پیرس کے پلندے پر لکھ دیا ہے اور ہم تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہمارا جواب کیا ہے۔ رہا اس خاتون سے جسے تم نے گزشتہ رات ملکہ مصر نامزد کئے جاتے دیکھا۔ شادی کا پیغام اور اس کا جواب تو اس کا جواب خود ملکہ آئندہ نئے چاند کی رات کو اپنی زبان سے دے گی۔ یہ ہم نے لکھ دیا ہے اور یہ بھی جتا دیا ہے کہ ایسی طویل مدت اس لئے مانگی گئی ہے کہ یہ بے حد اہم مسئلہ ہے جس پر غور کرنے کا وقت ملکہ کو ملنا چاہئے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے اس خط میں کچھ لکھنا یا لکھانا چاہتے ہو تو بے شک تم ایسا کر سکتے ہو مثلاً یہاں جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا تمہاری رپورٹ تمہارے بادشاہ تک پہنچا دی جائے گی۔

ٹھیک ہے کاہن۔ میں لکھ دوں گا۔ خیان نے کہا حالانکہ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جب رپورٹ بادشاہ تک پہنچے گی تو کیا ہو گا' اچھا اب یہ بتایئے کہ نئے چاند کے طلوع ہونے تک مجھے یہاں رہنے اور آپ کی سرحدوں میں آزادی سے گھومنے کی اجازت ہے؟

ہاں اے وقائع نگار راسہ ملکہ نفرا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں البتہ اگر تم فوراً روانہ ہونا چاہو تو بات دوسری ہے۔

میں یہیں قیام کرنا چاہتا ہوں۔

تو پھر اجازت ہے لیکن یاد رکھو یہاں کے رازوں کے متعلق ہمارے عقائد کے متعلق ہمارے ساتھیوں کے متعلق کبھی بھولے سے بھی کسی سے کچھ نہ کہو گے۔

یاد رکھوں گا۔ خیان نے کمر سے خم ہو کر کہا۔

کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھا ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا کہ شاید نفرا آئے گی لیکن وہ نہ آئی چنانچہ خیان اٹھا اور وہاں سے نکل کر رو کی راہبری میں اپنے حجرے میں پہنچا۔

میرے دیو دوست! اب میں وہ خط لکھنے جارہا ہوں جو آخر میں میری موت کا باعث بنے گا۔ خیان نے رو سے کہا۔ لیکن وہ مصیبت ابھی دور ہے کم سے کم ایک ماہ دور چنانچہ اس عرصے میں میں اہرام اور یہاں کے دوسرے عجائبات دیکھ لینا چاہتا ہوں۔ اب کل ایک جوان میرا راہبر تھا۔ جو بے حد ذہین معلوم ہوتا تھا اگر وہ کہیں مل جائے اور جب تک میں ان مقابر میں مقیم رہوں تب تک میرا راہبر بنا رہے تو میں اسے اچھی خاصی اجرت دینے کے لئے تیار ہوں۔

رو نے اپنے مٹکے جیسا سر ہلا کر جواب دیا:

آقا! یہ ناممکن ہے وہ جوان ان بیکار آوارہ لڑکوں میں سے تھا جو منہ کھولے منتظر کھڑے رہتے ہیں کہ خوراک ان کے منہ میں آگرے۔ اور اگر کھانا انہیں نہیں ملتا تو وہ کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی کہیں چلا گیا ہے کم سے کم آج صبح میں نے اسے نہیں دیکھا۔ اور چوکہ میں اس کا نام نہیں جانتا اس لئے میں کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا۔ کہ وہ کہاں گیا ہے؟

اچھی بات ہے خیان نے جواب دیا حالانکہ میرے دوست رو مجھے معاف کرنا اگر میں یہ کہوں کہ تم ٹھیک سے جھوٹ بولنا نہیں جانتے خیر تو اب چونکہ یہ جوان نہیں مل سکتا تو اب یہ بتاؤ کہ دوسرا راہبر کہاں ملے گا؟

یہ تو بہت آسان ہے آقا جب تم تیار ہو جاؤ تو حجرے کے دروازے میں سے سر نکال کر تالی بجانا۔ اس جگہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی سنتا اور دیکھتا رہتا ہے اور وہ مجھے بلا بھیجے گا۔

یہ واقعی تم نے سچ کہا بلکہ میں تو یوں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں دیواریں تک سنتی اور دیکھتی ہیں۔

ہاں یہ سچ ہے رو نے پراسرار آواز میں کہا اور رخصت ہوا۔

خیان نے اپنا خط لکھا' یہ مختصر سا خط تھا۔ حالانکہ وہ ایک ماہر کاتب تھا تاہم اسے یہ خط لکھنے میں کافی وقت لگ گیا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا لکھے اور کیا سوچے آخر میں اس

نے جو خط لکھ کر مکمل کیا وہ یوں تھا۔

وقائع نگار راسہ کی طرف سے روئے زمین پر زرع دیوتا کے اوتار بادشاہ ایبی کی خدمت میں۔

آپ کے حکم کے مطابق میں وقائع نگار راسہ حلقہ سحر کے لوگوں میں پہنچ گیا جو اہراموں کے سائے میں اور چند خاص مقابر میں رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں کاہن اعظم راہو اور ان کے ساتھیوں نے میرا استقبال کیا میں نے حضور کا خط مجلس کے سامنے پیش کیا اور حضور کے تحائف بھی نذر کئے لیکن چند مذہبی مجبوریوں کی وجہ سے انہوں نے یہ تحائف قبول نہ کئے مجھے معلوم ہوا ہے کہ فرعون خفرا کی بیٹی نفرا انہی لوگوں میں مقیم ہے۔ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑے مجمع کے سامنے اس شہزادی کو پورے مصر کی ملکہ نامزد کیا گیا اور بڑی دھوم دھام سے اس کی رسم تاجپوشی ادا کی گئی مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ جو اس رسم میں شریک تھے پوری دنیا سے آئے تھے حلقہ سحر والے حضور کے خط کا جواب تحریراً دے رہے ہیں یہ خط مجھے دیکھایا نہیں گیا۔ آپ کی شادی کے پیغام کے جواب میں نفرا نے جو ملکہ بن کر تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہا کہ وہ سوچ کر جواب دے گی یہ جواب دوسرے پورے چاند کی رات کو دے گی اور یہ کہ تب تک مجھے ان ہی لوگوں میں قیام کرنا ہے چنانچہ اب میں مجبوراً یہیں مقیم ہوں تاکہ آئندہ ماہ میں حسب الحکم آپ کے پیغام کا جواب حاصل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ جواب تحریراً ہو گا یا زبانی۔

آپ کا غلام۔

وقائع نگار راسہ۔

خیان نے اس خط کی ایک نقل کی اور سوچنے لگا کہ اس کا باپ بادشاہ ایبی کا اس کا اور حلقہ سحر کے اراکین کا خط پڑھے گا تو اس کا در عمل کیا ہو گا پھر اس نے وہ کھانا کھایا جو اس کے لئے لایا گیا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے حجرے کے دروازے میں سے سر نکال کر تالی بجائی جیسا کہ اس سے کہا گیا تھا۔ فوراً ایک اندھیرے شگاف میں سے رو نکل آیا۔ اس کے ساتھ ایک سفید پوش تھا۔ خیان نے سمجھ لیا کہ یہ حلقہ سحر کا رکن تھا۔ یہی سفید پوش سحر والوں کا خط لے کر بادشاہ ایبی کے پاس جانے والا تھا خیان نے اپنا خط بھی

اسے دے دیا۔ جب وہ چلا گیا تو رو اسے خیان کو اس بڑے کمرے میں لے آیا جہاں نفرا کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی۔

وہ سب لوگ کہاں گئے جنہیں گزشتہ رات ہم نے دیکھا تھا؟ خیان نے پوچھا۔

جب سورج طلوع ہوتا ہے آقا تو چمگادڑ کہاں چلے جاتے ہیں؟ وہ غائب ہوجاتے ہیں اور نظر نہیں آتے لیکن مر نہیں جاتے۔ چنانچہ یہی حال حلقہ سحر والوں کا ہے۔ انہیں نیل کے ماہی گیروں میں تلاش کرو انہیں صحرا کے بدوؤں میں تلاش کرو کہیں بھی تلاش کرو لیکن نہ تو تم اور نہ بدیسی چرواہے بادشاہ کے جاسوس ان میں سے کسی ایک کو پا سکیں گے۔

سچ ہے کہ یہ بھوتوں کی سرزمین ہے خیان نے کہا چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ نقاب پوش لوگ انسان نہیں روحیں تھیں۔

شاید رو نے کہا۔

اور اب وہ لوگ ایک خفیہ دروازے سے باہر صحرا میں نکل آئے تھے۔ تو اب آقا یہاں کی سیر کرنا چاہتے ہیں؟ رو نے پوچھا۔

اہرام کی۔

چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور خیان اہرام کی بلندی اور عظمت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

رو! پتھروں کے ان عظیم الشان پہاڑوں پر چڑھنا ممکن ہے۔

اس نے پوچھا۔

رو اسے دوسرے نمبر کے اہرام کے دوسری طرف لے آیا ور وہاں ریت پر تین آدمی بیٹھے نر سل کی بانسری بجا رہے تھے یہ شیخ الاہرام اور ان کے دونوں بیٹے تھے۔

آقا! یہ ہیں وہ لوگ جو آپ کے سوال کا جواب دیں گے۔ رو نے کہا اور پھر ان تینوں کی طرف گھوم کر بولا۔

یہ آقا جو سفیر اور ہمارے مہمان ہیں معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اہرام پر چڑھنا ممکن ہے۔

ہم آپ کا انتظار کررہے تھے شیخ الاہرام نے جواب دیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا آپ یہ تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں؟

بے شک خیان نے جواب دیا اور اہرام پر چڑھنے والا مناسب انعام پائے گا۔ میں خود

پہاڑوں پر چڑھنے والا اور میرے خیال میں اہرام پر چڑھنا ممکن نہیں۔

اچھی بات ہے آپ ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جایئے۔ اور دیکھئے۔ شیخ الاہرام نے کہا۔

اور پھر بوڑھے اور ان کے دونوں بیٹوں نے چغے اتار کر ایک طرف رکھے اور لنگوٹ کس کر اس اہرام کی طرف بھاگے جو سامنے تھا اس کے قدموں میں پہنچ کر تینوں الگ ہو گئے۔ ایک بیٹا جنوب کی طرف اور دوسرا شمال کی طرف بھاگ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا اور بوڑھا اہرام کے مشرقی رخ پر چڑھنے لگا وہ پہاڑی بکرے کی سرپھرتی اور آسانی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ خیان دم بخود کھڑا اسے اہرام پر چڑھتے دیکھ رہا تھا۔ بوڑھا اہرام کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

فوراً ہی اس کی دونوں بیٹے بھی جنوب اور شمال کی طرف سے چڑھ کر چوٹی پر پہنچ گئے اور پھر ایک چوتھا شخص بھی چوٹی پر نمودار ہوا جو سر سے پیر تک سفید لباس میں ملبوس تھا۔

یہ چوتھا کون ہے؟ خیان نے کہا تین آدمیوں نے چڑھنا شروع کیا تھا لیکن یہ چوتھا کہاں سے آ گیا؟

رو نے آنکھیں پھاڑ کر اور پھر آنکھیں مل کر اوپر دیکھا اور احمقوں کی طرح سر ہلا کر بولا:

معلوم ہوتا ہے چمکیلے پتھروں نے آپ کی نظر خیرہ کر دی ہے میں تو صرف تین ہی کو دیکھ رہا ہوں شیخ الاہرام اور اس کے دو بیٹے۔

خیان نے دوبارہ چوٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

ہاں اب تو تین ہی ہیں لیکن کچھ دیر پہلے چار تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی شیخ الاہرام اور اس کے دونوں بیٹے مشرقی پہلو پر سے نیچے اترنے لگے آخر کار وہ تینوں نیچے پہنچ گئے اپنے چغے پہنے خیان کے سامنے آکر احترام سے کمر سے جھک گئے اور پوچھا کہ اب اسے یقین آیا کہ اہرام پر چڑھا جا سکتا ہے۔

ہاں یہ تو یقین ہو گیا کہ اس اہرام پر تو چڑھا جا سکتا ہے حالانکہ دوسرے اہراموں کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا خیان نے جواب دیا اس سے پہلے کہ میں تمہیں وہ انعام دوں جس کا مستحق تم نے اپنے آپ کو ثابت کر دیا ہے یہ بتاؤ شیخ کہ تم اور تمہارے بیٹے نیچے تو

تین تھے لیکن اہرام کی چوٹی پر پہنچ کر چار کیسے بن گئے۔

میں آقا کا مطلب نہیں سمجھا۔ شیخ نے سنجیدگی سے کہا۔

میرا مطلب وہی ہے جو میں نے کہا جب تم اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ اہرام کی چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے تو تمہارے ساتھ سفید لباس میں ملبوس ایک دبلی پتلی نازک سی ایک چوتھی ہستی بھی کھڑی ہوئی تھی۔ اور یہ میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔

اگر آقا کہتے ہیں تو ایسا ہی ہوگا۔ شیخ نے بڑے سکون سے جواب دیا لیکن چونکہ ہم نے کسی چوتھی ہستی کو اپنے ساتھ نہیں دیکھا۔ اور صرف آپ نے دیکھا ہے اس لئے وہ یقیناً روح اہرام تھی۔ اگر اس روح ارام کو پورے چاند کی رات میں دیکھا ہوتا تو حیرت کی کوئی بات نہ تھی کہ اکثر لوگوں نے دیکھا ہے اسے لیکن دن کی روشنی مین اس کا دکھائی دینا بڑی حیرت کی بات ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے۔

اور خیان نے شیخ اور اس کے بیٹوں سے روح اہرام کے متعلق بے شمار سوالات پوچھ ڈالے اور پوچھا کہ اگر وہ پورے چاند کی رات کو یہاں آیا تو کیا اسے دیکھ سکے گا۔ اور خیان کے ہر سوال کے جواب میں شیخ نے اور اس کے بیٹوں نے ایک زبان ہو کر ایک ہی جواب یا کہ اس معاملے میں وہ کچھ نہیں جانتے اس طرف سے مایوس ہو کر اس نے پوچھا کہ اگر وہ انہیں منہ مانگی اجرت دے تو کیا وہ اسے اہرام پر چڑھنا سکھا دیں گے۔ اس کا انہوں نے جواب دیا کہ اراکین سحر کے حکم کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ معاملہ بے حد خطرناک ہے اور اگر اسے کچھ ہوگیا تو اس کا خون ان کی گردنوں پر ہوگا۔ چنانچہ آخر میں خیان نے انہیں کافی انعام دیا جس کا ان تینوں نے شکریہ ادا کیا اور جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ واپس مندر کی طرف جا رہے تھے۔

خیان رو کے ساتھ ساتھ خیالات میں گم سر جھکائے چل رہا تھا کہ اس نے رو کو اپنے آپ بڑبڑاتے سنا۔

اب اس دوسرے پر بھی دیوانگی کا دورہ پڑا ہے۔ کون یقین کرے گا کہ دنیا میں ایسی پاگل ہستیاں دو ہیں؟ کیا مطلب ہے اس کا؟ یقیناً ایسی حماقت کا کوئی مطلب ضرور ہے بلکہ ہونا ہی چاہئے کیونکہ میرے ملک حبش میں بزرگ کہتے ہیں کہ پاگل لوگوں پر دیوتاؤں کا ہاتھ ہوگا ہے اور وہ سب سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں۔

وہ دو تین دفعہ اس طرح بڑبڑایا یہاں تک خیان نے اچانک پوچھا:
تو یہ دوسرا کون ہے جس کے دل میں دیوتاؤں نے اہرام پر چڑھنے کی خواہش بیدار کردی ہے؟ کہیں وہ وہی تو نہیں جسے میں نے شیخ اور اس کے بیٹوں کے ساتھ اہرام کی چوٹی پر کھڑے دیکھا تھا؟
نہیں شاید وہ تو نہیں" رو نے ایک دم سے چونک کر اور گڑبڑا کر جواب دیا" "بے شک وہ نہیں کیونکہ آج تو اسے ایک اور کام تھا اس کے علاوہ مجھے معلوم ہوتا اگر وہ.....
پھر وہ ایک دم سے خاموش ہوگیا جیسے اسے کچھ یاد آگیا ہو۔
تو ایک خاتون ہے جس کا یہ پسندیدہ مشغلہ ہے خیر یہ تو میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا بلکہ معلوم کرلیا تھا۔ اور رو میرے دست معلوم ہوا کہ تم اس خاتون کو جانتے ہو اب اگر تم ایسا انتظام کردو کہ میں اہرام پر چڑھنے کا سبق اس کے ساتھ ساتھ لوں تو یقین کرو تم بہت جلد خاصے دولت مند بن جاؤ گے۔
لو یہ آگیا یہ مندر کا دروازہ۔ رو نے مسکرا کر کہا۔ اور کاہن نمبر دو تاؤ نے مجھ سے کہا ہے کہ تم سے کہہ دوں کہ آج رات کا کھانا تم اس کے اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کھاؤ گے۔
جو حکم خیان نے کہا۔
اور اس نے سوچا کہ تاؤ کہ ساتھوں میں شاید وہ حسینہ بھی ہو جسے اس نے مصر کی ملکہ بنتے دیکھا تھا لیکن اس کی یہ امید پوری نہ ہوئی کیونکہ تاؤ کہ کے اتھ اس کے دو بوڑھے مشیر تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر اٹھے اور خاموشی سے چلے گئے اور خیان کو تاؤ کے ساتھ اکیلا چھوڑ گئے۔ اور اب یہ دونوں آپس میں باتیں کرنے اور ایک دوسرے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔
چنانچہ خیان کو پتہ چلا کہ تاؤ جس کا درجہ راہو کے بعد تھا مصر نہ تھا لیکن ایک امیر اور مشہور خاندان کا فرد تھا۔ وہ ایک سپاہی اور سیاست داں تھا اور چاہتا تو شام یا قبرص کا "یہ اس نے نہیں بتایا کہ کہاں کا بادشاہ" بادشاہ بن سکتا تھا۔ لیکن وہ یہ سب چھوڑ کر حلقہ سحر کا کاہن بن گیا۔
خیان نے پوچھا کہ وہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کرسکتا تھا اور اپنی اولاد کو اپنے سامنے پھلتے

پھولتے دیکھ سکتا تھا پھر اس نے دنیا چھوڑ کر اس خفیہ جماعت میں شامل ہونا پسند کیوں کیا۔

معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اچھی بات ہے سنو۔ تاؤ نے کہا اس لئے کہ مجھے امن کی تلاش تھی امن مصر کے لئے اور ساری دنیا کے لئے اور مجھے سکون کی تلاش تھی اپنی روح کے لئے اور دولت شان و شوکت اور حکومت میں سکون نہیں ملتا۔ وہاں تو صرف لالچ ہے زیادہ دولت حاصل کرنے کی اور زیادہ قوت حاصل کرنے کی۔ جس کا نتیجہ جنگ ہے وقائع نگار راسہ اس نے غور سے خیان کی طرف دیکھتے ہوئے اضافہ کیا اگر تم وہ نہ ہوتے جو ہو بلکہ کوئی اور ہوتے مثلاً شہزادے اور اگر تمہیں ہمارے حلقہ کی تعلیم دی جاتی تو یقین کرو میرے طرح تم بھی دنیا چھوڑ دیتے۔

کاہن تاؤ! اگر میں شہزادہ ہوتا تو شاید میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تم نے کیا ہے حالانکہ دوسرے راستے بھی روحانی سکون تک جاتے ہیں۔ مثلاً خدمت خلق کا راستہ خانقاہوں سے اور مقبروں میں رہ کر جو کچھ کیا جاسکتا ہے اس سے بہتر طریقے سے دنیا میں رہ کر کیا جاسکتا ہے۔

سچ کہا اور خوب کہا۔

اس کے باوجود خیان نے کہا چونکہ مجھے علم کی پیاس ہے میں تمہارے حلقہ کے اسرار معلوم کرنا پسند کروں گا اور چاہتا ہوں کہ تم لوگ کس طرح اور کون سے ذریعہ سے پوری دنیا کے لئے امن و سکون حاصل کرنا چاہتے ہو تو کیا یہ ممکن ہے جب تک میں یہاں مقیم ہوں کوئی مناسب آدمی مجھے یہ تعلیم دے؟

میرے خیال میں ممکن ہے لیکن اس کے متعلق ہم پھر کبھی فرصت سے گفتگو کریں گے اس وقت تم جا کر سو رہو وقائع نگار راسہ اور اس مشکل راستے پر قدم رکھنے سے پہلے اپنے دل سے مشورہ کر لو۔

اور تاؤ اٹھا اور تب خیان کو اس حجرے تک پہنچانے تک رو گیا۔

چوٹ

دوسرے دن صبح رو نے خیان کو مطلع کیا کہ شیخ الاہرام کو حکم بھیج دیا گیا ہے کہ وہ خیان کو اہرام پر چڑھنے کا فن سکھادے بشرطیکہ وہ سیکھنا چاہے چنانچہ وہ فوراً ہی رو کے ساتھ چل پڑا۔ اور سب سے چھوٹے اہران کے قدموں میں بوڑھے اور اس کے دونوں بیٹوں کو منتظر پایا۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ اپنا زیادہ تر لباس اتار کر اپنا سبق اسی طرح شروع کرچکا تھا۔ جس طرح کہ نفرا نے شروع کیا تھا۔ یعنی کمر سے رسا باندھ کر خیان جوان' مضبوط جوشیلا اور دھن کا پکا تھا۔ اور پھر پہاڑوں پر چڑھنے کی دو تہائی بلندی تک چڑھ گیا کہ اسی حد تک اسے چڑھنے کی اجازت دی گئی تھی اس بلندی تک پہنچنے کے بعد وہ گھوم کر سیدھا ہوگیا جیسا کہ نفرا نے کیا تھا اور پھر وہ اپنے راہبروں کی مدد کے بغیر نیچے اترنے لگا لیکن مصیبت کو آنا تھا سو آئی۔ وہ زمین سے کوئی چالیس فٹ اوپر تھا شیخ اس کے آگے تھا اور نیچے اتر چکا تھا اور وہاں کھڑا رو سے باتیں کررہا تھا جب خیان نے شیخ کے اس بیٹے جو اس کے پیچھے اوپر تھا کہا کہ وہ رسا نیچے پھینک دے کہ اب اس کی ضرورت نہ تھی ساتھ ہی اس نے اپنی کمر پر بندھے ہوئے رسے کے سرے کی گرہ کھول دی۔

کھلا ہوا رسا پھسل کر گرا لیکن ذرا نیچے پہنچ کر ایک ابھرے ہوئے سنگ مرمر کے ٹکڑے میں پھنس گیا اور خیان نے نہ دیکھا چنانچہ وہ آسانی اور بے پروائی سے اترتا رہا اور جب اس نے اس ابھرے ہوئے سنگ مرمر پر پاؤں رکھا تو رسا اس کے پیر کے نیچے تھا۔ رسا اس کے پیر تلے اور اس کے بوجھ سے رپٹ کر پھسلا اور خیان اپنا توازن کھو بیٹھا۔

دوسرے ہی لمحے وہ اہرام کے چکنے پہلو پر پھسلتا ہوا نیچے آرہا تھا اس طرح کہ اب اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں۔ اور سر کے بل نیچے آرہا تھا شیخ اور رو نے بیک وقت اسے گرتے دیکھا لیکن اتنی قوت سے شیخ اور رو لڑکھڑا کر ادھر ادھر ہٹ گئے تاہم انہوں نے اسے دائیں بائیں سے پکڑ لیا۔ اس کے باوجود خیان کا سر زمین سے ٹکرا گیا اتفاقاً ٹھیک سی جگہ جہاں خیان کا سر ٹکرایا تھا اہرام پر سے گرا ہوا ایک پتھر ریت کے نیچے چھپا ہوا تھا خیان کا سر اس پتھر سے ٹکرا گیا حالانکہ اس نے اس چوٹ کو محسوس نہ کیا لیکن وہ بے

ہوش ہو گیا۔

جب اسے تھوڑا تھوڑا ہوش آیا تو اس نے آوازیں سنیں جو جیسے بہت دور سے آرہی تھیں۔ کون بول رہا تھا یہ وہ نہ دیکھ سکا کیونکہ اس کی آنکھیں خون سے چپک گئی تھیں۔ اور اس وجہ سے یا کوئی اور وجہ سے وہ انہیں کھول نہ سکا تھا۔

میرا تو خیال ہے کہ یہ مرا نہیں ہے آواز نے کہا جو حقیقت میں طبیب کی آواز تھی گردن ٹوٹی نہیں اور نہ ہی جسم کی کوئی اور ہڈی ٹوٹی چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دماغی چوٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے اور وقت آنے پر اسے ہوش آجائے گا الا یہ کہ کھوپڑی کی ہڈی پھٹ گئی ہے جو میں معلوم نہیں کر سکتا کیونکہ زخم کے خون کی وجہ سے یہ پتہ چلانا مشکل ہے۔

دیوتا کریں کہ تمہارا خیال صحیح ہو۔ دوسرا آواز نے جواب دیا ہ عورت کی آواز تھی جو خدشے اور شک سے بھری ہوئی تھی کیونکہ پورے تین گھنٹوں سے یہ اس مقبرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اور یوں بے حس و حرکت ہے کہ مجھے خدشہ ہو چلا ہے کہ یہ مر.... دیکھو دیکھو۔ اس نے اپنا سر ہلایا زندہ ہے زندہ ہے ایک بار پھر اس کے دل کی دھڑکن محسوس کرو۔

ہم۔ دل اب ٹھیک سے دھڑک رہا ہے وہ بولا فکر مت کرو بانو مجھے یقین ہے کہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

دعا مانگو تم سب کہ یہ تندرست ہو جائے اسی عورت کی آواز نے کہا اب اس آواز میں امید تھی اور غصے کی جھلک بھی اہرام پر چڑھنے والو! تم نے اس کی ٹھیک سے حفاظت نہ کی کہ رسا اس کے پیر سے الجھ گیا اور رو تم دیو ہو بڑے طاقتور ہو حد ہے کہ تم اس ہلکے پھلکے آدمی کا بوجھ اپنے ہاتھوں پر نہ سنبھال سکے جو کچھ زیادہ بلندی پر سے بھی نہ گرا تھا۔

اے آقا زادی نہ سنبھال سکا رو کی گونج دار آواز نے جواب دیا کیونکہ اس ہلکے پھلکے آدمی کے بوجھ نے مجھے اور شیخ کو تقریباً گرا دیا۔ اور میرا بازو کندھے میں سے تقریباً نکل پڑا۔ پوری چالیس فٹ کی بلندی پر سے یہ ہلکا پھلکا آدمی یوں نیچے آیا جیسے اسے گوپیئے میں رکھ کر پھینکا گیا ہو اور....

اور عین اسی وقت خیان نے اپنے لب کھولے اور بے حد کمزور آواز میں پانی طلب

کیا۔ پانی لایا گیا ایک نرم و نازک ہاتھ نے اس کا سر آہستہ سے اوپر اٹھایا تو بنی اس کے منہ سے لگادی۔ اس نے پانی پیا ایک لمبا سانس لیا اور دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

ایک بار پھر اسے ہوش آیا وہ سخت درد اسے ہوش میں لے آیا جو اس کے سر میں جیسے دھڑک رہا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھیں کھول سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور دیکھا کہ وہ مندر کے اپنے حجرے میں تھا کیونکہ قریب ہی ایک تپائی پر اس کا سامان رکھا ہوا تھا جس چارپائی پر وہ لیٹا ہوا تھا اس کے پائینی کی طرف ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور اس کے پیچھے سے دو عورتوں کی آپس میں باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اب طبیعت کیسی ہے اس کی کماح؟ ہوش آگیا اسے؟ ایک بے حد شیریں آواز نے کہا اور خیان نے اس آواز کو پہچان لیا یہ اس حسینہ کی آواز تھی جس کو اس نے ملکہ مصر بنائے جاتے دیکھا تھا۔

خیان نے اپنا سر اٹھا کر پردے کے سرے کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کرسکا کیونکہ اس کی گردن اکڑ کر پتھر ہو گی تھی چنانچہ وہ بے حرکت پڑا سنتا رہا لیکن اس کا دل خوشی سے دھڑک رہا تھا کیونکہ اس حسینہ کو اس کی فکر تھی۔ وہ اس کی تندرستی کی طرف سے پریشان تھی۔

ہوش نہیں آیا اب تک کماح نے جواب دیا حالانکہ اب تک آجانا چاہئے تھا ہمارے برادر طبیب نے جو بے حد قابل ہے بتایا ہے کہ اسے کوئی سخت چوٹ نہیں آئی ہے اور یہ کہ اسے بارہ گھنٹوں میں ہوش آجانا چاہئے لیکن چوبیس گھنٹے گزر گئے لیکن یہ اب تک سو رہا ہے یا دیوتا جانیں بے ہوش ہے۔

کماح! تمہارے خیال میں یہ مر تو نہ جائے گا؟ نفرا نے پوچھا اس کی آواز میں خوف تھا۔

نہیں نہیں لیکن سر کی چوٹ ہے اس لئے یقین سے کچھ کہا نہیں جاسکتا اور اگر ایسا ہوا تو بڑی ہی غمناک بات ہوگی کیونکہ بے حد عمدہ آدمی ہے پہلے کبھی کوئی مرد ایسا نہیں دیکھا جو جسمانی طور پر اتنا مکمل اور ایسا قبول صورت ہو حالانکہ اس کی رگو میں جو خون گردش کررہا ہے اس میں آدھا خون لعنتی چرواہوں کا ہے۔

کماح اس کے خون کے متعلق تمہیں کس نے بتایا اور کہاں سے آیا یہ؟

پرندے چہچہاتے ہیں اس کے متعلق بہتی ہوا سرگوشیاں کرتی ہے اس کے بارے میں تو کا واقعی تم وہ نہیں جانتیں جو یہاں کا ایک ایک آدمی جانتا ہے؟

کیا جانتا ہے؟

"یہی کہ ہمارا یہ مہمان دربار وقائع نگار یا کوئی افسر نہیں بلکہ خود شہزادہ خیان ہے جو اگر تم نے ایپی کو اپنا شوہر بنا لیا تو تمہارا سوتیلا بیٹا ہو گا۔

کماح! ایپی کا نام نہ لو میرے سامنے مصر کے سارے دیوتاؤں کی لعنت ہو اس پر رہی دوسری بات تو اس کا تو یہ ہے کہ میں اندازہ تو لگا لیا تھا لیکن جانتی نہ تھی کہ یہ راسہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے اسے بچالو کیونکہ اگر یہ مر گیا ہائے میرے منہ میں خاک یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟ آؤ میں چل کر دیکھی ہوں اسے اور چونکہ سو رہا ہے اس لئے اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اور میں س کے ماتھے پر صحت یابی کی علامت بناؤں گی اور اس عظیم روح سے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں صحت کی دعا کروں گی۔

تو پھر جلدی کرو کیونکہ اگر طبیب یا تاؤ آگیا تو ملکہ مصر کو مریض کے حجرے میں دیکھ کر متعجب ہوں گے۔ پھر بھی جاؤ جلدی کرو میں پہرہ دیتی ہوں باہر۔

ہر چند کی خیان نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ کچھ نہ دیکھ سکتا تھا لیکن اس نے پردے کھسکائے جانے کی آواز سنی اور پھر نرم و نازک پیروں کی چاپ اس کی طرف بڑھی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے نرم انگلیوں کا لمس اپنے ماتھے پر محسوس کیا ان انگلیوں نے اس کی پیشان پر علامت بنائی ایک حلقہ غالبًا اس پر جھک گئی اور اپنے لب اس کے منہ کے قریب لا کر کچھ مقدس الفاظ کہے جن کا مطلب وہ سمجھ نہ سکا پھر وہ لب اور قریب آئے اور صرف ایک لمحے کے لئے خیان کے ہونٹوں سے چھو گئے اور پھر فوراً ہی ہٹ گئے اس کے بعد ایک آہ سنی اور خاموشی۔

اور اب خیان نے آنکھیں کھول دیں دو خوبصورت آنکھیں جن میں آنسو تھے اسے دیکھ رہی تھیں۔

میں کہاں ہوں؟ کیا ہوا تھا؟ اس نے نحیف آواز میں کہا میں نے خواب دیکھا کہ میں مر گیا ہوں اور دیوتاؤں کی کسی بیٹی نے میرے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی۔ آ۔ہاں اب یاد آیا میرا پیر رسے میں پڑا اور پھسل گیا چنانچہ میں نیچے گرا لیکن خیر کوئی بات نہیں

بہت جلد ہی میں تندرست ہو جاؤں گا اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یکے بعد دیگرے ان تینوں اہراموں پر ایسی پھرتی سے چڑھوں گا کہ وہ روح بھی نہ چڑھتی ہوگی جو ان میں رہتی ہے۔

ہشت۔ ہشت نفرا نے کہا خادمہ یہاں آؤ مریض ہوش میں آگیا ہے اور بول رہا ہے بلکہ بکواس کر رہا ہے۔

اگر تم اس کے قریب رہیں اور اہرام کی باتیں کرتی رہیں تو یہ جلد ہی ہمیشہ کی نیند سو جائے گا کماح نے کہا جو کمرے میں آگئی تھی اور اسے کمرے میں آتے ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہ دیکھا تھا۔ تم دونوں کو تلخ تجربہ نہیں ہوگیا اہراموں کا؟ کاش کہ ان بیکار بادشاہوں نے آنے والی نسلوں کو بے وقوف بنانے کے ئے یہ مقبرے نہ بنائے ہوتے۔

لیکن میں ان پر چڑھوں گا خیان بڑبڑایا۔

"تم جاؤ اور روستہ کہو کہ طبیب بلا لائے فوراً۔"

خیان پر ایک نظر ڈال کر نفرا چلی گئی کماح اسے جاتے دیکھتی رہی اور پھر خیان کی طرف گھومتے ہوئے بڑبڑائی:

بڑی عجیب چیز ہے یہ محبت جو کتنوں کو موت کی آغوش میں بھیج دیتی ہے اور کئی ایک موت کی آغوش سے نکل کر حیات نو بخشی ہے لیکن ان دونوں کی محبت کا انجام کیا ہوگا؟

پھر اس نے خیان کو دودھ دیا اسے خاموشی اور سکون سے لیٹے رہنے کی ہدایت کی۔

میری اچھی تیماردار! تمہارے خیال میں روح اہرام اتنی ہی خوبصورت ہوگی جتنی کہ یہ حسینہ ہے جو ابھی ابھی یہاں سے گئی ہے؟ خیان نے پوچھا۔

روح اہرام! دیوتاؤں کی قسم یہ اہرام اہرام سن کر تو میرے کان پک گئے ہیں تو پھر یہ روح کون ہے اور کیا ہے۔

یہ میں معلوم کر کے رہوں گا چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے اس روح کو دیکھنے کے لئے میں بے قرار ہوں کیونکہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب تک میں اسے دیکھ نہلوں گا تب تک خوش نہ رہ سکوں گا۔

یہ تم کہتے ہو لیکن روایت کچھ اور ہے کماح نے کہا کہتے ہیں کہ جو اسے دیکھ لیتا ہے دیوانہ بن جاتا ہے۔

خوشی اور دیوانگی ایک ہی نہیں ہیں؟ دیوانہ بنے بغیر ہم خوش رہ سکتے ہیں کبھی؟ تمہارا

کاہن اعظم خوش ہے جو زیرکوں کو زیرک اور داناؤں کا دانا ہے؟ موت کے منتظر وہ سفید پوش پرندے جو اسے گھیرے رہتے ہیں خوش ہیں؟ تم بھی خوش رہی ہو الا یہ کہ برسوں پہلے رہی ہوگی جب تم پر کوئی دیوانگی سوار تھی؟

میری پوچھتے ہو تو کہتی ہوں کہ واقعی خوش نہیں ہوں کماح نے چند واقعات یاد کر کے اور اس یاد سے کانپ کر کہا شاید تم سچ کہتے نوجوان شاید ایسا ہی ہے جیسا کہ شرابی کہتے ہیں دیوانگی میں ہی ہمیں خوشی ملتی ہے۔ لیکن اگر تم مجھے اپنی ہمدرد سمجھتے ہو تو میری بات مانو گے اور روح اہرام کو تلاش کا خیال ترک کر دو گے اور روئے زمین کی عورتوں پر ہی اکتفار کرو گے۔

کیا پتہ میری اچھی تیماردار! خیان نے اس شخص کی طرح کہا جس کا دماغ اب بھی ماؤف ہو کہ اس روح کی تلاش میں مجھے کوئی عورت مل جائے جس طرح اکثر لوگوں کو عورت تلاش کرتے کرتے روح عظیم مل جاتی ہے؟ کیا پتہ یہ دونوں ایک ہی ہوں؟ غالبًا یہ میں تمہیں بتاؤں گا ایک دن جب میں پورے چاند کی رات میں کسی ایک اہرام پر چڑھ جاؤں گا۔

پورے چاند کی رات ہو ہو چکی ہے کماح ہے کہا۔

پورے چاند کی اور راتیں بھی آئیں گی اور اہرام بھی اسی طرح کھڑے رہیں گے۔

دیوتائے شرست سمجھے تمہارے اہراموں سے کماح نے زمین پر پاؤں مار کر کہا اور خاموش ہوگئی کیونکہ اس نے دیکھا خیان ایک بار پھر بے ہوش ہوگیا تھا۔

بے وقوف وہ بولی اور مدد حاصل کرنے کے لئے بھاگی لیکن کیا کہا تھا اس نے روح کی تلاش میں اسے شاید عورت مل جائے شاید اسے عورت مل جائے گی۔ شاید یہ شہزادہ اتنا بے وقوف نہیں ہے جتنا کہ بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کو جو اہرام پر چڑھتے ہیں چوٹی پر شاید مسرتیں مل جاتی ہیں اور مستیں علم اور دانائی بدرجہا بہتر ہیں۔

خیان جوان تھا طاقت ور تھا چڑھتا خون تھا اس کا اور پھر جیسا کہ طبیب نے کہا تھا اسے کوئی دماغی چوٹ نہ آئی تھی چنانچہ اس نے جلد ہی بستر چھوڑ دیا ابھی بستر سے اٹھے اسے پانچ دن بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ شیخ کے بیٹوں کی مدد سے اہرام پر چڑھ رہا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گرنے کے بعد اس کی یہ دھن اور بھی پکی ہوگئی تھی۔ اس کے علاوہ اس بے

ہوشی کے بعد اسے یہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ اس نے کیا کہا تھا اور کیا کیا تھا۔ جب اس کا پیر پھسلا تھا اس وقت سے لے کر ہوش میں آنے تک کی کوئی بات کوئی واقعہ اسے یاد نہ تھا حتیٰ کہ یہ بھی نہیں کہ نفرا اس کے حجرے میں آئی تھی اور نہ وہ گفتگو جو اس کے یعنی نفرا اور کماح کے درمیان ہوئی تھی حالانکہ بعد کے دنوں میں اسے یہ سب کچھ یاد آگیا تھا۔ چنانچہ یوں ہوا کہ جہاں سے اس نے اپنا چڑھائی کا سبق چھوڑا تھا وہیں سے شروع کیا اور بہت جلد ہی اس نے اس میں مہارت حاصل کرلی جس طرح کہ اس سے پہلے نفرا نے حاصل کی تھی۔

ہر روز صبح سے لے کر اس وقت تک جب تک دن گرم اور گرمی ناقابل برداشت نہ ہوجاتی' وہ چڑھائی میں ایسی مشقت کرتا کہ آخر کار شیخ اور اس کے بیٹے خود ہی تھک گئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ ان کا پالا کسی انسان سے نہیں بلکہ شیطان سے پڑا ہے اس کے باوجود وہ اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہے۔

اس طرح تو یہ تھا اور ادھر بادشاہ ابیبی کے دربار میں لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ خیان مر گیا کیونکہ اس کے اہرام پر سے گرنے اور مزید اس کے مرنے کے خبر لانے والا پیغامبر اس پیغامبر سے جو مجلس سحر کا خط لے کر چلا تھا پہلے ہی دربار میں پہنچ گیا تھا جنس کا پیغامبر حلقہ سحر کے برادروں میں سے ایک تھا جس کا نام تامو تھا جب ابیبی نے یہ خبر سنی تو اسے دکھ ہوا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے طور پر ایک حد تک اور بہت کم حد تک یہ چاہتا تھا کیونکہ اس کے سخت اور خود غرض دل میں کسی کی محبت کے لئے جگہ نہ تھی اسے صرف اپنی ذات سے پیار تھا اور بس۔

لیکن جب حلقہ سحر کا خط اسے ملا تو اس کا دل اس کے غصے کی آگ میں جل کر ناگود ہوگیا اور اس نے قسم کھائی کہ اگر انہوں نے نفرا کا جسے وہ ملکہ مصر نامزد کرنے کی جرات کر بیٹھے تھے ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دیا تو وہ اس جماعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینک دے گا۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی یقین ہوگیا کہ خیان کی موت اتفاقاً نہ ہوئی تھی بلکہ اسے قصداً اہرام پر سے گرا کر ہلاک کیا گیا تھا۔ تاکہ اسے نفرا کے راستے سے ہٹا دیا جائے لیکن یہ سب باتیں اس نے حلقہ سحر والوں کو نہ لکھیں بلکہ اس نے ان پیغامبر تامو کو قید کر کے ایسی جگہ بند کردیا کہ وہ کسی سے خط و کتابت نہ کرسکتا تھا۔ اور خود اپپ چپکے ہی چپکے چند

منصوبے گھڑنے اور چند خاص تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تندرست ہونے کے بعد کے ہفتوں میں خیان نے نہ صرف اہرام پر چڑھنا سیکھا بلکہ اس سے زیادہ یہ بھی کیا کہ حلقہ سحر کی برادری کے متعلق اس سلسلے میں اسے تعلیم دی جائے گی۔ شام کے وقت دیئے کی روشنی میں کبھی تاؤ کبھی راہو اور کبھی کبھی دونوں اسے تعلیم دیتے۔ اس کے علاوہ اس مدرسہ میں ایک اور شاگرد بھی اس کے ساتھ تعلیم لے رہی تھی یعنی نفرا۔

وہ میز کے ایک سرے پر بروی کاغذ اور روشنائی لے کر بیٹھتا تھا۔ اور دوسرے سرے پر سادے اور سفید لباس مین ملبوس نفرا بیٹھتی تھی اور ایسے رخ سے بیٹھتی کہ چراغ کی روشنی میں وہ خیان کا اور خیان اس کا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کے پیچھے روشنی کی حدود سے باہر اندھیرے میں کماح اور دیو ہیکل روسنتریوں کی طرح مستعد کھڑے رہتے۔ میز کے مرکز میں منقش کرسیوں میں راہو اور تاؤ بیٹھتے اور انہیں حلقہ کے راز اور اعتقاد بتاتے اور جب ان دونوں میں سے کوئی شاگرد سوالات پوچھتا تو اس کے مناسب اور موزوں جواب دیتے۔

خیان کو ان لوگوں کے اعتقاد بہت بھلے معلوم ہوئے حالانکہ اس کی پیاسی روح پوری طرح سیراب نہ ہوئی تھی تاہم اس کی تسکین ضرور ہو رہی تھی آخری سبق کے دن وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کہا:

اے کاہن اعظم راہو! اور اے کاہن تاؤ! آپ کا مذہب میں نے قبول کیا مجھے اپنی برادری میں شامل کر لیجئے البتہ ایک خاص وجہ سے جسے میں راز ہی رکھوں گا آپ کی دینوی سیاست کے متعلق میں کچھ کہتا نہ اچھا نہ برا نہ ہی میں اپنے آ کو اس دینوی سیاست سے وابستہ کرتا ہوں۔ روحانی طور پر میں آپ کا ہوں رہا جسمانی طور پر میں ابھی دوسروں کا غلام ہوں کہو منظور ہے؟

چنانچہ راہو اور تاؤ آپس میں سرگوشیوں میں مشورہ کرنے لگے نفرا بے چینی سے انہیں دیکھتی رہی اور خیان سر جھکائے خیالات میں گم بیٹھا رہا آخر کار بوڑھے راہو نے کہا:

بیٹے! تمہیں جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ بہت کم وقت میں دی گئی ہے چنانچہ بہت حد تک نا مکمل ہے لیکن تمہارا دل حق کی تلاش میں ہے چنانچہ فی الحال تم نے جو کچھ کہا ہے وہ ہمیں منظور ہے کیونکہ اتنا کافی سے زیادہ ہے۔ یہاں ہم مقابر میں ہمیں بہت سے راز

معلوم ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا چنانچہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تم ایسے پیدائشی خون کے اور فرض کے بندھنوں میں بندھے ہوئے ہو کہ انہیں توڑ نہیں سکتے حتیٰ ک اپنے روحانی سکون اور اطمینان کے بھی نہیں اس کے علاوہ یہ بھی تمہارے لئے نہیں ہے کہ تم تجرد اور نفس کشی کا حلف اٹھاؤ یا کسی بھی جنگ میں تلوار نہ اٹھانے کی قسم کھاؤ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں تمہارے لئے کوئی اور کام انجام دینا مقدر کیا جاچکا ہے اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہم جو تم سے کہتے ہیں وہ اپنی اس بہن سے بھی کہتے ہیں جو تمہارے ساتھ تعلیم حاصل کررہی ہے اس کے قدم بھی راستے پر سے اٹھ گئے ہیں جو بے حد بلند اور بے حد دشوار ہے چنانچہ ان بہت سے پابندیوں سے جو یہاں سے کرنی پڑتی ہیں ہم تمہیں مبرا کرتے ہیں اس کے باوجود کل ہم تمہیں تمہارے گناہوں سے پاک کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرلیں گے لیکن یاد رکھو جو حلق تم سے لئے جائیں گے انہیں اگر تم نے توڑا تو آسمان کا قہر تم پر نازل ہو گا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ دوسرا دن مندر کے بڑے کمرے میں تمام رسمیں ادا کر کے اور بڑے جشن کے ساتھ شہزادی خیان اور ملہ مصر نفرا کو حلقہ سحر کی برادری میں شامل کرلیا گیا۔ ان دونوں نے قسم کھائی کہ وہ اس حلقے کے اصول کو اپنا راہبر ستارہ بنائیں گے اور اس مقدس مقاصد کو آخر دم تک اپنائیں گے دونوں باری باری سے سفید پوش کاہن اعظم کے سامنے جھکے اور انہوں نے حلف اٹھایا اور اس بڑے کمرے کے انتہائی سرے پر کے ستونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے حلقہ کے برادر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور اس کے گواہ تھے پھر خیان اور نفرا کو پاس پاس بٹھا دیا گیا اور روح عظیم کی حمد گائی گئی اور ان دونوں کی روحوں کو گناہوں سے پاک کرنے کی دعا کی گئی آہستہ آہستہ یہ آوازیں ڈوب گئیں گانے والے ایک ایک کر کے رخصت ہوئے اور آخر کار کمرے میں موت کی سی خاموشی چھا گئی اور وہ دونوں اس خاموشی میں سر جھکائے بیٹھے رہے۔

اب خیان نے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں کوئی نہ تھا حتیٰ کہ رو اور کماح بھی چلے گئے تھے اور اس عظیم الشان کمرے میں وہ اور نفرا اکیلے تھے یا پھر دیوتاؤں کہ بت تھے ٹھنڈے اور خاموش جو اپنی پتھر کی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

خیان نے نفرا کی طرف دیکھا اور کہا:

کیا سوچ رہی ہو؟

سوچ رہی ہوں کہ میں نے بے حد مبارک الفاظ سنے ہیں اور مقدس دعائیں سنی ہیں جنہوں نے مجھے ایک گناہ گار عورت سے راہو کی طرح ولیہ بنا دیا ہوتا اس کے باوجود میں اب بھی یہی محسوس کرتی ہوں جو تھی وہی ہوں۔

تمہیں یقین ہے کہ راہو واقعی ایسا زبردست ولی ہے؟ ایک دو دفعہ میں نے اسے ایک عام آدمی کی طرح غصے ہوتے دیکھا ہے پھر کیا وسوسوں کا فقدان اور نوے برس کی عمر میں وسوسے ہوتے ہیں نہیں کسی کو ولی بنا دیتے ہیں؟ رہی دوسری بات تو اس کے متعلق یہ ہے کہ بے شک ویسا ہی محسوس کرتی ہوں جیسا کہ پہلے کرتی تھیں کیونکہ تم جانو برف جتنی سفید ہوتی ہے اس سے زیادہ سفید بننا اس کے لئے ممکن نہیں۔

"یا آگ کا اس سے زیادہ گرم بننا ممکن نہیں لیکن چھوڑو ان باتوں کو' یہ کیا موقع اور مقام ہے پرزور تقریر کرنے کا؟ اب چونکہ ہم ایک ہی مذہبی بندھن میں بندھ گئے ہیں اس لئے اب ہم بے خوف خطر دل کی بات ایک دوسرے سے کہہ سکتے ہیں چنانچہ سنو اس حلقہ میں داخل ہونے کے بعد بھی میں عورت ہی رہی ہوں ار شاید عورت ہی رہوں گی اور میرے دل میں اب بھی وہی جذبات ہیں جو پہلے تھے سنو میرے باپ کو اس نے قتل کیا ہے جسے میں دغاباز اور غاصب یقین کرتی ہوں اور اگر اس کا بس چل جاتا تو وہ مجھے بھی زندہ نہ چھوڑتا چنانچہ اب میں اس سے انتقام لینا چاہتی ہوں اب میرے باپ کا وہی قاتل اور وہی دغاباز غاصب مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ اس پر بھی مجھے غصہ ہے اور اس کی اس ناپاک جسارت کی سزا بھی میں اسے دینا چاہتی ہوں۔

بری بات بہت بری بات۔ خیان نے کہا اور زور زور سے اپنا سر ہلایا غالباً اپنے ہونٹوں کے کونوں کی خاص قسم کی پھڑپھڑاہٹ چھپانے کے لئے لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے ان کالے گناہوں کا اعتراف مقدس کاہن اعظم کے سامنے کیا تھا؟ اور اگر کیا تھا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟

ہاں کیا تھا میرے دینی بھائی کیونکہ اس کے علاوہ اور کچھ میرے پاس اعتراف کے لئے تھا ہی نہیں اور انہوں نے جو جواب دیا اس کی بنا کر پر کہہ سکتی ہوں کہ تم نے یہ غلط نہیں کہا کہ مقدس راہو کوئی ولی نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ میرے یہ خیالات میری رگوں میں

دوڑتے ہوئے خون کی پیداوار ہیں اور فطری ہیں اور یہ جنہوں نے ٹھنڈے اور بیکار مقصد کے لئے بڑے بڑے جرم کئے ہیں انہیں اس کی سزا ملنی ہی چاہئے کہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ اور اگر مجھے اس مجرم کی سزا دینی کا بذریعہ بنایا گیا ہے تو مجھے یقین کرنا چاہئے کہ یہ قدرت کی ہی مرضی ہے چنانچہ اس معاملے میں انہوں نے مجھے گنہگار نہیں کہا لیکن اب یہ بتاؤ میرے دینی بھائی کہ تم اپنے آپ میں کوئی تبدیلی محسوس کر رہے ہو؟

میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ اب میں نے صحیح اور روشن راستے پر قدم رکھا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب مجھے کس کی پرستش کرنی ہے۔ اب تک میں نے کسی چیز کی پرستش نہ کی تھی کیونکہ مجھی کسی چیز کا یقین تھا ہی نہیں۔ اس کے علاوہ اب یہ بھی معلوم ہوا کہ مجھے اس نئے دیوتا کی پرستش کس طرح کی جائے۔ رہی دوسری باتیں تو ان کا یہ ہے کہ نہ تو میرے باپ کو کسی نے قتل کیا ہے اور نہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ میں کسی سے بھی انتقام لینا نہیں چاہتا۔ کم سے کم فی الحال کوئی نہیں ہے اس کے باوجود.....

اور وہ ایک دم سے خاموش ہوگیا۔

میں سن رہی ہوں کہے جاؤ میں سمجھتی ہوں کہ تم اتنے اچھے اتنے اچھے نہیں ہوسکتے جتنے کہ اپنے آپ کو میرے سامنے ظاہر کرر رہے ہو۔

اچھا نہیں تو میں بالکل بھی اچھا آدمی نہیں ہوں۔ البتہ میں اچھا بننا چاہتا ہوں اگر کوئی میری مدد کرے نہیں راہو تاؤ اور کماح نہیں اور نہ ہی حلقہ سحر کے سارے اراکین بلکہ کوئی اور کوئی بالکل مختلف ہستی۔

آسمانوں پر کی کوئی دیوی۔ نفرا نے کہا۔

شاید ٹھیک کہا تم نے آسمانوں پر کی دیوی ہم اس کے متعلق بعد میں باتیں کریں گے پہلے تو میں بتادینا چاہتا ہوں کہ حق کی تلاش کرتے ہوئے میں کھڈ میں گر گیا ہوں۔

کیسا کھڈ؟ نفرا نے مندر کی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ایسے کھڈ میں جس میں سے میرے خیال میں تنہا تم مجھے نکال سکتی ہو لیکن ٹھہرو پہلے تمہیں سمجھا دوں پہلے تو تم یہ جان لو کہ میں جھوٹا ہوں۔ میں وقائع نگار راسہ نہیں ہوں تاسہ جو ایک بے حد عمد آدمی اور اپنے فن کا استاد تھا برسوں پہلے جب میں بچہ تھا مر گیا میں تو.....

اور خاموش ہو گیا۔

شہزادہ خیان اہبی کے بیٹے اور شمال مصر کے تاج و تخت کے وارث ہو نفرا نے کہا۔

تم نے سچ کہا فرق صرف اتنا ہے کہ میرے خیال میں ایسا ولی عہد نہیں ہوں یا اب تک ہوں تو بہت جلد نہیں رہوں گا لیکن اے میری دینی بہن تمہیں میرا نام اور عہدہ کیسے معلوم ہوا؟

خانہ سحر میں ہم سب کچھ جانتے ہیں ہمیں سب کچھ معلوم ہوتا ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ تم نے اپنی بے ہوشی میں یہ باتیں کہی تھیں یا دیوتا جانے کماح نے کہا تھا۔

تو پھر تم نے یہ برا کیا کہ یہ باتیں سنیں۔ چنانچہ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے دوسرے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ تم اپنے گناہ کا اعتراف بھی کرلوگی خیر تو اب شاید تمہیں وہ کھڈ بھی نظر آگیا ہوگا۔ شہزادہ خیان اہبی کے تاج و تخت کا تنہا وارث کم سے کم فی الحال حلقہ سحر کی برادری میں شامل ہوگیا ہے اور یہ برادری بادشاہ اہبی کا تختہ الٹ دینا چاہتی ہے اور پھر اسی شہزادے نے ایک حسینہ کے سر پر ملکہ مصر کا تاج رکھے جاتے دیکھا ہے اور اس طرح انہوں نے ایک طرح سے اہبی کے خلاف اعلان جنگ کردیا ہے اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں ایک طرف تو میں شہزادہ خیان ہوں اور دوسری طرف میں اس برادری کا حلفی رکن ہوں۔

اس کا کیا کروں جواب بے حد سیدھا اور آسان ہے تمہیں بادشاہ اور حلقہ سحر کے درمیان صلح کروادینی چاہئے۔

کس طرح؟ اپنی ایک خاص دینی بہن کو اس بات پر راضی کر کے وہ بادشاہ سے شادی کرلے؟ کیونکہ اسی طرح یہ صلح ممکن ہے اور یہ تم بھی جانتی ہو۔

یہ تو میں نے نہیں کہا اور میں اس قسم کا مشورہ سننا بھی نہیں چاہتی ایک دینی برادر سے بھی نہیں۔

نہ ہی دینی بھائی ایسا کوئی مشورہ دینا چاہتا ہے کیونکہ اگر اس نے ایسا مشورہ دیا اور اگر اس مشورے پر عمل گیا تو یہ دینی بھائی آسمانی دنیا میں پہنچ جائے گا۔

کیوں؟

اس لئے کہ پھر یہ دنیا اس کے لئے ویران اور اندھیری ہوجائے گی اور پھر وہ دونوں چند

ثانیوں تک سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔

دینی بہن! خیان نے کہا لیکن نفرا سر جھکائے بیٹھی رہی تو اس نے قدرے اونچی آواز میں کہا بہن!

اوہ! معاف کرنا ذرا اونگھ گئی تھی کل رات سوئی نہ تھی یہ کہو کیا بات ہے؟

بات صرف یہ ہے کہ تم اس بے چارے شہزادے کو اس کھڈ میں سے جس کا ذکر میں نے کیا ہے پیار کی ریشمی ڈور کے ذریعہ نکال کر اسے بادشاہ نہ بناؤ گی؟

بادشاہ! کاہے کا بادشاہ! ان مقبروں کا اور ان میں رکھے ہوئے مردوں کا؟

نہیں تمہارے دل کا اور اس جو حیات ہے اس کا سنو نفرا ہم دونوں مل کر میرے باپ اپپی کے خلاف کھڑے ہو سکتے ہیں اور اگر علیحدہ رہے تو شکست کھائیں گے کیونکہ جب اسے حقیقت معلوم ہوگی تو وہ مجھے تو قتل کردے گا اور اگر تم پر اس کا زور چل گیا تو وہ تمہیں گھسیٹ کر وہاں لے جائے گا جہاں تم جانا نہیں چاہتی اس کے علاوہ میں تمہیں چاہتا ہوں نفرا اس وقت سے جب مرد کے بھیس میں میری راہبر بن کر آئی تھیں اور تمہاری آواز سن کر میں نے سمجھ لیا تھا کہ تم عورت ہو اسی وقت سے میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں حالانکہ اس وقت میں نے تمہیں ایک معمولی لڑکی سمجھا تھا اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ ہمارا راستہ تاریک ہے زبردست خطرات ہیں اس میں ہو سکتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیں دور دراز ملکوں کی طرف فرار ہو جانا پڑے۔ لیکن اگر ہم دونوں ساتھ رہے تو یہ کوئی بڑا نقصان نہ ہوگا۔

تو پھر مصر کا کیا خیان؟ اس کام کا کیا جو میرے سپرد کیا گیا ہے اور اس حلف کا کیا جو میں نے اٹھایا ہے؟

یہ تو میں نہیں جانتا میں پھر کہتا ہوں کہ راستہ تاریک ہے لیکن محبت کی روشنی میں ہمیں منزل مل جائے گی بس اتنا کہہ دو کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔

کیسے کہہ دوں کہ میں اپنے باپ کے قاتل کے بیٹے سے محبت کرتی ہوں؟ اگر تم مجھے چاہتی ہو تو کہہ سکتی ہو کہ یہ سچائی ہوگی اور سچائی چھپانا بہت بڑا گناہ ہے کہو تم مجھے چاہتی ہو۔

اس کا جواب میں نہیں دے سکتی نہ دوں گی ابوالہول سے پوچھو نہیں روح اہرام سے پوچھو اور اس کا جواب میرے لئے حکم ہوگا کیونکہ وہ روح میری روح ہے ہمارے پاس ابھی ایک دن ہے چنانچہ کل روح اہرام سے پوچھنا بشرطیکہ تم اسے تلاش کرنے کی ہمت کرسکو اور چاندنی مین وہ تمہیں مل جائے۔

اور پھر ایک دم سے وہ اٹھی اور خیان کو دم بخود اور اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئی۔

روح اہرام

اس رات خیان کو نیند نہ آئی خیالات کا بے پنا ہجوم تھا جس نے اسے سونے نہ دیا بڑے مسائل تھے بڑی الجھنیں تھیں وہ شہزادہ تھا شمال مصر کے تاج و تخت کا وارث تھا اور وہ حلقہ سحر میں شامل ہوگیا تھا اور اس کا باپ اس جماعت کا دشمن تھا اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی دھمکی دے چکا تھا اب یہ کیا ہوگا؟ کیا کرے وہ؟ کیا وہ یہ کرسکتا تھا کہ ایک ہاتھ سے وار کرے اور دوسرے سے بچاؤ؟ نہیں یہ ناممکن ہے چنانچہ اب یا تو اسے شہزادہ ہی رہنا ہے یا برادر یہی یک راستہ تھا چنانچہ شہزادی کو جانے دو ویسے یہ درجہ خود اس کی مرضی سے کیا اس سے لے نہیں لیا گیا؟ چنانچہ وہ اب اس کے متعلق پریشان کیوں ہورہا ہے؟ چنانچہ وہ آج سے وہ صرف حلقہ سحر کا برادر خیان ہے نہیں اس کے جواب کا انتظار کررہا ہے اور یہ جواب اسے بادشاہ تک پہنچانا ہے اور پیغام ایک شادی کے سلسلے میں ہے کہ شہزادی بادشاہ سے شادی کرنا پسند کرتے ۔ ں کے غضب کا شکار بنتا۔

یہاں پھر اس کا کام آسان تھا اس بہرحال پیغام کا جواب چاہئے جیسا بھی ہو بادشاہ تک پہنچانا تھا۔ اس کے بعد اس کا فرض ختم ہوجائے گا اور وہ حلقہ سحر کے برادر بن کر رہ جائے گا۔ اگر جواب بادشاہ کی مرضی کے مطابق ہوا تو پھر اسے پیغامبر کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا لیکن پھر وہ تاجو و تخت کا وارث نہ رہے گا۔ لیکن اگر جواب مختلف ہوا مثلاً اس شہزادی نے بادشاہ کی بیوی بننے سے انکار کردیا کہ وہ پیغامبر جو اتفاقاً بادشاہ کی بیٹا ہے تو پھر؟ تو پھر موت یقیناً موت یا فرار۔

لیکن اس خیال نے اسے مایوس نہ کیا بلکہ یہ یاد کرکے وہ مسکرایا اس نئے مذہب کی تبلیغ کے مطابق سب کچھ عظیم روح کے اختیار میں ہے وہ عظیم قوت جو آسمانوں پر ہے جو چاہے گی سو ہوگا وہ فی الحال مرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ ابھی وہ جوان تھا اور اس کا دل ارماں بھرا تھا لیکن اگر موت آہی گئی تو اس سے وہ ڈرتا بھی نہ تھا کیونکہ یہی اسے سکھایا گیا تھا اس کے علاوہ وہ یہ بھی یقین سے نہ کہہ سکتا تھا کہ نفرا اس سے محبت کرتی تھی خود اس نے محبت کا اظہار کردیا تھا لیکن نفرا نے اس کی یہ پیش کش قبول نہ کی تھی بلکہ اس نے کہا تھا

کہ اس کا جواب نہیں دے سکتی اور یہ کہ یہ بات اسے "روح اہرام" سے پوچھنی چاہئے کہ نفرا اس سے خیان سے پیار کرتی ہے یا نہیں اس کا مطلب کیا تھا؟ روح اہرام کا کوئی وجود نہیں تھا اس نے تحقیقات کی تھیں اس سلسلے میں اور پتہ چلا تھا کہ یہ محض کہانی ہے ایک صرف روایت ہے چنانچہ جو جواب ایک عورت نہ دے سکی اسے وہ ایک روح سے کیسے حاصل کرے اور کہاں تلاش کرے اسے؟

اس سے کہا گیا تھا کہ وہ روح اہرام کو پورے چاند کی رات میں قدیم مقبرے میں تلاش کرے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی وہ ایک احمق کی طرح اس روح کو تلاش کرے گا اور اگر وہ نہ ملی تو پھر جواب بھی ظاہر ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد وہ مزید تلاش کئے بغیر راہو سے ابیبی کے پیغام کو جواب حاصل کر کے اپنا ٹوٹا ہوا دل اپنے ساتھ لئے یہاں سے چلا جائے گا اس طرح بادشاہ کے غضب کا شکار وہ خود بنے گا اور اگر بچ گیا تو پھر ان دور دراز ممالک کی طرف چلا جائے جہاں راہو یا حلقہ سحر والے اسے بھیج دیں گے۔ اور وہ عورتوں کی طرف سے اور دنیا کے لذائذ کی طرف سے اپنا دل پھیر دے گا۔

بہت جلد فیصلہ ہوجائے گا بہت جلد وہ ادھر کا ہوجائے گا یا ادھر کا کل پورے چاند کی رات نوجوان ملکہ مصر ابیبی کے پیغام کا جواب دے گی اور چونکہ وہ خود بادشاہ کا سفیر ہے اس لئے یہ جواب اسے ہی بادشاہ کا پہنچانا ہوگا البتہ یہ بات تو ضرور تھی کہ اس نے خیان سے پہلے کبھی کسی سے محبت نہ کی تھی لیکن اب وہ نفرا کا پرستار تھا اور اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا یہاں تک کہ وہ اگر اسے نہ ملی تو پھر اسے کسی چیز کی پروا نہ تھی حتیٰ کہ اپنی جان کی بھی نہیں۔

مقرر گھڑی تھی مقررہ وقت تھا اور اکیلا خیان اہرام کے آس پاس کے قدیم مقبروں میں بھٹک رہا تھا چونکہ وہ اب وہ حلقہ سحر کی برادری میں شامل ہوچکا تھا اس لئے اب اس پر کوئی پابندی نہ تھی اور وہ بے روک ٹوک جہاں چاہے آجا سکتا تھا اس وقت وہ اداس تھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ تلاش احمقانہ تھی اور پھر الٹے سیدھے اندیشے اس کے دل میں بوجھ بنے ہوئے تھے اور پھر اس مقام کی مکمل ترین خاموشی اور قطاروں میں یہاں سے وہاں تک پھیلی ہوئی قبریں ان کے درمیان گذرتے ہوئے ویران اور خاموش راستے۔ اور ان سب پر سربلند کھڑے تھے اہرام اس کے اعصاب پر اثر انداز ہو رہے تھے تلاش محبت کے

لئے عجب مقام تھا یہ وہ مقام جو انسانوں کی اور ہر دنیوی جذبے کی فنا کا اعلان اپنی خاموش زبان میں کر رہا تھا ان مقبروں میں سونے والوں نے بھی سینکڑوں ہزاروں برس پہلے محبت کی تھی نفرت کی تھی لیکن اب وہ ہر دنیوی جذبے سے بے نیاز ہو کر سو رہے تھے اور خود خیان بھی بہت جلد اسی طرح کسی قبر میں سو جائے گا شاید آئندہ پورے چاند کی رات کو اسی ویرانے میں کہیں اس کی بھی قبر ہوگی وہ سوچنے لگا کہ کیا پتہ یہ مردے اپنی بے نور ٹھنڈی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے اور اس کی حماقت پر ہنس رہے ہوں۔

اس مکمل اور بھیانک خاموشی میں وہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا کبھی کبھی کسی لومڑی کی یا گیدڑ کے رونے کی آواز اس خاموشی کو اور بھی بھیانک بنا دیتی آخر کار تھک کر اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور دنیا کے اسرار کے متعلق سوچنے لگا انسان کہاں سے آتا ہے اور پھر کہاں جاتا ہے یہ وہ مسئلہ تھا جسے خود راہو بھی حل نہ کر سکتا تھا۔

اس نے کوئی آواز نہ سنی تاہم پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس نے جیسے ہڑبڑا کر اپنے ہاتھ چہرے پر سے ہٹائے اور چاروں طرف دیکھا۔ بے شک سامنے والے مقبرے کے سائے میں کسی چیز نے حرکت کی تھی۔ شاید لومڑی تھی شکار کی تلاش میں بھٹکتا ہوا کوئی شب بیدار درندہ تھا نہیں وہ جانور نہ تھا وہ تو کوئی سروقد سایہ ایک مقبرے کے سائے میں سے نکلا اور جیسے تیرتا ہوا دوسرے مقبرے کے سائے میں جا کر غائب ہو گیا۔

بے شک وہ سفید نقاب پوش عورت تھی یا بھوت تھا۔

مارے خوف کے خیان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کے باوجود وہ اٹھا اور اس سفید پوش سائے کے پیچھے چل دیا وہ اس مقبرے کے قریب پہنچا جہاں وہ سفید سایہ غائب ہوا تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا سایہ جیسے شکل اختیار کر رہا تھا اور خفرا کے اہرام کی طرف جا رہا تھا خیان نے اس کا تعاقب کیا وہ حتیٰ الامکان تیزی سے چل رہا تھا اس کے باوجود سایہ اس سے زیادہ تیز چل رہا تھا کبھی وہ سایہ نظر آتا اور کبھی کہیں غائب ہو جاتا یہاں تک کہ وہ خفرا کے اہرام کے شمالی پہلو کے قریب پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر اس نے نعرہ لگایا:

اور خفرا "عظیم ترین خفرا"۔

سایہ خیان کے عین سامنے اور ایک نیزے کے فاصلے پر تھا۔

لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ سفید پوش سایہ اہرام پر چڑھنے لگا ور پھر ایک کھجور کے درخت کی بلندی پر پہنچ کر اچانک غائب ہوگیا۔

خیان اس دوسرے اہرام پر کئی دفعہ چڑھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ اس کے اس پہلو پر یا کسی بھی پہلو پر کوئی راستہ یا کھڑکی یا شگاف نہ تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ اس نے جسکو دیکھا تھا وہ بھوت تھا جو فضا میں تحلیل ہوگیا تھا جیسا کہ کہتے ہیں کہ بھوت تحلیل ہوجاتے ہیں اس کے باوجود اس کا اطمینان کرنے کے لئے حالانکہ وہ خوفزدہ تھا۔ وہ بھی اہرام پر چڑھنے لگا اور کوئی پچاس فٹ چڑھنے کے بعد ٹھٹھک گیا کیونکہ یہاں اہرام کی عمودی دیواروں پر ایک دروازہ تھا جس کے پیچھے راستہ جو کہیں نیچے جارہا تھا اس کے علاوہ اس نیچے جاتے ہوئے راستہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے چراغ رکھے ہوئے تھے خیان بے حد خوف زدہ ہوگیا تھا۔ چنانچہ چند ثانیوں تک کوئی فیصلہ نہ کرسکا کہ کیا کرے لیکن پھر اس نے سوچا کہ بھوتوں کو چراغوں کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی چنانچہ اس نے جسے دیکھا وہ یا تو کوئی مرد تھا یا عورت۔ اس خیال سے اس کی ہمت بندھی اور وہ اس راستے پر اتر گیا۔

یہ راستہ کوئی پینتیس قدم تک تنگ اور عمودی دیواروں کے درمیان نیچے اترتا چلا گیا تھا اور پھر تیس قدم تک ہموار چل کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا اس چٹانی کمرے کی چھت میں پتھر کی زبردست سلیں اپنے آپ میں جوڑ کر لگائی گئی تھیں۔ ان سلوں نے اہرام کی بلندی کا پورا بوجھ سنبھال رکھا تھا۔ چھت کی ان سلوں پر رنگین تصویریں بنائی گئی تھیں۔ اس اندھیرے کمرے میں جو اہرام کی چٹانی گہرائیوں میں بنا ہوا تھا اور کچھ نہ تھا سوائے پتھر کے ایک تابوت کے۔

خیان چراغوں کی لرزاں روشنی میں دبے پاؤں چلتا ہوا آگے بڑھا اس کے پیروں کی ہلکی سی چاپ بھی اس گہرے اور خاموش مقام پر بڑی خوفناک گونج گئی تابوت پر صرف ایک چراغ چل رہا تھا جس کی لو اس اندھیرے مقام میں ستارے کی طرح معلوم ہوتی تھی اس اندھیرے میں اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا لیکن وہ نقاب پوش ہستی جس کے تعاقب میں وہ یہاں تک پہنچا تھا اسے کہیں دکھائی نہ دی یا شاید وہ اہرام کے بطن میں کہیں غائب ہوگئی تھی۔

جس فرعون کی ابدی نیند میں وہ خلل انداز ہوا تھا اس کی روح کے انتقام سے محفوظ

رہنے کی دعا کرکے اس نے اپنی تلوار بے نیام کر کے ہاتھ میں لی کہ ہوسکتا تھا کہ اسے نقصان پہنچانے کے لئے دھوکے سے یہاں لایا گیا ہو اور پھر وہ بڑی احتیاط اور چوکنے پن سے آگے بڑھا کیونکہ پتھر کے فرش میں چوروں کو گرانے کے لئے خفیہ کھڈ ہوسکتے تھے آخر کار وہ تابوت کے قریب پہنچ کر کھڑا ہوگیا۔ کیونکہ اچانک اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

اگر واقعی وہ ایک بھوت کا تعاقب کر رہا تھا اور اگر اس بھوت نے پیچھے سے آکر اسے دبوچ لیا تو؟ نہیں وہ خیان بہادر تھا اور پھر بھوت طاقوں میں چراغ تو نہیں رکھتے۔ بے شک یہ چراغ بے حد قدیم تھے یہ ان کی ساخت بتا رہی تھی غالباً وہی چراغ تھے جو اہرام کے معماروں نے استعمال کئے تھے یا ان لوگوں نے استعمال کئے تھے جو فرعون کی لاش کو اس کی آخری آرام گاہ میں لائے تھے لیکن چراغ ہمیشہ تو جلتے نہیں رہتے سوائے اس کے کہ بھوتیا چراغ ہوں۔ ان میں جو تیل تھا وہ نیا ہوگا اور انسان ہاتھوں نے انہیں یہاں رکھا ہوگا۔

اس خیال نے اس کی ہمت بندھائی اور وہ بے حرکت کھڑا رہا حالانکہ کچھ ہی دیر پہلے وہ یہاں سے فرار ہوجانے کے متعلق سوچ رہا تھا کمرے کے انتہائی سرے پر سے آواز سنائی دی' سرسراہٹ کی آواز' خیان کا دل یک دم دھڑکنا بھول گیا اندھیرے میں ایک سفید بادل نمودار ہوا جو تیرتا ہوا اس کی طرف آیا۔

بھوت اس پر ہلا بول رہا تھا۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا شاید اس لئے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکتا تھا سفید نقاب پوش ہیولا قریب آکر ٹھہر گیا اب ان کے درمیان صرف تابوت کی چوڑائی تھی۔ خیان نے چراغ کی لو کے اوپر سے اس کی طرف دیکھا لیکن کچھ دیکھ نہ سکا کیونکہ اس کا چہرہ ڈھنکا ہوا تھا جیسا کہ تازہ مردے کا ہوتا ہے انتہائی خوف کے عالم میں اس نے اپنی تلوار بلند کی جیسے اس غیر ارضی چیز پر وار کرنے والا ہو۔

اور تب ایک بے حد شیریں آواز نے کہا:

اے روح اہرام کی متلاشی! یہ کیا طریقہ ہے استقبال کا؟

اس لئے کہ میں خوفزدہ ہوں خیان نے جواب دیا' نقاب پوش چیز ہمیشہ خوف طاری کردیتی ہے خصوصاً ایسے مقام میں۔

خیان نے یوں کہا ہی تھا کہ اس کے چہرے پر کی نقاب گر گئی۔
اس کے سامنے حسین نفرا کیسی تھی۔
آخر ایسے مذاق کا مطلب کیا ہے ملکہ خیان نے پوچھا۔
جنوبی مصر کے تاج و تخت کا وارث مجھے ملکہ کہہ رہا ہے نفرا نے طنزاً کہا لیکن یہ سچ ہی ہے کیونکہ میں اپنے اجداد کے جن کی لاشیں یہاں رکھی ہوئی ہیں تاج و تخت کی جائز وارثہ ہوں شہزادے خیان! تمہیں روح اہرام کی تلاش تھی جس کا وجود صرف قصے کہانیوں میں ہے لیکن تمہیں ملکہ مل گئی جو زندہ ہے اور موجود ہے اگر اب بھی تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہہ دو کیونکہ وقت بہت کم ہے اور جلد ہی میں چلی جاؤں گی۔
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا نفرا! میں تمہیں چاہتا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے پیار کرتی ہو یا نہیں؟
جواب صاف اور مختصر ہے۔ خیان! اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں اور عورت کے پاس یہی وہ خزانہ ہے جسے وہ اپنے محبوب پر پوری طرح سے نچھاور کر دیتی ہے۔
یہ الفاظ سن کا اس کا سر چکرا گیا اور پیر لڑکھڑا گئے چنانچہ گرنے سے بچنے کے لئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ تابوت پر ٹیک دیئے اس کے باوجود پہلے اسے غصہ آ گیا اور اب جو الفاظ اس کے منہ سے نکلے وہ کرخت تھے۔
اگر یہ سچ ہے تو اے نفرا! اس کے اظہار کے لئے مجھے مردوں کے اس بھیانک مقام میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ مجھ سے ایک بھوت کا تعاقب کروانے کی کیا ضرورت تھی کہ اس تعاقب سے مجھے ایک عورت مل جائے؟ بے شک تمہارا یہ مذاق بہت برا تھا۔
اتنا برا نہیں جتنا کہ تم نے سمجھا ہے خیان۔ نفرا نے نرمی سے جواب دیا۔ کل میں تم سے وہ نہ کہہ سکی جو کہنے کے لئے بے تاب تھی کیونکہ میں جو کچھ ہوں اس کی وجہ سے یہ معاملہ مجھے دوسروں کے سامنے پیش کرنا تھا کیونکہ میں نفرا آپ اپنی مالک نہیں ہوں بلکہ ایک اہم مقصد کی خادمہ ہوں چنانچہ مجھے وقت درکار تھا یہاں تک کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی بھی وہی مرضی ہے جو میری خواہش ہے اور اس عظیم روح کی بھی خواہش ہے جو آسمانوں پر ہے اگر معاملہ ایسا نہ ہوتا اگر سب کی وہی مرضی نہ ہوتی جو میری خواہش تھی تو

تم آج رات نہ تو تم روح اہرام کو دیکھتے اور نہ ملکہ نفرا کو اور کل تم یہاں سے چلے جاتے۔

تو پھر راہو اور دوسروں کو منظور ہے؟

ہاں بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ شروع سے ہی اس کی آس لگائے بیٹھے تھے چنانچہ جہاں تک ممکن تھا وہ ہمیں ایک دوسرے کے قریب لائے اور ہماری ملاقاتیں کرواتے رہے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ ہماری محبت سے یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اور ہماری محبت ہی مصر کو متحد کر سکے گی۔

لیکن ایسا ہونے سے پہلے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے خیان نے اداسی سے کہا۔

جانتی ہوں خیان ہماری راہ میں زبردست خطرات ہیں میرے خیال میں تو یہ خطرات زیادہ دور نہیں ہیں اسی وجہ سے میں روح اہرام بن کر تمہیں یہاں لے آئی تاکہ تم اس مقام سے واقف ہو سکو اور بہ وقت ضرورت یہاں چھپ سکو۔ اب میں تمہیں اس دروازے کا جو اہرام کے پہلو میں ہے راز بتاتی ہوں یہ راز مجھے اس لئے بتایا گیا ہے کہ میں قدیم فراعنہ کے خاندان سے ہوں یہ راز شیخ الاہرام کے خاندان میں نسلاً بعد نسل صدیوں سے چلا آرہا ہے اور وہ اسے کسی پر ظاہر نہیں کرسکتے چاہے انہیں کتنی ہی اذیتیں کیوں نہ دی جائیں دیکھو خیان۔

نفرا نے چراغ اوپر اٹھا کر کمرے کے انتہائی سرے کی طرف اشارہ کیا۔

خیان نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ وہاں بہت سے بڑے بڑے مرتبان رکھے ہوئے تھے۔

ان برتنوں میں نفرا نے شراب' تیل' غلہ' خشک مچھلی اور دوسری قسم کی اشیا خوردونوش بھری ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ دروازے کے قریب جیسا کہ تم دیکھو گے پانی سے بھرے ہوئے مرتبان رکھے ہوئے تھے جن میں کا پانی وقتاً" فوقتاً" بدلا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں کئی لوگ مہینوں تک رہ سکتے ہیں اور بھوکے نہیں مرسکتے۔

دیوتا مجھے ایسی بدقسمتی سے محفوظ رکھیں۔ خیان نے کہا۔

ہاں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوجائے خیان وہ لومڑی سب سے زیادہ محفوظ رہتی ہے جو شکاریوں سے بچ کر چھپنے کے لئے اپنا بھٹ تیار رکھتی ہے۔

اندھیرے میں اور دنیا سے کٹ کر بیٹھے رہنے سے تو میں مرجانا بہتر سمجھتا ہوں خیان

نے مشکوک آواز میں کہا۔

نہیں خیان اب تمہیں زندہ رہنا ہے۔ میرے لئے اور مصر کے لئے۔ نفرا نے چراغ رکھ دیا اور تابوت کے پائینتی کی طرف جا کھڑی ہوئی۔ خیان بھی وہاں پہنچا اور اب وہ دونوں پاس پاس کھڑے تھے اور مقبرے کی مکمل خاموشی میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور خاموشی اتنی گہری تھی کہ وہ اس میں ایک دوسرے کی دل کی دھڑکن سن رہے تھے اور ان کی زبانیں خاموش تھیں ان کے پاس ایک دوسرے کو کہنے کے لئے مزید الفاظ نہ تھے البتہ ان کی آنکھیں وہ کہہ رہی تھیں جو ان کے دلوں میں تھا وہ ایک دوسرے کی طرف جھکے جیسے نرسل ہوا کے جھونکے سے جھک جاتے ہیں یہاں تک نفرا خیان کی آغوش میں تھی۔ اور اچانک اس کے ہونٹ خیان کے ہونٹوں سے مل گئے۔

جان من! خیان نے کہا قسم کھاؤ کہ تم میری زندگی میرے علاوہ کسی اور سے شادی نہ کرو گی۔

نفرا نے خیان کے شانوں پر اپنا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

نفرا کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

یہ قسم کھانا ضروری ہے؟ نفرا نے بدلی ہوئی گھمبیر اور جذبات سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تم بڑے شکی مزاج ہو خیان میں نے تم سے ایسی کوئی قسم کھانے کو نہیں کہا۔

اگر تم ایسا کرتیں تو یہ حماقت ہوتی کیوں کون ایسا بے وقوف ہوگا جو تمہارے پیار میں گرفتار ہونے کے بعد کسی دوسری عورت کی طرف متوجہ ہوگا؟ لیکن مردوں میں ایسے بہت سے ہوں گے جو دنیا کی حسین ترین عورت اور مصر کی ملکہ کو اپنی بنانا چاہیں گے۔ ان میں سے ایک تو تمہارا ہاتھ طلب کر ہی چکا ہے چنانچہ اسی لئے میں تم سے درخواست کرتا ہوں نفرا کہ قسم کھاؤ۔

بہت اچھا اگر اسی میں تمہاری خوشی ہے تو یونہی سہی میں اس روح عظیم کی جس کی ہم پرستش کرتے ہیں اور مصر کی جس پر ہم مستقبل میں حکومت کریں گے اور اپنے اجداد کی جن کی ہڈیاں اس مقبرے میں دفن ہیں قسم کھاتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کسی اور سے شادی نہ کروں گی۔ جب تک تم زندہ رہو گے تمہاری وفادار ہوں گی اور مرجاؤ گے تو جلدی ہی تمہارے پاس دوسری دنیا میں پہنچ جاؤں گی اگر میں اپنی یہ قسم توڑ دوں تو اس کے جیسی بن

جاؤں جو اس وقت میرے ہاتھ کے نیچے ہے اور اس نے تابوت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور میرا نام شاہان مصر کے شجرے سے مٹا دیا جائے اور دیوتا شرست میری روح کو اپنا غلام بنا لے اے شکی مزاج خیان! یہ کافی ہے یا اور بھی کچھ کہوں؟

کافی بلکہ کافی زیادہ ہائے نفرا تم نے میرے دل کو نئی حیات بخشی ہے۔ کس طرح میں تمہارا شکریہ ادا کروں میں تمہارا پرستار ہوں کیسے خدمت کروں تمہاری؟

نفرا نے نفی میں سرہلایا اور کوئی جواب نہ دیا لیکن خیان نفرا کو اپنی آغوش سے الگ کر کے اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور اس کے چغے کے دامن کو چوم کر بولا:

اے میرے دل کی ملکہ! اے مصر کی ملکہ! خیان تمہارا پرستار اور تمہارا غلام ہے اس غلام کے پاس جو کچھ بھی ہے یا جو کچھ بھی ہو وہ اسے تیرے قدموں پر نچھاور کرتا ہے اور نچھاور کرے گا۔ اے ملکہ! تیرا یہ عاشق جو تیرا شوہر بننے کا خواہشمند ہے تیری ادنی رعایا ہے۔

نفرا نے جھک کر اسے اٹھایا۔

نہیں نفرا نے مسکرا کر کہا۔ تم مجھ سے بلند مرتبہ ہو خیان کہ تم مرد ہو اور میں عورت ہوں بہرحال ہم دونوں ایک دوسرے کی خدمت کریں گے لیکن خیان! ابیبی کا کیا جو تمہارا باپ ہے؟

یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ میرا باپ ہو یا دیوتا بہتر ہو گا کہ وہ ہمارے درمیان نہ آئے۔

دیوتا کریں کہ ایسا ہی ہو آج کی رات تو بڑی مبارک ہے خیان لیکن کل ہائے کل کیا ہو گا؟

یہ دیوتاؤں کے ہاتھ میں ہے چنانچہ تم فکر نہ کرو۔

ہاں خیان لیکن اکثر اوقات دیوتاؤں کے راستے مشکل اور دشوار ہوتے ہیں جیسا کہ میرے والدین کو پتہ چل گیا ہم دونوں کی طرح ہی وہ بھی ایک دوسرے کو چاہتے تھے لیکن یہی ابیبی ان کی موت کا باعث بنا آؤ اب چلیں۔

ایک بار پھر وہ ایک دوسرے کی آغوش میں تھے اور ایک بار پھر انہوں نے ایک دوسرے کے ہونٹ چومے اور پھر وہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے موت کے اس مقام سے نکل کر

کھلی فضا اور چھٹکی ہوئی چاندنی میں آگئے اس جگہ پہنچ کر جہاں اہرام میں اترنے کا راستہ تھا۔ نفرا نے خیان کو بتایا کہ کس طرح ایک پتھر کو دبانے سے جو ایک چول پر گھومتا تھا اس دروازے کو بند کیا جاسکتا اور کھولا جاسکتا تھا۔ اس نے خیان کو بتایا کہ ضرورت کے وقت کس طرح اس مقام کو پتھر کی سلاخوں اور پتھر ہی کی کیلوں سے مضبوطی سے بند کیا جاسکتا تھا یہ سلاخیں اور کیلیں اہرام کے معماروں نے اس دروازے کو بند کرنے کے لئے اس وقت استعمال کی تھیں جب وہ تابوت بالا خفیہ کمرہ بنا رہے تھے تاکہ کفن چور یہ معلوم نہ کرسکیں کہ فرعون کی لاش اور خزانہ کہاں رکھا جائے گا اس کے علاوہ نفرا نے پتھر کا وہ زبردست لٹکتا ہوا دروازہ بھی خیان کو دکھایا جسے وہ لوگ چند ہزار [illegible] پہلے فرعون کی لاش کو یہاں رکھنے لائے تھے واپس لوٹتے وقت گرانا بھول گئے تھے۔

دیکھا خیان؟ نفرا نے کہا اگر پتھر کے اس سرے کو ٹھوکا جائے تو یہ زبردست دروازہ نیچے آجائے گا۔ چنانچہ اسے چھونا مت مبادا ہم اس اہرام کے بنانے والے فرعون خفرا کی ہڈیوں کے ساتھ زندہ ہی دفن ہوجائیں دیکھو سامنے وہ بڑا طاق ہے جہاں کبھی ایک پجاری یا سپاہی کھڑا ہوا ہوگا جو دروازے کا پاسبان تھا اور اس دروازے کے قریب پانی بھرے ہوئے مرتبان ہیں جن کا ذکر میں نے کیا تھا اور ان کے قریب چراغ ہیں ان میں جلانے کا تیل اور نرسلوں کی بٹی ہوئی بتیاں ہیں اور وہیں آگ سلگانے کی چربی اور دوسری ضرورت کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔

یہ اطمینان کرلینے کے بعد کہ خیان نے سب کچھ دیکھ اور سمجھ لیا ہے۔

نفرا نے آخری چراغ بھی بجھا کر طاق میں رکھ دیا۔ پھر وہ اہرام کے پہلو پر آگئے اور یہاں نفرا نے تین دفعہ خیان سے خفیہ دروازہ کھلوایا اور بند کروایا یہاں تک کہ وہ یہ دروازہ کھولنے اور بند کرنے میں ماہر ہوگیا اس کے بعد سنگ مرمر کے ایک لمبے ٹکڑے سے جو ایک خانی یا حلقے میں ٹھیک سے بیٹھ جاتا تھا اس نے دروازے کا پتھر مضبوطی سے بند کردیا چنانچہ اب کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ یہاں کوئی دروازہ یا راستہ ہے سوائے اس کے کہ وہ اس راز سے واقف ہو اس کے بعد وہ نیچے اترے جہاں زمین پر ایک پتھر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ پتھر اس خفیہ دروازے کی نشانی تھا کہ خفیہ دروازے تک پہنچنے کے لئے اسی جگہ سے اوپر چڑھنا چاہئے اہرام کے قدموں میں جڑے ہوئے پتھروں کا فرش عبور کر اس مندر میں پہنچے

جو فرعون خضرا کی روح کے لئے بنایا گیا تھا اور جہاں کسی زمانے میں پجاری اس کے لئے دعا کرتے تھے اور تھوڑی دیر تک وہ دونوں اس کے سائے میں کھڑے رہے کہ کہیں کوئی شب زندہ دار آوارہ گرد انہیں دیکھ نہ لے۔ یہاں وہ ایک دوسرے سے پیار بھرے الفاظ کہہ کر رخصت ہوئے نفرا اپنی قیام گاہ کی طرف ایک راستے سے گئی اور خیان دوسرے راستے سے۔

خیان مقبروں کے ویرانے میں سے گزر رہا تھا اور چاندنی بکھری ہوئی تھی اور اس کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا کیونکہ اسے نفرا کا دنیا کی حسین ترین لڑکی کا پیار مل گیا تھا لیکن اس خوشی کے ساتھ خوف بھی تھا کہ نہ جانے کل کیا ہو کیونکہ اب وہ جانتا تھا کہ اپیپی کا پیغام کا جواب نفرا کیا دے گی اور چونکہ وہ پیغامبر تھا اس لئے یہ جواب اسے ہی لے کر اپیپی کے پاس جانا تھا کہ یہ اس کا فرض تھا پھر پھر کیا ہوگا؟ صرف ایک امید تھی۔ اپیپی اس خیال سے صبر کرلے کہ اس سے نہیں تو وہ ملکہ اس کے بیٹے سے شادی کرنے کو تیار تھی۔ چنانچہ یوں بھی اس کا وہ سیاسی مقصد پورا ہو رہا تھا جس کے لئے نفرا کو اپنی ملکہ بنانا چاہتا تھا اور پھر خیان تو اپیپی کا بیٹا اور اس کے تاج و تخت کا وارث تھا ہی۔ البتہ اگر اپیپی نے نفرا کی ایک جھلک بھی دیکھ لی تو بے شک معاملہ مختلف ہوتا کیونکہ خیان اپنے باپ کے مزاج سے واقف تھا وہ حسن پرست تھا چنانچہ وہ نفرا جیسی حسینہ کو اپنی بنانے کے لئے سب کچھ کر گزرتا لیکن خوش قسمتی سے اس نے نفرا کو دیکھا نہ تھا چنانچہ ہو سکتا تھا کہ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے بضد نہ ہو اور اس کے لئے راضی ہوجائے کہ اس کا بیٹا خیان اس سے شادی کرلے اور یوں قدیم فراعنہ کی حکومت بھی چرواہے بادشاہوں کو مل جائے۔

تاہم خیان کو شک تھا کہ واقعات یوں نہ ہوں گے جیسا کہ وہ سوچ رہا تھا ہو سکتا تھا کہ اس کے جاسوسوں کے ذریعہ اسے معلوم ہوجائے اور یقیناً ہوجائے گا اس کے بیٹے کی نسبت شاہی خاندان کی اس لڑکی سے ہوگئی ہے جس سے وہ خود شادی کرنا چاہتا تھا تو ظاہر ہے کہ پھر خیان کے متعلق وہ یہی فیصلہ کرے گا کہ اس نے باپ سے غداری کی اور ایک طرح سے یہ سچ بھی تھا اگر ایسا ہوا تو اپیپی غضب ناک ہوجائے گا اور اپنے غصے میں اندھا ہو کر خوفناک بن جائے گا ویسے وہ سخت دل اور ظالم تو تھا ہی اس کے علاوہ ممکن ہے وہ انتقام کی ٹھان لے اور کیسا انتقام؟ غدار کے لئے سزائے موت اذیت ناک موت اور اس

کے بعد اگر نفرا اس کی بیوی بننے سے انکار کرے تو اس کے لئے بھی موت کیونکہ بہرحال وہ مصر کی جائز ملکہ تھی اور جب تک وہ زندہ رہے گی ابھی اپنے تخت پر سکون سے نہ بیٹھ سکے گا بلکہ اس کا تاج کانٹوں کا اور اس کا تخت انگاروں کا بن جائے گا۔

چاندنی رات میں اور مقبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا خیان اپنے دل میں سمجھ چکا تھا کہ موت اس کے روبرو تھی۔ بھیانک خیالات ہجوم کر آئے اور اس کے تصور نے اسے یوں دکھایا کہ ایک کفن پوش سایہ اس کے آگے آگے چل رہا تھا موت کا دیوتا اوزیرس جو اس کفن میں لپٹا ہوا تھا جو حنوط شدہ لاشوں پر لپٹا جاتا ہے اوزیرس اسے موت کی طرف لئے جارہا تھا لیکن اوزیرس دوسری زندگی اور عاقبت کا بھی دیوتا تھا۔ اگر اس کے اور نفرا کے لئے حقیقت میں موت مقدر ہوچکی تھی تو قبر کے اس پار دوسری دنیا میں ان کے لئے خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

راہو کا یہی عقیدہ تھا اور خیان کا بھی ایمان تھا۔ اس کے باوجود وہ مرنے اور دوسری دنیا کی زندگی کے خیال سے کانپ گیا یہاں تو اس نے نفرا کے گرم اور پر حیات ہونٹ چومے تھے زندگی سے بھرپور نفرا نے اقرار محبت کیا تھا لیکن قبر کے اس پار کون جانے کیا ہو کچھ ہو بھی یا نہ ہو کون کہہ سکتا ہے بے شک یقین سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔

خیان ابوالہول کے مندر کے خفیہ دروازے کے سامنے پہنچ گیا وہ اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کی محراب کے اندھیرے سائے میں سے دیو قامت رو نکل کر سامنے آگیا اور عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

اے آقا! اتنی رات گئے تم کیا روح اہرام کی تلاش میں گئے تھے؟ رو نے پوچھا۔

اور کس کی تلاش میں؟ خیان نے جواب دیا۔

اور وہ تمہیں ملی آقا اور اس کا چہرہ دیکھا جو لوگ کہتے ہیں کہ بے حد حسین ہے؟

ہاں رو وہ مجھے مل گئی اور میں نے دیکھا کہ لوگ غلط نہیں کہتے روئے زمین پر اس کی سی اور کوئی حسینہ نہیں ہے۔

اور تم دیوانہ ہوگئے ہو آقا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس پر روح مسکراتی ہے وہ پاگل ہوجاتا ہے؟

ہاں رو میں دیوانہ ہوں محبت کا دیوانہ۔

”اور تم دیوانے ہو۔ آقا تو کیا اس کے پیار کی قیمت دینے اور اس کے پیچھے دوسری دنیا میں جانے کو تیار ہو؟“

”اگر ضرورت ہوئی تو تیار ہوں۔“

دیو قامت رو سر جھکائے سوچتا رہا آخر کار اس نے سر اٹھایا اور کہا:

”آقا میں تو ایک جنگ کرنے والا اجڈ سپاہی ہوں لیکن ہم حبشیوں کو کبھی کبھی مستقبل کی خبر ہو جاتا ہے چنانچہ اس وقت میں یہاں ریت پر جو لکھا دیکھ رہا ہوں اس کی بنا پر کہتا ہوں کہ تمہاری اور اس دوسری کی بہتری اسی میں ہے آج ہی رات کو تم یہاں سے فرار ہو کر شام یا قبرص یا دریائے نیل کے اوپر جنوب میں چلے جاؤ اور وہاں چھپ کر بہتر دنوں کا انتظار کرو۔“

”میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں رو لیکن یہ بتاؤ کہ ریت پر کی تحریر کے آخر میں تم دیوتا اوزیس کی علامت دیکھ رہے ہو؟“

”نہیں آقا‘ نہ تمہارے لئے اور نہ ہی اس دوسرے کے لئے البتہ میں مستقبل قریب میں ہی بہت سا خون اور مصائب دیکھ رہا ہوں۔“

”رو! خون خشک ہو جاتا ہے اور مصائب ختم ہو جاتے ہیں۔“

اور رو کو ریت کی طرف دیکھتا چھوڑ کر خیان مندر میں داخل ہو گیا۔

پیغامبر

اس پورے چاند رات کی صبح، جب شہزادہ خیان روح کی تلاش میں چلا تھا اور اسے عورت مل گئی تھی، حلقہ سحر کے مشیروں کی مجلس کے ملنے والی تھی

علی الصبح سرحد کے نگہبانوں نے خبر دی کہ بادشاہ اہمی کا ایک پیغامبر کشتی سے اس طرف اترا ہے۔ اور اب وہ کھجوروں کے جھنڈ میں منتظر ہے کہ اسے بحفاظت مجلس کے اراکین تک پہنچا دیا جائے اس سے پوچھا گیا کہ کاہن تیمور کا کیا بنا جسے ایک پیغام کے ساتھ یہاں سے بادشاہ اہمی کے پاس بھیجا گیا تھا تو پیغامبر نے جواب دیا کہ وہ وہاں کسی مرض میں مبتلا ہو کر مرگیا چنانچہ اب وہ کبھی واپس نہ آئے گا۔ پیغامبر نے کہا کہ کم سے کم اس نے تو ایسا ہی سنا تھا اس کے بعد حکم دیا گیا ہے اس پیغامبر کو مجلس تک پہنچا دیا جائے کہ وہ بادشاہ کا پیغام زبانی یا تحریری جیسا بھی وہ لے کر آیا ہے سنا دے یا ہاتھوں ہاتھ پہنچا دے۔

مقررہ وقت پر کاہن اعظم راہو اور مجلس کے سارے اراکین مندر کے بڑے کمرے میں جمع ہوئے حلقہ کے برادر بھی نفرا کا جواب سننے کے لئے آگئے اور خیان بھی آگیا جو ہونہ اہمی کا سفیر اور وقائع نگار راسہ تھا اور آخر میں نفرا آئی جس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا اور آج پہلی دفعہ وہ مصر بالا اور زیریں کا دہرا تاج سر پر رکھے ہوئے تھی۔ اس کے ساتھ رو تھا جو اس کا باڈی گارڈ تھا اور کماح تھی جو اس کی انا تھی نفرا تخت پر بیٹھ گئی۔ جو اس کے لئے رکھا گیا تھا یہ وہی تخت تھا جس پر وہ اس رات رونق افروز ہوئی تھی جس رات اسے ملکہ مصر نامزد کر کے اس کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی کمرے میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا اور سب کورنش بجا لائے۔

اور تب اعلان کیا گیا کہ بادشاہ اہمی کا پیغامبر بادشاہ کے خطوط لئے باہر منتظر کھڑا ہے اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے حکم دیا گیا کہ اسے حاضر کیا جائے اور دوسرے ہی لمحے وہ دو راہبوں کی راہبری میں کمرے میں داخل ہوا۔

خیان اس کی طرف دیکھ رہا تھا شاید وہ اس پیغامبر کو جانتا ہوں پیغامبر درمیانے قد کا موٹا آدمی تھا۔ جو چلنے میں قدرے لنگڑا رہا تھا اور اس نے اپنے آپ کو شال میں لپیٹ رکھا

تھا۔ اور اسی سے اس نے اپنے چہرے کا نچلا حصہ بھی ڈھنک رکھا تھا جیسے وہ سرد ہوا سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہو اچانک آنے والے کی نظر خیان پر پڑی جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا پیغامبر نمایاں طور سے چونکا اور اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور تب اس کی نگاہ نفرا پر پڑی جو اپنی ساری فتنہ سامانیوں کے ساتھ بڑے وقار سے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اس کے حسن کی تاب نہ لا کر یا کسی اور وجہ سے آنے والا لڑکھڑا گیا لیکن پھر سنبھل کر لنگڑاتا ہوا آگے بڑھا تخت کے چبوترے کے سامنے پہنچ کروہ کمر سے جھک گیا یوں سلام کرنے کے بعد اس نے اپنے چغے کے گریبان میں ہات ڈال کر پاپیرس کا لپٹا ہوا پلندہ نکالا۔ اپنے ماتھے سے لگایا ور اس راہب کو دے دیا جو چبوترے کے قریب تھا۔ راہب نے نفرا کو پیش کیا اور نفرا نے راہو کو دے دیا جو اس کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا۔

راہو نے خط کھول کر اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر اونچی آواز میں پڑھنا شروع کیا۔

خط مختصر تھا اور یوں تھا:

"فرعون اپیبی کی طرف سے حلقہ 'سحر کے نام۔"

"مجھے تمہارا خط ملا اور وقائع نگار راسہ کا بھی خط ملا۔ تمہارا پیغامبر جس نے اپنا نام تیمور بتایا ہمارے دربار میں بیمار پہنچا اور چند دنوں تک زندگی اور موت کے درمیان جھکولے کھانے کے بعد مر گیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے بتایا کہ ہمارا بھیجا ہوا وقائع نگار راسہ اہرام پر سے گر کر مر گیا مجھے شک ہے کہ راسہ کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے چنانچہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اس کی موت کا سبب اور واقعات تفصیل سے لکھ کر بھیج دو۔"

"تم نے اپنے خط میں جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق میں اس وقت تک کچھ نہ کہوں گا جب تک مجھے نفرا کا جواب نہیں مل جاتا جس کو میں نے شادی کا پیغام دیا ہے اس کے جواب پر ہی اس کا انحصار ہوگا کہ پھر میں کیا کرتا ہوں یہ خط میں اپنے ایک وفادار کے ہاتھ بھیج رہا ہوں جو کوئی بڑا افسر یا عہدے دار نہیں ہے چنانچہ یہ کچھ نہیں جانتا میں نے اپنے کسی افسر کو اس لئے نہیں بھیجا کہ مجھے تم لوگوں پر اعتبار نہیں ہے چنانچہ اپنا جواب اس کے حوالے کر کے اسے فوراً میرے پاس بھیج دو جان لو کہ اگر کوئی حادثہ ہوا تو پھر میں تم پر حملہ کر دوں گا۔"

مہر ہے اس پر مصر بالا اور مصر زیریں کے فرعون اپیبی کی اور اس کے وزیر آناتھ کی۔

خط پڑھنے کے بعد راہو نے بلند زمین پر پھینک دیا کیونکہ اسے غصہ آگیا تھا اور اس نے پیغامبر کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا پیغامبر فوراً پیچھے ہٹ گیا جیسے خوفزدہ ہوگیا ہو اور اب وہ کمرے کے انتہائی اسرے پر ایک ستون کا سہارا لئے کھڑا تھا۔ اس شخص کی طرح جو لنگڑا اور تھکا ہوا ہو۔

اور اب راہو نے زبان کھولی اس نے کہا:

اہمی نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا جو ہم نے لکھی تھیں بلکہ اس نے اپنے سفیر راسہ کے قتل کا الزام ہم پر لگایا ہے وہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمارا پیغامبر تیمور مرگیا بیمار ہو کر مرگیا لیکن ہم اس بات کا یقین نہیں کرتے کیونکہ ہمارے کسی برادر کے ساتھ جب کوئی واقعہ ہوجاتا ہے تو ہمیں چند خاص ذرائع سے اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔ وقائع نگار راسہ آگے آؤ تاکہ اہمی کا یہ پیغامبر اور سب دیکھ لیں کہ تم مرے نہیں ہو بلکہ زندہ ہو آؤ اور تخت کے قریب کھڑے ہوجاؤ کہ سب تمہیں اپنی آنکھوں سے دکھ لیں چنانچہ خیان چبوترے پر چڑھ کر تخت کے قریب کھڑا ہوگیا۔

نفرا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

اور اب راہو نے کہا:

ملکہ اب وقت آگیا ہے کہ تم بادشاہ اہمی کی درخواست کا جواب دو۔ کلیا کہتی ہیں ملکہ مصر کہ وہ اہمی کو اپنا شوہر بنانا چاہتی ہیں یا نہیں؟

مقدس کاہن اور حلقہ سحر کے اراکین ملکہ نے صاف اور شیریں آواز میں کہا میں بادشاہ اہمی کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن میں اس سے شادی نہ کروں گی کہ وہ میرے والد کا قاتل ہے اور اگر اس کا بس چل جاتا تو وہ مجھے اور میری والدہ کو بھی زندہ نہ چھوڑتا بس میں کہہ چکی۔

ملکہ کے الفاظ تحریر کر لئے جائیں کہ وہ اس تحریر پر اپنی مہر لگادے اور ہم میں چند منتخب آدمی کو بطور گواہ اس پر اپنے دستخط کردیں یہ الفاظ تحریر کر کے خط بادشاہ کے سفیر وقائع نگار راسہ کے حوالے کردیا جائے اس کی ایک نقل پیغامبر کے سپرد بھی کردی جائے تاکہ ہمیں اطمینان ہوجائے کہ یہ تحریر بادشاہ اہمی تک پہنچ جائے گی۔"

راہو کے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

تاؤ نے خود تحریر لکھی اور اس کی نقلیں تیار ہو گئیں تو انہیں سر بہ مہر کردیا گیا۔
اب راہو نے حکم دیا کہ خط حاصل کرنے کے لئے **ابہی** کا پیغامبر آگے آئے لیکن جب اسے تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پیغامبر جاچکا تھا جب تحریر لکھی جارہی تھی اور سر بہ مہر کی جارہی تھی اور سب کی اس طرف متوجہ تھے تو وہ وہاں سے سٹک گیا تھا اور دروازے پر کھڑے ہوئے محافظوں سے اس نے کہا تھا کہ اسے بادشاہ کے خط کا جواب دے کر رخصت کردیا گیا ہے۔
اس کا تعاقب کرنے کی رائے دی گئی لیکن تاؤ نے کہا:
"جانے دو اسے وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا ہے کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ یہاں رکا تو مر جائے گا جس طرح کہ ہمارا برادر تیمور تانیس میں مر گیا ہے وہ خط یہاں چھوڑ گیا ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس کی زبان کہے گی۔"
چنانچہ یوں پیغامبر چلا گیا اور سوائے راہو کے کسی نے بھی اس کے متعلق مزید کچھ نہ سوچا۔
خیان کو راہو کے حجرے میں طلب کیا گیا۔
یہاں راہو کے ساتھ حلقہ کے چند بزرگ تاؤ نفرا اور کماح بیٹھی تھی جب خیان بیٹھ گیا تو راہو نے کہا:
ہم شروع سے جانتے تھے کہ تم وقائع نگار راسہ نہیں ہو چنانچہ شہزادہ خیان! ملکہ نے ہمیں ساری بات بتادی ہے اس نے بتایا کہ گزشتہ رات مقبروں میں جب تم گھوم رہے تھے تو اسی وقت وہاں جانے کی خواہش ملکہ کے دل میں بھی بیدار ہوئی اور وہاں تم دونوں کی ملاقات ہوئی اور وہاں تم دونوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا اب بتاؤ کہ ملکہ سے کیا کہا اور ملکہ نے تم سے کیا کہا۔
مقدس کاہن! میں نے اس سے کہا کہ میں اس سے پیار کرتا اور اسے اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں اور یہ میں نے جھوٹ نہیں بلکہ سچ کہا تھا خیان نے بلا جھجک جواب دیا رہا یہ سوال کہ ملکہ نے کیا جواب دیا تو بہتر ہوگا کہ یہ خود ملکہ بتائیں۔
میں نے شہزادہ خیان سے کہا کہ میں نے تحفے کے بدلے تحفہ دیا اور پیار کے بدلے

پیار۔ اور میں کسی اور کو نہیں بلکہ خیان کو اپنی زندگی کا مالک بناؤں گی اب میں چاہتی ہوں کہ تم دعا کرو کہ میرا یہ انتخاب مبارک ثابت ہو اور ہماری نسبت کے لئے حلقہ سحر کے اراکین سے منظوری حاصل کرلو۔

"دعائیں تو تمہارے لئے ہیں ہی اور منظوری بھی میں سمجھتا ہوں مل جائے گی۔ جان لو کہ ہم نے امید لگا رکھی تھی اور دعائیں کیں تھیں کہ ایسا ہی ہو اور یوں بغیر خون خرابے کے مصر بالا اور مصر زیریں ایک ہو جائیں اس کے علاوہ ہم تم دونوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم دونوں کی جوڑی بہت عمدہ ہے دیوتاؤں نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے یہ ہے ہمارا جواب۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اے مقدس باپ۔" خیان نے کہا۔

"شکریہ۔" نفرا نے آہستہ سے کہا۔

"بے شک۔" راہو نے کہا "اس وقت تمہارے دل خوشی میں جھوم کر ہمارا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن اے ملکہ اور شہزادے جان لو کہ تمہارے اور ہمارے سامنے زبردست خطرات ہیں چنانچہ تم دونوں کی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک یہ خطرات دور نہیں ہو جاتے اپپی نے ہمیں دھمکی دے دی ہے۔ جب اسے معلوم ہو گا کہ اس کی درخواست ٹھکرا دی گئی ہے تو وہ مارے غصے کے دیوانہ ہو جائے گا اور جب اسے پتہ چلے گا کہ کیوں اور کس کے لئے ملکہ نے اس کی درخواست ٹھکرائی ہے۔ اور تم جانو یہ بات چھپی نہ رہے گی تو پھر کیا؟ خیان کیا تم اب بھی ہمارا وہ تحریری جواب لے جانا چاہتے ہو جو پیغامبر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟ یا تم ہمارے ساتھ رہنا یا پھر اس ملک سے فرار ہو کر کہیں روپوش ہو جانا چاہتے ہو کچھ عرصے کے لئے۔"

خیان چند ثانیوں تک سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا:

میں نہیں جانتا تھا میری قسمت میں کیا لکھا ہے میں نے سفیر بننا قبول کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ بادشاہ کا پیغام لے کر جاؤں گا اور جواب لے کر لوٹوں گا بشرطیکہ زندہ رہا اور یہ اس جماعت کے متعلق جتنی بھی باتیں معلوم کر سکوں گا اتنی بادشاہ کے سامنے بیان کروں گا اب اگر میں نے یہ قسم نہ نبھائی تو خود اپنی نظروں میں ذلیل ہو جاؤں گا چنانچہ میں یہاں اور کہیں بھی بھیس بدل کر روپوش نہیں رہ سکتا کیونکہ میرا کام اب خطرناک ہو گیا ہے

میں نے حلقہ سحر کا عقیدہ قبول کرلیا ہے اور شاہی خاندان کی خاتون کا منگیتر بن گیا ہوں تو یہ میرا ذاتی معاملہ ہے لیکن اس جہاز میں سفر کرنا ہو مجھے لے جانے کے لئے ممفس سے بلایا گیا ہے اور تمہارا جواب بادشاہ تک پہنچانا میرا منصبی عوامی فرض ہے۔ اگر یہ فرض ادا کرنے مجھ پر کوئی آفت آگئی تو جو دیوتاؤں کہ مرضی اور اگر میں نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو دنیا کے آخری دن تک میں بے ایمان اور نمک حرام مشہور ہوجاؤں گا میں خطوط بادشاہ تک پہنچا دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو میں بادشاہ ایپی کو سب کچھ سچ سچ بیان کردوں گا اور نتیجہ قسمت پر یا اس پر چھوڑ دوں گا جس کی ہم پرستش کرتے ہیں نفرا نے فخر اور تعریفی نظروں سے خیان کی طرف دیکھا اور دوسروں نے کہا:

"شاباش!"

بلند اخلاق کے ہیں تم نے راہو نے کہا اور میں خوش ہوا شہزادہ خیان کیونکہ تمہاری ان باتوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ ہمارا ملکہ نے اپنا پیار کسی ذلیل اور اچھے آدمی کو نہیں دیا۔ خطرہ زبردست ہے اور جب تک یہ ٹل نہیں جاتا تم شادی نہیں کرسکتے مبادا تمہاری دلہن شادی کے فوراً بعد ہی بیوہ بن جائے لیکن مجھے یقین ہے کہ بہت جلد عظیم روح تمہاری جھولی میں خوشیاں اور مسرتیں ڈال دے گی۔

"ایسا ہی ہو" خیان نے کہا۔

"اچھا اب تم دونوں سنو" راہو نے کہا "میں بوڑھا ہوچکا ہوں اور مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ بہت جلد اس دنیا سے چلا جاؤں گا کس طرح یہ فی الحال نہیں جانتا ہاں میں روشنی کا متلاشی ہوں لیکن میں اندھیرے میں جاؤں گا جہاں روشنی مل جائے گی شہزادہ خیان! آج تم آخری بار میری صورت دیکھ رہے ہو عمر بھر میں مصر کو متحد کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ اگر ممکن ہو تو خون بہائے بغیر اب میں سمجھتا ہوں اے شہزادے اور اے ملکہ تم دونوں یہ اتحاد کروگے مصر متحد ہوجائے چاہے کچھ عرصے کے لئے ہی سہی اس اتحاد کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہوں گا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں کسی اور جگہ اور میں اس کی داستان خود تمہاری زبان سنوں گا۔ لیکن مرنے کے بعد بھی میری روح تمہارا راہبری کرتی رہے گی تم دونوں کی حالانکہ تم لوگ مجھے دیکھ نہ سکو گے شمالی مصر کے شہزادے خیان اور مصر کی ملکہ نفرا! میرے قریب آؤ کہ میں تمہیں برکت دوں۔"

چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور اس بوڑھے کاہن کے سامنے جھک گئے جواب انسان سے زیادہ روح معلوم ہوتا تھا اس نے اپنے پتلے اور خشک ہاتھ دونوں کے سروں پر رکھ دیئے اور انہیں برکت کی دعا دی اور پھریکایک وہ وہاں سے اٹھا اور چلا گیا۔

مجلس کے اراکین بھی یکے بعد دیگرے اٹھ کر اپنے درجہ کے مطابق وہاں سے چلے گئے اور کماح دیو ہیکل رو بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور اب وہاں خیان اور نفرا اکیلے تھے۔

رخصت کا وقت قریب ہے خیان نے کہا۔

ہاں میرے محبوب نفرا نے جواب دیا لیکن ہمارے دوبارہ ملنے کا وقت کب اور کہاں آئے گا؟

یہ تو میں نہیں جانتا نفرا راہو بھی نہیں جانتے لیکن ہمت رکھو وہ وقت ضرور آئے گا میرا جانا ضروری ہے اور اب میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں کہ میری طرح تمہارا بھی یہی خیال ہے کہ میرا جانا ضروری ہے۔

ہاں خیان تم سچ کہتے ہو چنانچہ جاؤ جلد جاؤ مبادا میرا دل ٹوٹ جائے سب کچھ یاد رکھنا خیان اور وہ باتیں بھی یاد رکھنا جو ہمارے درمیان ہوئی ہیں ایک بات اور۔ میں تمہیں اپنی محبت کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم میرے متعلق کچھ بھی سنو حتیٰ کہ یہ بھی سنو کہ میں نے بے وفائی کی اور کسی اور سے شادی کرلی ہے تو اس پر یقین نہ کرنا یقین کرو یہی یقین کرنا کہ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں بھی تمہاری ہوں اور تمہاری رہوں گی اور کسی دوسرے کی بننے پر میں موت کو ترجیح دوں گی اس کی قسم کھاتے ہو تم خیان؟

ہاں قسم کھاتا ہوں نفرا اور یہ خیان جس طرح تم میری ہو اسی طرح میں تمہارا ہوں۔

اور وہ ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کے بوسے لئے یہاں تک کیان نے ٹھنڈی سانس لے کر نفرا کو اپنے آپ سے جدا کیا اور اس کے سامنے جھک گیا اور جواب میں وہ بھی خیان کے سامنے جھک گئی دروازے پر پہنچ کر خیان نے گھوم کر نفرا کی طرف دیکھا وہ حلقہ سحر کی بہنوں کے سادے لباس میں بے حرکت کھڑی تھی اور اس لباس میں بھی وہ بہت خوبصورت معلوم ہورہی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور پھر وہ باہر آگیا موت کے دروازے کی طرح دروازہ بند ہوگیا اور اب وہ نفرا کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

خیان اپنے حجرے میں پہنچا تو وہاں تاؤ کو اپنا منتظر پایا۔

شہزادے اس نے کہا میں تمہیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ دریا کے ساحل پر تمہارا جہاز تیار ہے تمہارا سامان اور وہ تحائف جو اہبی نے بھیجے تھے اس پر پہنچا دیئے گئے ہیں رو تمہیں وہاں تک پہنچا دے گا۔

ہاں تاؤ لیکن مجھے واپس کون پہنچائے گا؟ خیان نے آہ بھر کر کہا میں اس شخص کی طرح محسوس کر رہا ہوں جس نے ایک بے حد حسین خواب دیکھا ہو اور بیدار ہونے کے بعد یہ حقیقت اس پر واضح ہو گئی ہو وہ محض ایک خواب تھا جو کبھی پورا نہ ہو گا۔

ہمت رکھو شہزادے کیونکہ میرا خیال کچھ اور ہے تاہم میں تم سے چھپانا نہیں چاہتا اور صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ تم ہم سب کے لئے بڑا خطرا ہو۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہبی فوجیں اکٹھی کر رہا ہے کہنا یہ ہے کہ بابلیوں سے محفوظ رہنے کے لئے جو دھمکیاں دے رہے ہیں لیکن یقین سے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کس کے خلاف فوج کشی کرنے جا رہا ہے؟ کاش کہ ہم نے اس پیغامبر سے سوالات پوچھے ہوتے جیسا کہ میں چاہتا تھا لیکن وہ بھاگ گیا جب کہ ہم اس دھوکے میں رہے کہ وہ ہمارا خط لے کر جائے گا۔

ہاں لیکن وہ جا چکا تاؤ اور اب وقت گزر چکا۔

شہزادے تاؤ نے نیچی آواز میں کہنا شروع کا ہو سکتا ہے حلقہ سحرا اور اس کے ساتھ ایک خاتون بھی کچھ عرصے کے لئے مصر سے غائب ہو جائے اگر ایسا ہو تو تم یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم غائب ہو گئے ہیں یا مر گئے ہیں بلکہ ہم کمک حاصل کرنے گئے ہوں گے کہاں سے یہ اس وقت میں تم پر ظاہر نہ کروں گا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ خود ہی سمجھ جاؤ گے شہزادے! ہمیں جنگ جدل سے نفرت ہے لیکن اگر یہ ہم پر لادی گئی تو ہم جنگ کریں گے یقیناً میں جنگ کروں گا میں جوانی میں تمہاری طرح سپاہی تھی اور ایک دستے کا افسر تھا چنانچہ یاد رکھو کہ جب تک زندہ ہوں حلقہ سحر کا ایک بھی برادر یا ایک بھی بہن دنیا کے کسی گوشے میں زندہ ہے ملکہ بے گھر اور بے حمایتی نہ رہے گی۔ چنانچہ فی الحال خدا حافظ اس وقت تک غالباً اس وقت تک جب تک کہ اس خاتون کی شادی نہیں ہو جاتی اور وہ اور اس کا شوہر متحد مصر کے بادشاہ اور ملکہ نہیں بن جاتے چنانچہ اے میرے برادر اے میرے عزیز الوداع روح عظیم تمہاری محافظ ہو۔

ایک بار پھر خیان ریگزار عبور کر رہا تھا جو ابوالہول اور ساحل نیل پر کے کھجوروں کے جھنڈ کے درمیان پھیلا ہوا تھا لیکن اس دفعہ اس کا راہبر چغہ پوش نوجوان نہ تھا جس کی آواز اور ہاتھ عورت کے تھے۔ بلکہ سیاہ فام رو تھا جو خود کلامی کے سے انداز میں خیان سے یوں کہہ رہا تھا:

تو آقا تم حقیقت میں شہزادے خیان ہو جیسی کہ افواہ تھی اور جیسا کہ میں نے اور خاتون کماح نے شروع ہی سے سمجھ لیا تھا اور اب تم میری ملکہ کے منگیتر ہو جس کی وجہ سے میں تم سے نفرت کرتا ہوں کیونکہ جب تم آئے ہو میری ملکہ نے نہ تو میری طرف دیکھا ہے اور نہ مجھ سے بات کی ہے لیکن سچ کہتا ہوں کہ اس طرف سے مجھے خوشی بھی ہے کہ اس نے کسی اور کو نہیں بلکہ تمہیں پسند کیا کیونکہ تم سپاہی ہو میں تمہیں پسند کرتا ہوں تم بہادر ہو جیسا کہ تم نے اہرام کی بلندیوں پر چڑھ کر ثابت کردیا ہے کہ میں تو کبھی ایسا نہ کرسکتا۔ چنانچہ جب تمہاری شادی ہوجائے گی تو میں خوشی سے تمہاری خدمت کروں گا لیکن اگر میری ملکہ کے ساتھ تمہارا سلوک اچھا نہیں رہا تو پھر میرے اس کلہاڑے سے ہوشیار رہنا کیونکہ اس وقت اگر تم پچاس فراعنہ اور سو دیوتا ہوئے تب بھی میں پروا نہ کروں گا اور تمہاری کھوپڑی ٹھوڑی تک پھاڑ دوں گا' بے شک میری ملکہ کا پیار حاصل کر کے تم اپنے آپ کو بہت عقل منداور ہوشیار سمجھ رہے ہو لیکن یہاں تم غلطی پر ہو بے شک تم نے اس کا پیار جیتا لیکن اس نے تمہارا پیار نہیں جیتا یہ اس بوڑھے کاہن کی کارستانی ہے جس نے یہ سارا انتظار کیا اور اپنا سحر تم دونوں پر پھینکا اور ایسا انہوں نے اپنا ایک خاص مقصد پورا کرنے کے لئے کیا ہے یقین کرو شہزادے کہ جس طرح انہوں نے تم دونوں کو ایک کیا ہے اسی طرح تم دونوں کو جدا بھی کرسکتے ہیں اگر وہ چاہیں اور اپنے منحوس منتروں سے تمہارے درمیان نفرت بھی پیدا کرواسکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا نہ کریں گے اس لئے کہ یہ انہیں پسند نہ ہوگا۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ تم دونوں ہی ان کے حلقے کے رکن ہو چنانچہ ہر معاملے میں وہ تمہاری حمایت اور حفاظت کریں گے۔

یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی رو سانس لینے کے لئے رکا تو خیان نے کہا۔

بے شک بے شک آقا حلقہ سحر کا رکن ہونا بہت اچھا ہے یا اس کا خدمتگار بننا بھی اچھا ہے جیسا کہ میں ہوں چنانچہ تم فکر نہ کرو چاہے تمہیں کتنا ہی خطرا کیوں نہ ہو حالات کتنے

ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں پھانسی دینے والنے نے پھانسی کا پھندا تمہارے گلے میں کیوں نہ ڈال دیا ہو تب بھی راہو یا کوئی کاہن میلوں دور سے سحر پھینکے گا یا قوت کا ایک لفظ کہے گا اور کوئی نہ کوئی یکایک تمہاری مدد کو آجائے گا چنانچہ اسی لئے مجھے یقین ہے کہ آخر کار تم میری ملکہ سے شادی کرلوگے بشرطیکہ تم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے رہے اور یہ کہ ہم سب دھاڑتے ہوئے شیروں کے جبڑوں سے بچ جائیں گے یعنی تمہارے باپ ابیی سے حالانکہ وہ سمجھ رہا ہے کہ ہمارے سر اس کے منہ میں ہیں۔

تم کیسے بچ جاؤ گے رو؟ خیان نے پوچھا۔

ایسے دوست تلاش کر کے جو ابیی سے زیادہ پر قوت ہوں گے مثلاً بابل کا بادشاہو جو میری ملکہ کا نانا ہے جو ابیی کے ایک سپاہی کے مقابلے میں دو سپاہی لاسکتا ہے بے شمار رتھوں اور گھوڑوں کا ذکر ہی کیا جو اس کے پاس ہیں اور ابیی کے پاس نہیں ہیں حلقہ کے بہت سے برادر بابل کے دربار میں موجود ہیں اس میں کے کئی ایک تاج پوشی کی رات کو یہاں آئے تھے اور میں جانتا ہوں کہ ہر روز یہاں سے ان کے پاس پیغامات جاتے ہیں کس طرح جاتے ہیں یہ راز ہے اب اگر جلد ہی ہم بھی وہاں چلے گئے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اور پھر شاید میں ایک مزے دار جنگ میں حصہ لوں گا ہاں اس سے پہلے کہ میں بوڑھا اور موٹا ہوجاؤں اور کلہاڑا اٹھانے کے قابل نہ رہوں چونکہ تم میری ملکہ کے منگیتر ہو اس لئے یہ باتیں میں تم سے کہہ رہا ہوں۔

شکریہ خیان نے جواب دیا۔

پیغام کی بات پر سے پیغامبر یاد آگئے رو نے کہا بلکہ ایک پیغامبر یاد آگیا میری میرا اس پیغامبر سے ہے جو ابیی کی طرف سے آج صبح آیا تھا اور پھر سٹک گیا۔ اب اگر ان بے وقوفوں کاہنوں کے بجائے میں اس کی نگرانی کررہا ہوتا تو وہ بھی بھاگ نہ سکتا۔

کیا قصہ ہے اس کا؟ خیان نے پوچھا۔

صرف یہ کہ وہ بے حد عجیب آدمی تھا اور میرے خیال میں وہ جیسا کچھ اور جو کچھ نظر آتا تھا ایسا نہ تھا بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ تم نے اس کی آنکھ دیکھی تھی آقا؟ عقاب جیسی آنکھ تھی۔ ایسی جیسی کہ کسی بڑے مغرور آدمی کی ہوتی ہے اور جب اس نے ملکہ کا جواب سنا تو اس کی آنکھ غصے سے سرخ ہوگئی اور اس کا جسم لبادے کے اندر کانپنے

لگا۔ اس کے علاوہ دوسری بھی عجیب باتیں تھیں۔ مثلاً جب وہ مندر کے کمرے میں آیا تو یوں لنگڑا رہا تھا جیسے بہت لنگڑا ہے۔ لیکن چند لوگوں نے جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے مجھے بتایا کہ انہوں نے اسے نیل کی طرف اس لومڑی کی طرح بھاگ کر جاتے دیکھا جس کے پیچھے شکاری لگ گئے ہوں۔

اب ایک لنگڑا آدمی لومڑی کی طرح کیسے بھاگ سکتا ہے؟ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ اس کشتی کے قریب پہنچا جو اس کی منتظر تھی تو وہ لوگ جو کشتی میں تھے یا ساحل پر اس کی راہ تک رہے تھے اس کے سامنے یوں جھک گئے جیسے وہ کوئی بادشاہ ہو لیکن وہ اچک کر کشتی میں سوار ہو گیا اور ان لوگوں کو ڈانٹنے اور غلام کہنے لگا۔ جیسا کہ کوئی بادشاہ کہتا چنانچہ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ وہ وہ نہ تھا جو بظاہر تھا بالکل تمہاری طرح کہ تم نے اپنے آپ کو وقائع نگار راسہ کہا حالانکہ تم شہزادہ خیان تھے۔ لیکن ہم کھجوروں کے اس جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں ایک مہینہ پہلے میں نے تمہارا سامان چرایا تھا کیونکہ ملکہ نے جو اس وقت صرف شہزادی تھی مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا کہ اسے بچپن سے ہی مذاق بہت پسند ہے اور دیکھو وہ ہے تمہارا جہاز وہی جہاز جو تمہیں یہاں لایا تھا اور وہ کاہن بھی تمہارا سامان لے کر پہنچ گئے ہیں۔

ہاں رو کاش کہ یہ سب کچھ اور ہر کوئی کہیں اور ہوتا اور یہ اور رو یہ تحفہ ہے میری طرف سے سونے کی یہ بے حد نفیس زنجیر جو میں نے پہنی تھی میری یادگار کے طور پر اسے رکھ لو۔ اور جب تم ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو تو اسے اپنے گلے میں پہن لینا کہ یہ زنجیر دیکھ کر ملکہ بھی اسے یاد کر لے جو موجود نہیں ہے اس کے سامنے۔

میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں آقا۔ حالانکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم تحفے کہ اس ایک پتھر سے دو پنچھی مارنا چاہتے ہو بہرحال یہ عاشق لوگ بڑے خود غرض ہوتے ہیں اگر کبھی میدان جنگ میں شانہ بہ شانہ کھڑے.....لو خاتون کماح آ رہی ہے اور ایسی تیز چل رہی ہے کہ میں نے پہلے کبھی اسے اس طرح چلتے نہیں دیکھا میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمہارے لئے کوئی پیغام لے کر آئی ہے۔

ابھی رو نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ کماح ان کے قریب پہنچ گئی۔

تو میں نے پکڑ لیا تمہیں شہزادے اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس گرم ریت میں ایک

بڑھیا کا دوڑنا جیسے گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے دوڑتی ہے بڑا مشکل کام تھا اور وہ بھی ایک لڑکی کی دھن کی وجہ سے۔

"خیر تو ہے کماح؟" خیان نے جلدی سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں تمہیں یہ دینے آئی ہوں جسے جو وہ خود بھی دے سکتی تھی اور اس کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ تم اسے اس کی خاطر ہمیشہ پہنے رکھنا اور اس کی ذریعہ یہ یاد رکھنا اس نے تمہیں اپنا بادشاہ اور اپنا محبوب تسلیم کیا ہے حالانکہ اسے ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں جیسا اس بھیجنے کا حق نہیں ہے جو اس نے تمہارے لئے بھیجا ہے یہی بات میں نے اس سے کہی تو وہ غضب ناک ہوگئی اور کہا کہ اگر میں نہ لے گئی تو وہ بذات خود لے کر آئے گی کہ اسے کسی پر اعتبار نہیں یہ واقعی بڑی شرمناک بات ہوتی کہ ایک ملکہ صحرا میں بھاگتی نظر آتی اور وہ ایک معمولی وقائع نگار کے پیچھے کیونکہ عام لوگ تمہیں وقائع نگار ہی سمجھتے ہیں چنانچہ مجھے مجبوراً آنا اور نہ غصے میں وہ جانے کیا کر گزرتی۔

میں تمہاری مشکل کو سمجھ سکتا ہوں لیکن تم کیا لائی ہو تم مجھے کچھ دیا ہی نہیں سوائے خالی الفاظ کے۔

نہیں دیا؟ اچھا تو یہ لو۔

اور اس نے اپنے چغے کے دامن میں ہاتھ ڈال کر پاپیرس میں لپٹی ہوئی کوئی چیز نکالی۔

اس پر یوں لکھا تھا۔

ملکہ کی طرف سے ایک تحفہ اپنے محبوب اور بادشاہ کے لئے۔

خیان نے لپٹا ہوا پاپیرس کھولا اس میں نفرا کی انگوٹھی تھی جس سے مہر لگائی جاتی تھی یعنی شاہی انگوٹھی وہی انگوٹھی جو اس رات نفرا کو پہنائی گئی تھی جس رات اس کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی۔

یہ تو ملکہ کی انگوٹھی ہے! خیان نے حیرت سے کہا۔

ہاں شہزادے نفرا کی اور اس سے پہلے اس کے باپ کی تھی جو اس وقت اس کی انگلی میں سے نکالی گئی تھی جب اس کی فرا کے باپ فرعون کی لاش کو حنوط کا جا رہا تھا یہ انگوٹھی صدیوں سے فراعنہ کے اس خاندان میں وراثتاً" چلی آ رہی ہے۔ دیکھو اس پر خفرا کا نام کندہ ہے جس کے مقبرے میں تم گزشتہ رات گئے تھے حالانکہ یہ میں نہیں جانتی کہ خفرا

نے یہ انگوٹھی کبھی پہنی تھی یا نہیں کم سے کم یہ تو ہے کہ یہ انگوٹھی بے شمار نسلوں سے ایک سے دوسرے فرعون کے پاس آتی رہی ہے اور اب یہ ایک ایسے شخص کے پاس محبت کے تحفے کو طور پر جا رہی ہے جو فرعون نہیں ہے لیکن اسے یہ انگوٹھی پہننے پر یوں مجبور کیا جا رہا ہے گویا وہ حقیقت میں فرعون ہی ہے۔"

ہو سکتا ہے خاتون کماح کہ وہ جو فرعون نہیں ہے ایک دوسری ہستی کے حقوق کے وجہ سے فرعون بن جائے حالانکہ یہ مسئلہ اس کے لئے پریشانی کا باعث نہیں ہے خیان نے مسکرا کر جواب دیا۔

اور پھر اس نے وہ بے حد قدیم انگوٹھی اٹھا کر اپنے ہونٹوں سے لگائی سر چڑھائی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لی جو اسے بالکل ٹھیک سے آئی نہ ڈھیلی اور نہ تنگ یہ انگوٹھی پہننے کے لئے اس نے وہ انگوٹھی اتار لی جو اس کی انگلی میں تھی اور جس پر ابوالہول بنا ہوا تھا جس کے سر پر تاج تھا اور یہ اس کے خیان کے شاہی خاندان کی علامت تھی۔

تحفہ کے عوض تحفہ خیان نے کہا میری یہ انگوٹھی نفرا کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے پہن لے اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ جو کچھ میرا ہے وہ سب اسی کا ہے اور میں بھی اس کی دی ہوئی انگوٹھی پہنوں گا اس یقین کے ساتھ کہ جو کچھ اس کا ہے وہ میرا ہے اس سے یہ بھی کہنا اس کہ اس دن جب ہماری شادی ہوگی ہم ایک دوسرے کو وہی انگوٹھی دیں گے جو اس کی ہے اور اس کے ساتھ وہ سب کچھ جس کی علامت اس انگوٹھی پر بنی ہوئی ہے۔

کماح نے انگوٹھی لے کر اپنے چغے میں رکھی ہی تھی کہ محافظ دستے کا وہ افسر آگیا جو خیان کے ساتھ تانیس سے آیا تھا۔

خوش آمدید آقا راسہ یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی تمیں اور پانچ دن بعد تمہیں زندہ دیکھ رہا ہوں اور تم روح اہرام کا شکار بن کر اس دنیا سے رخصت نہیں ہوگئے معلوم ایسا ہوتا ہیکہ اس مقدس لیکن آسیب زدہ مقام میں عجیب صحبت میں رہے ہو اور افسر نے خوفزدہ نظروں سے آبنوسی رنگ کے اس دیو کی طرف دیکھا جس کا نام رو تھا اور جو اپنے خوفناک کلہاڑے پر جھکا قریب کھڑا تھا اور کماح کی طرف دیکھا جو رو کے قریب کھڑی تھی تم بھی دبلے اور بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہو جیسے بھوتوں کے ساتھ رہے ہو بہرحال کشتی کا سکان

نیز کہتا ہے کہ اگر تم تیار ہو تو ہوا کہ گرنے سے پہلے وہ بادبان کھول دے کیونکہ ملاح اس جگہ سے جلد از جلد رخصت ہو جانا چاہتے ہیں چنانچہ اب تیار ہو تو چلو۔

تیار ہوں خیان نے کہا۔

اور تب کماح اس کے سامنے جھک گئی اور رو نے اپنا کلہاڑا بلند کر کے اسے سلام کیا اور خیان ان کا سلام لے کر گھوما اور دریا کی طرف چل دیا اور وہاں پہنچا تو ملاحوں نے اسے اپنے شانوں پر اٹھالیا اور اتھلے پانی میں چلتے ہوئے اسے کشتی تک پہنچا دیا۔

بادبان کھول دیئے گئے اور کشتی روانہ ہوئی اور خیان کھجور کے اس جھنڈ کو دور ہوتے دیکھتا رہا جس میں نفرا سے پہلی ملاقات ہوئی تھی وہ عرشے پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ چاند طلوع ہوا اور چاندنی اہرام پر اور صحرا بکھر گئی اور خیان کو وہ سارے عجیب واقعات یاد آگئے جو اہرام کے سایوں میں اس کے ساتھ پیش آئے تھے اور پھر اہرام بھی دور ہو کر اندھیرے میں غائب ہو گئے اور خیان نے یوں محسوس کیا جیسے وہ ایک خواب دیکھ کر بیدار ہوا ہے۔

فرعون کا فیصلہ

ایک دن علی الصبح خیان بخیرو خوبی تانیس پہنچ گیا وہ محل کے اپنے کمرے میں پہنچا وقائع نگار کا لباس اتار کر شہزادے کا لباس پہن لیا لوگ بیدار ہوگئے تو اس نے اپنی آمد کی اطلاع وزیر کو پہنچائی اور پھر منتظر رہا۔

اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے اس نے دیکھا کہ نیچے میدان میں فوجی دستے جارہے تھے اور ساحل پر سے بہت سے جہاز جن پر شاہی جھنڈے لہرا رہے تھے لنگر اٹھا کر بہاؤ کے خلاف روانہ ہورہے تھے وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان سب باتوں کا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ عیار چہرے والے بوڑھے وزیر آناتھ نے آکر اسے سلام کیا۔

خوش آمدید شہزادے وہ بولا یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ تم اپنا فرض ادا کر کے بخیرو خوبی لوٹ آئے ہو کیونکہ یہاں تو خبر آئی کہ تم اہرام پر سے گر کر جاں بحق ہوگئے۔ چنانچہ ہم نے اس کا مطلب سمجھا کہ تم کو حلقہ سحر کے ان پراسرار راہبوں نے تمہیں قتل کر دیا ہے۔

ہاں یہ کہانی میں جانتا ہوں آناتھ کیونکہ داستان اس خط میں لکھی ہوئی تھی جسے میرے والد کا پیغامبر وہاں لایا تھا یہ ثبوت دینے کے لئے میں کہ میں زندہ ہوں اور محفوظ ہوں آیا یہ سچ ہے کہ میں اہرام پر سے گرا تھا اور کچھ دیر تک بے ہوش رہا تھا واپس آگیا وہ پیغامبر؟ اس سے پہلے کہ میں اس سے بات کرتا وہ وہاں سے اچانک فرار ہوگیا۔

یہ میں نہیں جانتا شہزادے آناتھ نے جواب دیا کیونکہ وہ پیغامبر میرے پاس نہیں آیا لیکن میں ابھی ابھی بیدار ہوا ہوں اور ہوسکتا ہے کہ پیغامبر رات کو یہاں پہنچا ہو۔

دیوتا کریں کہ پہنچ گیا ہو خیان نے ہنس کر کہا حالانکہ وہ تحریری جواب حاصل کرنے کے لئے جو میں لایا ہوں نہیں رکا تاہم وہ ایک ایسا پیغام لے کر لوٹا ہے جو میرے والد کو خفا کردے گا۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ میرے والد وہ پیغام اس سے سنیں مجھ سے نہیں۔

"ایسی بات ہے شہزادے؟" آناتھ نے عجیب نظروں سے خیان کی طرف دیکھا۔ "اب تک حلقہ سحر کے لوگوں سے ایسی خبریں آئیں ہیں جنھوں نے بادشاہ کو غضب ناک کردیا ہے۔ اب ایسی ہی کوئی خبر سنائی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مارے غصے کے پاگل ہوجائیں

گے آپ یہ خبر سنانا پسند فرمائیں گے؟"

"نہیں۔ بے شک تم میرے والد کے وزیر اور ان کے معتمد اور راز دار ہو تاہم تم جانتے ہی ہو کہ میری والد عجیب مزاج کے مالک ہیں چنانچہ ہو سکتا ہے کہ میری یہ حرکت انہیں بری معلوم ہو کہ میں نے وہ بات دوسرے کو بتادی جو صرف ان کے کانوں کے لئے ہے۔

آناتھ نے کمر سے خم ہو کر کہا:

فرعون کے مزاج کے متعلق آپ نے غلط نہیں کہا کیونکہ آپ کے جانے کے بعد سے ان کا مزاج سخت بگڑا ہوا ہے کاش کہ کسی دیوتائے شر نے مجھے ان کے دل میں ایک خاص خیال ڈالنے کے لئے نہ اکسایا ہوتا کاش کہ ہم نے حلقہ سحر کے متعلق کبھی کچھ نہ سنا ہوتا کیونکہ اس خیال اور ان پر اسرار لوگوں کی وجہ سے وہ مجھے اپنے عہدے سے برطرف کر دینے کی دھمکی دیتے ہیں حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے مجھے وزارت سے ہٹا دیا تو خود ان کا بھی برا ہوگا کیونکہ میں برسوں سے ان کی ڈھال بنا ہوا ہوں اور میری پیش بینی نے ہی انہیں سازشوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔

"سچ کہتے ہو" خیان نے کہا۔

آناتھ چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے نیچی آواز میں کہنا شروع کیا:

شہزادے! فراعنہ کو بھی ایک دن زوال آجاتا ہے یا وہ مرجاتے ہیں خاک ان کے تاج کی اور قبران کی عظمت کی منتظر رہتی ہے شہزادے! میں بچپن سے آپ کو دیکھتا اور آپ کے دل کا مطالعہ کرتا آیا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ دل کے بڑے صاف اور مخلص اور سچے ہیں۔ اب میں آپ سے ایک سوال پوچھ رہا ہوں اور یقین کیجئے کہ آپ کے جواب کو دیوتا کا جواب سمجھوں گا آپ کا سلوک مجھ سے دوستانہ ہے اور اگر آپ اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں آج آپ کے والد بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا آپ مجھے اپنے عہدے پر قائم رکھیں گے یعنی مجھے شمالی مصر کا وزیر بدستور بنا رکھیں گے؟ اس معاملے پر غور کر کے مجھے جواب دو شہزادے۔

چنانچہ خیان نے چند ثانیوں کے غور کے بعد جواب دیا:

"شاید آناتھ بلکہ یقیناً ایسا ہی کروں گا۔"

"اور جنوب کا بھی وزیر مجھے بنا دیں گے اگر اتفاقاً وہ زبردست علاقہ بھی آپ کی حکومت میں شامل ہو جائے؟"

"بے شک۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اور میرا مطلب ہے دوسرے اسکی وراثت کا دعوی کر سکتے ہیں کیوں نہیں؟ اگر تم مجھے دیکھتے رہے ہو تو میں بھی تمہیں دیکھتا رہا ہوں اور اگر میں یہ کہوں تو برا نہ ماننا کہ میں تمہاری کمزوریوں سے واقف ہوں یعنی کہ تم بڑے عیار اور لالچی ہو تمہیں دولت اور اختیار کی ہوس ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ان کے وفادار ہو جن کا نمک کھاتے ہو اور تم دوستوں کے دوست ہو اور اپنے طور پر تم مصر کے ہوشیار ترین آدمی ہو اس کے علاوہ تم زبردست پیش بیں ہو کہ تم ہی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ فرعون ملکہ جنوب سے شادی کر لے حالانکہ تم ہی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ فرعون ملکہ جنوب سے شادی کر لے حالانکہ تمہاری اس تجویز نے اس مصیبت کو جنم دیا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ تو یہ ہے میرا جواب اور تم جانتے ہی ہو کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی بات سے پھر جاتے ہیں۔

آناتھ نے خیان کا ہاتھ چوم کر کہا:

میں شہزادے کا شکریہ ادا کرتا ہوں وہ خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد بولا جب آپ شمال اور جنوبی مصر کے فرعون بن جائیں گے تب میں آپ کو یہ الفاظ یاد دلاؤں گا جو آپ کے لبوں سے نکل کر ایک ایسا وعدہ بن گئے ہیں جسے توڑا نہیں جاسکتا۔

مطلب کیا ہے تمہارا آناتھ؟ شہزادے نے بے چینی سے پوچھا تم مجھے میرے باپ کے خلاف کسی سازش میں تو شریک نہیں کر رہے ہو؟

چرواہوں اور مصر کے سارے دیوتاؤں کی قسم نہیں تاہم سنو شہزادے پچھلے ایک عرصے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ فرعون کی مرضی کے خلاف جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے اور جو پاگل پن کرتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں خصوصاً بادشاہ۔ اس کے علاوہ فرعون بڑا ہی جلد باز ہے اور ناعاقبت اندیش ہے۔

اور ناعاقبت اندیش اس کھڈ میں جا پڑتا ہے جس میں سے دوسرے بہ آسانی نکل آتے ہیں اس کے علاوہ جسمانی طور پر بھی وہ اتنے ہی قوی نہیں رہے جتنا کہ وہ اپنے آپ کو سمجھ رہے ہیں اور غصہ کی شدت کبھی کبھی آدمی کا دل بند کر دیتی ہے اگر فرعون کا دل بند ہو جاتا

ہے تو فرعون کیا رہ جاتا ہے؟

ایک دیوتا۔ خیان نے ہنس کر جواب دیا۔

ہاں لیکن وہ دنیا کے جھمیلوں میں شریک نہیں ہوتا۔ ایک آدھ مہینہ پہلے آپ کے والد نے آپ کو وراثت سے محروم کردینے کے متعلق کہا تھا اور آپ نے بغیر سوچے سمجھے ان کی یہ بات تسلیم کرلی تھی اس کے بعد اسے اب تک شہزادے آپ کو اپنا یہ ارادہ بدل دینے کی کوئی ٹھوس وجہ مل گئی ہو شاید۔

اور یہاں آناتھ نے معنی خیز نظروں سے خیان کی طرف دیکھا اور پھر کہا:

بہرحال آپ نے اپنا ارادہ بدلا ہو یا نہ بدلا ایک بات سمجھ لیجئے کہ یہ ولی عہد کو اپنے حق سے محروم کردینا اتنا آسان نہیں۔

لیکن اس وقت تو تم ہی نے کہا تھا بلکہ بادشاہ کے اس فیصلے سے اتفاق کیا تھا صرف یہی نہیں بلکہ تم نے ان کی شادی کی تجویز بھی پیش کی تھی۔

نرم گھاس ہوا کے سامنے جھک جاتی ہے شہزادے رہی یہ شادی والی بات تو شاید اس طرح حلقہ سحر کو بچانا چاہتا تھا۔ اس کے اعتقادات مجھے ایک حد تک پسند ہیں یا شاید میں مصر کو جنگ سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا ایک بات البتہ میں نہ کرنا چاہتا تھا یعنی آپ کو صدمہ یا نقصان پہنچانا لیکن ایسا ہوگیا چنانچہ اب اس گرہ کو کھولنا ضروری ہوگیا ہے۔

ہاں آناتھ! ایسا ہوگیا یا ایسا معلوم ہوتا ہے جس کے لئے دیوتاؤں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے سفیر بنا کر نہ بھیجا گیا ہوتا اور میرے ساتھ وہ واقعات نہ ہوئے ہوتے جنہوں نے مجھے دنیا کا سب سے زیادہ مسرور اور خوش نصیب آدمی بنا دیا ہے۔

یہ سب باتیں میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا بشرطیکہ اس کی جرات کرسکا اچھا یہ بتاؤ کہ میرے والد مجھے کب شرف باریابی بخشیں گے؟ اور یہ کہ سب کے سب فوجی دستے کیوں جمع ہوئے ہیں اور جہاز کہاں جارہے ہیں؟ جنوب پر ایک بار پھر چڑھائی کی جارہی ہے کیا؟

بادشاہ سلامت خود جاترا کو گئے تھے۔ بقول ان کے اپنے اجداد کی رسم کے مطابق صحرا میں قربانیاں کرنے گئے تھے جہاں سے وہ کل رات ہی لوٹے تھے اور پتہ نہیں کیوں اتنے تھکے ہوئے یا اس قدر غصے میں ہیں کسی وجہ سے کہ انہوں نے مجھے بھی باریابی کی اجازت نہیں دی میرے خیال میں وہ اس وقت بھی سو رہے ہیں لیکن دوپہر سے پہلے دربار ہوگا

جس میں آپ کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ رہے فوجی دستے اور جہاز تو..... عین اسی وقت باہر کچھ شور غل ہوا۔

بادشاہ کا پیغام لے کر آیا ہوں ایک آواز نے کہا بادشاہ کا پیغام شہزادہ خیان کے لئے ہے راستہ دو۔

ایک دم سے دروازے کھول دئے گئے پردے ہٹا دئے گئے اور "چرواہوں کے لباس میں ملبوس فرعون کا پیغامبر اندر آیا وہ شہزادے کے سامنے جھک گیا اور پھر اس نے کہا:

یہ سن کر حضور واپس تشریف لے آئے ہیں فرعون نے آپ کو فوراً طلب کیا ہے دربار میں اسی وقت طلب کیا ہے اور آپ کو بھی طلب کیا ہے وزیر آناتھ چلئے شہزادے چلئے وزیر صاحب۔

معلوم ہوتا ہے میرے والد بڑی جلدی میں ہیں۔

ہاں آناتھ نے جواب دیا اتنی جلدی میں مناسب ہوگا کہ ہم انہیں انتظار نہ کروائیں شہزادے! ہم شاید پھر کبھی بات چیت کریں چلو پیغامبر آگے چلو۔

چنانچہ وہ دونوں پیغامبر کے پیچھے پیچھے ہی مختلف کمروں اور غلام گردشوں میں سے گزرتے دربار کی طرف چلے۔ دربار کے کمرے کی طرف وہ امراء اور مشیر بھی تیز تیز قدم اٹھاتے جارہے تھے جنہیں فرعون نے بلا بھیجا تھا۔ دربار کے کمرے کے انتہائی سرے پر منقش کرسی میں کاتبوں اور کاہنوں اور محافظوں کے درمیان ابھی بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف خیان نے ایک نظر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا لباس بے ترتیب تھا اور وہ خود تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا اور اس کے سر پر تاج نہ تھا شاہی لبادے کے بجائے اس نے شانے پر رنگین شال ڈال رکھی تھی جسے دیکھ کر خیان کو کچھ یاد آگیا۔ اس وقت یہ وہ نہ جان سکا کہ اسے کیا یاد آگیا تھا اس کے علاوہ فرعون کا چہرہ ستا ہوا معلوم ہوتا تھا لیکن آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

خیان آگے بڑھا اور رسمی الفاظ "فرعون' خون' قوت" قوت کہنے کے بعد بادشاہ کے سامنے جھک گیا وزیر آناتھ بھی فرعون کو سجدہ کرنے کے بعد تخت کے بائیں طرف اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

اٹھو شہزادہ خیان! ابھی نے کہا یہ کیا بات ہوئی کہ تم اس سفارت سے جس پر میں نے

تمہیں بھیجا تھا واپس آئے تو ہماری خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔
اے فرعون اور اے میرے باپ! خیان نے جواب دیا میں علی الصبح ہی کشتی سے اترا اور رسم کے مطابق اپنی آمد کی اطلاع فوراً وزیر کو دی وزیر بیدار میرے پاس آئے اور بتایا کہ حضور کسی سفر سے لوٹنے کے بعد تھک گئے ہیں چنانچہ ہنوز بیدار نہیں ہوئے۔
اس سے کوئی فرق نہیں پڑجاتا کہ آناتھ نے کیا کہا اور وزیر فرعون نہیں ہے کہ تم اپنی آمد کی اطلاع اسے دیتے ہو اور مجھے نہیں دیتے اور تمہاری آمد کی خبر مجھے محافظ دستے کا وہ افسر دیتا ہے جس کو میں نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا بلاشبہ تمہارے دل میں ہمارا احترام نہیں ہے اور وزیر اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے خیر تو حلقہ سحر کے لوگوں کے پاس ہم نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا؟ اس کی رپورٹ بھی تم نے وزیر کو ہی دی کیا؟ سن لو کہ میں نے تو تمہیں مردہ یقین کرلیا تھا۔ جیسا کہ میرے پیغامبر نے وہاں اہرام میں تم سے کہا ہوگا اس صورت میں کیا تمہارا یہ فرض نہ تھا کہ یہ بتانے آجاتے کہ تم زندہ ہو؟ ایک بیٹے کا سلوک اپنے باپ سے یا رعایا کا سلوک اپنے بادشاہ سے کیا ایسا ہی ہونا چاہئے؟
حلقہ سحر کے اراکین کا خط مجھے ملا ہے۔ بے حد گستاخانہ خط ہے جس میں میری دھمکی کے جواب میں دھمکی دی گئی ہے اسی کے ساتھ تمہارا خط بھی تھا جس میں تم نے کسی رسم میں نفرا کو دیکھا ہے جس میں اسے مصر کی ملکہ تسلیم کیا گیا ہے لیکن مجھے میرے سوال کا جواب نہیں ملا کہ اس لڑکی نے میری شادی کی پیش کش قبول کی یا نہیں؟ اس کا جواب تم لائے ہو خیان؟
لایا ہوں۔
اور اس نے لپٹا ہوا بردی کاغذ نکال کر وزیر کو دیا اور وزیر نے گھٹنوں کے بل جھک کر فرعون کی خدمت میں پیش کیا۔
فرعون نے پلندہ کھول کر بڑی بے پروائی سے اس پر کی تحریر پڑھی اس آدمی کی طرح جو پہلے ہی سے جانتا ہو کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے پڑھتے پڑھتے اس کی تیوریاں چڑھ گئیں اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔
سنو وہ بولا یہ بے وقوف نقلی ملکہ میری بیوی بننے سے انکار کر رہی ہے کیونکہ بقول

اس کے برسوں پہلے اس کا باپ میری افواج سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا ہاں یہ کہتی ہے وہ اب خیان چونکہ تم اتنے عرصے تک ان لوگوں میں رہے ہو اس لئے کہ اس کے انکار کی صحیح وجہ تم ہی بتاؤ۔

ایسے معاملے میں ایک عورت کے انکار کی صحیح وجہ میں کیسے جان سکتا ہوں حضور؟

مختلف طریقوں سے ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ تم نرے بیکار سفیر ہو۔

بہرحال ان وجوہات کو اپنے دماغ کے گوشوں میں تلاش کرنے سے پہلے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھاؤ۔

یہ سوچ کر فرعون اس سے کسی قسم کا حلف یا قسم لینا چاہتا ہے خیان نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا اپپی نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا پھر دوبارہ خط پر نظر ڈالی اور پر سکون آواز میں پوچھا۔

یہ کیسے ہوا خیان کہ تم نے اپنی انگلی میں اس انگوٹھی کی جگہ' جو ہم نے تمہیں دی تھی اور جس پر تمہارا نام اور ہمارے خاندان کی علامت کندہ تھی۔ یہ دوسری انگوٹھی پہن رکھی ہے جو بے حد قدیم ہے اور جس پر خعفرا کا نام کندہ ہے جو مصر کا زبردست فرعون تھا اور جس نے بڑا اہرام بنوایا تھا؟ اور یہ کیسے ہوا کہ اس خط پر جو تم لے کر آئے ہو نفرا نے جو اپنے آپ کو ملکہ مصر کہتی ہے اسی انگوٹھی کی مہر لگائی ہے؟

اور وہاں موجود ہر شخص کی نگاہیں خیان پر جم گئیں اور آناتھ کے مرجھائے ہوئے چہرے پر ذرا سی دیر کے لئے مسکراہٹ کپکپا کر غائب ہو گئی۔

"یہ رخصتی تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔" خیان نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

"آ۔ ہا۔ تو یہ نقلی ملکہ اپنی شاہی انگشتری تمہیں رخصتی تحفے کے طور پر دیتی ہے میرے سفیر اور اتفاقاً تم نے بھی رخصتی تحفے میں اپنی انگوٹھی اسے تو نہیں دے دی اے شمالی مصر کے ولی عہد؟"

اپپی خاموش ہو گیا اور خیان کو گھورنے لگا لیکن خیان نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور اب فرعون اپپی نے نیچی اور گرجتی ہوئی آواز میں جیسے شیر غرا رہا ہو کہنا شروع کیا۔

اب میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے جان لو بیٹے چند دنوں پہلے حلقہ سحر کے اراکین کے

پاس جو پیغامبر آیا تھا وہ میں تھا ہاں چونکہ اسے کسی پر اعتبار نہیں خود اپنے بیٹے پر نہیں اس لئے فرعون بذات خود حقیر پیغامبر بن کر آیا تھا دیکھو اب پہچانا تم نے اسے؟

اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ تخت پر سے اٹھا اور خانہ بدوشوں کا لباس اپنے جسم پر لپیٹ لیا اور لنگڑا کر چند قدم چلا۔

ہاں خیان نے کہا اور اے میرے باپ! آپ کا بھیس جتنا عمدہ تھا اتنی ہی آپ کی جرات خطرناک تھی کیونکہ آپ ان لوگوں میں آئے تھے جو سچ کو پسند کرتے اور جھوٹ اور دھوکے سے نفرت کرتے ہیں۔

بے شک میری جرات خطرناک تھی کیونکہ میں بھی سچ کو پسند کرتا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا ان اہرام کے پیچھے کیا ہوتا ہے اور خضرا کی اس بیٹی کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا چنانچہ میں آیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بے حد خوبصورت اور پر وقار ہے ایسی جسے میں اپنی ملکہ بنانے کا بجا طور پر خواشمند ہوں میں نے دوسری باتیں بھی دیکھیں ان میں یہ بھی دیکھا کہ وہ بار بار پیار بھری نظروں سے حلقہ سحر کے ایک برادر کی طرف دیکھ رہی تھی ان کے مخصوص لباس میں ملبوس اس بر' کو میں نے فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ اے میرے سفیر تم تھے جسے میں نے مردہ یقین کرلیا تھا اس کے علاوہ ایک ماہی گیر سے میں نے سنا کہ اس علاقے میں ایک عجیب بات مشہور ہے یعنی یہ کہ دختر سحر نے اپنے آپ کو پسر آفتاب کے لئے پیش کردیا ہے اور روح اہرام کی نقاب ایک مرد نے اٹھادی ہے ماہی گیر نے قسم کھا کر کہا کہ ان باتوں کا مطلب وہ نہیں جانتا حالانکہ اس کا مطلب اب میری سمجھ میں پوری طرح سے آگیا ہے چنانچہ خیان بتاؤ کہ تم سچائی کے گھر سے آئے ہو کہ تم نے نفرا سے شادی کرلی ہے یا تمہاری نسبت ہوئی ہے اس سے جس کی انگوٹھی تم نے اپنی انگلی میں پہن رکھی ہے اور یہ کہ تم حلقہ سحر میں شامل ہوگئے ہو؟

ایک دم سے خیان کی ہمت عود کر آئی اور اس نے اپنے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

آپ سے میں کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا چنانچہ کہتا ہوں اور بے خوف ہو کر کہتا ہوں کہ میری نسبت شہزادی نفرا سے ہوگئی ہے میں اسے چاہتا ہوں اور وہ مجھے چاہتی ہے اور یہ کہ ہر طرف سے اپنا اطمینان کرلینے کے بعد میں نے حلقہ سحر کے اعتقادات اپنا لئے ہیں اور

ان کی برادری میں شامل ہو گیا ہوں۔

واقعی مجھ سے یہ باتیں چھپانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ تم جانتے ہی تھے کہ سب باتیں مجھے پہلے ہی سے معلوم ہو چکی ہے ابیبی نے تلخی سے کہا تو میرے بیٹے خیان! میں نے تمہیں اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا لیکن تم نے یہ کیا کہ اس لڑکی کو اپنی بیوی بنانے کے لئے چرالیا۔ میں نے تمہیں اپنے دشمنوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے یہ کیا کہ ان کا مذہب اختیار کر لیا یہ سب کچھ تم نے کیوں کیا؟ میں بتاتا ہوں اس لئے کہ تم نے سوچا بلکہ یقین کر لیا ہو گا کہ اگر میں نے اس سے شادی کر لی تو اس کا بیٹا تمہیں تمہاری ولی عہدی سے محروم کر دے گا اس کے برخلاف اگر خود تم نے اس سے شادی کر لی تو تمہارا حق قائم رہے گا جیسا کہ تمہارا خیال ہے اور تم اپنی حکومت میں اس علاقے کو بھی شامل کر لو گے جس پر وہ اپنی حکومت قائم کرے بہت چالاک ہو تم خیان بہت چالاک۔"

میں نے نفرا سے اس لئے منگنی کی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

اگر ایسا ہی ہے خیان تو پھر تمہارا اور تمہارا ذاتی فائدہ متوازی بلکہ پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں جس طرح کہ نفرا کے چل رہے ہیں۔ اور اس میں مجھے اس عیار بوڑھے راہو کا ہاتھ صاف نظر آتا ہے رہی یہ بات کہ تم اس خفیہ جماعت میں شامل ہو گئے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے ہ تم نے باغیوں کے اس جماعت کو مضبوط اور پر قوت سمجھ لیا ہے اور یقین کر لیا ہے کہ مستقبل قریب میں یا تو تم خود اپنا تاج و تخت پیدا کر لو گے یا خود میرے تاج و تخت پر قبضہ جما لو گے میرا مطلب ہے ان لوگوں کی مدد سے خیان تو جھوٹے ہو چور ہو اور غدار ہو اور میں تم سے وہی سلوک کروں گا جو ایسے لوگوں سے کیا جاتا ہے۔

فرعون اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نہ جھوٹا ہوں نہ چور ہوں اور نہ غدار۔ ایک خاص اتحاد کی غرض سے آپ نے مجھے اپنے درجہ سے گرا کر ایک معمولی آدمی بنا دیا اور میں نے یہ قبول کیا۔ آپ نے مجھے سفیر بنا کر بھیجا اور میں نے اپنا یہ فرض بھی ادا کیا لیکن جن لوگوں کے پاس مجھے بھیجا گیا تھا انہوں نے آپ کی پیش کش قبول نہ کی تو اس میں میرا کیا قصور؟ بعد میں نفرا سے مجھے پیار ہو گیا اور ہم دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے اگر ایسا نہ ہوا ہوتا اگر میں زندہ نہ رہا ہوتا تب بھی' کوئی خاص وجہ سے' نفرا آپ کی پیش کش قبول نہ

کرتی۔"

"یہ تو شاید ہمیں اس وقت معلوم ہو ہی جائے گا جب تم زندہ نہ رہو گے خیان اب یہ سن لو کہ میں اہرام کے اور قبرستان میں رہنے والے ان چوہوں سے کیا سلوک کروں گا جنہوں نے میری توہین کرنے کی جرات کی ہے میں ایک فوج روانہ کردوں گا فوج روانہ ہوچکی ہے کہ ان باغیوں کو ٹھکانے لگا دے صرف ایک ہستی کی جان سلامت رکھی جائے گی نفرا کی اس لئے نہیں کہ وہ شاہی خاندان سے ہے بلکہ اس لئے کہ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ بے حد حسین ہے جان لو خیان تم اکیلے ہی حسن کے پرستار نہیں ہو چنانچہ میں اسے یہاں لاؤں گا اور اپنی دلہن بناؤ گا۔ اور اپنی شادی کے تحفہ کے طور پر میں اسے تمہارا سر پیش کروں گا خیان۔ ہاں۔ تم خیان تم غدار اس کی نظروں کے سامنے قتل کئے جاؤ گے۔"

یہ فیصلہ سن کر وہ افراد جو بادشاہ کے ساتھی کہلاتے تھے ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے کیونکہ ایسا واقعہ پہلے کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا تھا یعنی یہ کہ فرعون مصر خود اپنے بیٹے کو قتل کردے اس لئے کہ دونوں ایک ہی عورت سے پیار کرتے تھے حتیٰ کہ وزیر آناتھ بھی چونک پڑا اور اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اس کے باوجود اس کی زبان سے اس وقت جو الفاظ نکلے وہ وہی قدیم سلام کے الفاظ تھے۔

"زندگی، خون فرعون، فرعون.... فرعون نے فیصلہ کردیا اس پر عمل کیا جائے۔"

جب یہ الفاظ خیان کے کانوں کے پردے سے ٹکرائے اور اس کے مطلب میں اس کے تصور نے اسے جو بھیانک تصویر دیکھائی اس کی وجہ سے خیان کا دل کئی دھڑکنیں بھول گیا اور اس کی ٹانگیں لرزنے لگیں اس نے حلقہ سحر کے برادروں کا قتل عام ہوتے دیکھا اس نے کماح کو قتل ہوتے دیکھا اس نے نفرا کو قیدی تھک کر گرتے دیکھا اس نے کماح کو قتل ہوتے دیکھا اس نے نفرا کی اس شخص کی جبری شادی ہوتے دیکھا جس سے اس کو نفرا کو نفرت تھی اس نے نفرا کے سامنے خود اپنی گردن ماری جاتے دیکھی اور اس نے دیکھا کہ اس کا کٹا ہوا سر نفرا کے قدموں میں ڈالا گیا ہے۔

اور خیان لرز گیا۔

لیکن اچانک اس کا یہ خوف دور ہو گیا جیسے کسی روح نے خود اس کی روح نے کم سے

کم خیان کا تو یہی خیال تھا کیونکہ لمحہ بھر کے لئے ایسا معلوم ہوا جیسے خود راہو اس کے سامنے آگیا ہو اور وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا جہاں ابھی تھا راہو بزرگ قابل احترام اور پر سکون اور پھر وہ غائب ہوگیا اور اس کے ساتھ خیان کا خوف بھی غائب ہوگیا اس کے علاوہ اب خیان کی سمجھ میں یہ بھی آگیا کہ اسے کیا جواب دینا ہے جواب کے الفاظ اس کے اندر یوں ابھرے جیسے چشمے میں پانی۔

اے فرعون! اور اے میرے باپ! خیان نے صاف اور بے خوف ہو آواز میں کہا ایسی مجنونانہ باتیں نہ کہو کیونکہ آپ وہ نہ کرسکیں گے جو کہتے ہیں ہو جو کرنا چاہتے ہیں حلقہ سحر کے کاہن اعظم نے اپنے خط میں آپ کی دھمکی کا جواب کیا نہیں دہرایا ہے؟ کیا انہوں نے نہیں کہا ہے کہ وہ تم سے خوفزدہ نہیں ہیں اور یہ کہ اگر آپ نے ان کے خلاف کوئی قدم اٹھایا یا اس کی کوشش بھی کی تو اہرام کا ایک ایک پتھر آسمانوں کے سراپ کے مقابلے میں ہلکا معلوم ہوگا کیا کاہن اعظم نے یہ نہیں کہا کہ حلقہ سحر کے ساتھ وہ فوجیں ہیں جو نظر نہیں آتیں اور یہ کہ حلقہ کو دیوتا کی مدد حاصل ہے؟ اگر نہیں لکھا تو میں خیان آپ کا بیٹا اور حلقہ کا برادر ان کا یہ پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں۔ اے فرعون! وہ شرارت جس کا تم نے ارادہ کیا ہے' کرنے کی کوشش نہ کرو اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم اپنے پر یہاں' اس زمین پر بربادی اور موت لے آؤ گے اور جب تم یہ دنیا چھوڑ دو گے تب تم پر جو عذاب نازل ہوں گے وہ ناقابل بیان ہیں یہ یوں کہتا ہوں میں اپنی آواز میں نہیں بلکہ اس عظیم روح کی آواز میں جو میرے دل میں ہے۔"

جب ابھی نے یہ خوف ناک الفاظ سنے تو اس نے سر جھکا لیا اور کانپتے ہاتھوں سے لبادہ اپنے جسم پر لپیٹ لیا اس شخص کی طرح جسے سخت گرمی میں ہوا کے برفانی جھونکے نے تھپڑ مار دیا ہو لیکن پھر غصہ اس پر غالب آگیا اور اس نے کہا:

خیان! اب تو میرا یہ ارادہ پختہ ہوگیا ہے کہ تمہیں ایک غدار کو اس کے دیوتا کے پاس بھیج دوں۔ اس دوسری دنیا میں جہاں پہنچ کر تم پر یہ انکشاف ہو کہ راہو جھوٹا اور فریبی ہے۔ ہاں یہاں اسی وقت اس دربار میں یہ کردینا چاہتا ہوں کہ تاہم میں ایسا نہ کروں گا کیونکہ میں تمہارے لئے وہ سزا تجویز کی ہے جو تمہارے جرم کے بالکل مناسب ہے تم اپنے باغی ساتھیوں کو ایک کو قتل ہوتے دیکھنے کے لئے زندہ رہو گے اس لڑکی کو جس سے

تم پیار کرتے ہو میری بنتے دیکھنے کے لئے زندہ رہو گے اور اس کے بعد تم مرو گے خیان اس سے پہلے نہیں۔"

"فرعون کہہ چکے اور اور میں' حلقہ سحر کا برادر بھی کہہ چکا۔" خیان نے اسے صاف اور بے خوف آواز میں جواب دیا "بس اب عظیم روح کو ہمارے درمیان فیصلہ کرنے دیجئے اور جنہوں نے ہمارے الفاظ سنے ہیں ان پر اور پوری دنیا پر صداقت کی روشنی ظاہر ہونے دیجئے اور وہ ظاہر ہو کر رہے گی۔

یوں کہا خیان نے اور پھر فرعون کے سامنے احترام سے جھک کر خاموش ہو گیا۔

فرعون حیرت سے اپنے بیٹے کی صورت تکنے لگا۔ اسے حیرت تھی کہ یہ قوت اس کے بیٹے میں کہاں سے آئی جس کی وجہ سے اس نے موت کی دہلیز پر کھڑے ہو کر بے دھڑک الفاظ کہے پھر اس نے وزیر آناتھ کی طرف گھوم کر کہا:

وزیر! اس غدار کو جو ہمارا بیٹا نہیں ہے یہاں سے لے جاؤ اور زنجیروں میں جکڑ کر زنداں میں ڈال دو اسے اچھی طرح کھانا کھلاؤ تاکہ یہ اس وقت تک زندہ رہے جب تک کہ وہ سارے کام انجام نہیں پا جاتے۔ جن کا ارادہ ہم نے کیا ہے۔

آناتھ بادشاہ کے سامنے جھک گیا اور پھر اس نے تالی بجائی فوراً مسلح سپاہی حاضر ہوئے انہوں نے خیان کو اپنے درمیان لے لیا اور وہ اسے لے چلے وزیر ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔

برادر تیمور

طویل طویل غلام گردش سے گزر کر اور بہت سے زینے اتر کر وہ لوگ جو خیان کو حراست میں لئے ہوئے تھے اتنی گہرائی میں اتر گئے کہ محل کی بنیاد میں پہنچ گئے یہ راستے طے کرتے وقت خیان کو یاد آیا کہ جب وہ چھوٹا تھا تو یہاں محافظوں کا افسر اسے انہی راستوں سی چند کال کھوٹریوں کے سامنے لے آیا تھا جن کے دروازے کی موٹی موٹ سلاخوں میں سے اس نے تین آدمیں کو دیکھا تھا جنہیں دوسرے دن قتل کیا جانے والا تھا کیونکہ انہوں نے فرعون کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔

تینوں قیدیوں کے نظریات مختلف تھے ان میں سے اک آمتی یعنی موت کے بعد کی دنیا اور دیوتا اوزیرس کی مہربانیوں اور گناہوں کو بخش دینے کا قائل تھا دوسرے سرے سے دیوتاؤں کا ہی منکر تھا اور موت کو ابدی نیند کا یقین کرتا تھا تیسرے کا عقیدہ تھا کہ وہ دوبارہ اسی دنیا میں جنم لے گا اور جتنے دکھ اس نے اس پہلے جنم میں برداشت کئے ہیں اس کی تلافی میں دوسرے جنم ہوجائے گی اس طرح کہ دوسرے جنم میں اسے سکھ کی زندگی عطا ہوگی۔

دوسرے دن خیان نے سنا کی ان تینوں کو پھانسی دے دی گئی بعد میں اس نے اپنے دوست محافظ کے افسر سے سنا کے تینوں بے گناہ تھے وہ قطعی اس سازش میں شریک نہیں تھے جس کا الزام ان پر لگایا گیا تھا معلوم ہوا کہ فرعون کے حرم کی ایک عورت نے جس کی آرزو پوری کرنے سے ان تینوں میں سے کسی ایک نے انکار کردیا تھا۔ انتقام لینے کی غرض سے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا اور کسی خاص مقصد کے تحت دوسرے دو کو بھی جن سے اسے نفرت تھی اسی الزام میں کہ وہ فرعون کے خلاف سازش کررہے تھے شامل کرلیا تھا بعد میں اس عورت پر یکایک ایک مرض ٹوٹ پڑا اور مرنے سے پہلے اس نے یہ سب باتیں ظاہر کردیں۔

ایک بار پھر انہی غلام گردشوں سے گزرتے ہوئے خیان کو وہ تینوں قیدی اور یہ ساری باتیں یاد آگئیں اور اسے یاد آیا کہ اسی وقت سے اسے چرواہوں کے دیوتاؤں اور ان کے

انصاف کے متعلق شک کا بیج اس کے دل میں پڑ گیا تھا یہی وجہ تھی کہ آخر کار اس نے اپنی قوم کے دیوتاؤں اور ان کے اعتقادات سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو دنیا میں نیکی انصاف اور اصلاحات نافذ کرنا چاہتے تھے۔

اب ان بھولے ہوئے قیدیوں کی طرح وہ بھی شہزادہ خیان انہی قید خانوں کی طرف جا رہا تھا اسے بھی اسی زنداں میں بند رہنا تھا جو ان تینوں قیدیوں اور اس سے پہلے ہزاروں انسانوں کی اذیتوں کے گواہ تھے اسے سب کچھ یاد آ گیا پتھر کی ایک چھوٹی سی بلند چھت دار کوٹھری جس میں صرف ایک روشن دان سے روشنی آتی تھی یہ روشن دان جس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں فرش نم رہتا تھا کیونکہ جب دریائے نیل میں سیلاب آتا تھا تو اس کا پانی اس مقام کی بنیاد سے کئی فٹ اوپر چڑھ جاتا تھا۔ اس کوٹھری میں جو تپائیاں اور میزیں تھیں وہ بھی پتھر کی تھیں پھر تانبے کے مضبوط حلقے دیواروں میں لگے ہوئے تھے محافظوں کے افسر نے اسے بتایا تھا کہ جو بھی قیدی شرارت کرتا یا طوفان مچاتا ہے تو اسے ان حلقوں سے باندھ دیا جاتا ہے ایک طرف گھاس پھوس کے گیلے انبار تھے یہ قیدیوں کے بستر تھے جن پر وہ سوتے تھے اور گندے کمبل جنہیں قیدی سردیوں سے بچنے کے لئے اوڑھتے تھے اور اسے وہ جگہ بھی یاد تھی جہاں وہ تینوں بے گناہ مجرم کھڑے ہوئے تھے اور اس نوجوان کا معصوم چہرہ بھی یاد تھا جس نے اس عورت کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یوں اس کے انتقام کا شکار بنا تھا حالانکہ اب تک اسے وہ قید خانہ یاد نہ آیا تھا لیکن اب اتنے برسوں کے بعد وہ اپنی تمام بھیانک تفصیلات کے ساتھ اس کی نظر کے سامنے گھوم رہا تھا۔

اور اب وہ آخری زینہ اتر کر اس مضبوط اور بڑے دروازے کے سامنے پہنچ گئے جس کی سلاخوں دار کھڑکی میں سے خیان نے جھانک کر اندر دیکھا تھا جیل کے داروغہ نے دروازوں کی زنجیریں اور کھٹکے کھولے پھر اس نے دروازے کھولے اور سامنے پتھر کی تپائیاں اور میزیں تھیں جیسی کہ خیان کو یاد تھیں وہی تانبے کے کڑے مٹی کے وہی برتن اور دوسری چیزیں جوں کی توں موجود تھیں صرف وہ قیدی نہ تھے ان کی کوئی یادگار نہ تھی۔

خیان اس بھیانک زنداں میں داخل ہوا آناتھ نے اشارہ کیا تو سپاہی اسے سلام کر کے چلے گئے اور جاتے جاتے انہوں نے ہمدردی اور تلسفف سے اس شہزادے کی طرف دیکھا

جس کے زیر کمان انہوں نے جنگیں لڑی تھیں اور جو ہر دل عزیز تھا آناتھ جیل کے داروغہ چند یونہی سی ہدایتیں دینے کے لئے وہیں رکا رہا اور جب وہ دونوں جانے لگے تو آناتھ نے گھوم کر خیان سے پوچھا کہ اس کے کون سے لباس بھیجے جائیں۔

موٹے اور گرم خیان نے زنداں ٹھنڈک سے کانپ کر کہا۔

بھیج دئے جائیں گے آناتھ نے کہا مجھے یہ خدمت بادل نخواستہ انجام دینی پڑی ہے چنانچہ امید ہے آپ مجھے معذور سمجھتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔

میں نے تمہیں اور سب کو معاف کیا آناتھ جب کوئی امید نہ ہو تو معاف کردینا بے حد آسان ہوتا ہے۔

آناتھ نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا جیل کا داروغہ دروازے سے دور ان کی طرف پشت کئے کھڑا تھا تب آناتھ احتراماً خیان کے سامنے یوں جھک گیا کہ اس کے ہونٹ خیان کے کانوں کے قریب پہنچ گئے۔

امید ختم نہیں ہوئی اس نے سرگوشی میں کہا مجھ پر بھروسا رکھو اگر میں آپ کو بچا سکا تو بچاؤں گا۔

دوسرے ہی لمحے وہ بھی جاچکا تھا اور دروازہ بند ہوچکا تھا اور اب خیان اکیلا رہ گیا اس نے تپائی گھسیٹ کر اس جگہ رکھی جہاں روشن دان سے روشنی آرہی تھی اور اس پر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد اسے وقت کا اندازہ نہ رہا تھا کہ کتنی دیر بعد دروازہ کھلا اور جیل کا داروغہ اندر آیا اس کے ساتھ دوسرا آدمی تھا جو خیان کے کپڑے لے آیا تھا ان میں کالا ٹوپی والا لبادہ بھی تھا جو بھیڑ کی کھال کا تھا۔ وہ کھانا اور شراب بھی لئے ہوئے تھا خیان نے اس کا شکریہ ادا کر کے لبادہ پہن لیا کیونکہ اس کوٹھری کی ٹھنڈک اسے کاٹ رہی تھی اور تب اس نے دیکھا کہ یہ لبادہ اس کا نہ تھا اس پر اسے حیرت ہوئی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آدمی ایسا لبادہ پہن کر کہیں بھی جاسکتا ہے اور کوئی اسے پہچان نہیں سکتا۔

داروغہ نے کھانا میز پر رکھ دیا اپنے قیدی کو شہزادہ کہہ کر مخاطب کیا۔ اور اس سے درخواست کی کہ وہ کھانا کھالے۔

دوست! اب میں شہزادہ نہیں رہا ہوں خیان نے کہا۔

شہزادے داروغہ نے کہا ہر آدمی پر مصیبت آتی ہے لیکن اس کی رگوں میں گردش کرتا

ہوا خون نہیں بدلتا۔

بے شک میرے دوست ایسا نہیں ہوتا لیکن مصیبت رگوں کو خون سے خالی کردیتی ہے۔

دیوتا نہ کریں داروغہ نے کانپ کر کہا اور خیان نے سمجھ لیا کہ داروغہ کو اس نے یونہی دوست نہیں کہا بلکہ حقیقت میں وہ اس کا دوست ہی ہے چنانچہ خیان نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے برخلاف مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے شہزادے آپ غالباً بھول گئے ہیں کہ تین برس پہلے بخار کے موسم میں جب میری بیوی اور بچہ بیمار تھے تو آپ خود دوائیں لے کر اپنے خادموں کے پاس آئے تھے۔

مجھے یاد ہے حالانکہ مجھے اچھی طرح سے نہیں کیونکہ میں بہت سے بیماروں کے پاس گیا تھا۔

لیکن بیمار اور وہ جنہیں بیمار پیارے ہوتے ہیں اپنے مہربان کو نہیں بھولتے مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں آپ کو یہ بتادوں کہ یہاں آپ کو تنہا نہ رکھا جائے گا مبادا آپ کا دماغ چل جائے جیسا کہ آپ سے پہلے بہت سے قیدیوں کا دماغ چل گیا اور وہ پاگل ہوگئے۔

تو کیا کسی اور بدقسمت کو میرے ساتھ اس کوٹھری میں قید کیا جائے گا؟

ہاں ایک ایسے شخص کو جس کے ساتھ سے آپ خوش ہوں گے اچھا اب چلتا ہوں۔

اور اس سے پہلے کہ خیان اس سے پوچھتا کہ یہ دوسرا قیدی کب آرہا ہے داروغہ جا چکا تھا دروازہ بند ہوگیا تو اس نے کھانا کھایا اور شراب پی کیونکہ اسے بھوک لگ رہی تھی اور اس نے اس وقت سے جب سے وہ تانیس پہنچا تھا کچھ نہ کھایا تھا۔

کھانے سے فارغ ہوا تو اس کے خیالات باگیں تڑا کر بگٹٹ بھاگ پڑے اور بڑے اداس خیالات تھے یہ کیونکہ یہ تو اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس کا باپ ابیبی حلقہ سحر کو نیست و نابود کردینے کا تہیہ کرچکا ہے۔ وہ نفرا کو اور اس کے حسن کو چونکہ دیکھ چکا ہے اس لئے اب کوئی بات اسے اپنے ارادے سے باز نہ رکھ سکتی تھی البتہ خیان جانتا تھا کہ ابیبی کی یہ خواہش تو پوری نہ ہوگی کیونکہ نفرا سکی بیوی بننے پر موت کو ترجیح دے گی چنانچہ اب معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ان دونوں یعنی خیان اور نفرا کے لئے موت مقدر ہوچکی ہے کاش کہ وہ اپنی

روح بھیج کر جیسا کہ راہو اور دوسرے کاہن کر سکتے تھے حلقہ سحر والوں کو خبردار کر سکتا اس صبح ہی اس نے خود راہو کو فرعون کی جگہ تخت پر بیٹھے نہ دیکھا تھا؟ اسے بھی روح بھیجنے کے لئے اسرار بتائے گئے تھے چنانچہ وہ بھی کوشش کر سکتا تھا حالانکہ ایسا اس نے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔

چنانچہ جو منترا سے بتائے گئے تھے اور جو ترکیب اسے سکھائی گئی تھی اس کے ذریعہ خیان نے کوشش کی اور اس نے کہا:

سنو مقدس باپ! تمہارے ئے اور ملکہ کے لئے زبردست خطرہ ہے روپوش ہو جاؤ یا فرار ہو جاؤ کیونکہ میں تو قید ہوں اور تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

اس نے اپنے دل میں بار بار یہ الفاظ کہے اور اپنا پورا دھیان راہو اور نفرا کی طرف لگایا یہاں تک کہ وہ روحانی طور پر تھک گیا اور اس ٹھنڈی کوٹھری میں اسے پسینہ چھوٹ گیا یکایک ایک عجیب طرح کا سکون اس پر چھا گیا اور اسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جنہیں جو پیغام پہنچا رہا تھا وہ ان تک پہنچ گیا تھا جنہیں وہ خبردار کرنا چاہتا تھا انہیں وہ خبردار کر چکا تھا ان لوگوں نے اس کی آواز سنی اور اس کی بات سمجھ لی تھی۔

بے انتہا تھکن اس پر ٹوٹ پڑی وہ نڈھال ہو کر سو گیا۔

شاید وہ بہت دیر تک سوتا رہا کیونکہ جب وہ بیدار ہوا تو روشن دان میں اندھیرا تھا اور خیان نے سمجھ لیا کہ رات ہو چکی تھی۔

دروازہ کھلا اور جیل کا داروغہ اشیائے خورد و نوش لے کر آ گیا اس کے ساتھ ایک آدمی اور تھا جس نے ایسا ہی ٹوپی دار لبادہ پہن رکھا تھا جیسا کہ خیان نے پہن رکھا تھا اجنبی نے جھک کر خیان کو سلام کیا اور ایک کونے میں خاموش کھڑا ہو گیا۔

شہزادے! اس آدمی کو آپ کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے یہ آپ کا خادم ہے ایمان دار اور مخلص ہے داروغہ نے کہا گوشت اور شراب میز پر رکھی چراغ جلایا اور پھر چلا گیا۔

خیان نے کھانے کی طرف اور پھر کونے میں خاموش کھڑے ہوئے اجنبی کی طرف دیکھا جس کا چہرہ لبادے کی ٹوپی سے چھپا ہوا تھا۔

تم نہیں کھاؤ گے میری بدقسمتی میں شریک بھائی۔ خیان نے کہا۔

اجنبی نے اپنے چہرے پر سے لبادے کی ٹوپی الٹ دی۔

بلاشبہ خیان نے کہا تمہیں میں نے پہلے کبھی دیکھا ہے۔

اجنبی نے ایک خاص اشارہ کیا جس کا جواب خیان نے عادتاً دیا۔ اجنبی نے مزید اشارہ کیے خیان نے ان کا بھی جواب دیا پر خیان نے خفیہ جملہ کہا جسے اجنبی نے دوسرے فقرے سے مکمل کردیا۔ جو پہلے سے بھی زیادہ خفیہ تھا۔

کھانا نہیں کھاؤ گے حلقہ سحر کے کاہن؟ خیان نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

دائمی دنیا کی غذا کی امید میں میں کھانا کھاتا ہوں آب حیات کی آرزو میں شراب پیتا ہوں اجنبی میں نے جواب دیا۔

اور اب خیان کو یقین ہوگیا کیونکہ یہ وہ خاص الفاظ تھے جنہیں حلقہ سحر کے کاہن ایک دوسرے سے کھانے میں شریک ہوتے وقت کہتے تھے۔

کون ہو تم برادر؟ خیان نے پوچھا۔

میں حلقہ سحر کا ایک معمولی کاہن ہوں تیمور ہے میرا نام اور اے وقائع نگار راسہ تم نے مجھے ابوالہول کے مندر میں دیکھا تھا اس وقت تم ایک خاص پیغام لے کر آئے تھے لیکن تب بھی میں جانتا نہ تھا کہ تم بھی ہم میں اسے ایک ہو وقائع نگار راسہ بشرطیکہ یہی تمہارا نام ہو۔

یہ میرا نام نہیں ہے اور اس وقت میں تمہاری جماعت میں شامل نہ تھا۔ اور غالباً تم وہی تیمور ہو جو مقدس راہو کا پیغامبر بن کر اور ان کے خطوط لے کر **اپیپی** کے دربار میں گیا تھا ہم نے تو سنا تھا کہ کسی مرض میں تمہارا انتقال ہوگیا۔

نہیں برادر البتہ **اپیپی** نے مجھے قید کردیا اگر میں مرگیا ہوتا تو میری روح راہو سے سرگوشی کرجاتی۔

ہاں یاد آیا مقدس راہو نے بھی ایسا ہی کہا تھا لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ تم یہاں ہو اور کیوں؟

میں یہاں اس لئے آیا کہ ایک عظیم ہستی نے جو قید خانے میرے پاس آئی مجھے اپنے ایک مصیبت زدہ بھائی کی مدد کرنے کا حکم دیا اس نے کوئی نام نہیں بتایا اور اگر بتایا تھا تو میں بھول گیا کیونکہ ہم حلقہ سحر کے اراکین بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا ہ مجھے کس کی مدد کرنی ہے لیکن میں نے معلوم کرلیا کہ ہم لوگ حلقہ کے لوگ

[redacted]

بہت سی باتیں معلوم کر لیتے ہیں وقائع نگار راسہ میں تمہاری انگلی میں شاہی انگوٹھی دیکھ رہا ہوں اور یہ میرے لئے کافی ہے۔

کافی سے زیادہ ہے تیمور لیکن یہ بتاؤ کہ میرے پاس کیوں بھیجا گیا ہے یہ جگہ تو ایسی ہے کہ یہاں تو فرعون کو بھی کسی خدمت گار کی ضرورت نہ پڑے۔

بے شک برادر تاہم یہاں رہنے والے کو ایک ساتھی اور نجات دہندہ کی تو ضرور ہو سکتی ہے۔

ہاں سب سے زیادہ نجات دہندہ کی لیکن تیمور خود راہو بھی یہاں کے دروازے کیسے کھول سکتے یا دیوتا یہ کس طرح توڑ سکتے ہیں؟

بہت آسانی سے وقائع نگار راسہ البتہ اس کے ذرائع سے ہم واقف نہیں۔ اور گر ہمارا اعتقاد پختہ ہے تو میں بھی ایسا کر سکتا ہوں یہ اور بات ہے کہ اس قدر آسانی سے نہیں سنو جب سے مجھے قید میں ڈالا گیا ہے تب سے میں جیل کے داروغہ کو اپنے مذہب کی طرف لا رہا ہوں اب وہ ہماری جماعت میں شامل ہونے کے لئے بے قرار ہے لیکن میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ وقت آنے پر اسے شامل کر لیا جائے گا۔ اس کے بدلے میں اس نے مجھے ایک راز بتا دیا ہے چونکہ آج رات نہ خود داروغہ اور نہ ہی کوئی ہمارے پاس آئے گا اس لئے اب وہ راز میں تمہیں بھی بتا دیتا ہوں برادر راسہ آؤ یہ میز ہٹانے میں میری مدد کرو۔

یہ ٹھوس پتھر کی تھی چنانچہ ان دونوں نے کافی زور لگا کر اور بڑی مشکل سے ایک کھسکا دی اب تیمور نے اپنے لبادے میں سے بردی کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جس پر نشانات اور لکیریں بنی ہوئی تھیں جن کی مدد سے اس نے کچھ ناپ لئے اور آخر کار کوٹھری کے کھردرے فرش میں اسے وہ پتھر مل گیا جس کی اسے تلاش تھی یہ پتھر غیر ہموار تھا جس پر آدمی اپنے ہتھیلیاں ٹکا سکتا تھا چنانچہ تیمور نے اس پر ہتھیلیاں ٹیک کر پتھر کو ادھر ادھر ہلایا جیسے وہ کسی کمانی یا کھٹکے کو ڈھیلا کر رہا ہو۔ اچانک فرش کا ایک ٹکڑا جو ایک قدم یا اس سے کچھ زیادہ چوڑا تھا اوپر اٹھ گیا اور چٹان میں کاٹی ہوئی ایک چمنی سی دکھائی دی جس کا پیندا دکھائی نہ دیتا تھا چمنی کی دیواروں پر پتھر کی ہی بنی ہوئی کھونٹیاں سی تھیں جو اوپر تلے تھیں جیسے زینے کی سیڑھیاں ہوتی ہیں ہوشیار اور پھرتیلا آدمی ان کھونٹیوں کے ذریعہ آسانی سے

نیچے اتر سکتا تھا۔

کنواں ہے؟ خیان نے پوچھا۔

ہاں برادر موت کا کنواں کم سے کم میرا تو ایسا ہی خیال ہے لیکن اس کے متعلق ہمیں شاید بعد میں پتہ چلے گا کم سے کم اس عظیم ہستی نے جس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی مجھ سے جیسا کہا تھا ایسا ہی ظاہر ہوا ہے کیونکہ اسی نے مجھے یہ نقشہ دیا تھا اور مجھے داروغہ پر بھروسہ کرنے اور اس کے کہنے پر عمل کرنے کی ہدایت کی تھی۔

اور داروغہ نے تم سے کیا کرنے کو کہا ہے تیمور؟

ان سیڑھیوں سے نیچے اترنے کو کہا ہے یہاں تک کہ ہم اس کی تہ میں پہنچ جائیں جہاں ہمیں ایک سرنگ ملے گی ہمیں اس سرنگ میں چلنا ہے جو دریا کے سنگی پشتے میں بنے ہوئے نالے تک جاتی ہے اس نالے کو دہانے کے عین نیچے ایک کشتی منتظر ہوگی اور اس میں ایک ماہی گیر ہوگا جو رات کے وقت مچھلیاں پکڑ رہا ہوگا کہ رات کے وقت بڑی بڑی مچھلیاں جال میں آجاتی ہیں اس سے پہلے کہ یہ پتہ چلے کہ جیل کی یہ کوٹھری خالی ہے ہمیں اس کشتی میں سوار ہو کر فرار ہو جانا ہے۔

ہمیں اسی وقت فرار ہونا ہے؟ خیان نے پوچھا۔

نہیں برادر ابھی ایک گھنٹے تک نہیں کم سے کم مجھے تو یہی ہدایت دی گئی ہے کیوں؟ یہ میں نہیں جانتا آؤ اب ہم یہ خفیہ راستہ بند کر دیں لیکن مضبوطی سے کوئی افسر یا کوئی جاسوس یہاں آجائے حالانکہ داروغہ نے کہا ہے کہ آج رات یہاں کوئی نہیں آئے گا۔

ہاں کیا پتہ تیمور۔

چنانچہ انہوں نے کھانے کی ٹوکری میں سے ایک نرسل توڑ لیا اور پتھر کھسکا کر نرسل کا یہ ٹکڑا جوڑ میں پھنسا دیا کہ پتھر بند نہ ہو جائے۔ اب انہوں نے میز گھسیٹ کر اسی طرح رکھ دی جس طرح وہ پہلے رکھی ہوئی تھی اس طرف سے فارغ ہو کر کھانا کھانے بیٹھ گئے ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ تیمور نے خیان کا پیر دبا کر آنکھوں سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

خیان نے بھی اس طرف دیکھا اور حالانکہ اس نے کوئی آواز نہ سنی تاہم اس نے دیکھا یا اس کا خیال تھا کہ اس نے ایک سفید چہرہ اور دو جلتی ہوئی آنکھیں دیکھیں جو دروازے کی کھڑکی کی سلاخوں میں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھیں خیان کا خون سرد ہو گیا

دوسرے ہی لمحہ وہ چہرہ غائب ہو چکا تھا۔

آدمی تھا کوئی؟ خیان نے پوچھا۔

آدمی یا شاید بھوت کیونکہ میں نے پیروں کی چاپ نہیں سنی اور ایسی جگہ ہے کہ بھوت یہاں رہنا پسند کرسکتے ہیں۔

پھر تیمور اٹھا اور اس نے وہ کپڑا جو کھانے پر ڈھنکا ہوا تھا اٹھا کر اس سے دروازے کی کھڑکی بند کردی۔

تمہارا یہ کھڑکی بند کرنا خطرناک ثابت نہ ہوگا؟ خیان نے پوچھا۔

ہاں ہے تو سہی لیکن کسی کا ہم پر نظر رکھنا اور بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

خیان کو ایسا معلوم ہوا جیسے وقت تھم گیا ہے اور یہ ایک گھنٹہ کبھی نہ گزرے گا ہر لمحہ اسے یہ خدشہ لاحق ہوجاتا تھا کہ کوئی دم میں دروازہ کھلے گا اور راز فاش ہوجائے گا لیکن وہاں کوئی نہ آیا اور انہیں یہ بھی کبھی معلوم نہ ہوا کہ دروازے کی کھڑکی میں انہوں نے جو چہرہ دیکھا تھا وہ حقیقت میں کوئی آدمی تھا یا ان کا وہم۔

کس طرف فرار ہوگے برادر؟ تیمور نے پوچھا۔

دریائے نیل کے اوپر کی طرف خیان نے سرگوشی میں جواب دیا اپنے برادروں کو خطرے سے خبردار کرنے۔

یہی میرا بھی خیال ہے تیمور نے کہا۔

اور اب تیمور نے کھانا جو کافی سے زیادہ تھا اسے دو ٹوکریاں میں رکھا جن میں لایا گیا تھا یہ ٹوکریں نرسلوں کی تھیں اور ان میں ایسے دستے لگے ہوئے تھے کہ بازو سے لٹکائے جاسکتے تھے۔

برادر! چلنے کا وقت آگیا ہے اس نے کہا۔

وہ اٹھے اور چند ثانیوں تک سر جھکائے خاموش کھڑے رہے وہ عظیم روح جس کی وہ پرستش کرتے تھے دعا مانگ رہے تھے کہ وہ ان کی مدد کرے حلقہ سحر کا کوئی بھی برادر کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے دعا مانگتا تھا کہ یہ اس حلقہ کا اصول تھا۔

برادر راسہ! اپنے دانتوں سے ایک چراغ پکڑ کر اور ایک ٹوکی لٹکا کر پہلے میں اترتا ہوں دوسرا چراغ ہم یہیں جلتا چھوڑ دیتے ہیں تم دوسری ٹوکری لے کر میرے پیچھے آؤ۔

پھر تیمور دروازے کے قریب گیا دروازے کی کھڑکی میں ٹھونسا ہوا کپڑا نکال کر چند ثانیوں تک وہاں کھڑا سنتا رہا واپس آیا کوٹھری میں جلتے ہوئے دو چراغوں میں سے وہ چراغ جو نسبتاً چھوٹا تھا اٹھایا اور اس کا چپٹا دستہ اپنے دانتوں میں دبالیا اب وہ میز کے نیچے رینگ گیا۔ اور پتھر کو ہلا کر کھول دیا پتھراب اپنے ایک سرے پر کھڑا تھا۔ تیمور کنویں میں اتر گیا اور پتھر کے کھونٹوں پر پیر رکھ کر نیچے اترنے لگا۔

خیان نے اس کی تقلید کی۔

وہ تین سیڑھی نیچے اترا تھا کہ اتفاقاً اس کے لبادے کی ٹوپی کی نوک پتھر میں اٹک گئی ایک دم سے پتھر گر کر بند ہوگیا۔ چنانچہ اب اس کنویں میں واپس کوٹھری میں نکلنے کی کوئی امید نہ رہی کیونکہ اس خفیہ دروازے کو اندر سے کھولا نہ جاسکتا تھا اور تب اس کنویں کا مقصد خیان کی سمجھ میں آیا۔ جب کسی بدقسمت قیدی کو ختم کرنا مقصود ہوتا تو اس پتھر کی کمانی کھول دی جاتی۔ بدقسمت قیدی کمرے میں ٹہلتا تو کبھی نہ کبھی اس پتھر پر اس کا پاؤں پڑ جاتا اور کنویں جا پڑتا غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جب کسی قیدی کو اس کنویں میں گرانا ہوتا تو پتھر کی یہ میز کسی اور جگہ رکھی ہوئی ہوگی یا اسے ختم کرنا ہوتا تو جیل کے داروغہ اسے اٹھا کر اس کنویں میں پھینک دیتے اس خیال سے خیان کانپ گیا کہ شاید یہی حشر اس کا بھی ہوتا کسی کو پتہ بھی نہ چلتا کہ وہ کون تھا وہ کہاں گیا۔

وہ اتر رہا تھا نیچے اور نیچے وہ ننھا سر چراغ جو تیمور نے اپنے دانتوں سے پکڑ رکھا تھا اس کا راستہ یونہی سا روشن کرتا رہا یہ بے حد لمبا سفر معلوم ہوتا تھا کیونکہ کنواں حیرت انگیز حد تک گہرا تھا آخر کار تیمور نے اسے مطلع کیا کہ وہ تہہ میں پہنچ گیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے خیان تیمور کے قریب ایک سفید ڈھیر پر کھڑا تھا جو اس کے پیروں تلے پھسل رہا اور چیخ رہا تھا اس نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا اور چراغ کی روشنی میں اسے نظر آیا کہ وہ ہڈیوں کے انبار پر کھڑا ہوا تھا ان قیدیوں کی ہڈیاں جو اس کنویں میں گرے تھے یا جنہیں اوپر سے اٹھا کر پھینکا گیا تھا اس کے علاوہ ان میں سے اکثر آدمیوں کو اس کنویں میں گرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا اور خیان کو اپنے وہ دوست یاد آگئے جو کسی وجہ سے فرعون کے غضب کا شکار بنے تھے اور ان کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اچانک کہیں غائب ہوگئے تھے اب خیان کو معلوم ہوا کہ وہ کہاں اور کس طرح غائب ہوئے تھے۔

تیمور میرا دم گھٹ رہا ہے وہ بولا آگے چلو۔

تیمور دائیں طرف گھوم کر ایک سرنگ میں گھس گیا جس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ وہ کمر میں دہرے سے ہو کر چل رہے تھے اور تیمور نے چراغ بہت نیچے پکڑ لیا تھا مبادا سرنگ کے فرش میں بھی ان قیدیوں کو گرانے کے لئے کنویں ہوں جو اس سرنگ کے راستے فرار ہونے کی کوشش کریں کوئی چالیس پچاس قدم تک اس سرنگ میں چلتے رہنے کے بعد تیمور نے سرگوشی میں خیان کو مطلع کیا کہ سامنے اسے روشنی نظر آرہی تھی اس پر خیان نے اسے چراغ بجھا دینے کا مشورہ دیا مبادا کوئی دیکھ لے اور وہ پکڑے جائیں چنانچہ تیمور نے چراغ بجھا دیا کوئی دس بارہ قدم تک چلتے رہے کے بعد وہ اس تنگ سرنگ کے دہانے میں پہنچ گئے جو اس زبردست پشتے میں تھا جو پتھر کی بڑی بڑی سلوں سے بنایا گیا تھا اس زبردست پشتے پر فرعون کا محل کھڑا تھا دہانہ اس قدر چھوٹا کہ پتھر کی سلوں کی ناہمواری میں دکھائی نہ دیتا تھا دہانے سے دو قدم نیچے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔

خیان اور تیمور نے اپنے سر باہر نکالے اور نیچے دائیں بائیں طرف دیکھا۔

دریائے نیل تو یہ رہا نیچے خیان نے کہا لیکن کشتی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

برادر! جس طرح اسے اب تک ہر بات سچ ثابت ہوئی ہے اسی طرح سے کشتی بھی آجائے گی یقین رکھو یقین بڑی چیز ہے تیمور نے جواب دیا۔

دنوں آدھے گھنٹے تک انتظار کرتے رہے تب تیمور نے یہی الفاظ دہرائے۔

عظیم روح کرے ایسا ہی ہو۔ خیان نے کہا ورنہ ہمیں تیر کر جانا پڑے گا اور تم جانو یہاں مگرمچھ بہت ہیں کیونکہ محل کی کھڑکیوں میں سے بچا کھچا کھانا پھینکا جاتا ہے۔

ابھی خیان نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ انہوں نے چپو چلنے کی آواز سنی اور سنگی پشتے کی گہرے سائے میں انہیں ایک چھوٹی سی بادبانی کشتی نظر آئی جو آہستہ آہستہ ان کی طرف آرہی تھی کشتی سرنگ کے دہانے کے عین نیچے آکر ٹھہر گئی۔ کشتی میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے دریا میں جال پھینکا اوپر نظر کی اور آہستہ سے سیٹی بجائی جواب میں تیمور نے بھی سیٹی بجائی اس پر وہ آدمی ماہی گیروں کا ایک گیت گنگنانے لگے اور ٹیپ کا بند قدرے بلند آواز میں کہاں جو یوں تھا۔

"چھلانگ لگا کر آجا میری کشتی میں پیاری مچھلی۔"

خیان سرنگ کے دہانے میں سے نکل کر کھردری دیوار پر سے نیچے اترنے لگا اور جلد ہی کشتی میں تھا تیمور نے چراغ دریا میں پھینکا اور اب وہ بھی نیچے اترنے لگا چونکہ وہ ایسے کام کا عادی نہ تھا اس لئے اسے دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اگر خیان اسے تھام نہ لیتا تو وہ دریا میں جا پڑتا۔

آؤ بادبان کھولنے' میری مدد کرو' ہوا شمال کی طرف چل رہی ہے اور تیز ہے چنانچہ ہمیں جنوب کی طرف جانا پڑے گا اور کوئی چارہ نہیں کشتی بان نے کہا۔

اور جب خیان نے بادبان کھولنے میں کشتی والے کی مدد کر رہا تھا تو اس وقت اس نے اس کا چہرہ دیکھا وہ زنداں کا داروغہ تھا۔

جلدی کرو داروغہ نے بولا میں بہت سی روشنیاں دیکھ رہا ہوں شاید لوگوں نے خالی زنداں دیکھ لیا ہے یہاں بہت سے جاسوس ہیں۔

اور پھر خیان کو وہ انگاروں جیسی آنکھیں یاد آگئیں جو اس نے زنداں کے دروازے کی کھڑکی میں دیکھی تھیں۔

پتوار کے دیوار سے ٹیک کر داروغہ نے کشتی ڈھکیل دی۔ ہوا بادبان میں بھر گئی اور کشتی بہنے لگی کچھ دیر بعد ہی وہ منجدھار میں تھی اور بھاگی جا رہی تھی۔

تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو؟ خیان نے پوچھا۔

نہیں شہزادے میری بیوی ہے اور بچہ بھی مجھے ان کا خیال کرنا ہے داروغہ نے جواب دیا۔

دیوتا تمہیں اجر دیں خیان نے کہا۔

مجھے اجر مل گیا آج رات کی خدمت کے صلہ میں مجھے اتنا کچھ ملا ہے کہ دس برس میں نہیں کمایا یہ نہ پوچھئے کہ اجرت کس نے دی آپ میری فکر نہ کریں کیونکہ میری ایک محفوظ پناگاہ ہے حالانکہ وہ ایسی جگہ ہے کہ آپ نے میرے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتے۔

اور وہ کشتی دوسرے کنارے پر لے آیا جہاں سینکڑوں جھونپڑیاں تھیں۔

"اب آپ جانئے دیوتا آپ کی حفاظت کریں" داروغہ نے کہا۔ "کشتی میں مچھلیاں پکڑنے کا سامان موجود ہے اور ایسا لباس بھی جیسا کہ اس پیشے کے لوگ پہنتے ہیں پو پھٹنے سے پہلے یہ کپڑے پہن لینا اور اس وقت تک تم تانیس سے کافی دور نکل چکے ہوا

کیونکہ یہ کشتی بڑی تیز رفتار ہے۔ الوداع اپنے دیوتاؤں سے میرے لئے دعا کرنا۔ میں اپنے دیوتاؤں سے تمہارے لئے دعا کروں گا شہزادے! پتوار سنبھالو اور کشتی کو منجدھار میں رکھنا کیونکہ اس طوفانی رات میں کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے گا۔"

اور اتنا کہہ کر داروغہ آہستہ سے دریا میں اتر گیا خیان اور تیمور کو دور تک اس کر سطح آب پر دکھائی دیتا رہا اور پھر غائب ہو گیا۔

"آخر کار مجھے ایک شخص تو ایسا ملا جو مخلص اور ایمان دار ہے حالانکہ اس کا پیشہ برا ہے۔" خیان نے کہا۔

راہو کی موت

رات بھر خیان اور تیمور دریائے نیل کی سطح پر اس کشتی میں بیٹھے سفر کرتے رہے کیونکہ شمالی ہوا موافق اور تیز تھی۔ اور صبح ہونے تک وہ تانیس سے کئی میل دور پہنچ چکے تھے۔ ایک دفعہ انہیں عقب میں دریا پر روشنیاں نظر آئیں جیسی کہ تعاقب کرتی ہوئی کشتیوں میں ہوتی ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد ہی وہ غائب ہو چکی تھیں صبح انہوں نے ماہی گیروں کے وہ کپڑے پہن لئے جن کے متعلق داروغہ نے انہیں بتایا تھا چنانچہ اب دیکھنے والے ماہی گیر ہی یقین کرتے اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے کیونکہ ایسے بے شمار پیشہ ور ماہی گیر اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر روزانہ مچھلیاں پکڑنے نکلتے تھے جنہیں وہ سہ پہر کے بعد بازار میں بیچتے تھے۔ چنانچہ یوں ان کا سفر محفوظ رہا حالانکہ دوسری رات کو بہت سے بڑے بڑے جہاز ان کی کشتی کے قریب سے گزرے۔

ان جہازوں پر نظر پڑتے ہی خیان اور تیمور نے بادبان اتار لیا اور کشتی کو کنارے کے قریب لے آئے جہاں نرسل اگے ہوئے تھے ان نرسلوں میں اور اتھلے پانی میں وہ اس وقت تک چھپے رہے جب تک جہاز آگے نہ بڑھ گئے جہاز بہت سے تھے پورا بیڑا تھا۔ یہ جہاز کیا تھے اور کیسے تھے یہ وہ اندھیرے کی وجہ سے دیکھ نہ سکے لیکن ان کے ماتھے اور دنبالے پر لٹکتی ہوئی لا لٹینوں احکام صادر کرتی ہوئی آوازوں اور جہاز کے مسافر جو گیت گا رہے تھے اس سے خیان نے اندازہ لگا لیا کہ یہ جنگی جہاز تھے جو سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ یہ وہ نہ جان سکا کہ وہ کہاں سے آئے تھے البتہ اسے وہ یاد آیا جو اس نے اپپی کے دربار میں سنا تھا اور یہ بھی کہ جب وہ تانیس لوٹ رہا تھا اس نے بہت سے جہازوں کو بہاؤ کے خلاف جاتے دیکھا تھا۔

وہ ایک دم سے خوفزدہ ہو گیا۔

کیا بات ہے برادر راسہ؟ خوفزدہ کیوں ہو گئے؟ تیمور نے اس کی دلی کیفیت معلوم کر کے کہا۔

خوف یہ ہے کہ ہم اپنے آدمیوں کو وقت پر خبردار نہ کر سکیں گے تیمور اب الفاظ سے

کھیلنے سے کوئی فائدہ نہیں تیمور! تم مجھے راسہ کہتے ہو لیکن میں شہزادہ خیان ہوں کبھی ابیبی کا ولی عہد تھا اور میں شہزادی نفرا کا منگیتر ہوں جسے میرا باپ ابیبی گرفتار کر کے جبراً اپنی بیوی بنا لے گا۔ جب اسے پتہ چلا کہ میں اس کا رقیب بن گیا ہوں تو اس نے مجھے گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیا۔ اسی لئے کال کوٹھڑی میں ہماری ملاقات ہوئی۔

ہاں اے شہزادے اور برادر! یہ تو میں نے پہلے ہی سے سمجھ لیا تھا لیکن اب کیا؟

اب یہ تیمور کہ میں ملکہ اور اپنے برادروں کو اس خطرے کو آگاہ کردوں گا جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے یعنی یہ کہ ابیبی نفرا کو اٹھا لے جائے گا اور حلقہ کے ایک ایک آدمی کو عورتوں کو اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا کم سے کم میرے سامنے تو اس نے ایسی ہی قسم کھائی تھی۔

میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ پیغام پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں تیمور نے جواب دیا کیونکہ ایسی خبریں راہو تک بہت جلدی پہنچ جاتی ہیں کسی پراسرار ذریعہ سے تاہم چلو دیوتا ہمارے ساتھ ہیں۔

چنانچہ انہوں نے سفر جاری رکھا اور صبح ہونے کے کچھ ہی دیر بعد اہرام دکھائی دئے اور آخرکار وہ اس ساحل پر پہنچ گئے جہاں کھجور کے درختوں کا وہ جھنڈ تھا جہاں خیان کی پہلی ملاقات نفرا سے ہوئی تھی جب وہ ایک راہبر کے بھیس میں تھی۔

یہاں انہوں نے اپنی کشتی چھپا دی اور پھر وہ لمبے چغے پہن کر جو انہیں زنداں میں دئے گئے تھے انہوں نے ان کے نیچے وہ تلواریں چھپائیں جو انہیں کشتی میں ملی تھیں اور پھر وہ صحرا میں قدم مارتے ابوالہول کی طرف چل پڑے اور وہاں سے مندر کی طرف راستے میں انہیں کوئی آدمی نہ ملا۔ انہوں نے دیکھا کہ کھیتوں میں کوئی نہ تھا اور کھڑی فصل انسانوں یا جانوروں نے اجاڑ دی تھی دل میں عجیب طرح کا خوف لئے وہ خفیہ دروازے سے مندر میں داخل ہوئے اور تنگ سرنگ میں سے ہوتے ہوئے اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں نفرا کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی کمرہ خالی اور خاموش تھا۔ اچانک اس کے انتہائی سرے پر خیان کو ایک سفید سایہ سا نظر آیا جہاں تخت نما کرسی میں بیٹھا ہوا تھا یہ کرسی چبوترے میں رکھی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے دیوتا اوزیرس کا بت کھڑا ہوا تھا۔

وہ قریب پہنچے اور اب خیان نے دیکھا کہ کرسی میں بیٹھا ہوا یہ سایہ راہو یا راہو تھا کا

بھوت تھا۔ وہ اپنا کاہن کا لباس پہنے خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا تھا اس کی لمبی سفید داڑھی اس کے سینے پر پھیلی ہوئی تھی اور اس کا سریوں جھکا ہوا تھا جیسے وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ہو۔

''اٹھو مقدس باپ۔'' خیان نے کہا۔

لیکن راہو نے سر نہ اٹھایا اور نہ جواب دیا۔

اور تب وہ دونوں کانپتی ہوئی ٹانگوں سے چبوترے پر چڑھے اور غور سے اس کی طرف دیکھا۔

اس کے جسم پر کہیں کوئی زخم نہ تھا لیکن بلاشبہ وہ مرچکا تھا۔

مقدس باپ کو آسمانوں پر بلا لیا گیا۔ خیان نے کہا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی روح ہمارے ساتھ ہے آؤ دوسروں کو تلاش کریں۔

انہوں نے سارے حجرے دیکھ ڈالے وہاں کوئی نہ تھا نفرا کا کمرہ بھی خالی تھا حالانکہ اس کی ہر چیز اپنی جگہ پر جوں کی توں موجود تھی البتہ اس کے کپڑے موجود نہ تھے دوسروں کے بھی لباس غائب تھے۔

آؤ باہر دیکھیں خیان نے کہا شاید وہ لوگ مقبروں میں چھپے ہوئے ہوں۔

وہ باہر آئے اور ہر جگہ تلاش کیا لیکن ہر طرف خاموشی اور ویرانی تھی انہوں نے قدموں کے نشانات تلاش کئے۔ لیکن وہ بھی نہ تھے اور اگر کبھی تھے تو تیز شمالی ہواؤں نے ریت بچھا کر انہیں مٹا دیا تھا۔

آخر کار وہ مایوس ہو کر اہرام کے سایہ میں بیٹھ گئے راہو مرچکا تھا اور دوسرے لوگ چلے گئے تھے خیان سمجھ سکتا تھا کہ کیوں لیکن کہاں گئے تھے؟ کہیں وہ ان جہازوں میں تو نہ تھے جو گزشتہ رات ان کی کشتی کے قریب سے گزرے تھے؟ یا ان سب کو قتل کر دیا گیا تھا؟ اگر ایسا ہوا تھا تو یہ کیا بات ہوئی کہ نہ تو کہیں ان کی لاشیں پڑی ملیں اور نہ قتل عام کی نشانیاں؟

یہ سوالات ان دونوں نے اپنے آپ سے اور ایک دوسرے سے پوچھے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

شہزادے! اب کیا کیا جائے؟ تیمور نے پوچھا ''بے شک آخر میں سب اچھا ہی ہو گا پھر

ہماری اشیا خوردونوش تقریباً ختم ہیں۔ اور پناہ کے بغیر ہم یہاں رہ بھی نہیں سکتے۔"

میرے خیال میں مندر میں چھپے رہیں۔ کم سے کم رات کا اندھیرا اترنے تک سنو میں سمجھتا ہوں انہیں ابیبی کے ارادے کی خبر ہوگئی تھی اور حلقہ کے برادر فرار ہوگئے ہوں گے۔

ہاں لیکن کہاں؟

شاہ بابل سے مدد حاصل کرنے۔ تاؤ اور رو نے بھی اشاروں کنایوں سے مجھے بتادیا تھا کہ اگر ضرورت ہوئی تو بابل چلے جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں گئے ہیں چنانچہ ہمیں بھی اسی طرف چلنا ہے لیکن بغیر راہبر کے اور بار برداری کے جانوروں کے بغیر چنانچہ سمجھ کہ ہمارا یہ سفر بہت مشکل ہے۔

گھبراؤ نہیں شہزادے اور یقین رکھو تیمور نے کہا حلقہ سحر کے برادر کبھی بھی بے سہارا نہیں ہیے۔ تانیس کے زنداں میں ہم بے سہارا ہیں؟ وہاں سے یہاں تک کے سفر میں بے سہارا ہیں؟ اب بتاؤ کہ اگر دنیا کے ایک سے دوسرے سرے تک سفر کریں تو کیا بے سہارا رہیں گے؟ نہیں یقین رکھو ہمیں ہر دفعہ دوست ملتے رہیں گے کیونکہ ہر قبیلے میں حلقہ سحر کے برادر موجود ہیں جن سے ہم اپنا تعارف اشاروں کے ذریعہ کرواسکتے ہیں اور یہ دوست ہمارے لئے ضرورت کی ہر چیز مہیا کردیں گے۔ اشیائے خور دو نوش اور بار برداری کے جانور اور ہمیں ایک سے دوسرے دوست کی پناہ میں دیتے رہیں گے اس کے علاوہ میرے پاس بہت سا سونا ہے مجھے اس عظیم ہستی نے دیا تھا جس کے چہرے پر نقاب پڑی تھی وہی جو تانیس کے زنداں میں میرے پاس آیا تھا اور جس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور جب اس نے مجھے یہ سونا اور جواہرات دیئے تھے تو مجھ سے کہا تھا کہ مجھے ایک دوسرے کو دور دراز سفر پر جانا پڑے گا اور اگر ایسا ہوا تو ہمیں اس کی ضرورت پڑے گی یہاں تک کہ ہم ایک خاص بادشاہ کی دسترس سے دور نکل جائیں گے۔

تیمور کے یہ الفاظ سن کر ایک بار پھر خیان کی ہمت عود کر آئی کیونکہ اسے ایسا محسوس ہوا کہ تیمور کو اس کے پاس خود آسمان والے نے اس کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔

تیمور مشکل ہے اور مصیبت میں تمہاری دوستی میرے لئے ایک نعمت ہے وہ بولا حالانکہ میں نہیں جانتا کہ ایسا روحانی سکون اور روحانی قوت تم نے کہاں سے حاصل کی۔

آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ فی الحال تو انہیں آرام کرنا چاہئے کیونکہ وہ تھکے ہوئے تھے اور ذخیرہ خانے سے جس کے راز سے تیمور واقف تھا کھانے پینے کی چیزیں حاصل کر لینی چاہئیں۔ چنانچہ وہ واپس ابوالہول کی مندر کی طرف چلے کہاں اب بھی مردہ راہو حکومت کرتا تھا جیسی کہ اس وقت کرتا تھا جب زندہ تھا اس زبردست چٹانی چبوترے کے جس پر فرعون خفرا کا اہرام بنا ہوا تھا اس زبردست چٹانی چبوترے کے جس پر فرعون خفرا کا اہرام بنا ہوا تھا کنارے پر پہنچ کر خیان ٹھٹھک کر کھڑا رہ گیا۔ اسے کچھ وہم سا ہوا کہ مقبرے کی گہری خاموشی میں اسے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ آوازیں کیسی تھیں اور کہاں سے آرہی تھیں کہ قریب ایک بلند قبر کے پیچھے سے جو کسی بادشاہ یا شہزادے کی قبر تھی ایک حبشی نکل آیا اس کا سر جھکا ہوا تھا اور نگاہیں زمین پر تھیں جیسے وہ کسی شکار کے پیروں کے نشانات تلاش کر رہا ہو۔

کپتان! دونوں اسی طرف گئے ہیں حبشی نے اونچی آواز میں کہا اور انہیں یہاں سے گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا ہے۔

اور خیان سمجھ گیا کہ حبشی اس کے اور تیمور کے قدموں کے نشانات سے پتہ لگاتا یہاں تک پہنچا تھا اس کا خون منجمد ہو گیا اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے کہ اہرام کے عقب سے چالیس پچاس مسلح سپاہی نکل آئے ان کے لباس سے خیان نے انہیں پہچان لیا وہ فرعون کے محافظ دستے کے سپاہی تھے۔

شہزادے ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے تیمور نے کہا اور دشمن یہاں تک پہنچ گیا ہے اب اگر ہم فرار نہ ہوئے تو یقیناً ہم مارے جائیں گے۔

تیمور نے ابھی یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ حبشی نے انہیں دیکھ لیا اور اپنے بھالے سے ان کی طرف اشارہ کیا۔

اور اچانک سپاہی نعرے لگاتے ہوئے ان کی طرف بھاگ کر آنے لگے ان شکاریوں کی طرح جنہیں آخر کار شکار مل گیا ہو۔

اچانک خیان کو کچھ یاد آیا۔

تیمور میرے پیچھے آؤ اس نے کہا۔

اور وہ گھوم کر خفرا کے اہرام کی طرف بھاگا حالانکہ ایسا کرتے ہوئے اسے تعاقب

کرنے والوں کے بہت قریب سے گزرتا تھا۔
تیمور نے یہ دیکھا اور کہا۔
یقین۔ یقین۔
اور وہ خیان کے پیچھے بھاگا۔
لمحہ بھر کیلئے سپاہی رک گئے انہوں نے سوچا کہ دونوں مفرور اپنے آپ کو سپرد کرنے آرہے ہیں۔
لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ خیان اور تیمور ان کے قریب سے نکلے چلے گئے ہیں تو وہ ایک بار پھر ان کے تعاقب میں بھاگ پڑے۔ خیان اہرام کے جنوبی پہلو کے متوازی بھاگتا چلا گیا لمبی ٹانگوں والا تیمور اس کے پیچھے تھا۔ تعاقب کرنے والے جب مغربی کونے سے مڑ کر اس طرف آئے تو تیمور اور خیان مشرقی پہلو کا کونا مڑ چکے تھے اور وہ دونوں ایسی تیز رفتاری سے بھاگ رہے تھے کہ جب سپاہی اس کونے پر پہنچے تو دونوں مفرور انہیں کہیں نظر نہ آئے اور وہ الجھ کر رہ گئے اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ اہرام کے کس طرف تھے اور اب کس طرف جانا تھا یہاں تک کہ حبشی راہبر ان کی راہبری کرنے کے لئے یہاں تک پہنچ گیا۔
ادھر جنوبی پہلو کے متوازی بھاگتا ہوا خیان اس گرے ہوئے پتھر کو تلاش کر رہا تھا جس سے یہ پتہ چل سکتا تھا کہ اس پر کہاں سے چڑھا جائے ایسے بہت سے پتھر وہاں پڑے ہوئے تھے لیکن آخر کار اسے وہ نشانی کا پتھر مل گیا تیمور کو اپنے پیچھے آنے کو کہہ کر وہ یہاں سے اہرام پر چڑھنے لگا یہ کام اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔
"ارے باپ رے! میں بکری ہوں کیا؟" تیمور نے کہا۔ "بہرحال یقین یقین"۔
اور وہ بھی جہاں تک ممکن تھا احتیاط اور پھرتی سے اوپر چڑھنے لگا ایک دفعہ وہ نیچے پڑا ہوتا لیکن عین اسی وقت خیان نے پیچھے دیکھا اور اسے بالوں سے پکڑ لیا۔
کتنے پتھر چڑھ گیا تھا وہ؟ اوپر چڑھنے کی عجلت میں وہ پتھر شمار کرنا بھول گیا تھا اور ہر پتھر دوسرے پتھر کی طرح تھا خیان نے کچھ سوچا کہ وہ مقررہ جگہ سے آگے بڑھ گیا چنانچہ رک گیا اور جو کچھ نفرا نے اسے دکھایا تھا اس سے کہا تھا وہ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا اچانک جیسے جادو کے زور سے اس کے عین سامنے ایک بڑا پتھر لرز کر گھوما اور کھل گیا اس کے

پیچھے راستہ تھا جس میں ایک چراغ جل رہا تھا یہ سوچے بغیر کہ پتھر خود بخود کس طرح کھل گیا وہ تیمور کو اپنے پیچھے کھینچتا ہوا اس سوراخ میں گھس گیا کیونکہ اب کرنے والے موڑ مڑ کر اس طرف آچکے تھے اور ہر چند کہ دور تھے انہوں نے ان دونوں اہرام کے پہلو پر دیکھ لیا تھا حالانکہ بعد میں سپاہیوں کو یقین نہ آیا کہ ایسا ہو سکتا ہے چنانچہ اپنی آنکھوں پر سے ان کا اعتبار اٹھ گیا تھا۔ چنانچہ خیان انجام کا خیال کئے بغیر سوراخ میں اتر گیا حتیٰ کہ اسے یہ بھی خیال نہ آیا کہ پتھر اپنے آپ کھل گیا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی جال ہو انہیں پھانسنے کے لئے۔

۔ابھی وہ اندر اترے ہی تھے کہ پتھر اسی طرح خاموشی اور جلدی سے بند ہو گیا جس طرح کہ کھلا تھا اور اس نے کھٹکا بیٹھنے کی آواز سنی ہانپتے ہوئے خیان نے چاروں طرف دیکھا اور سامنے ایک شگاف میں جو نفرا نے اسے بتایا تھا کہ اسٹور روم تھا ایک شخص کھڑا ہوا تھا وہ شخص ادب سے جھکتا ہوا ان کی طرف آیا۔

خوش آمدید آقا وہ بولا مقدس راہو کا علم حیرت انگیز ہے کیونکہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ٹھیک اسی وقت یہاں آئیں گے چنانچہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا اور دیکھ رہا تھا۔

خیان کی نظر یہاں کی روشنی کی عادی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے اور کوئی نہیں بلکہ شیخ الاہرام کھڑا ہوا تھا جس نے اسے اہرام پر چڑھنا سکھایا تھا۔

پتھر کی اس دیوار کے آر پار تم کیسے دیکھ سکتے ہو؟ خیان نے حیرت سے پوچھا۔

بہت آسانی سے آئیے دکھاؤں آپ زمین پر لیٹ جائیے اور اسی سوراخ میں دیکھئے اور اگر ذرا اوپر سے دیکھ سکتے ہوں تو اس سوراخ میں سے دیکھئے۔

خیان نے ایسا ہی کیا۔ معلوم ہوا کہ سوراخ دراصل نلکیاں تھیں جو اہرام کی دیوار میں سے گزر کر بیرونی سطح تک چلی گئی تھی ان کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ اہرام کے اندر سے دیکھنے والے کو وہ سب کچھ نظر آتا تا جو اہرام کے قدموں میں ہو رہا تھا اور اگر وہ دوسری نلکی سے دیکھتا تو دور تک دیکھ سکتا تھا۔

چنانچہ یوں خیان نے دیکھا کہ تعاقب کرنے والے اہرام کے قدموں میں پہنچ گئے ہیں اور حبشی راہبر بازو ہلا ہلا کر انہیں بتا رہا تھا کہ مفرورین اہرام پر چڑھ گئے ہیں راہبر کی اس بات نے کیوں کہ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ کوئی اہرام پر چڑھ بھی سکتا ہے افسر کو غصہ دلا

دیا اور وہ اس قدر غصہ ہوا کہ اس نے راہبر کو تھپڑ رسید کر دیا۔ اس پر حبشی راہبر خفا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے منہ سے کچھ نہ کہا چنانچہ اب سپاہیوں نے اپنے طور پر تلاش شروع کی ان میں سے کئی ایک نے اہرام پر چڑھنے کی بھی کوشش کی یہاں تک کہ ان میں سے ایک اوپر سے لڑھک گیا اور اپنا ہاتھ یا شاید پاؤں توڑ بیٹھا کیونکہ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر وہاں سے لے گئے بقیہ سپاہی آگے بڑھ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے وہ شاید ان دونوں کو مقبروں میں تلاش کر رہے تھے۔

کم سے کم خیان کا تو ایسا ہی خیال تھا لیکن افسر اور اس کے ماتحت وہیں اہرام کے قدموں میں ہی ریت پر بیٹھ گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کیونکہ وہ سب کے سب پریشان تھے رات کا اندھیرا اترنے تک وہ اسی طرح بیٹھے رہے اور جب رات کا اندھیرا آیا تو انہوں نے الاؤ سلگائے اور وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

اب خیان نے شیخ سے پوچھا کہ حلقہ سحر کے برادر کیا ہوئے اور وہ اہرام میں اکیلا کیوں رہ گیا؟

شیخ نے کہانی یوں سنائی:

آقا! جب آپ بادشاہ کے نام خطوط لئے جہاز میں سوار ہوئے اور جہاز روانہ ہو گیا تو حلقہ کے پاس خبر آئی میں نہیں جانتا کہ یہ خبر کیسے ان تک پہنچی کیونکہ میں اس حلقہ میں شریک نہیں ہوں اور ان کے رازوں سے واقف نہیں ہوں شاید کوئی جاسوس یہ خبر لایا ہو گا یا آسمانوں سے یہ خبر اتری ہو گی بہرحال میں نہیں جانتا بہرحال ایسا ہوا سارے برادر جمع ہوئے پھر عورتوں اور بچوں کو ان بوڑھوں کو جو سفر کے قابل نہ تھے جنوبی صحرا میں دوسرے اہراموں کی طرف بھیج دیا دیا جہاں اپیس گایوں کے مقابر ہیں اب یہ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں کو وہیں قیام کرنا ہے یا آگے جانا ہے بہرحال وہ لوگ اسی رات خاموشی سے روانہ ہو گئے اور دوسری صبح وہ غائب ہو چکے تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی خاص جگہ حلقہ کے برادروں میں پناہ گزیں ہوں گے جہاں وہ محفوظ رہیں گے۔

لیکن نفرا اور دوسروں کا کیا بنا؟ خیان نے بے تابی سے پوچھا۔

آقا اس رات وہ صبح تک تیاریاں کرتے رہے اور علی الصبح وہ لوگ مشرق کی طرف

اس طرح روانہ ہوئے گدھوں پر خیمے اور کھانے پینے کی ضرورت کی چیزیں لدی ہوئی تھیں اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ساتھ ایک تابوت بھی لیا جس میں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ملکہ نفرا کی والدہ کی حنوط شدہ لاش تھی۔ میرے علاوہ صرف ایک شخص یہاں رہ گیا یعنی مقدس کاہن راہو۔

یا شیخ! تم بھی کیوں نہ چلے گئے؟

اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ شیخ الاہرام قسم کھاتا ہے کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ اہرام چھوڑ کر نہ جائے گا میرے اجداد نسل در نسل یہیں رہے اور یہیں مرے ہیں اور یہیں میری نسل بھی رہے گی یہاں تک کہ سورج اہرام پر طلوع نہ ہوگا یا خود اہرام ڈھے نہ جائیں گے۔ ہماری قوم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ جب تک ہم ان کی حفاظت کرتے رہیں گے ہم باقی رہیں گے اور جب ہم اپنا فرض بھول جائیں گے اور اہرام کو چھوڑ دیں گے تو ہماری قوم ختم ہو جائے گی۔

یہاں ان کے رہنے کی تم نے بہت عمدہ وجہ بتائی ہے حالانکہ اس میں خطرہ ہے اور تنہائی بھی۔

سچ کہا اور دوسری وجہ ہے سو وہ بھی عمدہ ہے ایسی ہے جانے سے پہلے خاتون نفرا نے مجھے بلا بھیجا ہے اور بطور ملکہ کے مجھے چند احکامات دیئے ایک یہ کہ آج سے میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ ار کے اس اہرام کے ذخیرہ کا کمرہ غذا' تازہ پانی' شراب' تیل' آگ' جلانے کی چیزوں اور ایسی ہی دوسری ضروریاتی سے بھرا رہے۔ اور یہ کہ اس طرف سے فرصت پا کر میں یہیں قیام کروں اور جو کچھ ہو رہا ہے اس پر نگاہ رکھوں اور آپ اس طرف آئیں اور آقا ملکہ نفرا کو یقین تھا کہ آپ اس طرف آئیں گے تو آپ کو اہرام میں چھپا دوں اور ہر طرح آپ کی خدمت کروں اور اس طرح تمام دشمنوں سے آپ کو محفوظ رکھوں۔ اس کے علاوہ ملکہ نفرا نے اور کاہن تاؤ نے بھی مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو مطلع کردوں کہ ملکہ سارے برادروں کے ساتھ بابل روانہ ہوگئی ہے کہ وہاں کے بادشاہ اور اپنے نانا ویتاح سے مدد طلب کرے جو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی زندہ ہیں۔ اور انہوں نے نفرا کے استقبال کے لئے کئی پیغامبر بھیجے تھے اور یہ کہ اگر ضرورت ہو تو یہ پیغامبر نفرا اور اس کے ساتھیوں کی بابل تک راہبری کریں کہتے سنا ہے کہ بادشاہ ویتاح ملکہ کو بڑی فوج

دے گا کہ وہ ایپی سے جنگ کر کی مصر کا تاج و تخت حاصل کر لے۔ ملکہ نے مجھ یہ بھی کہا کہ میں آپ سے یہ بھی کہہ دوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ بھی فرار ہو کر بابل پہنچ جائیں جہاں آپ ایپی کے غضب سے محفوظ رہیں گے۔

میں ملکہ کا مشکور ہوں کہ انہیں میرا اتنا خیال ہے خیان نے کہا حالانکہ یہ میں نہ سمجھ سکا کہ یہ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ یہاں آنا میرے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مقدس راہو یہ بات جانتے تھے اور انہوں نے ہی نفرا کو بتایا تھا کیونکہ آقا ان کے لئے مستقبل اتنا ہی کھلا ہے جتنا کہ حال فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مستقبل اپنی روحانی آنکھوں دے دیکھتے ہیں اور حال کو جسم کی آنکھوں سے۔

شاید لیکن یہ کیسے ہوا کہ راہو مندر کے بڑے کمرے میں مردہ بیٹھے ہوئے ہیں؟ ان کے انجام کے متعلق تو کچھ جانتے ہو؟

میں سب کچھ جانتا ہوں آقا عورتوں' بچوں' کے چلے جانے کے بعد مقدس کاہن نے تاؤ نفرا اور حلقے کے سارے لوگوں کو بڑے کمرے میں طلب کیا تو میں بھی وہیں موجود تھا مقدس کاہن نے ان کے سامنے ایک شاندار تقریر کی اور ان سے کہا کہ وہ سب کے سب بابل چلے جائیں اور انہیں یعنی مقدس کاہن راہو کو یہیں چھوڑ دیں کہ وہ اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں کہ سفر کے قابل نہیں رہے لوگوں نے کہا کہ وہ اسے ڈھل میں بٹھا کر لے جائیں گے لیکن راہو نے نفی میں سرہلا کر کہا:

نہیں وقت آگیا ہے کہ میں اس دنیا سے پردہ کر کے دوسری دنیا میں چلا جاؤں وہاں سے میں تم پر نظر رکھوں گا اور انتظار کروں گا تم سب کا کہ جب تمہارا وقت اس دنیا میں پورا ہو جائے گا تو تم میرے پاس وہاں آجاؤ گے چنانچہ میں یہیں رہوں گا جب تک مجھے دوسری دنیا میں نہیں بلا لیا جاتا۔

یہ سن کر سب رونے لگے تو مقدس کاہن نے تاؤ کو اپنے قریب بلایا۔ اور اپنے سامنے گھٹنوں کے بل جھک جانے کو کہا اور چند پراسرار الفاظ کہہ کر اپنے بعد اسے کاہن اعظم بنا دیا۔ اور انہیں آدمیوں کے جسم اور روحوں پر اختیار دے دیا۔ اس کے بعد انہوں نے تاؤ پر پھونکا اور ان کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر انہوں نے ملکہ نفرا کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ وہ مایوس نہ ہو کیونکہ سب کچھ ایسا ہی ہوگا جیسا وہ چاہتی ہیں اور یہ کہ وہ جسے چاہتی ہے

آخر کار اس کے پاس پہنچ جائے گا حالانکہ اس کی راہ میں بڑے خطرات ہیں تاہم وہ محفوظ رہے گا پھر کاہن اعظم نے ملکہ کا بھی ماتھا چوما اور اسے بھی دعائیں دیں اور پھر انہوں نے حاضرین کو دعا دی اور ان سے کہا کہ وہ حلقہ کے رازوں اور اس کے عقائد و نظریات کی حفاظت کریں اور یہ کہ اگر انہوں نے حق کے لئے اور ملکہ کے لئے جنگ کی اور خون بہایا تو وہ گنہگار نہ ہوں گے کیونکہ اکثر دفعہ امن قائم رکھنے کے لئے جنگ ناگزیر ہوتی ہے لیکن کاہن اعظم نے کہا جنگ کے بعد انہیں پہلے کی ہی طرح رحم دل اور خاکسار بن جانا ہے۔ اس کے بعد کاہن اعظم نے ان سب کو رخصت کیا اور پھر کبھی کسی سے بات نہ کی البتہ انہوں نے تاؤ کو شاہ بابل کے نام ایک تحریر دی اور دوسری تحریر بھی دی جو دنیا کے سارے برادروں کے لئے ہے۔

"اچھا پھر کیا ہوا؟"

پھر آقا وہ سب یکے بعد دیگرے مقدس راہو کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکے اور چلے گئے۔ اور پو پھٹتے ہی وہ لوگ بابل کی طرف روانہ ہو چکے تھے جب وہ چلے گئے تو راہو نے سر اٹھایا تنہا مجھے وہاں کھڑا دیکھا اور پھر پوچھا کہ دوسروں کے ساتھ کیوں نہیں گئے انہیں بھی میں نے یہی جواب دیا جو آپ کو دیا۔ اس پر انہوں نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اور کہا کہ ان کے مرنے تک میں ان کی خبر گیری کروں اسکے بعد وہ کرسی پر سے اٹھے اور قریب کے حجرے میں جا کر لیٹ گئے وہاں میں ہر رات اور ہر صبح ان کے پاس جاتا رہا اور دن بھر مندر کے ذخیرے سے کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری ضرورت کی چیزیں لا کر یہاں اس اہرام میں رکھتا رہا برادروں کے رخصت ہو جانے کے چوتھے دن سہ پہر کے وقت میرا یہ کام پورا ہوا اور تب میں مقدس راہو کے پاس گیا کہ انہیں پانی پلاؤں کیونکہ اب وہ غذا کو چھوتے تک نہ تھے انہوں نے پانی پیا اور کہا کہ میں انہیں اٹھاؤں اور کاہن کا پورا لباس انہیں پہنا دوں اس کے بعد میں انہیں بڑے کمرے میں لے آیا اور ان کے اقتدار کا عصا ان کے ہاتھ میں دے کر انہیں کرسی میں یا تخت پر بٹھا دیا۔

سنو مقدس راہو نے کہا ہمارے دشمن آرہے ہیں ابھی کے حکم کے مطابق اپنے خیال میں ہمیں نیست و نابود کرنے میں انہیں ساحل پر اترتے اور ان کے نیزوں کے پھلوں کو چمکتے دیکھ رہا ہوں اے شیخ! اے میرے بھائی! جاؤ تم وہاں چھپ جاؤ کہ محفوظ رہو

اور بعد میں ویسا ہی کرو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اب شاید آپ نہیں جانتے لیکن تیمور جانتے ہیں کہ وہاں ایسی جگہیں ہیں جہاں آدمی چھپ جائے تو کوئی اس کا پتہ نہیں پا سکتا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک مقام میں میں جا کر چھپ گیا راہو جس چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اس سے ذرا ہی دور اور اب کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ قدیم دیوتا کے بے جان بت میں ایک زندہ آدمی چھپا ہوا ہے اور اس کی کھوکھلی آنکھوں میں سے سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

غالباً ایک گھنٹہ گزر گیا کیونکہ جب میں مندر میں آیا تھا تو سورج کافی بلند تھا لیکن اب اس کی کرنیں مغربی روشنی دان سے اندر آکر راہو پر اور اس تخت پر جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے ترچھی پڑ رہی تھیں۔ اور سرخ شعاعوں نے انہیں جیسے آتشی لباس پہنا دیا تھا۔ اچانک بھاگتے ہوئے پیروں کی چاپ نے اور بہت سی آوازوں نے مندر کی خاموشی کو درہم برہم کر دیا۔

یہ رہا راسہ وہ چلائے۔

یہ ہے حلقہ سحر کے سفید چوہوں کا ایل۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا سحر فرعون کے سپاہیوں کے بھالوں کو کند کرتا ہے یا نہیں۔

ایسے ہی الفاظ کہتے ہوئے سپاہی برہنہ تلواریں اور بھالے ہلاتے شور مچاتے مندر کے بڑے کمرے میں گھس آئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قدیم مقدس مقام کی خاموشی نے انہیں ٹھٹھرا دیا کیونکہ اچانک وہ خاموش ہوگئے اور اب وہ خاموشی سے اور آہستہ آہستہ اور بھیڑوں کی طرف ایک دوسرے سے گویا لپٹے ہوئے آگے بڑھے اور تب آقا مغرب میں جھکے ہوئے سورج کی سرخ شعاعیں پوری طرح راہو پر اتر آئیں جو سفید لباس میں ملبوس ہاتھ میں عصا لئے تخت پر بڑے وقار سے بیٹھے ہوئے تھے سپاہیوں نے راہو کو دیکھا اور خوف زدہ ہوگئے۔

روح ہے ایک سپاہی نے کہا۔

نہیں دیوتا اوزیرس ہے کہ قوت کا عصا لئے بیٹھا ہے دوسرا بولا۔

افسر آپس میں مشورہ کرنے لگے ایک افسر نے جو بہادر معلوم ہوتا تھا کہا:

یہ کیا حماقت ہے؟ ہم اس قسم کے جادو اور شعبدوں سے ڈر جائیں گے؟ نہیں آؤ

دیکھتے ہیں۔

وہ آگے بڑھا دوسرے اس کے پیچھے چلے وہ چبوترے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

یہ بوڑھا دیوتا تو مر چکا ہے وہ بولا دوستو! مردہ دیوتا سے خوفزدہ ہو؟

اور تب راہو نے کھوکھلی گونجتی آواز میں کہا:

زندگی اور موت کیا ہے؟ اے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے والے گستاخ تم زندہ اور مردہ دیوتا کے درمیان تمیز کرسکتے ہو؟

افسر لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ وہ خوفزدہ تھا۔

کیا تلاش کرنے آئے ہو تم یہاں؟ راہو نے کہا کس نے بھیجا ہے تمہیں؟

اور تب افسر نے ہمت کر کے جواب دیا۔

فرعون ابیبی نے ہمیں بھیجا ہے اور ہم خعفرا کی جو جنوب کا بادشاہ تھا لڑکی نفرا کو گرفتار کرنے آئے ہیں اور ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ حلقہ سحر کے تمام کاہنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔

ملکہ نفرا کو گرفتار کرنے آئے ہو؟ گرفتار کرلو اسے بر شطیکہ اسے پاسکو سحر کے کاہنوں کو قتل کرنے آئے ہو؟ بہت اچھا اگر مل جائیں تو قتل کردو ان سب کو جاؤ مقبروں میں تلاش کرو صحرا میں تلاش کرو اگر مل جائیں تو قتل کردو اور ان کے سر ابیبی کے پاس لے جاؤ جو ایک چرواہا کتا ہے جسے تم فرعون کہتے ہو اور ان سروں کے ساتھ مجسم مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز ملکہ نفرا کو بھی لے جاؤ۔

فرعون کے افسروں نے کوئی جواب نہ دیا راہو نے کہا:

جاؤ تلاش کرو تمہیں کچھ نہ ملے گا سوائے ریت کے اور ہوا کے تلاش کرو یہاں تک کہ آسمانی روح کی تلوار تم پر آگرے جیسا کہ اسے گرنا ہے۔

اب آقا ایسا ہوا کہ اپنے انتہائی خوف کی تہوں سے اس افسر کی ہمت ابھر کر اوپر آگئی کیونکہ اس نے چیخ کر جواب دیا:

اے بوڑھے کاہن تم نہ تو آسمانی روح ہو اور نہ اس کی تلوار ہو اور نہ تمہیں تلاش کرنا ہے کہیں چنانچہ ہم تمہیں ہی پکڑ کر بادشاہ ابیبی کے پاس لے چلتے ہیں کہ وہ تمہیں

تانیس کے دروازے پر زندہ لٹکا دے کہ دیکھنے والے دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ ساحروں سازشیوں اور دھوکے بازوں کا ایسا انجام ہوتا ہے۔

اب راہو اپنے تخت پر سے اٹھے اور غروب ہوتے ہوئے سورج کی بے حد سرخ شعاعوں میں وہ غصے کے دیوتا معلوم ہوتے تھے۔

دیکھو! تم نے مجھے دیوتا کہا ہے اور اس وقت میں پہلا اور آخری دیوتا ہوں سنو اور میرے یہ الفاظ اپنے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور اپنے دل میں بھی اتار دو یار رکھو مجھے نہیں بلکہ تمہیں تانیس کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا ہاں میں دیکھ رہا ہوں کہ تم باب تانیس کے برج پر لٹک رہے ہو کیونکہ تم نے بھیڑوں کے اس ریوڑ کو بھاگ جانے دیا ہے جس پر تمہارے چرواہے بادشاہ کی نظر تھی اور جسے کھا جانے کے لئے اس نے اپنے دانت تیز کر رکھے تھے تم اپیپی کے غضب کا شکار بنو گے جس طرح کہ وہ خود آسمانی دیوتا کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ اپنے بادشاہ کو میرا کاہن راہو کا یہ پیغام پہنچا دینا کہ موت اس کے قریب آتی جارہی ہے اور بہت جلد وہ کاہن راہو سے دوبدو بات کرے گا لیکن تانیس میں نہیں بلکہ دوسری دنیا میں انصاف کرنے والے تخت کے سامنے کہنا اس سے انتقام لینے والے کی تلوار اس کی فوج کو یوں کاٹ کر رکھ دے گی جس طرح درانتی فصل کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ اور ایک دن وہ ہستی اس کے تخت پر رونق افروز ہوگی جس کو اپیپی قتل کرنا چاہتا ہے اور اس حسینہ کو اپنا بنائے گی جس سے وہ پیار کرتی ہے اس سے کہنا کہ جب وہ پیغامبر کے بھیس میں اس کمرے میں کھڑا ہوا تھا تو میں نے اسے پہچان لیا تھا لیکن میں نے اس کی جاں بخشی کردی کیونکہ ابھی اس کا وقت نہ آیا تھا اور اس لئے بھی کہ حلقہ سحر کے برادر پیغامبروں اور سفیروں کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگتے کہنا اس سے کہ وہ دغا باز ہے اور ظالم ہے چنانچہ دغا بازی اور ظلم کا پیالہ پئے گا۔ اس نے برائی کی کھیتی بوئی ہے اور اس سے اس کا برا ہی پھل ملے گا اور اس نے برائی اور ظلم سے جو کچھ جمع کیا ہے اس کا مالک کوئی اور نہ ہوگا۔

یوں کہا مقدس راہو نے اور پھر کرسی پر ڈھے گئے۔

گرفتار کرلو اسے افسر چلایا مارو اسے سلاخوں سے اذیت دو اسے یہاں تک کہ یہ بتا دے کہ اس نے نفرا کو کہاں چھپایا ہے اگر ہم نفرا کو لئے بغیر واپس لوٹ گئے تو جانتے ہو تم

کہ ہمارا کیا انجام ہوگا۔

اور تب آقا چند سپاہی آہستہ آہستہ آگے بڑھے وہ ایک قدم آگے بڑھتے اور دو قدم پیچھے ہٹ جاتے کیونکہ وہ بے حد خوفزدہ تھے آخرکار وہ چبوترے پر چڑھے جو سپاہی سب سے اوپر چڑھا تھا اس نے راہو کے چہرے کی طرف دیکھا اور ایک دم سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔

یہ مرچکا ہے کاہن مرچکا ہے اس کا جبڑا لٹک گیا ہے وہ چلایا۔

ہاں لیکن اس کا سراپ زندہ ہے افسوس ہے افسوس ہے ایبی پر اور افسوس ہے ہم پر دوسرے نے کہا۔

اچانک سورج غروب ہوگیا کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

بھاگو بھاگو یہاں سے مبادا اس آسیب زدہ مقام میں سراپ ہم پر نازل ہو کسی نے کہا۔

اور آقا وہ پلٹ کر اور بدحواس ہو کر بھاگے تنگ دروازے میں وہ پھنس گئے دھکا پیل میں بہت سے سپاہی گرے اور پھر انہیں اٹھنا نصیب نہ ہوا البتہ ان کی لاشوں کو اور جو زخمی تھے انہیں دوسرے سپاہی گھسیٹ ـ... گئے کمرہ خالی ہوگیا اور تب میں بت میں سے نکل کر چبوترے پر آیا اور مقدس راہو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ سرد تھا ان کے دل کی دھڑکن محسوس کی وہ خاموش تھی۔ پھر میں چھپتا چھپاتا سپاہیوں کے پیچھے چلا میں نے انہیں بڑی افراتفری میں اپنے جہازوں پر سوار ہوتے اور بڑی عجلت میں جہاز کو روانہ ہوتے دیکھا دوسرے دن صبح جب میں دوبارہ وہاں پہنچا تو وہ سب کے سب جا چکے تھے البتہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کشتی الٹ گئی تھی کیونکہ نیل کی موجوں نے تین لاشوں کو کنارے پر لا پھینکا تھا یہ تینوں لاشیں میں نے واپس دریا میں پھینک دیں۔

تو یہ ہے مقدس راہو کی موت کی پوری کہانی جواب اوزیرس کی آغوش میں سو رہے ہیں۔

بے حد عجیب اور لرزہ خیز کہانی خیان نے کہا۔

بے شک تیمور نے کہا لیکن اس میں مجھے آسمانوں کا ہاتھ نظر آتا ہے لیکن شہزادے! اگر یہ ابتدا تو انجام کیا ہوگا؟ ایبی اور اس کے ساتھیوں کا تو میں سمجھتا ہوں کہ برا انجام ہوگا۔

دشمن

اس رات کھانے سے فارغ ہو کر خیان تام اور شیخ فرعون خضرا کے مقبرے کے کمرے میں جو اہرام کے قلب میں تھا سونے کے لئے لیٹ گئے خضرا کے تابوت کے ایک پہلو کی طرف خیان لیٹا دوسری طرف تیمور اور شیخ کمرے کے دروازے کے عین باہر لیٹ گیا۔

اس رات خیان کو نیند نہیں آئی یا اگر آئی تو بہت کم غالباً اس لئے کہ وہ بے حد تھکا ہوا تھا اور اس کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ جن خطرات سے گزر چکا تھا اور اس نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اس کا خیال اس کی آنکھیں بند کرنے نہ دیتا تھا یا شاید یہ وجہ تھی کہ مقبرے کی گرم فضا اور گھٹن کی وجہ سے اسے سانس لینے میں تکلیف ہوتی تھی۔

یا پھر نیند نہ آنے کی دوسری بھی وجوہات ہو سکتی تھیں۔

خیان جس تابوت کے پہلو میں لیٹا ہوا تھا اس میں اس عظیم فرعون کی ہڈیاں تھیں جس کا نام خضرا تھا جس نے یہ اہرام بنوایا تھا اور جو ان گنت برسوں پہلے مصر اور دنیا کا عظیم ترین حکمراں تھا لیکن جو اب پتھر کے اس تابوت میں بے بس اور بے جان پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ احساس بھی خیان کی نیند اڑانے کے لئے کافی تھا خصوصاً اس لئے کہ اس کے ہاتھ کی انگلی میں وہ صدیوں پرانی انگوٹھی تھی جو گزرے ہوئے فرعون کی مہر اور اس کی نشانی تھی۔

پھر اسے یاد آیا کہ کاہن راہو نے اسے دعا دی تھی اور اسے یقین ہو گیا کہ اس وقت راہو کی روح یا "کا" جو فرعون سے زیادہ پر قوت تھا اس وقت اسے دیکھ رہا اور اس کی حفاظت کر رہا تھا چنانچہ اگر فرعون خضرا کا "کا" یا اس کی روح اس مقبرے میں موجود تھی بھی تو وہ اس کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

اس خیال سے اس کی ڈھارس بندھی اور آخر کار وہ سو گیا لیکن یہ پر سکون نیند نہ تھی کیونکہ اسے بھیانک خواب دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ اس کی آنکھ کھل گئی تابوت

کے دوسری طرف تیمور کے اٹھنے اور جمائیاں لینے کی آوازیں آرہی تھیں۔
اٹھو شہزادے! تیمور نے کہا یہاں پتہ نہیں چلتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دن طلوع ہو چکا ہے۔
تیمور نے ان لوگوں کے لئے دن کی اہمیت کیا رہ جاتی ہے جو اہرام کے دوامی اندھیرے میں مردوں کی طرح رہتے ہیں خیان نے اداسی سے کہا۔
بہت اہمیت ہے کیونکہ ہم مردے نہیں ہے اور جانتے ہیں کہ باہر سورج روشن ہے۔ اس کے علاوہ اندھیرے میں ایک سکون ہے اور اس میں اگر آدمی اور کچھ نہیں کرسکتا تو کم سے کم عبادت تو یکسوئی اور سکون سے کرسکتا ہے۔
لیکن دوسروں پر چمکتے ہوئے سورج کا خیال اس دم گھٹنے والے اندھیرے میں مجھے سکون نہیں بخش سکتا۔۔ اور تیمور! اپنے سر پر آسمان دیکھ کر ہی میں بہترین عبادت کرسکتا ہوں۔
اور بلا شبہ تم بہت جلد اپنے سر پر آسمان دیکھو گے شہزادے کیونکہ ہمیں نہ پاکر وہ سپاہی اپنے بادشاہ کو اطلاع دینے چلے گئے ہوں گے کہ ہم روحوں کی طرف فضا میں تحلیل ہوگئے ہیں۔
اس صورت میں بادشاہ ان بے چاروں کو فوراً روحیں بنا دے گا کہ وہ ہمیں دوسری دنیا میں تلاش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ سپاہی کہیں بھی جاسکتا ہے لیکن تانیس تو نہ جائیں گے الا یہ کہ ہمیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ ذرا غور تو کرو تیمور! فرعون کے اس زنداں سے فرار ہوئے ہیں جہاں سے آج تک کوئی زندہ باہر نہیں نکل سکا۔ نفرا اور دوسرے سارے برادر فرعون کی فوج کو دھوکا دے کر نکل گئے سوائے کاہن اعظم راہو کے جو صرف مرنے کے لئے یہاں رہ گئے تھے چنانچہ سوچو کہ ان لوگوں کا فرعون کا کیا حشر کرے گا جو جاکر اس سے یہ کہیں گے کہ انہوں نے ہمارا تعاقب تو کیا لیکن پکڑ نہ سکے نہیں تیمور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سپاہی واپس تانیس نہ جائیں گے الا یہ کہ ہم ان کے ساتھ جائیں۔
عین اس وقت شیخ چراغ اندر لے کر آیا۔
سپاہی چلے گئے؟ تیمور نے پوچھا۔

آؤ خود دیکھ لو۔ شیخ نے کہا اور انہیں کمرے سے باہر لے آیا۔
اب دیکھو اس نے ان نلکیوں کے سوراخوں کی طرف اشارہ کیا جن کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ان کے ذریعہ باہر دیکھا جا سکتا تھا۔
خیان نے ایک سوراخ سے آنکھ لگا دی اور جب اس کی نظر باہر کی تیز روشنی کی عادی ہو گئی تو اس نے دیکھا کہ کوئی پچاس ساٹھ سپاہی وہاں پڑے ہوئے پتھروں اور دوسری چیزوں سے اپنے لئے سائبان یا جھونپڑے سے بنا رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے سوراخ سے کان لگایا تو اس نے ایک افسر کو کسی سے' جسے خیان دیکھ نہ سکتا تھا پوچھتے سنا کہ دوسرے دستے جو اہرام کے دوسرے پہلوؤں کی طرف ہیں کس حال میں ہیں اب خیان نے سمجھ لیا کہ ان سپاہیوں کو یقین تھا کہ ان کا شکار اہرام کے اندر چھپا ہوا ہے چنانچہ اب انہوں نے اہرام کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس وقت محاصرہ کرنے کا ارادہ کر چکے تھے کہ جب تک کہ ان کا شکار بھوک پیاس سے مجبور ہو کر باہر نہیں نکل آتا۔ خیان نے اشارے سے تیمور کو قریب بلایا اسے باہر دیکھنے کو کہا اور خود وہیں فرش پر بیٹھ گیا اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔
بلاشبہ یہ لوگ ایک طویل عرصہ تک یہاں قیام کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں تیمور نے کہا ورنہ اپنے لئے پتھروں کے جھونپڑے نہ بناتے۔ بہرحال ہم اب بھی انہیں چکمہ دے سکتے ہیں۔ یقین رکھو یقین رکھو۔
بے شک خیان نے کہا لیکن یقین کی پختگی کے لئے بھی پیٹ بھری کرنی پڑتی ہے چنانچہ پہلے کھانا کھالیں۔
اور یوں تینوں کے لئے یعنی خیان تیمور اور شیخ کے لئے سنسنی خیز دور شروع ہوا۔
ایک پر دوسرا دن گزر گیا لیکن سپاہی وہاں سے نہ ٹلے صرف یہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کے پاس آکر ان سے مل گئے۔ اور ان آنے والوں میں وہ لوگ بھی تھے جو پہاڑوں پر اور بلندیوں پر چڑھنے میں ماہر تھے۔ اور ان لوگوں نے رسوں اور تانبے کی کیلوں کی مدد سے اہرام پر چڑھنا شروع کیا کہ شاید وہ شہزادے کی پناہ گاہ کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ان کی یہ ساری محنت و مشقت محض بے کار ثابت ہوئی کیونکہ وہ کئی دفعہ اہرام پر چڑھنے لیکن خفیہ پتھر کا کھوج نہ لگا سکے اور اگر لگا بھی لیتے تو اسے کھول نہ

سکتے۔ اس کے باوجود سپاہی وہاں سے نہ ٹلے انہیں یقین تھا کہ مفرور قیدی ضرور باہر آئیں گے الا یہ کہ وہ اب تک مر نہ گئے ہوں۔

خیان اور اس کے ساتھی اب فرعون کے تابوت والے کمرے میں نہ سوتے تھے کیونکہ وہاں ناقابل برداشت گھٹن تھی چنانچہ پہلی رات کے بعد اب وہ دروازے کے باہر گزرگاہ میں سوئے کیونکہ وہاں نلکی کے سوراخوں میں تھوڑی بہت ہوا بہرحال آتی تھی اور ذرا سی روشنی بھی۔ ان میں سے ایک سوراخ سے جو ترچھا ترچھا اوپر کی طرف چلا گیا آنکھ لگا کر خیان ایک خاص تارہ دیکھ سکتا تھا۔ ہر رات وہ لیٹا کئی گھنٹوں تک اس ایک تارے کو دیکھا کرتا یہاں تک کہ وہ کھسکتا کھسکتا اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ اس تارے کو دیکھنے سے اسے سکون ملتا تھا اور اس کی ڈھارس بندھتی تھی کیوں؟ یہ وہ نہ جانتا تھا۔

چنانچہ یوں دن پر دن اور رات پر رات گزرتی رہی یہاں تک کہ اشیائے خوردنوش کا ذخیرہ حالانکہ بہت تھا انہیں کم ہوتا محسوس ہوا اور وہ جانتے نہ تھے کہ ابھی اور کتنے دن انہیں اہرام کی گھٹن اور اندھیرے میں رہنا تھا پانی کا ذائقہ بھی اب بدل گیا تھا اور شراب وہ زیادہ پینے کی جرات نہ کر سکتے تھے مبادہ وہ ان کے دماغوں میں چڑھ جائے۔

چنانچہ یوں ہوا کہ آخرکار خیان کی امید ناامیدی میں تبدیل ہو گئی اس کی ہمت جواب دے گئی اس کا دل بجھ گیا اور اب وہ اداس رہنے لگا تیمور اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھاتا اور انہیں کاہن اعظم راہو کی پیشن گوئی یاد دلاتا رہا لیکن آخرکار اس کا جی چھوٹ گیا اور اس نے کہہ دیا کہ تانیس کا زنداں اس منحوس اہرام سے نسبتاً بہتر تھا۔ شیخ الاہرام کی حرکتیں ایسی وحشت ناک ہو گئیں کہ خیان اس خیال سے لرز گیا کہ بوڑھا عرب شاید دیوانہ ہو گیا ہے شیخ کو جو بات سب سے زیادہ غصہ دلا رہی تھی وہ یہ تھی کہ اجنبی اس اہرام پر چڑھ رہے تھے جس کا وہ شیخ تھا چنانچہ اس معاملے میں وہ اکثر بکواس کرتا رہتا خیان یہ کہہ کر اس کا غصہ دور کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنے رسوں کی مدد سے بھی اتنی بلندی پر چڑھنے کی ہمت نہ کریں گے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قدم کہاں جمائے جائیں۔

خیان کی اس بات نے شیخ کو کسی سوچ میں ڈال دیا کیونکہ خیان کی یہ بات سننے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری رات پو پھٹنے سے پہلے اس نے خیان کو جگایا اور کہا:۔

شہزادے! میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں۔ یہ نہ پوچھو کہ کون سے کام سے لیکن کل سورج غروب ہونے کے بعد پتھر کھول کر میرا انتظار کرنا اگر میں صبح تک واپس نہ آؤں تو پتھر بند کر دینا اور سمجھ لینا کہ میں مرگیا۔

اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ کہا اور نہ خیان نے اسے روکنے کی کوشش کی کیونکہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا کہا تو بوڑھا پوری طرح سے پاگل ہوجائے گا چنانچہ خفیہ پتھر تھوڑا سا کھولا گیا اور تھوڑا سا کھانا کھانے اور تھوڑی سی شراب پینے کے بعد شیخ باہر اندھیرے میں نکل گیا۔

پتھر بند ہونے اور کھٹکا لگنے کی آواز سے تیمور کی آنکھ کھل گئی وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا بلکہ اک دم سے اٹھ کھڑا ہوگیا چیخ کر بولا:۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ پتھر کھل گیا ہے اور ہم آزاد ہیں یہ شیخ کہاں گیا؟ میرے پاس ہی تو سویا تھا۔

پتھر بے شک کھل گیا تھا تیمور۔ لیکن ہم آزاد نہیں ہیں رہا شیخ تو اپنے کسی کام سے گیا ہے کون سے کام سے یہ اس نے انہیں بتایا میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی قید کو وہ برداشت نہیں کرسکا اور باہر بھاگ گیا ہے آزادی کی طرف یا شاید موت کی طرف۔

اگر ایسا ہی ہے شہزادے تو پھر ہم دونوں کے لئے پینے کا پانی زیادہ رہ جائے گا اور بے شک جو ہوتا ہے سو اچھا ہی ہوتا ہے تیمور نے جواب دیا وہ لیٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی خراٹے لے رہا تھا۔

وہ دن بھی اسی طرح گزر گیا جس طرح کہ پچھلے دن گزرے تھے شیخ کے متعلق انہوں نے پھر آپس میں کوئی بات نہ کی۔ کیونکہ دونوں ہی نے یقین کرلیا تھا کہ وہ بھاگ گیا ہے یا باہر پتھروں میں کہیں چھپ کر کھلی فضا اور تازہ ہوا سے لطف اندوز ہورہا ہے سچ تو یہ ہے کہ اب ان کی پریشانی اور مایوسی اور انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ دوسرے معاملات کے متعلق وہ سوچ ہی سکتے تھے۔ اور آپس میں بہت کم بات چیت کرتے تھے اور پنجرے میں بند الوؤں کی طرح بیٹھے پھٹی پھٹی اور وحشت زدہ آنکھوں سے اندھیرے میں دیکھا کرتے تھے۔

شام کے وقت خیان نے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھا تو نظر آیا کہ چند بادیہ نشین بدو اونٹوں پر سوار ہو کر سپاہیوں کے پڑاؤ میں آئے سپاہی ان سے غلے اور غالباً دودھ کا سودا

کررہے تھے کیونکہ دوسرے بدو جو پیدل تھے اپنے سروں پر ٹوکریاں اور مرتبان اٹھائے ہوئے تھے جب سودا ہوگیا تو سپاہی ان بادیہ نشینوں سے باتیں کرنے اور انہیں بتانے لگے کہ وہ وہاں کیوں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ بدو اہرام کی طرف دیکھنے لگے جیسے سپاہیوں کی کہانی نے انہیں بے حد متاثر کیا ہو اور پھر انہوں نے بہت سے سوالات پوچھے خیان دیکھ رہا تھا کہ بدو کے بشرے پر خوف سا تھا اور وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ پوچھ رہے تھے۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ سورج غروب ہوگیا جس طرح مصر کے شفاف آسمان میں ہمیشہ سرعت سے غروب ہوجاتا ہے اور تب ایک بدو نے اوپر کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے کہا:

دیکھو.... دیکھو.... روح اہرام.... وہ کھڑی ہے چوٹی پر.... سفید لباس میں۔

نہیں دوسرے نے کہا کالے لباس میں ہے۔

تو پھر دو ہوں گی تیسرا چیخا ایک سفید لباس میں اور ایک کالے لباس میں بلاشبہ یہ روحیں نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے شہزادہ خیان اور وہ کاہن جو اس تمام عرصے میں اہرام میں نہیں بلکہ اس چوٹی پر مقیم تھے۔

بے وقوف ایک آواز نے کہا آدمی ہفتوں تک ایسی جگہ کس طرح رہ سکتا ہے میں کہتا ہوں یہ بھوت ہیں مشہور نہیں ہے کہ یہ اہرام آسیب زدہ ہیں؟ دیکھو وہ بھوت ہاتھ کا اشارہ کر کے ہمارا مذاق اڑا رہا ہے۔

بھوت ہوں یا آدمی سپاہیوں کے افسر نے کہا ہم کل انہیں پکڑ لیں گے کیونکہ آج ممکن نہیں اس لئے کہ رات کا اندھیرا اتر رہا ہے۔

پھر شور اٹھا کیونکہ سارے سپاہی ایک ساتھ بول رہے تھے اور اتنے فاصلے سے خیان ان کے الفاظ سمجھ نہ سکتا تھا البتہ اس نے یہ ضرور دیکھا کہ بدو خاموش تھے وہ سپاہیوں کے عقب میں اور ان سے ذرا دور اپنے گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بدو جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا اپنے بازوؤں سے عجیب اشارے کررہا تھا۔ وہ اپنے بازو پھیلا دیتا پھر انہیں اوپر اٹھا دیتا اور اپنے سر کے اوپر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیتا اس کے بعد اندھیرا بڑی سرعت سے اتر آیا اور شور کی آوازیں کم ہوتے ہوتے ختم ہوگئیں اور پڑاؤ میں سے جہاں سپاہی جگہ جگہ الاؤ کے گرد جمع تھے بڑبڑاہٹ کے آوازیں آرہی تھیں۔

تیمور! خیان نے کہا حلقہ سحر کی برادری میں اس اشارے کے کیا معنی ہیں؟
اور پہلے اس نے بازو پھیلائے پھر اوپر اٹھائے اور انگلیاں ملا دیں۔
شہزادے! یہ صلیب حیات کی علامت ہے۔ برادری کے اراکین یہ علامت اشارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوتے ہیں اور بات نہیں کرسکتے اسی سے انہیں پتہ چلتا ہے کہ سامنے دوست ہیں نہ کہ دشمن یا اجنبی۔
یہی میرا خیال تھا۔ خیان نے کہا۔
اور پھر وہ خاموش ہوگیا پھر وہ پتھر کے خفیہ دروازے کے پاس پہنچا اور وہ کھٹکا ہٹا دیا جس سے پتھر کو بند کر رکھا تھا۔
ایک گھنٹہ کے بعد اس نے ایک آواز سنی اور فوراً ہی تازہ ہوا کے جھونکے کو اپنے چہرے پر محسوس کیا لیکن اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ دیکھ نہ سکا۔ چند ثانیوں بعد اس نے کھٹکا اپنی جگہ پر گرنے کی آواز سنی اور پھر فوراً ہی شیخ کی آواز آئی جو خیان کو نام سے پکار رہا تھا۔ خیان نے جواب دیا اور پھر دونوں گزر گاہ میں رینگتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں دیا جل رہا تھا اور وہاں کھانا پانی تھا۔
جب شیخ پانی پی چکا تو خیان نے شیخ سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا تھا۔ حالانکہ اس نے سمجھ تو لیا تھا۔
اہرام کی چوٹی پر آقا شیخ نے جواب دیا آج صبح اندھیرے میں میں اوپر چڑھا تھا بے حد خطرناک چڑھائی تھی یہ اتنی خطرناک کہ ہرچند کہ تم اہرام پر چڑھنے میں میری طرح ماہر ہوگئے ہو لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ لینے کی جرات نہیں کرسکتا اس بل میں بے کار بیٹھے بیٹھے کمزور ہوگیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے کوئی خوف محسوس نہ کیا کیونکہ میں راستہ جانتا ہوں اس کے علاوہ شیخ الاہرام کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کہ اس کا اس خاندان سے وعدہ ہے۔
تم وہاں کیوں گے؟
اول تو اس لئے کہ ان کتے سپاہیوں کو یقین دلا دوں کہ ہم اہرام میں نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر یا اس کے قریب پتھروں کے کسی شگاف یا غار میں رہتے ہیں اور اگر اس کا یہ یقین نہ کریں تو میں انہیں خوفزدہ کردوں کہ اس صورت میں یہ یہاں سے شاید بھاگ جائیں۔

یقیناً ان لوگوں نے روح الاہرام کے متعلق کہانیاں سنی ہوں گی اور یہ بھی سنا ہوگا کہ جو اسے دیکھتا ہے یا تو وہ پاگل ہوجاتا ہے یا مرجاتا ہے۔ چنانچہ اب اگر انہوں نے اس روح کو ایک دفعہ دیکھ لیا ہے تو دوسری دفعہ دیکھنے کی آرزو نہ کریں گے۔ آخر میں ایک خاص مقصد تھا میرا جو شاید تم پسند نہ کرو گے۔ پہاڑوں اور بلندیوں پر چڑھنے والوں کو یہاں لایا گیا ہے کہ وہ اہرام پر چڑھیں۔ میرے اہرام پر میرے باپ دادا کے اہرام پر اس پر ہمارے علاوہ کوئی قدم نہیں رکھ سکتا سوائے تمہارے اور ملکہ نفرا کے کہ تم دونوں کے یہ حلقہ سحر کی طرف سے مجھے حکم ملا ہوا ہے۔ اب تک یہ اناڑی چوٹی تک نہیں چڑھ سکے اس کا مجھے یقین ہے لیکن اب وہ اس کی کوشش کریں گے کیونکہ سپاہی انہیں مجبور کریں گے اور ان کا جو حشر ہوگا وہ نسل در نسل اجنبیوں کو عبرت دلاتا اور اہرام پر چڑھنے سے باز رکھتا رہے گا اور یوں اہرام پر میرے خاندان کے علاوہ اور کوئی نہ چڑھ سکے گا۔

یہ انتقام ہے جو راہو کو پسند نہ تھا خیان نے سرہلا کر کہا۔

لیکن پھر اسے یاد آیا کہ شیخ کے لئے اہرام اتنا ہی مقدس ہے جتنا کہ ایک معبد ہوتا ہے اور اتنا ہی محترم ہے جتنا کہ دیوتا کا بت چنانچہ اس کی بے حرمتی کرنے والے کی سزا موت ہی ہوسکتی ہے چنانچہ اس معاملے میں اس نے مزید کچھ نہ کہا اور شیخ سے آگے بیان کرنے کو کہا:

جب پو پھٹ رہی تھی تو میں صحیح سلامت چوٹی پر پہنچ گیا اور وہاں سے سوراخ میں دبک گیا جو ایک پتھر کے ٹوٹ جانے سے پیدا ہوگیا ہے اور جس سے تم واقف ہو وہاں سخت تپش تھی کیونکہ سوراخ سے کرنیں براہ راست مجھ پر پڑ رہی تھیں اور دیکھے جانے کے خوف سے میں وہاں سے ہل بھی نہ سکتا تھا۔ میں نے سخت اذیت برداشت کی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کا وقت آگیا اور تب میں اپنے سفید لبادے میں ملبوس سوراخ سے نکل کر چوٹی پر کھڑا ہوگیا تاکہ سپاہی مجھے دیکھ سکیں وہ حیرت زدہ کھڑے مجھے دیکھ رہے تو اسی سوراخ میں اتر گیا اور اپنے سفید لبادے پر اونٹ کی کھال کا سیاہ لبادہ ڈال لیا اور پھر باہر نکل کر کھڑا ہوگیا اور اپنے گھٹنے ذرا سے موڑ کر اپنا قد چھوٹا کرلیا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ میں دوسرا آدمی ہوں جس کا قد پہلے سے نسبتاً چھوٹا ہے ایسا میں نے بار بار کیا چنانچہ ان دیکھنے والوں کو یقین ہوگیا کہ یہ اگر بھوت نہیں ہیں تو پھر آقا تم اور تیمور اہرام کی چوٹی پر

مقیم ہو۔

بہت عمدہ چال چلی ہے تم نے خیان نے کئی دنوں بعد پہلی دفعہ ہنس کر کہا حالانکہ میں سمجھ نہیں سکا کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔

سنئے اگر سپاہیوں نے یقین کرلیا کہ تم اہرام کی چوٹی پر ہو تو وہ ادھر ادھر تلاش کرنا ترک کردیں گے اور اہرام کے پہلوؤں پر نظر رکھیں گے اور ان کے سنتریوں کی نگاہیں رات بھر اہرام کی چوٹی پر جمع رہیں گی لیکن سنو ابھی اور بھی کچھ بتانا باقی ہے جب میں چوٹی پر کھڑا ہوا تھا تو میں نے چند آدمیوں کو دیکھا جو عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ عرب بادیہ نشین معلوم ہوتے تھے جو سپاہیوں کے ہاتھ دودھ یا غلہ بیچ رہے تھے ان لوگوں کی موجودگی نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کیونکہ عرب اس طرف آنے کی جرات نہیں کرسکتے کہ ان کے نزدیک یہ مقام آسیب زدہ ہے پھر مجھے ایک خیال آیا میں سمجھتا ہوں یہ خیال آسمانوں والی عظیم روح نے میرے دل میں ڈال دیا تھا یہ دیکھ کر ان لوگوں کا سردار سر اٹھائے میری طرف دیکھ رہا ہے میں نے اپنے بازو اٹھا کر ایک خاص اشارہ کیا جس سے حلقہ سحر کے لوگ واقف ہیں اور آقا تم بھی واقف ہوگے کہ تم بھی اب برادری میں شامل ہو۔

خیان نے سر ہلا دیا۔

شیخ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

آقا میرے اشارے کا اس شخص نے جواب دیا اور اس دوسرے آدمی نے بھی جواب دیا جو سردار کے قریب کھڑا ہوا تھا یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ایسا اتفاقاً نہیں ہوا ہے بلکہ حقیقت میں وہ اس اشارے کو سمجھتے ہیں اور تب میں نے سمجھ لیا کہ وہ ہمارے دوست ہیں جنہیں ایک خاص مقصد کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے اور یہ کہ میری روح نے یونہی مجھے اہرام کی چوٹی پر چڑھنے کے لئے بے قرار نہیں کیا۔

اچھا تو پھر اب کیا شیخ؟ خیان نے پوچھا اس کا دل پر امید ہو کر تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔

کل غروب آفتاب کے وقت ایک بار پھر میں چوٹی پر کھڑا ہو جاؤں گا اور اگر وہ عرب اب بھی وہاں ہوئے تو میں دوسرے خاص اشارے کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ آدھی رات کے وقت انہیں کہاں ہمارا انتظار کرنا ہے اور یہ کہ وہ اپنے گھوڑے تیار رکھیں پھر

میں واپس آکر تمہیں ان لوگوں تک پہنچا دوں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس سمت جانا ہے۔

یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے خیان نے کہا لیکن بہرحال مجھے منظور ہے کیونکہ اب اگر میں زیادہ یہاں رہا تو پاگل ہو جاؤں گا۔

پھر تیمور کو آواز دی اور تینوں نے آپس میں مشورہ کیا شیخ اور تیمور دیر تک خفیہ اشاروں کی باتیں کرتے رہے اور چراغ کی روشنی میں شیخ نے ان اشاروں کی مشق کی۔

دوسری صبح پو پھٹنے سے پہلے شیخ چلا گیا سورج طلوع ہوا تو خیان نے سوراخ سے دیکھا کہ دشمن کے پڑاؤ میں عجیب بھاگ دوڑ تھی پہاڑوں پر چڑھنے کے ماہر پانچ چھ آدمی رسہ وغیرہ لئے تیار کھڑے تھے اور افسروں سے باتیں کر رہے تھے۔

آخرکار خیان نے دیکھا کہ اپنی مرضی کے خلاف یہ لوگ اہرام کے قدموں میں آئے [illegible] نے سوراخ سے [illegible] ان لوگوں کو اہرام پر چڑھتے سنا۔ بہت دیر تک وہ کچھ نہ سن سکا البتہ اس نے یہ ضرور دیکھا کہ سپاہی منہ اٹھائے اوپر دیکھ رہے تھے آپس میں باتیں کر رہے اور اہرام کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

اچانک خوف کی ایک چیخ سنائی دی چند سپاہی بت بنے دیکھتے رہے چند نے منہ دوسری طرف پھیر لئے بلکہ اہرام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے اور بقیہ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ سورج گھڑی بھر کے لئے بند ہو گیا جیسے کوئی چیز اس کے اور روشنی کے درمیان آگئی ہو۔ پھر سپاہی اہرام کی طرف بھاگ کر آئے پھر تیمور اور خیان نے انہیں جھونپڑیوں کی طرف واپس جاتے دیکھا وہ تین سرخ گٹھڑیاں سی اٹھائے ہوئے تھے جو کچھ دیر پہلے زندہ آدمی تھے چند لمحوں بعد انہوں نے پہاڑ پر چڑھنے والے ماہروں کو شرابیوں کی طرح لڑکھڑائے اور گرتے پڑتے بھاگ کر جھونپڑیوں کی طرف جاتے دیکھا وہاں پہنچ کر انہوں نے رسے پھینک دئے جیسے وہ اس کام سے بھر پائے اور پھر وہ ادھر ادھر ہٹ کر سوراخ سے دیکھنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

اہرام ان لوگوں سے انتقام لیتے ہیں جو بزعم خود ان پر فتح حاصل کر لینے کا یقین رکھتے ہیں خیان ے کہا اور سوچا کہ کوئی غیبی قوت اس کی حفاظت کر رہی ہے ورنہ اہرام نے اس سے بھی انتقام لیا ہوتا۔

اور بلا شبہ قریب قریب ایسا ہی ہوا۔

ایک بار پھر سورج غروب ہونے لگا اور ایک بار پھر عرب اپنے گھوڑوں پر سوار آ گئے ایک بار پھر شور بلند ہوا اور عربوں کا سردار کئی قدم پیچھے ہٹ کر سپاہیوں کی پشت پر جا کھڑا ہوا اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے بازو اٹھا کر اشارے کرنے لگا جیسے غروب ہوتے ہوئے سورج کی پوجا کر رہا ہو پھر اندھیرا اتر آیا پڑاؤ میں الاؤ روشن ہو گئے جن کے گرد سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔

اچانک وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کچھ سننے لگے اور پھر ایک ایک دو دو کر کے وہ خوفزدہ آدمیوں کی طرح الاؤ کے قریب سکڑنے لگے اور جھونپڑیوں میں چھپ گئے۔

چند ثانیوں بعد خفیہ پتھر کھلا اور شیخ اندر آ گیا اور اس دفعہ اس نے پانی نہ مانگا بلکہ شراب طلب کی۔

میں تو اوزیرس کے پاس پہنچنے سے بال بال بچ گیا شیخ نے کہا کیونکہ ان ماہر چڑھنے والوں کے ایک خون میں میرا پاؤں پھسل گیا تھا اور میں نیچے گر کر جان بحق ہو گیا ہوتا لیکن بچ گیا اب سب ٹھیک ٹھاک ہے۔

سوائے ان تین کے جو مر چکے ہیں خیان نے کہا۔

اگر وہ مر گئے آقا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں وہ لوگ اہرام پر چڑھنے کے راستے سے واقف نہ تھے چنانچہ دو تہائی چڑھائی چڑھنے کے بعد اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس جگہ پہنچ گئے جہاں سنگ مرمر ہموار اور چکنا ہے اور قدم جمانے کی کوئی جگہ نہیں ہے چنانچہ ایک اگر اور دوسروں کو اپنے ساتھ گھسیٹ لے گیا۔ کیونکہ وہ آپس میں رسے سے بندھے ہوئے تھے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھنے کے بعد دوسرے چڑھنے والے اوپر چڑھنے کی ہمت نہ کر سکے اور لوٹ گئے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ کئی برسوں تک ایرے غیرے اہرام پر چڑھنے کی جرات نہ کریں گے۔

"خیر تو پھر کیا ہوا؟ خیان نے پوچھا"۔

غروب آفتاب کے وقت میں چوٹی پر نمودار ہوا اور بھوت کی طرح اپنے بازو ہلانے کا ناٹک کر کے میں نے اسے اشارے کئے جو عربوں کا سردار معلوم ہوتا تھا اس نے جواب دیا

ہم ایک دوسرے کے اشارے سمجھ گئے اندھیرا اترنے کے بعد میں نے چیخ چیخ کر سپاہیوں کو بددعا دی اور کہا کہ میں کاہن اعظم راہو کی روح ہوں اور یہ کہ موت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے سپاہی آسمانی آواز سمجھ کر خوفزدہ ہوگئے اور جھونپڑوں میں جا کر دبک گئے اور اب کل صبح تک وہ باہر نہ آئیں گے چنانچہ اب تم دونوں ایک ایک پیالہ شراب پی لو اور میرے پیچھے آؤ۔

نفرا بابل میں

وہ جس نے اپنا نام وقائع نگار راسہ بتایا تھا جب ملکہ نفرا کا منگیتر بن گیا اور اس کی دی ہوئی منگنی انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی اور جب وہ جو راسہ کے نام سے مشہور تھا اور بادشاہ ایبی کا سفیر تھا حلقہ دانوں سے اور اپنی منگیتر سے رخصت ہو کر جہاز میں سوار ہوا اور شہر تانیس [illegible] گیا تو اس کے بعد مندر کے بڑے کمرے میں وہ واقعات ہوئے جس کی تفصیل شیخ نے نین اور تیمور کے سامنے بیان کی۔

وقائع نگار راسہ جو دراصل شہزادہ خیان تھا تانیس کی طرف روانہ ہوا ہی تھا کہ ادھر بابل کے بوڑھے بادشاہ ویستاح کے سفیر عربوں کے بھیس میں مندر میں آئے۔ اس وفد کا جو بابل کے امرا کے سامنے احتراماً جھکنے کے بعد اس کی خدمت میں مٹی کی بنی تختیاں پیش کیں جن پر عجیب تحریر تھی۔

تاؤ پڑھو میری تو نظر کمزور ہو رہی ہے راہو نے کہا اور میں یہ بدیسی زبان جو تمہاری مادری زبان ہے اب بھول گیا ہوں۔

چنانچہ تاؤ نے تختی اٹھائی اور بلند آواز میں پڑھا:

شاہوں کے شاہ ہستی بزرگ آفتاب کی طرح تابناک اور عظیم حکمراں اور ویتناح کی طرف سے مقدس یہ پیشن گو مستقبل کے نقیب آسمانوں کے دوست اور حلقہ سحر کے کاہن اعظم راہو کی خدمت میں سلام ہو تم پر اور سلام ہو اس پر جو تمہارے سائے میں بیٹھا ہوا ہے جو مصر میں تاؤ کے نام سے مشہور ہے لیکن جو اس سے پہلے بابل میں شہزادے ایوشو کے نام سے مشہور تھا اور جو میرا جائز بیٹا ہے لیکن جس سے میرا اختلاف ہو گیا اور جب میں نے بطور بادشاہ اپنے اختیارات سے اپنی رعایا کے لوگوں سے ایک خاص انتقام لیا تو میرا یہ بیٹا ایوشو مجھ سے جھگڑا کر کے اور مجھ سے خفا ہو کر چلا گیا اور جسے میں نے مردہ یقین کر لیا اور اس کا سوگ منا چکا تھا۔

جان لو اے راہو اور جان لو اے تاؤ یا ایوشو کو مجھے تمہارے خطوط ملے اور مصر کے واقعات سے میں آگاہ ہوا اور یہ بھی انکشاف ہوا کہ تم اے ایوشو زندہ ہو اور مرے نہیں

ہو جیسا کہ میں نے یقین کرلیا تھا اور تمہارے خط سے یہ بھی پتہ چلا کہ میری بیٹی ریما کی جسے میں نے مصر جنوب کے فرعون خفرا کی زوجیت میں دیا تھا یہ آخری خواہش ہے کہ اس کی نعش کو بابل لے جایا جائے اور وہاں دفن کیا جائے میں نے یہ بھی پڑھا کہ ریما کی بیٹی نفرا کو خفیہ طور سے مصر کی ملکہ بنا کر اس کے سر پر دہرا تاج رکھا گیا ہے اور یہ کہ اب وہ مجھ سے مدد کی طالب ہے کہ غاصب ابیبی سے جو تانیس میں بیٹھا حکمرانی کر رہا ہے اپنا تاج و تخت حاصل کرلے چنانچہ میں شاہ بابل ویتاح تم سے اے راہو اور اپنی نواسی نفرا سے کہتا ہوں کہ تم بابل چلے آؤ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ زمین و آسماں کے حکمراں دیوتا مردوک اور دیوتا نیبو اور دیوتا لعل کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں پناہ دوں گا اور تمہاری حفاظت کروں گا اور یہیں بیٹھ کر ہم سارے معاملات پر غور کریں گے۔

اور میں تم سے بھی کہ تم تاؤ کہلاتے ہو کہتا ہوں کہ تم بھی آجاؤ اور اگر تم نے ثابت کردیا کہ تم حقیقت میں میرے بیٹے ایوشو ہو جس کا سوگ میں برسوں سے منا رہا ہوں تو میں تمہیں وہ سب کچھ دوں گا جس کی تم خواہش کرو گے سوائے ایک چیز یعنی میرا تخت جس کا وارث میں دوسرے کو بنا چکا ہوں لیکن اگر اس سلسلے میں تم نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے تو یہاں کبھی نہ آنا کیونکہ میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔

میری بیٹی ریما کی نعش بھی اپنے ساتھ لے کر آنا کہ اسے میں بابل کے شاہی قبرستان میں دفن کردوں جیسی کہ اس کی خواہش تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کے لئے دعائے موت سے بھی انکار نہ کروں گا اگر میری نواسی نفرا نے ایک خاص معاملے میں میری بات ماننے سے انکار نہ کیا۔

شاہ شاہاں۔

ویتاح۔

جب تاؤ پڑھ چکا تو اس نے تختی ماتھے چڑھائی اور نفرا کی طرف بڑھا دی جو اراکین کے درمیان تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے بھی تختی کو ماتھے سے لگایا اور پھر تاؤ کی طرف گھوم کر بولی:

اے آقا تاؤ! تم اتنے برسوں سے یہ راز مجھ سے کیوں چھپایا کہ تم اگر تختی پر جو لکھا ہے وہ سچ ہے تو میری ماں کے بھائی ہو اور میرے ماموں ہو؟

اس سوال پر ویتتاح کے وفد کے لوگ تاؤ کی طرف دیکھنے لگے۔

اے ملکہ! اے میری بھانجی! جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سچ ہے جیسا کہ میں بابل پہنچ کر ثابت کر دوں گا بے شک میں ایوشو ہوں تمہاری والدہ کا سوتیلا بھائی جب میں نے بابل چھوڑا ہے تو ریما بچی تھی جو میری دوسری ماں کے بطن سے تھی اور چونکہ وہ حرم کی عورتوں کے ساتھ رہتی تھی اس لئے میں نے اسے دیکھا تھا اور اگر دیکھا تو ایک دفعہ بے شک جب بعد میں دوبارہ میری ملاقات ریما سے ہوئی اور میں نے اسے ابیی کی سازشوں سے بچایا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ظاہر نہیں کیا اور نہ ہی تمہیں آج تک اپنا راز بتایا کیونکہ میں حلقہ سحر کی برادری میں شامل ہوچکا ہوں اور حلف اٹھایا تھا کہ سارے دینوی درجے اور مقامات ترک کردوں گا اور کبھی ان کا نام تک نہ لوں گا تاہم اس حلف میں ایک اجازت تھی کہ اگر اپنا اصلی نام اور درجہ ظاہر کرنے کی ضرورت پڑی حلقہ کے فائدے اور مدد کے لئے تو میں اپنے آپ کو ظاہر کردوں گا میرے مقدس باپ راہو اس کے گواہ ہیں۔

ہاں یہ سچ ہے راہو نے کہا سنو اے ملکہ اور سنو ویتتاح کے وفد کے لوگو! برسوں پہلے ہمارے حلقہ کا ایک برادر جس کا عرصہ ہوا کہ انتقال ہوچکا میرے پاس ایک شخص کو لایا جو ہماری برادری میں شامل ہونا چاہتا تھا۔ یہ شخص ایک سپاہی معلوم ہوتا تھا اور جس کی داڑھی چوکوری تھی چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ اس آدمی نے دریائے فرات کا پانی پیا ہے میں نے اس کا نام اور وطن پوچھا اور دریافت کیا کہ وہ ہماری برادری میں کیوں شامل ہونا چاہتا ہے اس نے مجھے بتایا اور اس کا ثبوت بھی دیا کہ وہ بابل کا شہزادے ایوشو ہے اور جو اپنے باپ شاہ بابل ویتتاح سے جھگڑ کر چلا آیا ہے کیونکہ بادشاہ نے اسے کہ وہ ویتتاح کی فوج کا اعلی افسر بھی تھا رعایا کے قتل عام کا حکم دیا تھا ایوشو نے اپنے باپ کا یہ حکم ماننے سے انکار کردیا کہ یہ ظلم تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا یا خود بابل چھوڑ کر چلا آیا۔ اس کے بعد وہ قبرس اور شام کے بادشاہوں کی فوجوں میں افسری خدمات انجام دیتا رہا۔ لیکن آخرکار وہ جنگ جدل اور جاہ طلبی سے تنگ آگیا اور پھر محبت میں بھی اس نے دھوکا کھایا چنانچہ اس نے دنیا ترک کر کے گوشہ نشین ہوجانے اور اپنی روح کو جلادینے کا فیصلہ کرلیا۔

اس نے حلقہ سحر کے متعلق سنا اور آکر اس کے دروازے پر دستک دی میں نے اس

سے کہا کہ یہاں ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے جو دینوی مصائب سے نجات حاصل کر کے یکسوئی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا ہماری برادری میں وہی شامل ہو سکتا ہے جو بھول جائے کہ وہ شہزادہ افسر تھا اور اپنے اپ کو نچلے سے نچلے طبقہ کا غلام بنا دے اور غریبوں کی مدد کرے اور انتہا سے زیادہ خاکسار بن جائے اور خود غرضی اور جھوٹ اور کینہ کپٹ کو اپنے دل سے پھینکے اور اس کی جگہ ایثار اور قربانی کے جذبات بھر دے۔

چنانچہ اے ملکہ! اس ملتجی نے ہمارا جوا اپنی گردن میں ڈال لیا اور اپنے تمام دینوی القاب اور نام ترک کر کے اپنا نام تاؤ رکھا اور اس وقت تک سب اسے اسی نام سے جانتے ہیں لیکن اس کا خلوص اور عبادتیں ایسی تھیں کہ یہ رفتہ رفتہ خادم تاؤ سے آقا تاؤ اور میرے بعد حلقہ کا سب سے بڑا کاہن بن گیا اور دنیا میں ہر جگہ جہاں ہمارے برادری ہیں اسی نام اور اسی عہدے سے مشہور رہا یہاں تک کہ بادشاہ ویتناح کے سامنے اشد ضرورت کے تحت اپنے آپ کو ظاہر کرنا پڑا۔ چنانچہ کل تک بلکہ اس وقت تک کسی کو پتہ نہ تھا کہ کاہن تاؤ دراصل بابل کا شہزادہ ایوشو ہے۔

ان لوگوں نے عجیب و غریب داستان سنی تو حلقہ کے اراکین اپنی جگہ سے اٹھے اور تاؤ کے سامنے جھک گئے اور بابل سے آنے والے وفد کے افراد بھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے جھک گئے لیکن نفرا نے اس سے زیادہ یہ کیا کہ اس نے اٹھ کر تاؤ کے ماتھے پر بوسہ دیا اسے ماموں کہا اور کہا کہ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ بچپن سے اس کا دل کیوں تاؤ کی طرف کھنچتا تھا اور وہ کیوں سب سے زیادہ اسے چاہتی تھی۔

اور تب تاؤ نے لب کشائی کی اور یوں کہا۔

جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب سچ ہے لیکن اس کے لئے نہ تو مجھے تمہاری تعریفوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں اس کا مستحق ہوں میں نے جو کچھ کیا اپنی روح کی خاطر کیا اور یہ جان کر کیا کہ دوسروں کی خدمت کر کے ہی حقیقی خوشی اور روحانی سکون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اب معلوم ایسا ہوتا ہے کہ دوسروں کی خدمت کرنے کی غرض سے ہی مجھے اب شہزادہ بننا پڑے گا اور شاید جنگ میں سپہ سالار بھی۔ اگر ایسا ہوا تو میرے محترم والد کو اس طرف سے مطمئن اور بے فکر رہنا چاہیئے کہ میں اپنا حق اور تاج و تخت اور اپنا ورثہ طلب نہ کروں گا نہ اپنے والد سے اور نہ اس سے جس کو میرے والد نے ولی عہد بنایا ہے میری تو

صرف ایک ہی خواہش ہے کہ حلقہ سحر کے ادنیٰ برادر کے طور پر زندہ رہوں اور برادر ہی مروں۔

عین اسی وقت وہ جو دروازے پر پہرہ دے رہا تھا اندر آیا اور راہو کے کان میں کچھ کہا۔

آنے دو انہیں راہو نے کہا۔

اور تین آدمی اندر آئے جو تھکے ہوئے طویل اور سفر کی گرد میں اٹے ہوئے تھے انہوں نے اپنے لبادے کھولے اور بازو اٹھا کر اشارے کئے تو معلوم ہوا کہ برادری ہی کے تھے۔

کاہن اعظم! ان میں سے ایک نے کہا۔ ہم لوگ تانیس اور ابیبی کی فوج کے پڑاؤ میں سے آئے ہیں ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اگر اس کی ایک خاص درخواست منظور نہیں کی گئی تو ابیبی حملہ کر کے برادری کو نیست و نابود کر دینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ وہ یہاں حملہ آور ہو گا ایک ایک کو تلوار کے گھاٹ اتار دے گا اور ملکہ نفرا کو اٹھا لے جائے گا اور اپنی بیوی بنائے گا اس کی فوج جمع ہو گئی ہے اور چند دنوں میں ہی وہ تم لوگوں پر آپڑے گا۔

یہ میں بہت پہلے سے جانتا ہوں راہو نے بڑے سکون سے جواب دیا ابھی کے ان پاگل غلاموں کو آنے دو کہ میں ان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں

پھر اس نے تاؤ کو حکم دیا کہ حلقہ کے تمام لوگوں کو بلائے کہ ان سے مشورہ کیا جا سکے۔

چنانچہ یہ سب جمع ہوئے اور ان کے سامنے راہو نے اپنا کاہن اعظم کا عہدہ تاؤ کو دے دیا جیسا کہ شیخ الاہرام نے خیان اور تیمور کو بتایا تھا۔ اور پھر اس نے سب کو دعائیں دیں اور سب کو الوداع کہا اور وہ سب وہاں سے اس طرح رخصت ہوئے کہ کوئی ایسا نہ تھا جو زارو قطار رو رہا ہو۔ برادری کے چند آدمی ایسے بھی تھے نفرا بھی انہی میں تھی جو راہو کو اٹھا کر جبراً اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے اور اس کا ارادہ کر چکے تھے لیکن راہو نے ان کا ارادہ بھانپ لیا اور ایسا کرنے سے انہیں سختی سے منع کر دیا۔ آخر کار وہ لوگ راہو کے حکم کے مطابق اسے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے لیکن بڑی غمناک روانگی تھی کہ ہر آنکھ آنسو بہا

رہی تھی نفرا بلک بلک کر رو رہی تھی کیونکہ وہ راہو کو بہت چاہتی تھی جس نے اس کو نفرا کی بچپن سے اس طرح پرورش کی تھی جیسے وہ اس کی بیٹی ہو۔

خاتون مصر! راہو نے کہا فی الحال تم محض ملکہ مصر ہو لیکن اگر میرا علم مجھے دھوکا نہیں دے رہا ہے تو ایک دن حقیقت میں مصر کی ملکہ بن جاؤ گی اور تب بیٹی لوگوں سے محبت' پیار' رحم اور ہمدردی سے پیش آنا کہ یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو فرحت اور تازگی ملتی ہے خود غرض نہ بننا دوسروں کے لئے ہر ممکن قربانی دینا۔ ایثار اور قربانی۔ اسی کو اپنی زندگی کا اصول بنانا۔ اچھا اب ایک گھنٹے کے لئے رخصت۔

اور پھر راہو نے نفرا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ وہ اسے راہو کو اکیلا چھوڑ دے۔

اور یوں نفرا اور کاہن اعظم مقدس راہو ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

پو پھٹنے سے پہلے وہ لوگ روانہ ہو گئے وہ پچاس یا اس سے زیادہ تھے۔ وہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو وہ تابوت اٹھائے ہوئے تھے جس میں ریما کی لاش تھی بیمار اور بوڑھے جو سفر کے قابل نہ تھے مقررہ پناہ گاہ کی طرف پہلے ہی جا چکے تھے یہ قافلہ ایسی تیز رفتاری سے چلا کہ جب سورج طلوع ہوا تو اہرام بہت پیچھے اور بہت دور چھوٹ گئے تھے اور یہاں نفرا شیخ الاہرام سے جو اس مقام تک انہیں پہنچانے آیا تھا رخصت ہوا اور اسے وہ احکامات دیئے جن کا ذکر اس نے خیان اور تیمور سے کیا تھا۔

نفرا کو یقین تھا کہ خیان اس سے ملنے وہاں آئے گا اور اس کا اسے غم تھا کہ وہ اس کا انتظار نہ کر سکتی تھی جب وہ آئے تو دونوں ایک ساتھ بابل کی طرف فرار ہو جائیں۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکتی تھی کہ مجبوری تھی بہرحال شیخ نفرا کو سلام کر کے چلا گیا کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ قافلہ آگے بڑھ گیا اور اہرام جو برسوں تک نفرا کا گھر بنے رہے تھے رفتہ رفتہ دور ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئے اور نفرا کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کیونکہ اسے اہرام سے پیار تھا اور وہ جانتی نہ تھی کہ دوبارہ انہیں دیکھ بھی سکے گی یا نہیں۔

یہ قافلہ بخیر خوبی مصر کی سرحد تک پہنچ گیا ان کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہوا۔ اور پھر وہ لوگ خلیج بحر احمر کو جنوب کی طرف چھوڑتے ہوئے صحرائے عرب میں قدم مارنے لگے۔

اور اس رات انہوں نے صحرا میں ایک کنویں کے قریب پڑاؤ۔ ڈال دیا دوسرے دن علی الصبح نفرا نے اپنے خیمے سے جس میں وہ اور کماح سوئے تھے باہر دیکھا تو نظر آیا کہ اونٹوں

اور گھوڑوں کا ایک کارواں ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا وہ خوفزدہ ہو گئی۔

اب میں سمجھتی ہوں کہ ابیبی نے ہمیں پھانس لیا ہے اس نے کماح سے کہا۔ کماح نے بھی اٹھ کر باہر دیکھا اور پھر کوئی جواب دیئے بغیر خیمے سے باہر چلی گئی چند ثانیوں بعد ہی وہ بابل کے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر واپس آئی۔

ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے ملکہ تاؤ نے کہا سب ٹھیک ہے جن لوگوں کو تم نے دیکھا ہے وہ ابیبی کے آدمی نہیں بلکہ تمہارے نانا شاہ بابل کے فوجی دستے ہیں جو تمہیں اپنی حفاظت میں بابل تک لے جانے آئے ہیں دیکھو وہ رہا شاہ بابل کا جھنڈا جس پر اس کے دیوتاؤں کی علامتیں بنی ہوئی ہیں۔

آسمانی روح کا شکر ہے نفرا نے کہا پھر اسے کچھ خیال آیا اور وہ تاؤ کو ایک طرف لے گئی اور اس سے کہا۔

مجھے یقین ہے اور تمہیں بھی یقین ہے کہ شہزادہ خیان ہمیں خبردار کرنے اہرام کے علاقے میں آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا تعاقب کیا جائے اور وہ وہاں روپوش ہونے پر مجبور ہو جائے اگر ایسا ہوا تو اس کی مدد کی ضرورت ہوگی۔"

"تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس کی مدد کر سکے؟"

"میں اس معاملہ پر غور کر کے برادری کے مشیروں سے مشورہ کروں گا بلکہ میں نے اس کی ابتدا کر دی ہے۔"

چنانچہ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ صحرا نشیوں کے چند بے حد نڈر اور شریف افراد برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر اہرام کی طرف روانہ ہوئے یہ سب کے سب آپس میں بھائی تھے۔ اور حلقہ کے برادر تھے تاؤ نے انہیں چند خاص ہدایتیں دے کر روانہ کیا تھا ان بدوؤں کی آمد کے متعلق پچھلے کسی باب میں بتا چکے ہیں۔

پھر ویتاح کا سپہ سالار اور افسر آئے اور انہوں نے نفرا کے سامنے سجدہ کیا اور زمین چومی اور نفرا نے دیکھا کہ یہ سجدہ اسے اس لئے نہ کیا جارہا تھا کہ وہ مصر کی ملکہ تھی بلکہ اس لئے کہ وہ بابل کے شاہی خاندان کی شہزادی تھی انہیں اس خیمہ میں بھی لے جایا گیا جہاں ملکہ ریما کی لاش رکھی ہوئی تھی وہ لوگ تابوت کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گئے اور اس مذہبی پیشوا نے دعائیں پڑھیں اب اونٹوں کو لایا گیا جن پر حلقہ کے سارے لوگ

سوار ہو گئے تب ایک رتھ لایا گیا جس پر نفرا اور خاتون کماح سوار ہوئے۔

اور یوں یہ لوگ چلتے ہوئے صحرائے عرب میں سفر کرتے رہے اور جہاں بھی نخلستان یا کنواں ملتا وہاں پڑاؤ ڈال دیتے اور راستے کے لئے مشکوں میں پانی بھر لیتے اس کے علاوہ چند نخلستان میں تازہ دم اونٹ اور گھوڑے ان کے منتظر ہوتے چنانچہ ملکہ ریما کی می اپنے ساتھ لے کر تیزی سے سفر کرتے رہے اور مصر سے روانہ ہونے کی تیسوں یا عدستیسویں دن انہیں اپنے سامنے بابل کے قلعے کی ناقابل فصیل دکھائی دی۔

دریائے فرات کے دونوں کنارے پر فلک بوس برجوں اور اونچے معبدوں اور عظیم الشان محلوں والا شہر بابل دنیا کا عجوبہ آباد تھا جو اتنا وسیع و عریض تھا کہ وہ دن بھی اس کے بیرونی حدود میں سفر کرتے رہے اور تب اس کی اندرونی فصیل کے سامنے پہنچے شہر بابل کے پیتل کے جناتی دروازے کھولے گئے اور یہ قافلہ شہر میں داخل ہو کر وسیع و عریض راستوں پر سے گزرنے لگا۔ اس وقت شام کا دھند لکا پھیل چکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر راستوں پر نکل آیا ہے بے شمار لوگ راستوں کے دونوں کناروں پر کھڑے اس قافلہ کو دل چسپی سے دیکھ رہے تھے۔

قافلہ ایک محل کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گیا۔

بہت سے غلام دوڑے آئے۔ اور نفرا ان کے حلقے میں چل کر سیڑھیاں چڑھی اس دروازے میں سے گزری جس کے دونوں طرف پتھر کا ایک سانڈ ایسا بنا ہوا تھا کہ اس کا سر آدمی کا تھا اور اس کے دو بازو تھے جیسے کہ پرندوں کے ہوتے ہیں اور اب وہ ایسے مقام میں تھی کہ ایسی خوبصورت شاندار اور رزق برق جگہ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اس کی پوری عمر مقبروں اور قدیم مندروں میں ہی گزری تھی حاجبوں نے استقبال کیا شہزادوں نے جھک کر اسے سلام کیا اور خواجہ سراؤں اور عورتوں نے اسے اور کماح کو گھیر لیا اور انہیں ایک کمرے میں لے آئے جس میں مخملی پردے لٹکے ہوئے اور سونے چاندی کے ظروف سجے ہوئے تھے اور پھر انہیں سنگ مرمر کے گرم حمام میں لے جایا گیا جہاں انہوں نے غسل کیا غسل کر چکے تو انہیں واپس ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں تازہ پھل اور شراب ان کی منتظر تھی کھانے سے فارغ ہو کر وہ نرم ریشمی اور کڑھے ہوئے بستروں پر لیٹ گئے اور چونکہ سفر کی تھکن سے چور تھے اس لئے تکئے پر سر رکھتے ہی سو گئے۔ کنیزیں

ان کے بستروں کے قریب منتظر اور مودب کھڑی رہیں اور دروازے کے باہر مسلح سپاہی پہرہ دیتے رہے۔

علی الصبح گانے کی آواز سن کر نفرا کی آنکھ کھل گئی عورتیں سامیس دیوتا یعنی سورج دیوتا کے طلوع ہونے پر اس کی حمد گا رہی تھیں وہ آنکھیں کھولے پڑی رہی۔ وہ اس شان و شوکت کے متعلق سوچ رہی تھی جس کی آغوش میں وہ اچانک پہنچ گئی تھی لیکن شان و شوکت اور یہ ترق بھڑک اسے پسند نہ آئی تھی۔ بلکہ اس کے دل میں اس کی خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا بلاشبہ پیدائشی طور پر وہ شہزادی تھی اس کی پرورش ریگستان کے سادہ ماحول میں ایک دیہاتی لڑکی کی طرح ہوئی تھی اس کے دن بلندیوں پر چڑھتے اترتے اور صحرا میں گرم ریت پر دوڑیں لگانے اور راتیں کھردرے اور موٹے کمبلوں پر یا چٹائی پر بے فکر نیند سوتے گزری تھیں۔ یہ ریشم اور کم خواب پینے کے لئے خوشبودار پانی خدمت کے لئے یہ کنیزیں اور غلاموں کے پرے کھانے کے لئے یہ مرغن غذائیں یہ شان اور یہ شوکت یہ چیزیں اسے پیش کر رہی تھیں اور وحشت زدہ کر رہی تھیں۔

کماح! اس نے کماح سے کہا جس کا بستر قریب ہی تھا کاش کہ میں مادر نیل کے کنارے پر واپس پہنچ جاتی اور "را" کی پہلی کرنوں کو ابوالہول کا ماتھا چومتے دیکھتی۔

اگر تم واپس نیل کے کنارے پہنچ گئیں تو یقین کرو بیٹی تانیس کے زنداں کے روشنداں میں سے "را" کی کرنیں دیکھو گی بوڑھے ابیبی کی آواز سنو گی کہ وہ تمہیں پیار کے نفرت انگیز القاب سے پکار رہا ہوگا شکر کرو بیٹی کہ تم اس وقت یہاں ہو کماح نے کہا۔

کماح! میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ میرے محبوب میرے منگیتر کی جان خطرے میں ہے اور وہ مجھے مدد کے لئے پکار رہا ہے۔

ہاں بیٹی وہ تمہیں پکار رہا ہوگا اور بے شک اس کی جان خطرے میں بھی ہوگی اس طرح ایک یا دوسری طرح ہم سب کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا مقدس کاہن راہو نے نہیں کہا کہ خیان کو بھی نقصان نہ پہنچے گا؟ سنو میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا ہے راہو نور کا لباس پہنے میرے قریب کھڑے ہیں۔

نفرا سے کہو انہوں نے کہا اطمینان رکھے اور پریشان نہ ہو بے شک خطرات بہت ہیں لیکن وہ یوں ہٹ جائیں گے جس طرح ہوا طوفانی بادلوں کو اڑا لے جاتی ہے اور پھر اس

کے لئے مطلع صاف ہوگا۔ جس میں دو ستارے خوشی سے جگمگا رہے ہوں گے۔

بڑے دل خوش کن الفاظ ہیں یہ کماح جو اس شاندار مقام پر میرے دل کو تسلی دے رہیں ہیں لیکن لو وہ بڑے آنکھوں والی موٹی عورتیں شاید تحائف لے کر آرہی ہیں نہیں وہ مجھے نہ چھوئیں تم کپڑے پہناؤ گی سنا تم نے۔

ہر قدم پر سجدے کرتی ہوئی کنیزیں آئیں اور انہوں نے بہت سے تحائف سن سرخ کی میز پر رکھ دیئے حیرت انگیز اور فوق البھڑک لباس شاہی چغے' گلو بند' جراؤ' ٹیکے اور سونے کا تاج جس میں موتی جڑے ہوئے تھے۔

یہ تحائف ہیں شاہ بابل کے ویتاح کی طرف سے ان کی نواسی بابلی کی شہزادی اور مصر کی ملکہ کے لئے کنیزوں کی سردارن نے کورنش بجا لا کر مصری زبان میں کہا اے شہزادی بابل اور ملکہ مصر براہ کرم انہیں زیب تن کر لیجئے کہ شاہ شاہان ویتاح حسن کی پوری طرح سے سجا ہوا ملاحظہ فرمائیں ہم آپ کی کنیزیں ہیں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔

تو پھر میرا سلام اور شکریہ میرے نانا شاہ تک پہنچا دو اور میری خدمت یہی ہے کہ دروازے کے باہر ٹھہرو نفرا نے جواب دیا اور اپنے چہرے پر چادر ڈال لی کہ ان کی صورت دیکھ نہ سکے۔

کنیزیں گڑگڑائیں روئیں اور آخرکار چلی گئیں تو نفرا اٹھی اور کماح کی مدد سے وہ جگ مگ کرتے کپڑے پہننے لگی جو ویتاح نے بھیجے تھے لیکن نہ تو وہ یہ لباس پہننا جانتی تھی اور کماح پہنانا جانتی تھی چنانچہ مجبوراً کنیزوں کی داروغہ کو طلب کرنا پڑا کہ وہ یہ عجیب و غریب لباس پہننے کی ترکیب بتائے۔

آخرکار اس نے یہ کپڑے پہنے جو بابل کے امرا کی خواتین اور شہزادیاں پہنا کرتیں تھیں۔ اب آئینہ لایا گیا نفرا نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا اور ایک دم سے آئینہ پلنگ پر پٹخ دیا اور چیخ کر بولی:

ارے یہ میں ہوں؟ نفرا جو مصر کی عورت ہے یا یہ مشرق کے سلطان کے حرم کی کوئی عورت ہے؟ یہ یہ بال دیکھو میرے جن میں موتی پروئے گئے ہیں اور یہ لعنتی لباس جسے پہن کر چل بھی نہیں سکتی اور یہ میرے چہرے اور بدن پر کیا چپڑا گیا ہے جس سے ایسی تیز خوشبو کی لپیٹیں آرہی ہیں کماح! اس مصیبت سے مجھے نجات دلاؤ اور مجھے میرا سفید چغہ

پہناؤ۔

چغہ تو سفر کی گرد سے گندہ ہوگیا ہے بالکل۔ کماح نے جواب دیا اور پھر اس لباس میں تم بہت اچھی لگتی ہو سنو بیٹی! روحانی طور پر تم حلقہ سحر کی معتقد اور پیرو سہی لیکن یہاں تم بابل کی شہزادی ہو تم پسند کروگی کہ شاہ بابل کو غصہ آجائے حالانکہ ابھی تمہیں ان کی مدد کی سخت ضرورت ہے؟ دیکھو وہ لوگ ہمیں کھانے پر بلا رہے ہیں آؤ۔

لیکن یہ عظیم بادشاہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ کوئی چیز جیسا کہ ہم نے سنا ہے لیکن کوئی بھی حتیٰ کہ خود دیوتا بھی نہیں بتاتے کہ کیا؟ حالانکہ میں سمجھتی ہوں کہ تاؤ جانتے ہیں۔

پھر ایک ٹھنڈا سانس لے کر نفرا کھانے پر بیٹھ گئی لیکن اس کے سوال کا جواب کماح نے نہ دیا یا تو اس لئے کہ وہ جواب دے نہ سکی تھی یا کوئی اور وجہ تھی اس کے خاموش رہنے کی۔

اور پھر محل کا خواجہ سرا آیا موٹا اور خشونت سے پر۔ خوشامدی حاجب اور کنیزیں آئیں افسر اور محافظ کے دستے کے سپاہی بھی آئے اور ان سب نے ایک خاص ترتیب سے نفرا اور کماح کو اپنے درمیان لے لیا۔ اب عورتیں اور خواجہ سرا ان دونوں پر پنکھا جھلنے لگی۔ اور دوسری کنیزوں نے ساز چھیڑ دیئے اور پھر افسر نے کوئی حکم دیا اور وہ سب چل پڑے اور ہرچند کہ وہ محل کی چار دیواری سے باہر نہ نکلے تاہم بہت دیر تک چلتے رہے وسیع و عریض گزر گاہوں غلام گردشوں کو عبور کر کے وہ پتھر کے بنے ہوئے بلند زینے کے قدموں میں پہنچ گئے زینہ چڑھ کر وہ اس جناتی دروازے میں سے گزرے جس کے دونوں طرف پتھر کے بنے ہوئے اور انسانی سروں اور پروں والے سانڈ کھڑے ہوئے تھے۔

یہ کمرہ بے چھت کا تھا لیکن اس کے انتہائی سرے پر اس کے لمبائی کے تہائی حصے پر شامیانہ پڑا ہوا تھا یعنی ایک سے دوسرے سرے تک یہ کہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اتنے آدمیوں سے کہ نفرا نے پہلے کبھی اتنے بہت سے آدمی نہ دیکھے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں تھے اور ان سب کی نگاہیں نفرا پر جمی ہوئی تھیں اور جب وہ ان کے سامنے سے گزری تو وہ احتراماً جھکتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ کمرے کے اس حصے تک پہنچ گئے جہاں شامیانہ تھا۔

بے چھت کے حصہ کے مقابلہ میں یہاں اتنا اندھیرا تھا کہ ابتدا میں نفرا کو کچھ دکھائی ہی نہ دیا لیکن جلد ہی اس کی آنکھیں اس اندھیرے کی عادی ہوگئیں اور اس نے دیکھا کہ

اس کے سامنے شاہ بابل کا خیرہ کن دربار لگا ہوا تھا۔ درباریوں میں امرا اور خواتین ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور مسلح سپاہیوں کے پرے مستعد کھڑے ہوئے تھے چوکور داڑھیوں والے مشیر اور افسر بھی موجود تھے اور سر منڈے مذہبی پیشوا تھے محل کے محافظ عصا لئے کھڑے تھے اور سفید فام سیاہ فام غلاموں کی صفیں کی صفیں تھیں اور پتہ نہیں کون کون تھا اور اس ساری چمک دمک اور شان و شوکت کے درمیان سونے کے تخت پر جس میں ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے سفید داڑھی اور خشک چہرے والا ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر عجیب سی ٹوپی تھی نفرا نے سمجھ لیا کہ بوڑھا اس کا نانا عظیم بادشاہ شاہ شاہان شاہ بابل ویتناح تھا۔

نفرا اور اس کے ساتھیوں نے شامیانے کے سائے میں قدم رکھا تو بگل بجا اور سارے درباریوں اور وہ جو نفرا کے ساتھ آئے تھے ایک دم سے ویتناح کے سامنے سجدے میں گر گئے حتیٰ کہ کماح نے بھی گھٹنوں کے بل جھک کر اپنا ماتھا فرش پر ٹیک دیا صرف نفرا کھڑی رہ گئی جیسے مردوں کے درمیان وہ تنہا وہی زندہ کھڑی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں دبی ہوئی کسی پراسرار روح نے اسے سجدہ کرنے کو منع کردیا ہو بہرحال وہ اسی طرح کھڑی رہی اور تخت پر بیٹھے ہوئے دبلے پتلے مرجھائے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھتی رہی اور وہ بھی اس کی طرف دیکھتا رہا۔

ایک بار پھر بگل بجا سب لوگ سجدے میں سے اٹھی اور ایک بار پھر نفرا کے ساتھی اسے اپنے درمیان لے کر آگے بڑھے وہ تخت کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گئے تخت کے دائیں بائیں فوق البھڑک لباس میں ملبوس بہت سے مرد کھڑے تھے یہ لوگ جیسا کہ نفرا کو بعد میں معلوم ہوا کہ شہزادے اور نائب دارالسلطنت تھے۔

چند ثانیوں تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر بادشاہ نے صاف مگر باریک آواز میں بولنا شروع کیا ایک مترجم بادشاہ کی بات کا مصری زبان میں لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا جارہا تھا۔

ہم شاہ شاہان اپنے سامنے اپنی بیٹی ریما کی دختر نفرا کو دیکھ رہے ہیں؟ ویتناح نے نفرا کو عقاب کی سی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی ہاں نفرا ہی میرا نام ہے اے شاہ بابل اور اے میرے نانا حضور نفرا نے جواب دیا۔

تو پھر اے ہماری نواسی تم نے ہمیں سجدہ کیوں نہ کیا؟ جس طرح کہ سب نے کیا اور

ایسا نہ کرنے میں ان لوگوں نے کوئی شرم محسوس نہ کی۔

ایک بار پھر کسی پراسرار روح نے جو اس کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی جیسے اسے بتایا کہ اسے کیا جواب دینا ہے۔ اور جب پورا دربار خاموش اور ہمہ تن گوش تھا۔ نفرا نے جواب دیا وہ بولی۔

اس لئے اے نانا حضور کہ اگر آپ بابل کے بادشاہ ہیں تو میں مصر کی ملکہ ہوں اور ایک حکمراں دوسرے حکمراں کے قدم نہیں چومتا۔

خوب کہا ویتتاح نے کہا لیکن اے ہماری نواسی تم بے تاج و تخت کی ملکہ ہو۔

یہ آپ نے غلط نہیں کہا اور اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے مدد اعانت طلب کروں۔ غاصب ابیبی نے مجھے میرے تخت و تاج سے محروم کردیا ہے جس طرح کہ اس کے اجداد نے میرے اجداد کے ساتھ کیا تھا اور وہ مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ کہ اس طرح پورے مصر کو اپنی اور اپنی اولاد کی زیر حکمرانی لے لے میں اس کے شکنجے سے فرار ہو کر یہاں پہنچی ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور اب میں آپ کے سامنے کھڑی ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اے شاہ شاہان میری مدد کیجئے کہ میں آپ کی بیٹی کی بیٹی ہوں اور آپ ہی کا خون ہوں۔

ایک بار پھر ہم کہتے ہیں خوب کہا۔ بوڑھے بادشاہ نے جواب دیا لیکن دختر مصر! تم نے جو کچھ طلب کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے ابیبی کو ہم جانتے ہیں اور اس سے نفرت کرتے ہیں اور برسوں سے ہم اس سے سرحدی لڑائیاں کر رہے ہیں لیکن خود اس کے ملک میں جنگ کرنے اور تمہارا تاج و تخت واپس دلانے کے لئے زبردست فوج کے ساتھ بے آب و گیاہ صحرا عبور کرنا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل اور بہت زیادہ خطرناک ضرور ہے جس کا نتیجہ بابل کے حق میں ازحد برا ثابت ہوسکتا ہے خاتون مصر! اس کے عوض تم کیا دو گی؟

کچھ نہیں سوائے محبت اور خدمت کے۔

تو پھر معاملہ کچھ یوں ہے کہ تم بہت کچھ طلب کر رہی ہو اور اس کے عوض تمہارے پاس دینے کو کچھ نہیں ہی چنانچہ اس سلسلے میں ہم غور اور مشورہ کریں گے کہ یہ ضروری ہے چنانچہ اب میں اپنے پوتے مربول کو جو میرے بعد بابل کا بادشاہ بننے والا ہے حکم دیتا ہوں کہ وہ اس خاتون مصر کو یہاں لے آئے اور ہمارے تخت کے قریب بٹھا دے جہاں

بطور ملکہ کے اس کے بیٹھنے کا حق ہے۔

شہزادوں کی قطار میں سے ایک ادھیڑ عمر کا بلند قامت شہزادہ نکل کر آگے بڑھا جس نے فوق البھڑک لباس اور سر پر تاج پہن رکھا تھا۔ دہرے بدن کا مضبوط آدمی جس کی آنکھیں کالی تھیں اور ان میں عجیب طرح کی چمک تھی وہ نفرا کے سامنے پہنچ کر کمر سے جھک گیا اور اپنی عقابی آنکھوں سے اس کے حسن کا جائزہ لیا کچھ ایسی نظر سے کہ نفرا کو بہت برا معلوم ہوا۔

سلام اے حسین نفرا! شکر ہے دیوتاؤں کا کہ اس نے مجھے ایسی حسینہ کے دیدار کے لئے زندہ رکھا اس نے بھاری اور مرعوب کن آواز میں کہا۔

اور پھر اس نے نفرا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس چبوترے کی سیڑھیاں چڑھا کر اس کرسی کے قریب لے آیا جو تخت کے دائیں طرف خاص نفرا کے لئے رکھی گئی تھی اس نے نفرا کو کرسی پر بٹھا دیا اور پھر اس کے اور بادشاہ کے سامنے جھک کر شہزادوں میں جا کر بیٹھ گیا۔

آخر کار باشاہ نے کہا:

بیٹی تم کہتی ہو کہ تمہارے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ تم بہت کچھ دے سکتی ہو بہت کچھ ہے تمہاے پاس تم اپنے آپ کو دے سکتی ہو کیونکہ ہم نے سنا ہے تم اب تک کنواری ہو اگر ملکہ مصر اس نے اب یوں کہنا شروع کیا نفرا نے سمجھ لیا کہ یہ تقریر پہلے سے تیار کی گئی تھی۔

حمارے جاں نشین اور ولی عہد کو اپنا سر تاج بنا لے تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اس طرح بابل اور مصر ایک جھنڈے تلے آجائیں گے اور اس کے بعد شاید بابل اپنی فوجیں روانہ کر سکے گا۔ اپیپی کو شکست دے اور ملکہ مصر کے تخت پر بٹھا دے کیا کہتی ہے ہماری بیٹی اس معاملے میں؟

نفرا نے سنا اور بات اس کی سمجھ میں آئی تو نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ لمحے بھر کے لئے وہ سناٹے میں آگئی اور دل ہی دل میں دعا مانگتی رہی کہ آسمانی روح اس کی راہبری کرے جیسا کہ اس طرح دعا مانگتے اور مدد طلب کرتے اسے راہو نے سکھایا تھا اور فوراً ہی وہ غیبی مدد آگئی اس کی راہبری کی گئی کیونکہ اس نے فوراً

جواب دیا۔

ایسا نہیں ہو سکتا شاہ شاہان کیونکہ اس طرح بابل کا جوا مصر کی گردن میں ہوگا اور جب میری تاج پوشی کی گئی تھی تو میں نے قسم کھائی تھی کہ مصر کو آزاد رکھوں گی۔

بیٹی اس کا بھی راستہ ہے اور ایسا کہ دونوں ممالک اپنی اپنی جگہ خوش اور مطمئن رہیں گے اس کے متعلق ہم بعد میں بات کرتے ہیں اس کے علاوہ تمہارے انکار کی کوئی اور وجہ ہے؟ دیکھو جس کے لئے تمہارا ہاتھ طلب کیا جارہا ہے وہ نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی حکومت کا ولی عہد ہے بلکہ جیسا کہ تم نے خود دیکھ لیا وہ جواں مرد ہے جوان ہے سپاہی ہے اور ہوشیار عقلمند اور رحم دل ہے۔

ایک وجہ اور بھی ہے۔

کیا؟

میری نسبت ہو چکی ہے۔

کس سے؟

شہزادے خیان سے۔

شہزادے خیان! وہ تو ابھی کا ولی عہد سلطنت ہے اور تم کہتی ہو کہ ابھی تم سے شادی کرنا چاہتا ہے؟

جی ہاں اور اسی لئے خیان اور ابھی ایک دوسرے کو نہیں چاہتے۔

لیکن اور یہاں نفرا نے نگاہیں جھکالیں۔ خیان مجھے چاہتا ہے اور میں بھی اسے چاہتی ہوں۔

دربار بھڑوں کے چھتے کی طرح بھنبھنا اٹھے بوڑھا ویتناح مسکرایا کئی درباری بھی مسکرائے صرف مربول نہ مسکرایا۔ بلکہ وہ غصے میں معلوم ہونے لگا۔

اچھا تو ایسی بات ہے ویتناح نے کہا تو اب شہزادے خیان کہاں ہے؟ کیا تم اسے اپنے ساتھ یہاں لائی ہو؟

جی نہیں جب میں آخری خبر اس کے متعلق سنی تھی تو وہ تانیس کے دربار میں اور کہتے ہیں وہاں کے زنداں میں تھا۔

اور وہ یقیناً وہیں رہے گا بشرطیکہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ

تم نے سچ کہا ہے۔

نفرا مایوس ہو گئی اسے یقین ہو گیا کہ شاہ بابل اس کی مدد کرنے سے انکار کر دے گا عین اسی وقت رنجیدہ مگر شیریں گانے کی آواز ابھری وہ گیت تھا وہ حلقہ سحر کے برادر جلوس جنازہ میں گاتے تھے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی تھی نفرا نے ادھر ادھر دیکھا اور نظر آیا کہ تاؤ ان کے سارے برادروں کے ساتھ جو نفرا کے ساتھ مصر سے آئے تھے۔ آرہا تھا ان سب نے سادہ اور سفید لباس پہن رکھا تھا اور وہ دائیں طرف کے دروازے سے کمرے میں داخل ہو رہے تھے ان کے درمیان آٹھ برادر تھے جنھوں نے جنازہ اٹھا رکھا تھا اور اس جنازے میں ایک تابوت رکھا ہوا تھا نفرا نے اس تابوت کو فوراً پہچان لیا اس میں اس کی ماں ملکہ ریما کی حنوط شدہ لاش تھی۔ تابوت تخت کے سامنے رکھ دیا گیا اور فوراً اس کا ڈھکن جو پہلے ہی سے کھول کر تیار رکھا گیا تھا اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا گیا اندر دوسرا تابوت تھا یہ تابوت بھی حلقہ کے کاہنوں نے کھولا اور پھر بڑے احترام سے انہوں نے اس تابوت میں سے ملکہ ریما کی ممی نکالی اور اسے بادشاہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور اسے تھامے رکھا یہ منظر دیکھ کر سارے درباری سمٹ گئے کیونکہ بابل کے لوگ مردوں کو دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔

کس کی لاش ہے یہ اور اسے ہمارے سامنے کیوں لایا گیا ہے؟ بادشاہ نے نیچی آواز میں پوچھا۔

بلاشبہ اسے حضور نے پہچان لیا ہو گا تاؤ نے جواب دیا کیونکہ یہ آپ ہی کا خون ہے اور آپ ہی کا گوشت و پوست تھا۔ آپ کے سامنے کفن کی ان کی سفید پٹیوں میں کسی اور کی نہیں بلکہ آپ ہی کی بیٹی بابلی کی شہزادی اور مصر کی ملکہ ریما کی لاش ہے جی ہاں یہ شہزادی ریما ہے جو اس طرح اپنے گھر آئی ہے۔

اور یہ اس کے گلے میں کیا ہے؟

یہ وہ خط ہے جو آپ کی بیٹی نے آپ کو اس وقت لکھا تھا جب وہ زندوں کی صحبت میں تھی۔

یہ خط پڑھ کر سناؤ ہمیں۔

چنانچہ تاؤ نے خط کے پلندے پر لپٹے ہوئے بندھن کو کاٹ کا پلندہ کھولا تو اس میں سے

ایک انگوٹھی نکل کر فرش پر گری تاؤ نے انگوٹھی اٹھا کر بادشاہ کو دی موخرالذکر نے انگوٹھی دیکھی تو اس کے منہ سے آہ نکل گئی کیونکہ اسے اچھی طرح سے یاد تھا کہ جب اس کی بیٹی بیاہ کر مصر کے لئے روانہ ہوئی تھی اس نے ویتاح نے یہ انگوٹھی ریما کی انگلی میں پہنائی تھی اور قسم کھائی تھی کہ وہ اس کی انگوٹھی کی مہر لگا کر اس سے جو بھی طلب کرے گی وہ اسے دے گا اور انکار نہ کرے گا۔

خط یوں تھا:

ریما کی طرف سے جو بابل کی شہزادی تھی جو خعنرا کی بیوی اور مصر کی ملکہ تھی اپنے والد شاہ بابل ویتاح کی خدمت میں یا اس کی خدمت میں جو ان کی جگہ اسی وقت تخت نشین ہو۔

جان لو اے بادشاہ کہ میں تمہاری دہائی دیتی ہوں تمام دیوتاؤں کے نام پر کہ تم اس ذلت کا انتقام لو جو مجھ پر نازل کی گئی ہے اور میرے سرتاج فرعون خعنرا کے قتل کا انتقام لو میں تم سے داخوست کرتی ہوں کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ مصر پر چڑھائی کرو اور چرواہے کتے سے میرے شوہر کی موت کا انتقام لو اور میری بیٹی نفرا کو اس کا ورثہ دلا کر اسے مصر کے تخت پر بٹھا دو چرواہے کتے کا اگر بس چلتا تو اس نے مجھے اور میری بیٹی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا اے میرے والد ویتاح یا اے میرے وہ عزیز جو میرے والد کی جگہ تخت پر بیٹھے ہوئے ہو جان لو کہ اگر تم نے میری یہ درخواست منظور نہ کی تو میں مصر کے اور بابل کے دیوتاؤں کو پکارتی ہوں اور بددعا دیتی ہوں کہ وہ تم پر اور تمہارے ملک پر اپنا غضب نازل کریں اور میں ریما اس وقت تک تمہیں آسیب بن کر پریشان کرتی رہوں گی جب تک کہ تمہارا آخری وقت نہیں آجاتا۔ اور اس کے بعد جب ہماری ملاقات دوسری دنیا میں ہوگی تو وہاں میں تم سے جواب طلب کروں گی۔

یہ مہر میں نے ریما نے خود اپنے ہاتھ سے بستر مرگ پر لگائی ہے۔

ایسا معلوم ہوا کہ یہ الفاظ وہ لاش کہہ رہی ہو جس کو تخت کے سامنے کھڑا کیا تھا اور یہ الفاظ ایسے سنجیدہ اور گمبھیر تھے کہ سننے والوں کے دل میں اتر گئے دربار کے کمرے میں موت کی سی خاموشی طاری ہوگئی۔ چند ثانیوں بعد ویتاح نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کا جھریوں پڑا چہرہ سفید ہو رہا تھا اور اس کے ہونٹ کانپ رہے

تھے۔

لرزہ خیز الفاظ وہ بولا اور اگر ہم ان کی طرف سے اپنے کان بند کر لیں تو بے حد خوفناک بد دعا دی گئی ہے ہم کو جس نے یہ الفاظ کہے ہیں اور جس کی لاش اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے میری بیٹی ہے جس کو میں نے فرعون خضرا کی زوجیت میں دیا تھا اور یہ انگوٹھی جس سے اس نے خط پر مہر لگائی ہے میں نے ہی اسے ایک وعدے کے ساتھ دی تھی تو کیا میں اپنی بیٹی کی آخری التجا رد کر سکتا ہوں؟ اس بیٹی کی جس پر لعنتی ایبی نے ظلم کیا ہے اور جو دوسروں کو دنیا میں اپنی روح کے ساتھ اور جس کا بے روح جسم میری سامنے جواب کا منتظر کھڑا ہے؟

ویتناح خاموش ہو گیا اور درباریوں نے ایک زبان ہو کر کہا:

"نہیں۔ آپ التجا رد نہیں کر سکتے۔"

"بے شک نہیں کر سکتا چاہے اس کی کتنی ہی بھاری قیمت ہمیں کیوں نہ ادا کرنی پڑے اور اس لئے بھی رد نہیں کر سکتا کہ بہت جلد میں ریما کے پاس پہنچ جاؤں گا اور وہ وہاں میرا دامن پکڑے گی سنو اے کاہنو! اے پجاریو! اے مشیرو! اے درباریو! اے افسرو! اور اے لوگو! سنو میں شاہ شاہان شاہ بابل ویتناح ایبی کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور یہ جنگ اس وقت تک نہ ختم ہو گی جب تک کہ اس کا فیصلہ ہمارے یا چرواہے کے حق میں نہیں ہو جاتا۔ یہ ہمارا فرمان ہے جو بدلا نہیں جا سکتا۔ ہمارا یہ فرمان بابل میں اور اس کے ایک ایک صوبے میں پہنچا دیا جائے۔

ایک بار پھر دربار رضا مندی کی آوازوں سے بھنبھنا اٹھا اور اب بادشاہ نفرا کی طرف گھوم گیا اور کہا:

اے میری بیٹی اور اے خوبصورت ملکہ! تمہاری اور تمہاری ماں کی جس نے تمہیں جنم دیا ہے درخواست ہم نے قبول کی چنانچہ جب تک جنگ کی تیاریاں مکمل نہیں ہو جاتیں تب تک عزت اور سکون سے یہاں رہو اور پھر لشکر لے جاؤ اور فتح کرو۔

نفرا اٹھی بادشاہ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکی اور اس کا ہاتھ اٹھا کر چوم لیا اور منہ سے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ شدت جذبات سے کوئی الفاظ اس کے منہ سے نہ نکل رہے تھے۔

ویتناح نے جھک کر نفرا کو اٹھایا اپنے عصا سے اس کے شانوں کو چھوا اور اس کے ہاتھ پر

بوسہ دیا۔

بیٹی! میں اپنے فرمان کے سلسلے میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں وہ بولا تمہاری مدد کے عوض ہم نے یہ کہا تھا کہ تم ہمارے بیٹے سے مہر لعل سے شادی کرو گی لیکن اب ہم اپنے الفاظ واپس لیتے ہیں کیونکہ ہمارا دل ایسا ہی کرنے کو کہہ رہا ہے۔ غالباً اس لئے کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اس سے ہم متاثر ہوئے ہیں یا شاید اس کی کوئی اور وجہ ہے تم نے کہا ہے کہ تم شہزادے خیان کی منگیتر ہو ہمیں اعتراف ہے کہ ہم نے شہزادے کے متعلق بھلا ہی سنا ہے حالانکہ باپ کی طرف سے اس کی نسل میں ٹیڑھ ہے۔ بہرحال شہزادہ خیان بہت اچھا اور شریف جوان ہے ہو سکتا ہے کہ یہ شہزادہ اپیپی کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہو یا قتل ہو جائے اگر ایسا ہوا تو پھر شاید تم مہر لعل کی ملکہ بننا پسند کرو کیونکہ یہ ہماری آرزو ہے۔ لیکن اگر خیان زندہ ہے اور تم اسے پانے کے لئے اگر زندہ رہیں تو بے شک اس سے شادی کر لینا اور یقین کرو کہ ہماری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں مہر لعل! غصہ نہ کرو کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ آخر میں کیا ہوتا ہے اور دیوتاؤں کی مرضی کیا ہے۔ مہر لعل! تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہو رہی چنانچہ جان لو کہ دیوتا آدمی کو سب کچھ نہیں دے دیتے اور تمہیں بہت کچھ دے چکے ہیں۔ اگر یہ ملکہ تمہارے ہاتھ نہ آئے تو غم نہ کرنا کیونکہ بابل کا ولی عہد اپنے لئے دوسری ملکہ تلاش کر سکتا ہے ہم چاہتے ہیں مہر لعل کہ جب ہمارا لشکر روم کی طرف کوچ کرے تو تم اس میں نہ جاؤ گے بلکہ ہمارے پاس رہو گے مبادا کوئی دیوتائے شر تمہیں اکسائے اور تم راستے میں کوئی شرارت کر گزرو۔

مہر لعل نے یہ کلمہ اور وہ جانتا تھا کہ بابل کے قدیم قانون کے مطابق اسے بدلنا اور اس سے سرتابی کرنا ممکن نہیں چنانچہ وہ اٹھا اور پہلے اپنے باپ اور پھر نفرا کے سامنے جھک گیا اور پھر اپنے ساتھی افسروں کے ساتھ دربار سے نکل گیا اور پھر نفرا نے کوئی برسوں تک اسے دوبارہ نہ دیکھا کیونکہ دربار سے نکلتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے صوبے کی طرف جو بہت دور تھا اور جہاں کا وہ لگ رہا تھا چلا گیا اور اس وقت تک نہ لوٹا جب تک سارے معاملات انجام نہ پا گئے۔

مہر لعل کے چلے جانے کے بعد ویتناح نے تاؤ کو غور سے دیکھا اور پوچھا کاہن تم کون ہو؟

میرا نام تاؤ اور حلقہ سحر کا کاہن اعظم ہوں۔

ہاں ہم نے اس حلقے نام سنا ہے اور ہمارے خیال میں اس کے پیرو نہ صرف بابل بلکہ ہمارے دربار میں بھی موجود ہیں ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ ان لوگوں نے ہماری بیٹی اور ہماری نواسی کی پرورش کی ہے جس کے لئے ہم تم سب کے مشکور ہیں۔ لیک یہ بتاؤ کاہن تاؤ کہ تمہارا دوسرا نام بھی ہے؟

جی ہاں کبھی میرا ایوشو تھا۔ ایوشو شاہ بابل کا سب سے بڑا بیٹا اور بابل کے تاج و تخت کا قانوناً اور وراثت کا جائز وارث برسوں پہلے میں بادشاہ بابل سے جھگڑ کر جلا وطن ہوگیا تھا۔

تو ہمارا اندازہ غلط نہ تھا تو اے شہزادے ایوشو اب تم اپنے وطن اس لئے آئے ہو کہ اپنا جائز حق طلب کرو؟

نہیں شاہ شاہان آپ کے وفد کے اراکین نے آپ کو بتادیا ہوگا کہ مجھے کچھ نہیں چاہئے میں کچھ طلب نہیں کررہا۔ اگر طلب کرتا ہوں تو صرف آپ سے معافی طلب کررہا ہوں میں حلقہ سحر کا ایک ادنی رکن ہوں چنانچہ دنیا اور اس کے لوازمات اور عیش و آرام کے لئے مرچکا ہوں۔

اور اب ویتناح نے معاف کردینے اور صلح ہوجانے کے ثبوت کے طور پر اپنا عصا تاؤ کی طرف بڑھادیا اور بابلیوں کی رسم کے طور پر تاؤ نے عصا چوم لیا۔

میں تمہارے مذہب کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں جو آدمی کے دل سے دنیا طلبی کا جذبہ اکھاڑ پھینکتا ہو۔ جاؤ ہمارے ذاتی کمرے میں ہمارا انتظار کرو کاہن وہاں پر اطمینان سے گفتگو کریں گے۔

اور اب ویتناح نے بابل کے بڑے پجاری کو مخاطب کیا۔

پجاری! ہماری بیٹی کے جسد خاکی کو لے جاکر نئے تابوت میں رکھو اور شاہی قبرستان میں لے جاؤ ہم اپنی بیٹی کو شاہی رسم کے مطابق دفن کریں گے۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور جب تابوت لے جایا جارہا تھا تو ویتناح اٹھا اور ویتناح نے اپنا سر جھکا دیا۔ درباریوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ تابوت لے جایا گیا تو ویتناح نے اپنا عصا اوپر اٹھایا۔ فوراً ہی بگل چیخ اٹھا یہ اعلان تھا اس بات کا دربار ختم ہوا اب بادشاہ تخت پر اترا اور نفرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے چلا اور تاؤ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

چار بھائی

شیخ الاہرام نے بڑی احتیاط سے جھومتا پتھر کھولا اور باہر نکل آیا۔ خیان اور تیمور اس کے پیچھے تھے۔ تینوں نے اپنے آپ کو سیاہ لبادوں میں لپیٹ رکھا تھا۔ انہوں نے پتھر بند کیا اور منتظر و چوکنے کھڑے رہے۔ الاؤ کے قریب صرف ایک سنتری بیٹھا ہوا تھا اور سارے سپاہی جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا اس سے خوفزدہ ہو کر جھونپڑیوں میں چلے گئے تھے جب تک یہ سنتری موجود تھا وہ تینوں نیچے اترنے کی جرات نہ کرسکتے تھے مبادا وہ انہیں دیکھ یا سن لے اور سپاہیوں کو خبردار کردے چنانچہ وہ اہرام کی ڈھلان پر اور پتھروں کے درمیان دبکے رہے اور لمبے لمبے سانس لے کر تازہ دم ہوا کو اپنے پھیپڑوں میں پہنچاتے اور تاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور خیان سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔" شیخ نے کہا۔ "میں ابھی آتا ہوں۔"

اور وہ ایک طرف رینگ کر اندھیرے میں غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے ایسی بھیانک آواز سنی جیسے کوئی جن یا بھوت رو رہا ہو آواز کہیں اوپر سے آرہی تھی۔ آواز اتنی بھیانک تھی کہ اس جگہ کی ویرانی خاموشی اور رات کی تاریکی میں سننے والے کا خون منجمد کرسکتی تھی۔ سنتری نے یہ آواز اپنے پیچھے مقبروں سے گونجتے سنی۔ وہ اٹھا چند ثانیوں تک کھڑا کانپتا رہا اور پھر بھاگ کر جھونپڑیوں میں گھس گیا۔

چند ثانیوں بعد شیخ واپس آیا۔

میرے ساتھ آؤ اس نے سرگوشی میں کہا خبردار کوئی آواز نہ ہو جلدی کرو وہ لوگ اہرام پر سے اترنے لگے تیمور بلندیوں پر چڑھنے اور اترنے کے عادی نہ تھا چنانچہ اس دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال وہ صحیح سلامت نیچے پہنچ گئے۔ شیخ دائیں طرف گھوم کر اہرام کے سائے میں بھاگ پڑا۔ اب وہ کھلے میدان میں تھے اور چند مقبروں کی طرف بھاگے جارہے تھے ابھی وہ مقبروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک سنتری نے انہیں خبردار کردیا کہ انہیں دیکھ لیا گیا ہے کسی نے انہیں دیکھ لیا تھا یہ وہ نہ جانتے تھے وہ دونوں شیخ کے پیچھے بھاگتے رہے اور ایک ٹوٹے ہوئے اہرام کے پیچھے پہنچ گئے جہاں چار عرب چھپے

گھوڑے لئے کھڑے تھے ان لوگوں نے خیان کو ایک گھوڑے پر بٹھایا بٹھا کیا دیا پٹخ دیا۔ اس نے گھوڑے پر سنبھل کر بیٹھنے کے بعد پیچھے دیکھا تیمور دوسرے گھوڑے پر سوار تھا اور عرب بقیہ گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے گھوڑے جیسے کوئی غیبی اشارہ پا کر چل پڑے شیخ خیان کے گھوڑے کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔

شیخ! تم نہیں چل رہے؟ خیان نے پوچھا۔

میں یہیں رہوں گا کہ یہی میرا فرض ہے فکر مت کرو میری پناہ گاہیں بہت ہیں خاتون نفرا سے کہہ دینا کہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ تیز بھاگو کیونکہ تمہیں دیکھ لیا گیا ہے یہ لوگ راستے سے واقف ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں اور ان پر اعتبار کیا جا سکتا ہے شہزادے الوداع۔

اور شیخ نے خیان کے گھوڑے کی گردن چھوڑ دی اور اندھیرے سایوں میں غائب ہو گیا۔

وہ لوگ ریگستان میں تھے اور ان کے گھوڑے بگٹ بھاگے جا رہے تھے وہ رات بھر اسی تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ایک نخلستان میں پہنچ کر باگیں کھینچ لیں یہاں ایک کنواں بھی تھا اور پتھروں کے نیچے چھپا کر رکھا ہوا ان کا کھانا اور گھوڑوں کا چارہ بھی موجود تھا خیان دیوتاؤں کا شکر ادا کر کے گھوڑے پر سے اترا کیونکہ کئی ہفتے اہرام کی سرنگ میں گزارنے کے بعد وہ ایسے سفر اور تیز سواری کے قابل نہ رہا تھا اور تیمور کی حالت تو قابل رحم تھی کیونکہ وہ شہ سوار تھا بھی نہیں۔ انہوں نے تھوڑا سا کھانا کھایا جو زیادہ تر کھجوروں پر مشتمل تھا اور بہت زیادہ پانی پیا۔

میرے بھائی تیمور نے چوتھا پیالہ خالی کرتے ہوئے کہا ان نعمتوں کے لئے ہمیں آسمانوں اور اپنی محافظ روح کا شکریہ ادا کرنا چاہئے طلوع آفتاب کا منظر کس قدر حسین ہے۔ اور اس لعنتی اندھیری قبر کے مقابلے میں ہوا کس قدر فرحت اور حیات بخش ہے میں تو دعا کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں کبھی اہرام کو نہ دیکھوں۔ یہ میری دعاؤں کا اثر ہے کہ ہم اس لعنتی اہرام سے زندہ نکل آئے۔

یوں کہا تیمور نے بشاشت سے حالانکہ حالت اس کی یہ تھی رات بھر کے سفر سے اس کے اعضا اکڑ گئے تھے اور گھوڑے کی سواری کی وجہ سے اس کے کولہے ایسے ہو گئے تھے

کہ وہ بمشکل بیٹھ سکتا تھا اور خیان سوچ رہا تھا کہ تیمور دعاؤں سے زیادہ انہیں شیخ اور اس کی ہوشیاری اور اس کی بہادری کا مشکور ہونا چاہئے اور اس کا مشکور ہونا چاہئے جس نے ان کی مدد کے لئے ان عرب گھڑ سواروں کو بھیجا تھا۔ بشرطیکہ یہ عرب ہی ہوں جن کے متعلق وہ فی الحال یقین سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ تاہم اس نے کہا۔

تیمور آسمانی روح کرے کہ آئندہ بھی ہم محفوظ اور آزاد رہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہمیں دیکھ لیا گیا ہے اور اب اگر ہم دوسری دفعہ بھی بچ کر نکل گئے تو تعاقب کرنے والوں کی گردنیں اڑا دی جائیں گی چنانچہ یقین کرو کہ وہ لوگ ہمارا پیچھا نہ چھوڑیں گے اور دنیا کے آخری سرے تک ہمارا تعاقب کریں گے۔

بھروسا میرے بھائی بھروسا۔ اور بہتری کی امید تیمور نے اپنے درد کرتے ہوئے کولہے کو آرام دینے لئے پہلو بدلا۔

اور تب خیان نے اسے دیکھا جو ان عربوں کا سردار معلوم ہوتا تھا بلند قامت اور پر وقار وہ سب سے الگ اور دور اکیلا یوں کھڑا تھا جیسے خیان سے کچھ اکیلے میں کہنا چاہتا ہو۔

خیان اٹھ کر اس طرف چلا وہ اس کے قریب پہنچا تو عرب نے جھک کر اسے سلام کیا اور چند اشارے کئے جن سے خیان واقف تھا۔

میں سمجھ گیا کہ تم برادری میں سے ہو خیان نے کہا اب مجھے بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے ساتھیوں کے نام کیا ہیں اور یہ کہ ایسی نازک حالت میں کس نے تمہیں مدد کے لئے بھیجا ہے اور ہم کہاں جا رہے ہیں۔

آقا! ہم چار بھائی ہیں میں سب سے بڑا ہوں اور میرا نام آگ ہے جو سامنے کھڑا ہے اس کا نام گل ہے ہمارے قریب جو کھڑا ہے وہ ہوا ہے اور چوتھے کا نام آب ہے۔ ہمارے کوئی دوسرے نام نہیں ہیں اور اگر تھے تو ہم انہیں اس وقت سے بھول چکے ہیں جب سے حلقہ سحر کی برادری میں داخل ہوئے ہیں اور خصوصاً اس وقت تو ہمیں دوسرے نام یاد آتے ہی نہیں جب ہمیں کسی خاص کام پر بھیجا جاتا ہے۔

چنانچہ خیان نے سمجھ لیا کہ کسی خاص وجہ سے یا کسی کے حکم سے یہ لوگ اپنے آپ کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ جب کسی برادر کے سپرد کوئی خاص خفیہ مہم کی جاتی ہے تو وہ کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا۔

ٹھیک ہے اے آگ خیان نے کہا۔ اب میرے دوسرے سوال کا جواب دو۔

آقا ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عمدہ گھوڑے لے کر اور اس بھیس میں جس میں آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں اہرام کے قریب جائیں۔ اور سپاہیوں کے ہاتھ وہ چیزیں فروخت کریں جیسی کہ عرب عموماً فروخت کرتے ہیں ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ ہم اپنے آپ کو شیخ الاہرام پر ظاہر کردیں اور وقائع نگار راسہ کی مدد کریں اور غالبًا آپ ہی ہیں اور ان کے ساتھی بھی مدد کریں جو ایک کاہن ہے اور جس کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا ہے لیکن میں نے آپ کو اسے تیمور کے نام سے پکارتے سنا ہے بشرطیکہ وہ وہی ہو۔

اچھا پھر؟

پھر آقا ہمیں وقائع نگار راسہ کو بتانا ہے کہ ایک خاتون ہم نہیں جانتے اور جاننا چاہتے بھی نہیں کہ کون خاتون ہے وہ اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بخیر و خوبی مصر سے نکل گئی ہے اور وقائع نگار راسہ اور اس کے ساتھی کو اسی خاتون کے نقش قدم پر چلنا ہے اور اسی راستے جانا ہے جس راستے وہ گئی ہے آخر میں ہم سے قسم لی گئی ہے کہ ہم آپ دونوں کو بحفاظت بابل پہنچا دیں یا اس کی کوشش میں جانے دے دیں ایسا ہی ہم کرنا چاہتے ہیں یا تو آپ کو بحفاظت بابل پہنچا دیں گے یا مرجائیں گے اب آقا ہمیں روانہ ہوجانا چاہئے یہ گھوڑے صحرا کے اصلی اور برق رفتار گھوڑے ہیں لیکن ابھی ہمیں کافی طویل فاصلہ طے کرنا ہے اس کے بعد ہی ہمیں دوسرے تازہ دم گھوڑے ملیں گے اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ ہمارا تعاقب پھر یہ بات بھی ہے۔ اور یہاں آگ نے مشکوک نظروں سے تیمور کی طرف دیکھا یہ کاہن چار ٹانگوں سے زیادہ دو ٹانگوں پر سفر کا عادی ہے چنانچہ جب تک یہ گھڑ سواری کا عادی نہیں ہوجاتا ہمیں سفر احتیاط سے کرنا ہے مبادا یہ گر پڑے یا بے ہوش ہوجائے اور یہ بھی ہے کہ آپ دونوں بہت زیادہ کمزور ہو رہے ہیں شاید اس لئے کہ ایک عرصے تک آپ لوگ قید خانے میں رہے ہیں۔

سچ کہا ہے خیان نے جواب دیا۔

دن بھر وہ چلتے رہے سورج آگ برسانے لگا تو انہوں نے قیام کردیا حدت میں کمی ہوئی تو پھر آگے بڑھے رات کو چند چٹانوں میں قیام کردیا جہاں پہلے کی طرح انہیں اپنے لئے اشیائے خوردونوش اپنے گھوڑوں کے لئے چارہ رکھا ہوا مل گیا۔ اور پھر اس دن کے بعد

اور اس کے بعد کے دن وہ سوتے رہے اور ان کی رفتار بہت زیادہ تیز نہ تھی یہاں تک کہ تیمور جو گنوار اور بے وقوف نہ تھا گھڑ سواری کا عادی ہوگیا۔ اس کے علاوہ صحرا کی صاف اور تازہ ہوا نے ان کی وہ تکلیف دور کردی جو مقبرے میں بند رہنے کی وجہ سے ان پر حاوی ہوگئی تھی اور ایک بار پھر ان کی جسمانی قوت عود کر آئی۔

ایک رات انہوں نے ایک کنویں کے قریب ایک ٹیلے پر قیام کردیا یہاں کبھی کوئی گاؤں آباد رہا ہوگا چنانچہ یہاں درخت اور خاردار جھاڑیاں کثرت سے تھیں چنانچہ مسافر اور ان کے جانور ان جھاڑیوں میں چھپ گئے کہ کوئی ان کو دیکھ نہیں سکتا۔

جب سورج غروب ہوگیا تو وہ جس کا نام آگ تھا خیان کے پاس آیا اور اس درختوں اور جھاڑیوں میں سے جھانک کر مشرق کی طرف دیکھنے کی دعوت دی خیان نے دیکھا ان کے دائیں طرف اور کوئی ایک لیگ کے فاصلے پر ایک نگر یا شاید تالاب تھا جس کے قریب اینٹوں کا ایک قدیم قلعہ کھڑا تھا اور وہاں گھاٹ تھا جس کے ذریعہ پانی کی اس چادر کو عبور کیا جاسکتا تھا لیکن ان کے سامنے ایسا کوئی گھاٹ نہ تھا اور پانی گہرا اور پاٹ چوڑا معلوم ہوتا تھا اس چادر آب کے دوسری طرف ایک وسیع و عریض میدان تھا جو افق تک پھیلتا چلا گیا تھا اور وہاں پہنچ کر وہ چٹان ٹیلوں کے سلسلے پر ختم ہوگیا تھا۔

اچھا آقا اب سنو آگ نے کہا وہ چادر آب مصر کی حد ہے وہ میدان عربستان ہے اور ان پہاڑیوں میں بابلی کی پہلی سرحدی چوکی ہے جہاں شاہ بابلی کی فوج موجود ہے جہاں پہنچ کر ہم محفوظ ہوجائیں گے لیکن میں آپ سے کہتا ہوں آقا کہ ہمیں زبردست خطرہ لاحق ہے مجھے یقین ہے کہ اس پرانے قلعہ میں اپپی کے گھڑ سوار موجود ہیں کیونکہ میں ان کے پیروں کے نشان دیکھے ہیں اور میرے اندازے کے مطابق ان کی تعداد پچاس ہے۔ اور وہ ہمارا انتظار کررہے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ اگر ہم نے مصر کی سرحد عبور کی تو اس گھاٹ سے عبور کریں گے۔

”یہیں سے جانا کیا ضروری ہے؟“ خیان نے پوچھا اس پانی کے پار جانے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے؟

نہیں کیونکہ پانی بہت زیادہ گہرا ہے اور میلوں تک پھیلا ہوا ہے چنانچہ اگر ہم نے اس کا چکر کاٹا تو ہمیں اس علاقے سے گزرنا پڑے گا جس کی حفاظت فوجی دستے کررہے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ ہم پھنس گئے ہیں اس صورت میں ہمیں واپس روم کی طرف فرار ہونا ہے۔

وہاں تو ہم بلا شبہ پھنس جائیں گے کیونکہ اے آقا وہاں کا بچہ بچہ ہمیں تلاش کر رہا ہو گا۔

تو اب کیا کیا جائے؟ خیان نے پوچھا۔ یہ بتادوں کہ مجھے مرنا تو پسند ہے لیکن ابھی کی صورت دیکھنا پسند نہیں۔

یہ تو خیر میں نے بھی سمجھ لیا تھا سنو آقا ابھی ہم نے بازی ہاری نہیں ہے۔ ہمارے یہ برق رفتار خالص عربی گھوڑے ہیں چنانچہ یہ اپنے وطن اور وہاں بھٹکتی ہوئی گھوڑیوں کی بو پا رہے ہیں چنانچہ ان کی رفتار تک عام گھوڑے نہیں پہنچ سکتے۔ سامنے یہ جو پانی کی چادر سی بچھی دکھائی دیتی ہے اس کی نگہبانی نہیں ہوتی کیونکہ پانی بہت گہرا اور تیز رفتار ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ گھوڑے اس میں اترنے سے خوف نہیں کھائیں گے اور ایک دفعہ ہم دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں تو اس سے پہلے کہ دشمن ہمیں دیکھ لے ہم بہت دور پہنچ چکے ہوں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ پہاڑیوں کا درہ بھی عبور کر چکے ہوں۔ آقا یہ درہ بہت تنگ ہے یہاں بیٹھا ہوا ایک آدمی تقریباً پورے دستے کو روک سکتا ہے چنانچہ ہم سے چند تو بہرحال دوسری طرف پہاڑیوں کے بطن میں پہنچ کر بابل کے رضاکاروں کے درمیان پناہ لے سکتے ہیں۔

آخری الفاظ اس نے بڑے معنی خیز انداز میں کہے۔

اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں خیان کو وہ تدبیر بتائی جس پر اس کا اور اس کے بھائیوں کا اتفاق ہوا تھا اس نے خیان کو اور تیمور کو جو اب ان کے قریب آ کھڑا ہوا تھا بتایا کہ انہیں کس طرح صبح ہونے سے پہلے پانی تک پہنچ جانا اور سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی گھوڑوں کو اس میں ڈال دینا اور جہاں پانی گہرا ہو جائے تو گھوڑوں کی پیٹھ پر سے اتر کر لیکن ان کی گردنیں پکڑ کر تیرنا ہے۔

اس پر تیمور نے اعلان کیا کہ وہ تیرنا نہیں جانتا اس پر آگ نے اس سے کہا کہ وہ اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹا رہے ورنہ ڈوب جائے گا آگ نے مزید کہا کہ جو صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں وہ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو کر پہاڑیوں کی طرف جیسی کہ

پہچان اس نے بتائی روانہ ہو جائیں کہ درہ وہیں تھا۔

اور جو انہیں دوپہر ہونے سے پہلے نظر آجائے گا اگر گھوڑے ساتھ نہ دیں تو اس درے کی چڑھائی انہیں پیدل چڑھنی تھی اور دوسری طرف اتر کر بابل کی فوج کی چھاؤنی میں پہنچ جانا تھا اس فوج کو حکم ملا ہوا تھا کہ وہ مصر سے فرار ہونے والے ہر آدمی کو گرفتار کر لیں۔

یہ تفصیلات بتانے کے بعد اس نے دونوں سے کہا کہ وہ کھا پی کر سو رہیں کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ کل ان کی آرام گاہ کیسی اور کہاں ہو گی۔

دیوتا جانیں کہ میں اس دنیا میں ہوں گا یا نہیں وہ بولا۔

چنانچہ خیان نے آگ کے مشورے پر عمل کیا اور آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے آخری منظر یہ دیکھا کہ چاروں پراسرار بھائی گھوڑوں کی مالش کر رہے تھے اور غیر جذباتی چہرے لئے آپس میں سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے قریب ہی تیمور گھٹنوں کے بل جھکا دعا میں مصروف تھا اپنے سارے یقین اور "اعتقاد" کے باوجود وہ آگ کی یہ بات نہ بھولا تھا کہ پانی گہرا اور پاٹ چوڑا تھا اور یہ کہ وہ تیرنا نہ جانتا تھا۔

جب ایک برادر نے خیان کو جگا کر بتایا کہ کوچ کا وقت آچکا ہے تو خیان کی نیند پوری نہ ہوئی تھی بلکہ اسے تو ایسا معلوم ہوا کہ اس نے چند منٹ کی ہی نیند لی ہے۔ بہرحال انہوں نے تاروں کی روشنی میں گھوڑوں پر زین رکھے اور سوار ہو کر تالاب کی طرف چلے اور صبح کی پہلی روشنی کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور خیان نے دیکھا کہ تالاب کا پاٹ حقیقت میں بہت چوڑا تھا اتنا چوڑا کہ مضبوط سے مضبوط تیرزن اپنا تیر اس کنارے سے اس کنارے تک نہ پھینک سکتا تھا اس کے علاوہ اس میں ایک قسم کا موٹا دھارا تیزی سے گھاٹ کی طرف بہہ رہا تھا۔

گھاٹ کی طرف سے پار اترنا مناسب نہیں ہے؟ خیان نے آگ سے پوچھا۔

نہیں آقا کیونکہ وہاں بے شک و شبہ دیکھ لیا اور غالباً کنارے پر ہی قتل کر دیا جائے گا اس کے علاوہ یہاں' جہاں سے کوئی بھی آدمی تالاب کو عبور نہیں کر سکتا۔ ہمیں دور سے

دیکھ نہ سکے گا آیئے میرے پیچھے آیئے۔ اس سے پہلے کہ صبح کی روشنی تیز ہوجائے ہمیں دوسری طرف پہنچ جانا ہے۔

اور پھر اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپا کر اس نے جھک کر اس کے کان میں کچھ کہا اور پھر اسے پانی میں ڈال دیا اس کے پیچھے خیان اس کے پیچھے ایک برادر پھر تیمور آخر میں وہ دو برادر تھے جنھوں نے اپنے نام ہوا اور آب بتائے تھے گھوڑے بے دھڑک پانی میں اتر گئے اور تھوڑی دیر بعد خیان نے دیکھا کہ آگ کا گھوڑا تیر رہا تھا اور سوار گھوڑے کی پیٹھ پر سے اتر کر اس کے ساتھ ساتھ تیر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خیان کے گھوڑے کے پیر بھی تہ پر نہ تھے چنانچہ خیان نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ آگ نے کیا تھا۔

آخر کار وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اور گھوڑا تیمور کو جو اس کی گردن سے لپٹا ہوا تھا کنارے پر اپنے ساتھ گھسیٹ لایا عین اس وقت خیان نے ایک چیخ سنی۔

مدد مدد۔

خیان نے گردن گھما کر دیکھا تیمور کا گھوڑا کنارے پر چڑھ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ نہ تھا وہ کنارے سے تھوڑی دور گہرے پانی میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا اور دھارا اسے اپنے ساتھ کھینچے لئے جا رہا تھا دو برادر ایک دم سے پانی میں کود پڑے اور تیمور کی طرف تیرنے لگے جس کی چیخیں اب آسمان کی خبر لا رہی تھیں دونوں تیمور تک پہنچ گئے اور بہ وقت اسے کنارے تک گھسیٹ لائے تیمور بے حد خوفزدہ تھا اور ہر چند کہ کنارے پر پہنچ چکا تھا لیکن اب بھی دیوتاؤں اور انسانوں کی مدد کے لئے پکار رہا تھا۔

اور تب ان پراسرار برادروں میں سے ایک نے اپنی پیٹی میں سے خنجر گھسیٹ لیا اور آنکھیں لال کرتے ہوئے تیمور سے کہا۔

اب تم خاموش ہو کہ میں تمہیں خاموش کردوں؟ کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو تم ہم سب پر موت نازل کردو گے۔

اوہ معافی چاہتا ہوں تیمور اس کی بات سمجھ کر بولا لیکن میری ماں اکثر مجھ سے یہی کہا کرتی تھی جو خاموشی سے غرق ہوتا ہے تیزی سے غرق ہوجاتا ہے اس کے علاوہ تم لوگ یہ بھی سمجھ لو اور یاد رکھو کہ میری دعاؤں نے مجھے بچایا ہے۔

منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر' جو تیمور کے خیال میں گالیاں تھیں' آگ نے تیمور کو اٹھا

کر اس کے گھوڑے پر بٹھا دیا اور دوسروں کو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔

سنو آقا راسہ جب وہ خاردار درختوں اور جھاڑیوں میں سے گزر رہے تھے تو آگ نے خیان سے کہا۔ بدقسمتی ہماری ساتھی ہے۔ اس پاگل کاہن کی چیخیں یقیناً دشمن نے سن لی ہوں گی کاش کہ چیخنے سے پہلے اس کا گلا بند ہو گیا ہوتا۔

اس کے علاوہ اس کی وجہ سے روانہ ہونے میں تاخیر ہو گئی چنانچہ وہ دھند اب چھٹ رہی حالانکہ میں یہ آس لگائے ہوئے تھا کہ وہ دھند ہمیں چھپا رکھے گی۔ چنانچہ اب ایک ہی راستہ ہے یعنی یہ کہ سیدھے درے کی طرف چلیں اور اسے عبور کر جائیں چرواہوں کہ گھوڑوں کے مقابلے میں ہمارے گھوڑے مضبوط اور بہتر ہیں حالانکہ ان کے گھوڑے نسبتاً تازہ دم ہوں گے تاہم مجھے یقین ہے کہ ہم سب ہیں تو ہم میں کے چند ان سے آگے اور بچ کر نکل آئیں گے ایک بات یاد رکھو آقا راسہ بشرطیکہ یہی تمہارا نام ہو کہ ہم چاروں بھائی تمہیں بچانے کے لئے وہ سب کچھ کر گزریں گے جو ایک آدمی کر سکتا ہے اب اگر ہماری ملاقات نہ ہوئی تو اس خاتون جس کے ہم خادم ہیں اور کاہن اعظم سے کہنا کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا چنانچہ وہ ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اور خیان کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے اپنے گھوڑے کے کان میں کچھ کہا جو ایک سے بگٹٹ بھاگا خیان کا گھوڑا اس کے پیچھے تھا اور ان کے دوسرے ساتھی پیچھے آ رہے تھے۔

وہ چند گھنٹوں تک اس تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے اور تب سورج طلوع ہوا۔ آگ نے گھوم کر گھاٹ کی طرف اشارہ کیا۔ خیان نے بھی گھوم کر اس کی طرف دیکھا گھڑسواروں کے ایک دستے کی بھالوں کے پھلوں پر سورج کی پہلی شعاعیں کروٹیں بدل رہی تھیں۔ کئی گھڑسوار ابھی پانی ہی میں تھے اور بقیہ خیان اور اس کے ساتھیوں کسے صرف نصف لیگ کے فاصلے پر تھے اور ان کی طرف آ رہے تھے۔

اور اب زندگی اور موت کی دوڑ شروع ہو چکی تھی۔

ایک کے بعد ایک گھنٹہ گزرتا گیا اور وہ لوگ ان پہاڑیوں کی طرف بڑھتے رہے جو کسی صورت قریب آتی معلوم ہی نہ ہوتی تھیں ان کے گھوڑے مضبوط اور صحرائی سفر کے

عادی تھے چنانچہ بڑی آسانی اور رفتار سے بھاگ رہے تھے لیکن راستہ لمبا تھا کئی دنوں سے وہ صحرا میں سفر کر رہے تھے اور پھر صبح انہیں کافی فاصلہ طے کرنا پڑا تھا۔ اس کے برعکس تعاقب کرنے والوں کے گھوڑے تازہ دم تھے اس کے باوجود خیان اور اس کے ساتھیوں کے گھوڑوں میں تھکن کے آثار ظاہر نہ ہوئے تھے دن بھر وہ جھلسا دینے والی دھوپ میں بھوکے اور پیاسے منزلیں مارتے رہے اور جب شام ہوئی اور وہ قریب آگیا تب بھی یہ عربی گھوڑے اسی رفتار سے بھاگتے رہے ادھر چرواہوں کے کئی ایک گھوڑے تھک کر اپنے ساتھیوں کے پیچھے رہ گئے بلکہ اب تو غائب بھی ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب وہ درے کے قریب پہنچے تو تعاقب کرنے والوں کی تعداد دس بلکہ اس سے بھی کم رہ گئی تھی اور یہ دس اب اپنے شکار کے تقریباً سر پر پہنچ چکے تھے صرف ایک تیر پیچھے۔

اور جب درے کا موڑ آیا اور تعاقب کرنے والوں میں سب سے آگے آتا ہوا آدمی ان سے صرف پچاس قدم دور تھا تو اس عرب نے یا جو بھی وہ تھا اور جس نے اپنا نام آگ بتایا تھا گھوم کر اور چیخ کر کوئی حکم دیا اس پر چار بھائیوں میں سے وہ جو سب سے آخر میں آرہا تھا اور جس نے اپنا نام آگ بتایا تھا اپنے گھوڑے پر سے اترا اور تلوار بے نیام کر کے تنگ راستے کے موڑ کے کنارے پر تیار اور منتظر کھڑا ہو گیا اور اس کا تھکا ہوا گھوڑا اپنے ساتھی گھوڑے کے پیچھے فرمانبرداری سے چلتا رہا جیسا کہ اس کے مالک نے سرگوشی میں اور اشاروں سے اسے ہدایت کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی خیان اور اس کے ساتھیوں نے تلواروں کے ٹکرانے کی جھنکار سنی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ اس کی چند لمحوں بعد ہی تعاقب کرنے والے پھر نظر آئے لیکن جہاں وہ پہلے چودہ تھے وہاں صرف گیارہ باقی رہ گئے تھے۔

ایک بار پھر تعاقب کرنے والے قریب آگئے اور ایک بار پھر آگ نے چیخ کر حکم دیا اور اس کا وہ بھائی جس نے اپنا نام ہوا بتایا تھا اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا خالی گھوڑا بھی قطار کے پیچھے چلا آیا۔ ایک بار پھر تلواریں ٹکرانے کی آواز آئی ایک بار پھر خاموشی چھا گئی اور ایک بار پھر تعاقب کرنے والے نمودار ہوئے تو اب وہ صرف نو تھے۔ اب آگ کے حکم سے وہ جس کا نام خاک تھا اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور اس نے بھی تلوار کھینچ لی پھر تلواریں چلنے کی آواز آئی۔ اس کے پھر خاموشی طاری

ہوئی اور اب جو تعاقب کرنے والے دکھائی دیئے وہ چھ تھے۔ تعاقب کرنے والے بہت قریب آگئے تو ان چاروں میں کا سب سے بڑا بھائی جس کا نام آگ تھا اپنے گھوڑے پر سے اتر آیا۔ اور اس نے بھی اپنے گھوڑے کو آگے ہنکا دیا۔

بڑھتے رہو آقا بڑھتے رہو آگ نے کہ اگر ہمارے اس دیوتا نے جس کی ہم پوجا کرتے ہیں مجھے قوت بخشی تو تمہارے بچ نکلنے کی امید ہے چنانچہ بغیر رکے بڑھتے رہو اور میرا وہ پیغام نہ بھولنا جو میں نے تالاب کے کنارے دیا تھا۔ نہیں خیان نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا کیونکہ اس کا سر گھوم رہا تھا اور اسے احساس نہ تھا کہ اس کے ارد گرد کیا ہو رہا تھا نہیں میں تمہارا ساتھ دوں گا تیمور کو آگے جانے دو وہی تمہارا پیغام پہنچا دے گا۔

جاؤ آقا جاؤ آگ نے چیخ کر کہا تم چاہتے ہو کہ میں شرمندہ ہو جاؤں اور تم چاہتے ہو کہ دنیا کے آخر دن تک مجھ پر لعنت بھیجی جاتی رہے جاؤ ورنہ میں اپنی تلوار خود ہی اپنے سینے میں گھونپ لوں گا۔

لیکن خیان نے اپنا گھوڑا آگے نہ بڑھایا وہ اس کی زین پر بیٹھا ڈولتا رہا اس پر آگ نے آگے بڑھ کر خیان کے گھوڑے کے کان میں کچھ کہا اور گھوڑا ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ لاکھ کوشش کے باوجود خیان اسے روک نہ سکا۔

ایک بار پھر تلواریں چلنے اور چیخ و پکار کی آوازیں آئیں اور تھوڑی دیر بعد خیان نے گھوم کر پیچھے دیکھا کہ اب صرف تین آدمی تعاقب کر رہے تھے۔ خیان نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی لیکن وہ اپنی رفتار تیز نہ کر سکا اور درے کی چوٹی پر پہنچ کر وہ کمزوری سے ہنہنایا اور کھڑا رہ گیا۔

تینوں تعاقب کرنے والے ہانپتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور وہ پیدل تھے وہ مضبوط اور سپاہی قسم کے آدمی تھے اور ان میں سے ایک زخمی تھا کیونکہ اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا چغہ بھی خون سے سرخ ہو رہا تھا اور یہ شخص افسر معلوم ہوتا تھا۔

شہزادہ خیان کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تم شہزادہ خیان ہی ہو ہمیں تمہیں زندہ یا مردہ لے جانے کا حکم دیا گیا ہے تو اب تم اپنے آپ کو ہمارے سپرد کرتے ہو یا ہم تمہیں قتل کر دیں؟ زخمی افسر نے پوچھا۔

ایک بار پھر خیان کی ہمت اور ساتھ ہی تھوڑی سی جسمانی قوت بھی عود کر آئی۔

"دونوں میں سے ایک بات بھی مجھے قبول نہیں ہے۔" خیان نے جواب دیا۔

اور اس نے تلوار دائیں سے بائیں ہاتھ سے منتقل کرلی اور پٹکے میں سے برچھی گھسیٹ لی اور پوری قوت سے پھینک کر ماری۔ افسر نے دیکھا اور وہ ایک طرف دبک گیا چنانچہ برچھی اس شخص کے لگی جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے سینے کے آر پار ہوگئی اور وہ مردہ ہو کر اترا۔ افسر خیان پر ٹوٹ پڑا۔ دونوں میں تلوار چلنے لگی دونوں ہی تھکے ہوئے تھے تاہم بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے افسر کا تیسرا ساتھی اپنے مردہ ساتھی کے سینے سے برچھی نکالنے کی کوشش کررہا تھا افسر اندھا دھند تلوار چلا رہا تھا۔ غالباً اس لئے کہ اس کے جسم سے رستا ہوا خون اس کی آنکھوں سے ٹپک کر سوزش پیدا کررہا تھا۔ خیان پیچھے ہٹا اور پھر کمر میں سے جھک کر اس نے تلوار آگے کی طرف جھونک کر اوپر کی طرف اٹھا دی۔ یہ ترکیب اس نے شام و مصر کی جنگ میں سیکھی تھی۔ تلوار افسر کا حلق گردن کی ہڈی تک کاٹ گئی۔ افسر گرا اس کے حلق میں پھنسی ہوئی تلوار کا دستہ خیان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس اثنا میں تیسرا آدمی اپنے مردہ ساتھی کے کے سینے سے برچھی نکال چکا تھا اس نے برچھی خیان کی طرف پھینکی لیکن تاک کر نہیں چنانچہ وہ اس کے بائیں ٹانگ میں گھٹنے سے ذرا اوپر آر پار نکل گئی۔

خیان اگر درے کی چٹان کا سہارا نہ لے لیتا تو پیچھے الٹ کر گر پڑتا اب وہ چٹان سے ٹیک لگائے بے بس اور نہتا کھڑا تھا جس نے برچھی پھینکی تھی اس نے خیان کی یہ حالت دیکھی تو اس کی طرف جھپٹا غالباً اسے زندہ گرفتار کرنے کی امید میں شاید اس لئے کہ اب اس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا بہرحال اس نے خیان کو دبوچ لیا خیان زمین پر پشت کے بل گرا۔ دشمن اس کے اوپر تھا اب اس کے دونوں ہاتھ میں خیام کے حلقوم پر تھے وہ خیان کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

"اب قصہ ختم ہوا۔" خیان نے سوچا۔

اور تب ہی اس وقت جب خیان کے حواس گم ہو رہے تھے اس نے بھاگتے ہوئے پیروں کی آواز سنی۔

"یقینی۔ یقینی" اس نے آواز سنی۔

اور پھر اس نے ایک چیز کے دوسری چیز سے ٹکرانے کی آواز سنی اچانک اس کے حلق پر کی آہنی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر چھوٹ گئی خیان چند ثانیوں تک چت پڑا لمبے لمبے سانس لیتا رہا اور پھر اٹھ بیٹھا اس کے پہلو میں اس کا دشمن مردہ پڑا تھا اور اس کا سر انڈے کی طرح ٹوٹ گیا تھا اور اس کے قریب ہی بلند قامت تیمو اپنے ہاتھوں میں ایک کافی بڑا پتھر لئے کھڑا تھا۔

اب ان میں سے ایک بھی دنیا کے آخر دن تک جنبش نہ کرے گا۔ تیمور نے اس شخص کی طرح جو کسی بات پر تعجب کر رہا تھا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ میں حلقہ سحر کا رکن جس نے خون بہانے کا حلف اٹھایا ہے اس طرح ایک آدمی کی جان لے گا میرا دماغ سخت دھوپ کی وجہ سے میری کھوپڑی میں کھول رہا تھا وہ لعنتی گھوڑا دیو تا کریں کہ اب میں کبھی کسی گھوڑے کی صورت نہ دیکھوں مجھے لے کر آگے بڑھ گیا اور تب میں نے آواز سنی اور گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور کانپ گیا چونکہ میں گھوڑے کو روک نہ سکتا تھا اس لئے پھسل کر اس کی دم کی طرف سے اتر آیا۔ اور تمہاری طرف بھاگا میرے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا شاید میری تلوار وہاں کہیں پانی میں گر گئی تھی بہرحال میرے پاس کچھ نہ تھا سوائے نیام کے اس کے باوجود بھاگ کر تمہاری طرف آرہا تھا اور دعائیں مانگ رہا تھا اور تب میری نظر اس پتھر پر پڑی میں سمجھتا ہوں مقدس راہب نے یہ پتھر آسمانوں پر سے نیچے پھینکا ہوگا میں نے پتھر اٹھایا اور اس آدمی کے سر پر دے مارا جو تمہارے سینے پر سوار تھا دیکھا برادر اور میرا نشانہ کس قدر صحیح اور ضرب کتنی کاری تھی؟

بے حد کاری تیمور خیان نے کمزور آواز میں جواب دیا اب ذرا یہ برچھی میری ٹانگ میں سے کھینچ لو کیونکہ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔

تیمور نے برچھی کھینچ لی اور خیان بے ہوش ہو گیا۔

جب اسے ہوش آیا تو ڈاڑھی والے بابلی سپاہیوں نے اسے گھیر رکھا تھا ایک سپاہی کے زانو پر خیان کا سر ٹکا ہوا تھا اور یہ سپاہی اس کے حلق میں پانی ٹپکا رہا تھا۔

گھبراؤ نہیں آقا اس سپاہی نے کہا۔ ہم دوست ہیں تمہارے ہمیں ہوشیار کیا گیا تھا کہ مصر کے مفرور شاید اس طرف پہنچ جائیں گے چنانچہ آوازیں سن کر ہم اس طرف بھاگ آئے حالانکہ یہ تو ہمیں امید ہی نہ تھی کہ ہم تمہیں پائیں گے بہرحال اب تمہیں درے کی

دوسوی طرف اپنے کیمپ میں لئے چلتے ہیں کہ وہاں تمہارے زخم کی مرہم پٹی کی جائے۔
اس وقت خبان پھر بے ہوش ہوگیا کیونکہ اس کے زخم سے خون بہہ گیا تھا سپاہی اسے کیمپ میں اٹھا لے گئے جہاں اس کے لئے بہت دنوں تک پڑے رہنا مقدر ہوچکا تھا کیونکہ اس کا زخم بری طرح پک گیا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی ٹانگ کاٹنی پڑے گی اس کے علاوہ اس کیمپ پر وہ بدو لوگ جو ابھی سے رشوت لے چکے تھے چھاپے مار رہے تھے چنانچہ اس وجہ سے بھی یہاں سے نکلنا ممکن نہ رہا تھا۔

کوچ

نفرا کو اس کا جائز حق دلانے اور اسے مصر کے تخت پر بٹھانے کے لئے فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ چنانچہ نفرا کو بابل کے اس آرام دہ اور خوشبو سے بھرے ہوئے محل میں طویل مدت تک ٹھہرنا پڑا۔ حکومت بابل کے بے حد وسیع گوشے گوشے سے فوجیں بلائی جا رہی تھیں۔ پہاڑی لوگ صحرا کے لوگ اور ساحل سمندر پر بسنے والے آ رہے تھے تیر انداز' رتھ چلانے والے پیادے' نیزہ بردار' شتر سوار رفتہ رفتہ بابل میں آ رہے تھے پھر ان سب کا ایک لشکر ترتیب دینا تھا اور اس زبردست فوج کے رسد کا انتظام کرنا تھا اور پانی کا ذخیرہ جمع کرنا تھا اور پھر بہت سے دستے بنانے کے لئے آگے روانہ کئے گئے چنانچہ یوں ہوا کہ پورے تین مہینے گزر گئے اور اس کے بعد میں فوج کا ہراول دستہ شہر بابل کے دروازے سے نکلا اور اس نے آگے کوچ کی۔

نفرا بہت جلد ہی اس شہر سے اکتا گئی یہاں ترق بھڑک رسومات اور لوگوں کے ہجوم سے نفرت سی ہو گئی تھی یہاں کا مذہب اس کا مذہب نہ تھا۔ اس کی مرحوم ماں بے شک یہاں کے دیوتاؤں سے دعائیں مانگا کرتی تھیں لیکن نفرا کو بابل کے دیوتاؤں سے کوئی واسطہ نہ تھا چنانچہ وہ ان کی پرستش کرتی تھی اور نہ ان سے دعائیں مانگتی تھی۔ حتیٰ کہ جب اس کا نانا شاہ بابل اسے اپنے ساتھ سب سے بڑے معبد لے گیا تب بھی نفرا نے دیوتا کو سجدہ نہ کیا کہ وہ حلقہ سحر کی ایک رکن تھی اور اس کا مذہب دوسرا تھا اس کے علاوہ وہ کھلی فضاؤں کی آزاد چڑیا تھی اور صحرا میں پلی بڑھی تھی چنانچہ محل کی چار دیواری اور پابندیاں اس کے مزاج کے خلاف تھیں محل اس کے لئے گویا قفس تھا وہ اپنے آپ کو قید و بند میں محسوس کرتی تھی اور یہ اس کے مزاج پر اور اس کی صحت پر اثر انداز ہوئی اس کی بھوک مر گئی چنانچہ کماح نے دیکھا کہ اب وہ کھانا نہ کھاتی تھی اور یہ کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور جسم دبلا ہو گیا تھا۔

اور اس کے دن خوف و ہراس اور امید و بیم کی حالت میں گزر رہے تھے حلقہ سحر کے جاسوسوں کے ذریعہ بابل میں خبر پہنچی تھی کہ شہزادی خیان اور تیمور تانیس سے فرار ہو گئے

تھے اور اہراموں میں پناہ لی تھی جہاں سے وہ پھر عربستان کی طرف فرار ہوئے تھے اور ان کی راہبری وہ چند خاص آدمی کر رہے تھے جنہیں ان کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا۔

چرواہے بادشاہ کی سرحدی دستے کے افسر کو پتہ چلا کہ جنہیں گرفتار کرنے کا حکم اسے دیا گیا تھا اس کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں اور اس کے چند آدمیوں کو قتل کر کے صحیح سلامت بابل کی سرحدی مورچوں میں پہنچ گئے ہیں اس کے باوجود وہ اس سرحدی مورچے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ لیکن اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور محاصرہ کرنے والے فوجی دستے کو سخت تاکید کر دی کہ جو بھی صحرائی راستے پر آتا جاتا دکھائی دے اسے بلا تکلف قتل یا گرفتار کر لیا جائے چنانچہ یوں ہوا کہ جب پیغامبر یہ خبر لے کر چلے کہ خیان سرحدی مورچے میں بیمار اور زخمی پڑا ہوا ہے تو بابل تک نہ پہنچ سکے۔ دو دفعہ ایسا ہوا لیکن آخرکار ایک خط بابل پہنچ گیا لیکن اس وقت تک بابل کی فوج مصر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو چکی تھی۔ اور چونکہ نفرا اس فوج کے ساتھ تھی چنانچہ یہ خط اسے نہ مل سکا چنانچہ یہ خط اس کے پیچھے روانہ کر دیا گیا جو اسے اسی وقت ملا جو وہ منزلیں مارتی ہوئی کافی فاصلہ طے کر چکی تھی۔

چنانچہ اس نے بابل میں یہ افواہیں سنیں کہ خیان یا تو مارا جا چکا ہے یا گرفتار ہو چکا ہے یہ سن کر اس کا دل ٹوٹ گیا کچھ دیر تو وہ ایک سناٹے کے عالم میں بیٹھی رہی اور پھر کماح کے ذریعہ تاؤ کو طلب کیا اور جب وہ آگیا تو اس سے کہا۔

نہیں بھتیجی، میں نے تو یہ نہیں سنا ہے کہ وہ مر چکا ہے یا گرفتار ہو چکا ہے۔

اگر راہو زندہ ہوتے تو وہ ہمیں حقیقت سے آگاہ کر دیتے کہ ان کی روح بہت دور تک دیکھ سکتی تھی۔ نفرا نے طنز سے کہا لیکن وہ مر گئے اور اب صرف وہ آدمی باقی رہ گئے ہیں جن کی نگاہیں زمین پر رہتی ہیں اور دل دنیوی مسائل سے بھرے رہتے ہیں۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود تمہارا ایسا حال ہے اس کے باوجود راہو مجھے اپنا مقام دے گئے ہیں حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں تاہم میں اب بھی زندہ ہوں اور نہ بھول سکتا ہوں یاد کرو بھتیجی کہ کیا راہو نے یہ نہیں کہا تھا کہ تمہاری اور خیان کی راہ میں کتنے ہی خطرات کیوں نہ ہوں تم دونوں آخر ملو گے اور کیا سمجھتی ہو کہ راہو جو کہتے تھے وہ جھوٹ ہوتا تھا؟۔

"بے شک یہ انہوں نے کہا تھا لیکن ان کے نزدیک اس دنیا اور اس دنیا میں کوئی فرق نہ تھا چنانچہ ممکن ہے ان کا یہ مطلب یہ ہو کہ ہماری ملاقات دوسری دنیا میں ہوگی ہائے تم لوگوں نے خیان کو تانیس واپس جانے ہی کیوں دیا حالانکہ میں زبان سے کہہ سکتی تھی لیکن میری خواہش تو یہی تھی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اہرام میں چھپا رہتا اگر ایسا ہوا ہوتا تو وہ بھی ہمارے ساتھ بابل پہنچ گیا ہوتا اور اب تک شاید ہماری شادی ہو گئی ہوتی۔

یا شاید دوسری باتیں ہوئی ہوتیں قسمت کے لکھے سے اگر کوئی واقف تھا تو وہ راہو تھے چنانچہ انہوں نے کہا کچھ سمجھ کر ہی خیان کو تانیس اپنے باپ ابیبی کے پاس جانے کی اجازت دی تھی چنانچہ وہ اپنا فرض انجام دینے چلا گیا اور اس کے بعد سے صورت حال تمہارے لئے بری نہیں رہی۔

میرے خیال میں تو بہت بری رہی ہے نفرا نے جواب دیا۔

یہ تم نے کیسے کہہ دیا؟ ہمارے جاسوس کے ذریعہ ہمیں اطلاع مل ہی چکی ہے کہ شہزادہ خیان اور تیمور تانیس سے فرار ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اہرام میں چھپے رہے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے جنگجو برادروں کی مدد سے جن کے سپرد میں نے یہ کام کیا تھا وہ مصر سے بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کا تعاقب کیا گیا جنگ ہوئی جس میں ان برادروں یا ان میں کئی ایک نے اپنی جانیں گنوادیں۔ دیوتا ان کی روحوں پر رحم کریں لیکن خیان یا تیمور کی موت کی یقین خبر ہم تک نہیں پہنچی ہے اور پھر اس نے نیچی آواز میں اضافہ کیا کوئی خواب یا غیبی آواز مجھے یا ہم میں کسی کو بتا دیتی ہے کہ خیان مرچکا ہے۔

راہو کو بتا سکتی تھی نفرا نے کہا۔

شاید راہو کو بتا سکتی تھی اور راہو شاید کسی جگہ زندہ ہیں تو وہ مجھے بتا سکتے تھے کہ ان میں ان کا قائم مقام ہوں بھتیجی ایسی تلخ زبان نہ بولو اور ایسی احسان فراموشی اور ناشکری نہ کرو۔ سچ کہنا ہر بات اسی طرح نہیں ہوتی جس طرح تم چاہتی تھیں؟ میرے باپ بادشاہ ویتّاح نے زبردست فوج تمہیں نہیں دی ہے کہ تم اپنا تاج و تخت حاصل کرسکو؟ کیا تمہاری اور اب ظاہر کرتا ہوں میری درخواست پر اس نے اپنے ولی عہد سے تمہاری شادی کا ارادہ ترک کر کے اسے بابل سے دور نہیں بھیج دیا؟ کیا اس نے حالانکہ یہ بات تم

سے چھپائی گئی تھی مجھے مصر پر حملہ کرنے والی فوج کا سپہ سالار نہیں بنا دیا اب وہ میری اور تمہاری خواہش کے مطابق عمل کرے؟ کیا ویتتاح نے مجھ پر بھروسا نہیں کیا حالانکہ میں بابل کا شہزادہ ہوں اور چاہوں تو اپنی زیر کمان فوج کو خود اپنے باپ کے خلاف استعمال کر کے بابل کا تاج و تخت حاصل کر سکتا ہوں؟

ہاں چچا تمہارے والد نے یہ سب کیا ہے لیکن اگر خیان مر چکا ہے تو پھر ان سب باتوں سے فائدہ؟ پھر مجھے نہ تخت کی ضرورت ہے نہ تاج کی پھر تو مجھے قبر کی ہی ضرورت ہے اور بس لیکن نہیں پہلے تو میں انتقام لینا چاہتی ہوں میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اہبی اور اس کے خاندان کے ایک فرد کو بھی اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور اس کے شہروں کی انیٹ سے اینٹ بجا دوں گی۔

حلقہ سحر کی خواہر اور اس ہستی نے جس کا لقب زمینوں کو ایک کرنے والا یہ بڑے رحم دلانہ الفاظ کہے ہیں۔ تاؤ نے شانے جھٹک کر تلخی سے کہا اور پھر بولا بیٹی کیا تم جانتی نہیں کہ زندگی ایک آزمائش ہے اور اس آزمائش میں ہم جس طرح پورے اترتے ہیں اسی مناسبت سے ہمیں جزا یا سزا ملتی ہے؟ تم اس کی فکر میں دیوانی ہو رہی ہو جس سے تم پیار کرتی ہو چنانچہ میں تمہیں موروود الزام نہیں سمجھتا۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو سخت الفاظ کہے ہیں اور جو غضب ناک دھمکیاں دی ہیں ان کا' بعد میں تم سے افسوس کرو گی۔

بے شک میں دیوانی ہو گئی ہوں اور چونکہ دیوانی ہوں اس لئے دوسروں کو بھی فکر غم اور پریشانی کا وہی جام پلاؤں گی جو میں نے پیا ہے روکو میرے پاس بھیج دو کہ وہ مجھے جنگ اور اس کے گر سکھائے اور بابل کے بہترین لوہاروں کو بھیج دو کہ وہ ناپ لے کر میرے لئے بہترین زرہ بکتر بنائیں۔

چنانچہ تاؤ آپ ہی آپ مسکراتا ہوا چلا لیکن اس نے روکو اور اس کے ساتھ ہی شاہی اسلحہ ساز کو بھیج دیا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ محل کے ایک وسیع و عریض صحن میں چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ چاندی کے زرہ بکتر پہنے ہوئے ایک نازک اندام حسینہ ایک سیاہ فام دیو پر تلوار سے وار کر رہی تھی جو ضربوں کی تاب نہ لا کر وقتاً" فوقتاً" چیخ اٹھتا تھا اور ایک دفعہ ان ضربوں کو

برداشت نہ کر کے اپنی چوبی تلوار کے چپٹے حصے سے حسینہ کے خود پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ اوندھے منہ پر گری لیکن فوراً ہی اٹھی اور جوش میں آکر پسلی کے عین نیچے ایسی تلوار ماری کہ اب رو اوندھے منہ گرا اور کچھ دیر تک کراہتے رہنے کے بعد زمین پر پڑے ہی پڑے بولا۔

اگر ابیبی اس شیرنی کے پنجے میں آگیا تو پھر دیوتا ہی اس پر رحم کریں۔

نفرا نے اسے خاموش ہو جانے کو کہا کیونکہ جنگی اصول اور قانون کی رو سے وہ مر چکا تھا اس لئے تاؤ اور اپنے نانا شاہ بابل کی بھی ناک میں دم کر دیا یہاں تک موخرالذکر نے خیان کی تلاش میں ملک کے طول و عرض میں آدمی دوڑا دیئے تلاش کرنے والوں کی طرف سے پیغام آنے لگے کہ مفروروں کا کہیں کوئی پتہ نہ پہنچ پائے تھے کیونکہ وہاں ابیبی کے گھڑسوار سپاہیوں کا پہرہ تھا ان پہاڑیوں کے متعلق البتہ تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ ان میں ایک بابلی دستے کی چھاؤنی ہے جن کی طرف سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی چنانچہ یوں ہوا کہ جیسا کہ ایسی وسیع و عریض مملکت میں ہوا کرتا ہے بابل والے اس سرحدی چوکی کو یکسر فراموش کر گئے تھے اور اگر یاد تھی بھی تو سمجھ لیا گیا تھا کہ صحرائی قبائل نے اس پر قبضہ کر لیا ہو گا۔

جب تاؤ کو اطلاع ملی تو وہ فوراً اپنے باپ شاہ بابل کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے معہ منتخب سپاہیوں کے ابیبی کی سرحدی چوکی پر چھاپا مارنے کے لئے بھیجنے اور ان پہاڑیوں میں خیان کو تلاش کرنے کی اجازت حاصل کر لی اس کے علاوہ اس نے جاسوسوں کو بھی اس کام پر لگا دیا لیکن اس کا ذکر اس نے نفرا سے نہ کیا محض اس خوف سے کہ کہیں وہ جھوٹی امید نہ باندھ لے۔

آخرکار وہ زبردست لشکر جو بابل کی شہرپناہ کے باہر اور دریائے فرات کے کنارے جمع ہو گیا تھا اور پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کوچ کے لئے تیار تھا دو سو ہزار پیادے اور گھڑسوار ایک ہزار سے زیادہ جنگی رتھ اور بار برداری کے بے شمار اونٹ اور گدھے اور وہ جانور ان کے علاوہ تھے جن کی قطار تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کوچ کے راستے میں ایک سے دوسرے نخلستان اور پانی کے گڑھوں تک لگا دی گئی تھی۔

اور پھر نفرا کے بابل کو الوداع کہنے کا وقت آگیا وہ شاہی لباس میں اور سر پر مصر کا دہرا

تاج رکھ کر وہ بابل کے شاہی قبرستان میں خراج عقیدت پیش کرنے اور اپنی ماں کی قبر پر پھول رکھنے اور چڑھاوا چڑھانے گئی۔ اس فرض کی ادائیگی کے بعد وہ دربار کے بڑے کمرے میں حاضر ہوئی اور اپنے نانا شاہ بابل سے رخصت ہوئی۔ بادشاہ نے اسے دعائیں دیں اور رویا بھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی نواسی کو دوبارہ نہ دیکھ سکے گا اور اس لئے بھی کہ وہ اس قدر بوڑھا ہوچکا تھا کہ اپنے بیٹے تاؤ کے ساتھ اس جنگ پر نہ جاسکتا تھا ویتناح نے اپنے بیٹے تاؤ کو بھی پرنم آنکھوں سے رخصت کیا جو اب سپہ سالار کے زرہ بکتر بابل شہزادے کے لباس میں ملبوس تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ شخص تارک الدنیا اور سیدھے سادے اور موٹے چغے میں ملبوس رہا کرتا تھا ویتناح نے تاؤ سے اداس لہجے میں کہا۔

نور چشم عجیب قسمتیں ہیں ہماری۔ برسوں پہلے ہم ایک دسرے کو جان سے زیادہ عزیز تھے پھر ہم میں جھگڑا ہوگیا اور اس میں تمہارا اتنا قصور نہ تھا جتنا کہ میرا تھا کیونکہ ان دنوں میرا دل سخت تھا اور تم ایک نرم سیدھے اور پاک مذب کے راہب بننے چلے گئے اور تمہاری ولی عہدی دوسرے کو دے دی گئی اور ایک بار پھر تم شہزادے اور ایک عظیم فوج کے سپہ سالار ہو کر' لیکن یہ عہدہ جیسا کہ تم نے کہا کہ اگر زندہ رہے تو تم چھوڑ دو گے اور اپنی زندگی کے بقیہ دن کسی صحرائی حجرے میں عبادت و ریاضت میں گزار دو گے اور میں یہاں بیٹھا اپنی موت کا انتظار کروں گا جو اب دور نہیں ہے بیٹے ایوشو! میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے کون صحیح اور دیوتاؤں کے نزدیک پسندیدہ راستے پر ہے ہاں اب یہی میں اکثر سوچتا رہتا ہوں کیونکہ بہت جلد اب یہ ساری شان و شوکت اور یہ ساری دولت مجھ سے چھوٹ جائے گی اور میں اس دنیا سے بالکل ہی خالی ہاتھ جاؤں گا۔

اے میرے باپ! کائنات کا ایک بہت بڑا مالک اور کام لینے والا بھی ہے تاؤ نے کہا جو ہم میں سے ہر ایک کو اس کے فرض' مشقت کا حصہ اور اس کے مزاج اور شان کے مطابق ایک مقام دے دیتا ہے۔ انسان اپنا فرض اور مقام خود منتخب نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے لئے منتخب کردیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق وہ اس دنیا مین اچھے یا برے کام کرتا ہے کم سے کم یہی میرا مذہب کہتا ہے چنانچہ اسی لئے مجھے تخت و تاج اوز عظمت کی ہوس نہیں ہے اور مجھے قسمت نے جو کچھ دے دیا اسی پر میں شاکر ہوں اور میرے باپ آپ بھی اس

پر شاکر رہیے۔

تم نے سچ کہا میرے بیٹے۔

اور اس طرح دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور اس دنیا میں پھر نہ ملے کیونکہ جب یہ فوج واپس بابل آئی تو اس وقت یہاں کے تخت پر دوسرا شاہ شاہان بیٹھا ہوا تھا۔

چنانچہ یوں شاہ بابل مصر کے چرواہے یا ہکسوس بادشاہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور مصر کا ہکسوس بادشاہ عرصے سے طوفان کا متوقع تھا اور اسی سے مقابلے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

بہت دنوں تک بابل کا زبردست لشکر میدانوں اور صحراؤں میں سفر کرتا رہا اور آخرکار مصر کی سرحد پر تھا۔ اور یہاں تاؤ کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ ایپی نے سرحد پر بہت مضبوط قلعے بنا لئے ہیں اور ان کے سامنے ہی بابلیوں سے جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے تاؤ نے یہ خبر لے کر نفرا کے پاس پہنچا جو اپنے رتھ میں پوری طرح مسلح اور چاندی کی زرہ بکتر پہنے بیٹھی ہوئی تھی اور اسے اس کے محافظ دستے نے نرغے میں لے رکھا تھا اور یہ دستہ رتھ کے زیر کمان تھا۔

چلو یہ اچھا ہوا نفرا نے بے تعلقی سے جواب دیا جتنی جلد جنگ کا فیصلہ ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے تاکہ میں اس کا انتقام لے لوں جواب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔

یہ الفاظ نفرا نے اس لئے کہے کہ اب اسے خیان کی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس کی کوئی خبر نہ آئی تھی۔

برائی سے ملاقات کرنے کے لئے بھاگو نہیں بھانجی۔ تاؤ نے کہا میں نے کہا نہیں تم سے کہ میرے خیال میں شہزادہ زندہ ہے؟

تو پھر کہاں ہے وہ؟ نفرا نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تمہارے زیر کمان ہزاروں آدمی ہیں اور تم ان میں سے سو دو سو اس کی تلاش میں نہیں بھیج سکتے۔

تمہیں کیا پتہ کہ میں اس کی تلاش نہیں کروا رہا؟ تاؤ نے نرمی سے کہا عین اسی وقت ایک غلام بھاگتا ہوا آیا۔

شاہ شاہان کے خطوط بابل سے خط آئے ہیں' غلام نے کہا اور اپنے لپٹے ہوئے کاغذ کو

ماتھے سے لگا کر تاؤ کو دیئے تاؤ نے پلندہ کھول کر پڑھا۔ اندر دوسرا پلندہ تھا جو قدرے مڑا مڑا تھا جیسے اسے سر کے لباس یا جوتوں میں چھپایا گیا ہو اس نے اس دوسرے پلندے کی تحریر پڑھی اور یہ پلندہ نفرا کو دے دیا۔

اے بانو ایک بار پھر وہ خاص آدمی جس کا نام تم جانتی ہو کہ کون ہے یہ تحریر لکھ رہا ہے تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ اس کا ایک پیر زخمی ہے جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے معزور ہے اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ہوا کہ وہ تندرست اور خیریت سے ہے یہ اس نے اس لئے کیا کہ اسے پتہ چلا ہے کہ جن پیغامبروں کو اس نے اس سے پہلے روانہ کیا تھا انہیں دشمن نے کاٹ کر پھینک دیا ہے اگر یہ پیغامبر بابل میں یا کسی اور جگہ تمہارے پاس صحیح سلامت پہنچ جائے تو وہ تمہیں ساری باتیں بتا دے گا۔

اس سے زیاہ لکھنے کی جرات میں نہیں کرسکتا۔

حلقہ سحر کی علامت سے دستخط کئے گئے ہیں کہ ایک ہی جگہ دستخط کرنے خود تم نے مجھے سکھایا ہے۔

نفرا نے یہ تحریر پڑھی اور خوشی کی ایک چیخ کے ساتھ ساتھ رتھ سے کود کر تاؤ کے سینے، سے لگ گئی۔

فوراً محافظ سپاہی ایک افسر کو سامنے لائے جو تھکا ہوا تھا اور جس کے لباس اور جسم پر جمی ہوئی دھول پتہ دیتی تھی کہ وہ لمبا سفر کر کے آرہا ہے۔

شہزادہ ایوشو! یہ ہے وہ شخص جو آپ سے فوراً ملنا چاہتا تھا۔

تاؤ نے افسر کو فوراً پہچان لیا یہ وہ شخص تھا جسے شاہ بابل نے اس سرحدی چوکی کی خبر لانے بھیجا تھا جسے بابل والے بھول چکے تھے۔

کہو کیا خبر لائے ہو تاؤ نے پوچھا اور دل میں خوف لئے اس کے جواب کا منتظر رہا۔

شہزادے! افسر کو رنش بجا لا کر کہا۔ ہم سرحدی چوکی پر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں سب ٹھیک ہے کیونکہ ایسی جگہ ہے اور ایسی مضبوط ہے کہ چرواہے بادشاہ کے سپاہی اسپر چھاپا مارنے کی جرات نہیں کرسکتے اس کے علاوہ وہاں ہمیں وہ مسافر بھی ملے جو گم تھے۔

ایک بار پھر نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ رتھ کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہوگئی ان مسافروں کے متعلق بتاؤ نفرا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

شہزادے راہب خیریت سے اور مزے میں ہے چار برادر جو ان کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک درے میں یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے آقا جس کا نام لیا نہیں جاسکتا علیل ہے ان کا بائیں گھٹنا زخمی ہے زخم رس رہا ہے اور وہ ابھی چل پھر نہیں سکتے۔ اب ہر چند کہ سب کو یقین ہے کہ ٹانگ کاٹنی نہ پڑے گی لیکن کہتے ہیں کہ اب وہ عمر بھر کے لئے لنگڑے ہو گئے ہیں۔

"تم نے دیکھا اس آقا کو؟ تاؤ نے پوچھا"؟

دیکھا شہزادے اور میرے ایک ساتھی نے بھی دیکھا کیونکہ ہمارے دوسرے ساتھی بظاہر پسپا ہونے لگے اور یوں چرواہے سپاہیوں کو اپنے پیچھے لگا لے گئے اور یوں ہمیں اس سرحدی چوکی میں جانے کا راستہ مل گیا جو پہاڑوں کے درمیان ہے اس چوکی تک پہنچنے کے صرف دو ہی راستے ہیں ایک مغرب کی طرف اور ایک مشرق کی سمت اور یہ دونوں تنگ درے ہیں چنانچہ وہاں ہمیں فوجی دستہ ملا جو اس چوکی میں تھا اور یہ لوگ مزے میں ہیں۔ حالانکہ اکتائے ہوئے ہیں اشیائے خوردونوش کا وافر ذخیرہ ہے ان کے پاس اور وہیں وہ راہب اور زخمی مسافر بھی ہے انہی دونوں نے ہمیں چاروں برادروں کے قتل کے متعلق بتایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ دونوں اس چوکی میں کس طرح پہنچے اور یہ ایک طویل داستان ہے۔

تو یہ داستان بعد سنانا۔ تاؤ نے کہا تو معلوم ہوتا ہے تم خود جان بچا کر بھاگے ہو ان مسافروں کو تم اپنے ساتھ کیوں نہ لائے؟

شہزادے! ہم صرف دو آدمی اس شخص کو کس طرح اٹھا کر پہاڑی راستوں پر چل سکتے تھے جو چلنے پھرنے سے معزور ہو؟ اگر راہب ہماری مدد کرتا تب بھی کیا یہ ممکن تھا؟ اس کے علاوہ اگر ہم اسے میدان تک لے بھی آتے تو وہاں دشمن کے بے شمار گھڑسوار تھے چنانچہ ان کے درمیان سے زخمی کو نکال لے جانا ناممکن تھا خصوصاً اس لئے کہ چوکی کے سپاہیوں کو اپنی جگہ نہ چھوڑنے کا حکم ہے چنانچہ فیصلہ یہی کیا گیا کہ زخمی کو وہیں رکھا جائے جہاں وہ محفوظ ہے اور بعد میں بڑی فوج اسے لانے کے لئے بھیج دی جائے۔

یہ واقعی تم نے بڑی عقلمندی کا کام کیا ہے۔ تاؤ نے کہا اگر تم نے زخمی کو اپنے ساتھ لانے کی کوشش کی ہوتی تو اسے یا تو گرفتار کرلیا جاتا یا قتل کردیا جاتا۔

اور پھر وہ احکامات جاری کرنے چلا گیا اور پیغامبر نفرا کے پاس چھوڑ گیا جو اس سے بہت سے سوالات پوچھنا چاہتی تھی۔

ایک گھنٹے بعد تاؤ واپس آیا تو اس وقت بھی نفرا پیغامبر سے سوالات پوچھ رہی تھی۔

تم کب سے سوئے نہیں میرے دوست؟۔

چار راتوں سے شہزادے۔

اور تم نے اور تمہارے ساتھی نے کب سے کھانا نہیں کھایا؟

اڑتالیس گھنٹوں سے ایک دانہ پیالہ پانی.....

تمہارے لئے دسترخوان لگا دیا گیا ہے اگر ملکہ سحرا اجازت دیں تو.....

اس پر نفرا نے شرمندہ ہو کر منہ دوسری طرف پھیر لیا اور تب افسر اپنے ساتھی کے ساتھ کھانا کھانے اور آرام کرنے چلا گیا اور تب نفرا نے بڑی لجاجت سے تاؤ سے پوچھا کہ اب اس کی تجویز کیا ہے۔

میری تجویز یہ ہے پانچ ہزار گھڑ سوار روانہ کئے جائیں وہ یہاں سے چوکی تک کا راستہ صاف کردیں جہاں وہ جس کا نام وقائع نگار راسہ زخمی پڑا ہوا ہے نہ کہ مردہ جیسا کہ تم سمجھ رہی تھیں اور راسہ اور تیمور کو چوکی میں موجود پورے دستے کے ساتھ یہاں لایا جائے رتھ یا ڈولی میں سوار ہو کر زخمی یہ سفر کم و بیش چھ دنوں میں کر سکتا ہے۔

بہت اچھی تجویز ہے نفرا نے خوش ہو کر کہا میں ان پانچ ہزار کے ساتھ جاؤں گی یہ فوج میرے زیر کمان ہوگی اور کماح میرے ساتھ جائے گی۔

نہیں بھانجی تم نہ جاؤ گی تم لشکر کے ساتھ یہیں رہو گی۔

کیوں؟ آخر کیوں نہ جاؤں میں؟

دائی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ کہ تمہارا جانا مناسب نہیں؟ نہیں جانتے کہ ہمارے اور چوکی کے درمیان ابھی کے کتنے فوجی دستے بکھیر رکھے ہیں لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ اب چونکہ جنگ درپیش ہے اس لئے اب وہ اپنے بیٹے کو گرفتار کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا۔ اس کے علاوہ کماح ایسے دشوار سفر کے قابل نہیں ہیں۔

اگر یہ سفر میرے لئے خطرناک ہے حالانکہ میں تندرست ہوں تو پھر خیان کے لئے تو بالکل بھی نہیں ہے کہ وہ زخمی ہے۔ اب اگر صورت حال یہ ہے تو پھر پورے لشکر کو اس

سرحدی چوکی کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا جائے۔
یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ لشکر مجھ پر اعتبار کر کے میرے اختیار میں دے دیا گیا ہے اور اس کا کام ابیبی سے جنگ کرنا ہے نہ کہ صحرا میں بھٹکنا جہاں یہ شاید بھوک اور پیاس کا شکار ہو جائے گا۔
تاؤ نے غصہ ہوئے بغیر سکون سے نفرا کی طرف دیکھا اور جواب دیا۔
بھانجی یہ لشکر تمہارے نہیں میرے زیر کمان ہے اور اس لشکر میں ملکہ مصر کی حیثیت صرف ایک افسر کی سی ہے اس نے زرہ بکتر پہن رکھی ہے چنانچہ میں ملکہ مصر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے حکم کا احترام اور تعمیل کرے اور اگر یہ کافی نہیں ہے تو حلقہ سحر کی خواہرا نفرا سے کہتا ہوں کہ وہ کاہن اعظم کی بات مانے کیونکہ ایسا کرنے کی اس نے قسم کھائی ہے ملکہ مصر کا ہر خطرے سے محفوظ رہنا ضروری ہے جیسا خیان کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔
لیکن شاہ شاہان کی فوج کا تلف نہ ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔
نفرا نے سنا اور وہ غضبناک ہو کر جواب دینے والی تھی لیکن تاؤ کی آنکھوں میں کوئی خاص بات تھی جس نے نفرا کی زبان کو گنگ کر دی۔ وہ چند ثانیوں تک تاؤ کی صورت تکتی رہی پھر ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور پلٹ کر اپنے خیمے کی طرف بھاگ گئی۔
دوسرے دن علی الصبح خبر لانے والے افسر اور اس کے ساتھیوں کی راہبری میں پانچ ہزار گھڑ سوار چند رتھ لے کر خیان اور اس کے ساتھیوں کو بچانے کے لئے روانہ ہوئے۔

غدار یا ہیرو؟

بابل کا لشکر منزلیں مارتا ہوا آخر کار مصر کی سرحد پر پہنچ گیا اور ایسی عظیم الشان فوج نے پہلے کبھی سرزمین نیل پر چڑھائی نہ کی تھی اور یہاں اس فوج نے پڑاؤ ڈالدیا اور جنگ کی تیاریاں کرنے لگی۔ اپپی اپنی فوج کے ساتھ کوئی تین لیگ کے فاصلے پر ان قلعوں کے گرد پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جو اس نے بنوائے تھے۔ اپپی فوجوں کے افسر پڑاؤ کے باہر آئے اور اپنے گھوڑے آگے بڑھا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شاہ شاہان کا لشکر کس قدر زبردست اور دلوں پر خوف طاری کر دینے والا تھا۔ ان افسروں نے دیکھا اور خوف سے لرزتے کانپتے اپپی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

"خدائے مصر فرعون سنیں" ان افسروں نے کہا۔ "ہمارے ایک ایک سپاہی کے مقابلے میں بابلیوں نے دو دو سپاہی بھیج دیئے ہیں اور یہ زبردست لشکر شہزادہ ابوشو کے زیر کمان ہے جو' سنا ہے کہ ایک بے حد قابل جرنیل ہے۔ حالانکہ چند لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کبھی جادوگر اور راہب تھا۔ جاسوس یہ بھی خبر لائے ہیں کہ اس لشکر کے ساتھ شہزادی نفرا بھی ہے جو فرعون کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور جو فرعون کے صاحبزادے خیان کی منگیتر ہے۔ یہ خیان بھی فرعون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور اگر وہ زندہ ہے تو کہیں چھپا ہوا ہے۔ کہاں؟ یہ ہم نہیں جانتے الا یہ کہ وہ بھی بابلی فوجوں کے ساتھ ہو۔ خدائے مصر! اس فوج کا مقابلہ ممکن نہیں۔ یہ زبردست لشکر ہمیں کاٹ کر رکھدے گا اور ٹڈی دل کی طرح مصر پر چھا جائے گا۔"

اپپی یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنی ڈاڑھی دانتوں سے چبانے لگا۔ اچانک وہ اپنے بوڑھے وزیر آناتھ کی طرف گھوم گیا۔

"تم نے سنا جوان بزدلوں نے کہا۔ اب تم بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے یہ میں تم سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تم لومڑی کی طرح عیار اور چالاک ہو۔"

اس پر آناتھ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے چند امراء سے سرگوشی میں مشورہ کیا پھر اٹھا' فرعون کے سامنے زمیں بوس ہوا اور کہا۔

"زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! دیوتاؤں نے ہمیں جو سمجھ بوجھ دی ہے اس کی بنا پر ہم کہتے ہیں اور مصر کے بڑے بڑے نجومیوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ بابلیوں سے جنگ نہ کی جائے بلکہ ان سے صلح کرلی جائے۔

"اچھا۔ چھا! ابھی نے کہا۔" اور شاہ بابل سے کن شرائط پر صلح کی جائے جو مصر فتح کرنے اور اپنی مملکت میں شامل کرنے کی غرض سے آیا ہے؟"

"ہمارا خیال ہے حضور۔" آناتھ نے کہا۔ "کہ ویتتاح مصر کو فتح کرنا نہیں چاہتا اپنے ان جاسوسوں سے' جو ویتتاح کے دربار میں ہیں' ہم نے سنا ہے کہ شاہ بابل نفرا کے حسن و جمال سے مسحور ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جب [illegible] سحر کے جادوگر اپنے سحر کے زور سے فرار ہو کر بابل پہنچے تو اپنے فرعون حصرا کی [illegible] کی نعش اپنے ساتھ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ بابل کے سامنے ریما کا تابوت کھ[illegible] نفرا کے کہنے سے یا شاید حلقہ کے سب سے بڑے ساحر کرے یا مردوں کے سراپ کے لئے تیار ہو جائے اس نے شاہ بابل سے کہا کہ وہ نفرا کی شادی اپنے پوتے شہزادہ مہرلعل سے نہ کرے بلکہ حضور کے لڑکے خیان سے کردے جس سے اس کی منگنی اہرام کے کسی خفیہ حجرے میں ہو چکی ہے۔ اور یہ کہ اسی لئے یعنی ریما کے مرحوم شوہر کا انتقام لینے کے لئے زبردست فوج حضور کو تخت سے اتار کر آپ کی جگہ نفرا درخیان کو بٹھانے کے لئے فوراً روانہ کرے۔ اس کے علاوہ ریما نے یا اس کا روح نے ویتتاح سے کہا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا جیسا کہ اس سے کہا گیا ہے تو پھر اس پر اور اس کے ملک پر عذاب نازل ہو گا۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا جیسا کہ اس سے کہا گیا ہے تو پھر ویتتاح پر اس کے ملک پر برکتوں کا نزول ہو گا۔ چنانچہ ریما کی روح کے کہنے سے اور نفرا کے اور حلقہ سحر کے [illegible] ڑا ساحر کے جادو کے زیر اثر ویتتاح نے یہ زبردست فوج حضور سے جنگ کرنے [illegible] ی ہے۔"

"تو اس بابلی کتے کے غصے کو ٹھ[illegible] لئے میں کیا کروں؟ ابھی نے اپنے وزیر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہو[illegible]

"وہی جو ویتتاح چاہتا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر خیان زندہ ہیں تو انہیں تلاش کر کے ان کی شادی نفرا سے کر دیں اور مصر بالا اور مصر زیریں کی حکومت ان کے سپرد کر دیں۔

"تو یہ ہے تمہارا مشورہ اے وزیر؟"

"میری اور کسی کی بھی کیا حیثیت ہے کہ وہ فرعون کو راستہ دکھائے؟ اس کے باوجود اگر ویتناح نے مصر فتح کر لیا اور اگر ان افسروں نے مبالغے سے کام نہیں لیا اور سچ کہا ہے تو پھر بہت جلد مصر میں دوسرا فرعون ہو گا۔ اور اگر خیان مر چکا ہے؟ جیسا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے تو پھر نفرا مصر کے تخت پر بیٹھے گی اور اس کے ذریعہ شاہ بابل مصر پر حکمرانی کرے گا۔"

اب اپیی کے صبر کا پیانہ چھلک گیا وہ بے حد غصے سے شیر کی طرح دہاڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھا کھڑا ہوا' اور شاہی عصا' جو اس کے ہاتھ میں تھا' ایسی قوت سے وزیر آناتھ کے سر پر مارا کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا او[illegible] کے سر سے خون بہنے لگا۔

"کتے!" وہ گرجا "اب اگر تم نے [illegible] ایک لفظ بھی کہا تو غدار کی موت مرے گا یعنی مارے کوڑوں کے تیری کھال ادھیڑ [illegible] ئے گی مجھے عرصے سے شک تھا تو شاہ بابل کا جاسوس ہے یا اس سے رشوت لے رہا ہے اور آج میرا یہ شک یقین میں تبدیل ہو گیا ہے تو مجھ سے ویتناح کو اپنا تاج و تخت دیدینے کیلئے کہہ رہا ہے۔ اور میرا نمک حرام اور غدار بیٹا زندہ ہے تو اس سے اس لڑکی کی شادی کر دینا چاہتا ہے جسے میں نے اپنی بیوی بنانے کیلئے منتخب کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کبھی نہ ہو گا۔ مصر کو آگ نکل جائے یا تلواریں اسے کھالیں اور میں بھی اس ملک کے ساتھ ختم نہ ہو جاؤں گا۔ ہاں۔ یہ تو ہو سکتا ہے لیکن جب تک میری جان میں جان ہے ایسا نہ ہو گا جیسا تو نے کہا۔ دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔

آناتھ بغیر کچھ کہے چل دیا۔ لیکن جب وہ دروازے کے قریب پہنچ کر فرعون کو رسمی سلام کرنے پلٹا تو اس کے ہونٹوں پر شیطانی م[illegible] ور آنکھوں میں عیارانہ چمک تھی۔

"مجھے ذلیل کیا۔" آناتھ بڑبڑایا۔ "م[illegible] مار کر مجھے سب کے سامنے ذلیل کیا۔ بہت اچھا فرعون۔ تیرے پا[illegible] تلوار ہے۔ اب مجھے اپنا کام کرنا ہے۔ آؤ۔ بابل۔ آؤ۔ کہاں ہو تم حیوں

فرعون اپیی اپنے مشیروں اور درباریوں کو رخصت کر چکا تھا اور اب اپنے بنائے ہوئے قلعہ کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھا سوچ رہا تھا ہر چند کہ وہ ہر ظالم شخص کی طرح معلوب الغضب آدمی تھا۔ لیکن ایک دوربیں سیاست داں اور قابل جرنیل تھا چنانچہ جانتا

تھا کہ مصر کے سب سے زیادہ ہوشیار اور عیار شخص وزیر آناتھ نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا بے شک وہ بابل کی اس زبردست فوج کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا تاہم اس نے آناتھ کے سر پر عصا مار کر اسے سر دربار ذلیل و خوار کیا تھا اور آناتھ جیسا شخص اس توہین کو' اس ذلت کو کبھی فراموش نہ کرے گا۔

تو پھر کیوں نہ آناتھ کو قتل کر کے اس جھگڑے کو ختم کر دیا جائے؟ نہیں۔ یہ مناسب نہیں۔ آناتھ کے حامیوں کی کمی نہ تھی ملک میں اس کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ یہ لوگ اس کے' فرعون کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ وہ انہیں ان کی مرضی کے خلاف جنگ کی بھٹی میں جھونک رہا تھا۔ یہ باغی ہی اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ جس طرح کہ ان کے خیال کے مطابق اس نے' فرعون نے' اپنے بیٹے شہزادے خیان کا' جسے مصری چاہتے تھے' خاتمہ کر دیا تھا اسے چاہئے کہ آناتھ کو بلا کر اس سے معافی طلب کرے اور اپنی غلطی کے' جو اس سے غصے میں سرزد ہو گئی تھی' عوض سے زبردست دولت دینے کا وعدہ کرے۔

تو یا وہ آناتھ کا مشورہ قبول کر لے اور اپنی زندگی بچانے اور چرواہے خاندان کی قوت برقرار رکھنے کی غرض سے بابل کے سامنے سر جھکا کر اس کا جوا اپنی گردن میں ڈال لے؟ کیا مطلب ہو گا اس کا؟ یہی کہ خیان کے حق میں؟ بشرطیکہ وہ زندہ ہو' اسے اپنے تخت سے دستبردار ہونا پڑے گا اس خیان کے حق میں جس نے اس سے وہ لڑکی چھین لی جس۔ حسن پر خود اس کا دل آیا ہوا تھا' صرف یہی نہیں بلکہ اس نے لڑکی کو بابل بھیج دیا' وہ بابلی فوجوں کو مصر پر چڑھا لائے۔ اور اگر خیان مر چکا ہے تو یہ لڑکی جو شمالی مصر کی جائز حقدار ہے مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے گی اور اس کے وارث سے شادی کر لے گی۔ چنانچہ ہتھیار ڈال دینے سے اسے کیا فائدہ ہو گا؟ صرف ایک فائدہ... اس کی جان بچ جائے گی اور وہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی کے بقیہ دن جلا وطنی میں گزارے گا اور اپنے شاندار ماضی کو یاد کر کے آنسو بہاتا رہے گا اور ایک خاموش تماشائی کی طرح دیکھتا رہے گا کہ مصری چرواہوں کے خاندان کو نیست و نابود کر رہے ہیں۔

نہیں یہ نہیں ہو گا۔ اگر اسے مرنا ہی ہے تو میدان جنگ میں مرے گا... ایک بات تو صاف ہے ایسی زبردست فوج کا وہ مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ ایسے زبردست دشمن کے مقابلے میں وہ کس طرح فتح حاصل کر سکتا ہے؟ نہیں۔ اگر اس نے میدان میں نکل کر جنگ کی تو

اسے دم بھر میں کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے بنائے ہوئے قلعوں میں محصور رہا تو بابل فوجوں کا ایک حصہ محاصرہ کر لے گا اور بقیہ فوج آگے بڑھ کر مصر پر چھا جائے گی۔ لیکن.... عمدہ سپہ سالاری مناسب قیادت اور جنگی چالوں سے وہ اب بھی فتح حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک ترکیب اسے سوجھی۔ وہ اپنے بہترین گھڑ سواروں کو' جو چرواہے خاندان کے اور جنگجو ہیں' بیس ہزار یا اس سے زیادہ کی تعداد میں روانہ کر دے گا کہ وہ صحرا کا چکر کاٹ کر بابلیوں کے پیچھے پہنچ جائیں اور جب بابلی اپنی عادت کے مطابق منہ اندھیرے جنگ کے لئے بڑھ رہے ہوں تو ان پر عقب سے حملہ کر دیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بابل سپاہیوں کی صفیں ٹوٹ جائیں' ان میں افراتفری مچ جائے' اس اچانک اور غیر متوقع حملے سے وہ خوفزدہ ہو جائیں تب وہ خود سامنے سے حملہ کر دے اور گھبرائی ہوئی بابلی فوج کو پسپا کر دے۔ بہر حال دوسری کوئی تجویز چونکہ پیش نہیں کی گئی اس لئے اس ترکیب کو عملی جامہ پہنانا چاہئے۔

تاؤ نے جن پانچ ہزار سپاہیوں کو روانہ کیا تھا وہ بخیر و خوبی پہاڑیوں کی سرحدی چوکی میں پہنچ گئے اور چوکی کے افسر کو اپنے آنے کا مقصد بتایا اور اس کے مہمان سے بھی جو سب جانتے تھے کہ شہزادہ خیان تھا کہا کہ وہ کس لئے آئے تھے اور انہیں کس نے بھیجا تھا خیان نے ان کی داستان سنی اور یہ سن کر مارے خوشی کے دیوانہ ہو گیا کہ بابل کا زبردست لشکر زیادہ دور نہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی محبوبہ نفرا بھی تھی جو محفوظ اور تندرست تھی اور اس کی تصدیق اس خط نے بھی کی جو نفرا نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر افسر کے ساتھ روانہ کیا تھا اس پہاڑی چوکی میں زخمی اور غمزدہ پڑے ہوئے خیان کے سامنے اب صبح امید طلوع ہوئی۔

دوسرے دن صبح تک ان پانچ ہزار اور ان کے گھوڑوں نے آرام کر کے سفر کی تکان دور کی اور پھر اس چوکی کے دستے کو جس کا ہر سپاہی اس قید سے چھوٹ کر بڑا خوش تھا ساتھ لے کر یہ پانچ ہزار بابل کے لشکر سے جا ملنے کے لئے روانہ ہوئے طے پایا تھا کہ یہ لوگ مصر کی سرحد پر لشکر سے جا ملیں گے اس فوج کے درمیان ایک رتھ میں خیان تھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل نہ تھا' دوسرے رتھ میں تیمور سوار تھا کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی کہ آئندہ کبھی وہ گھوڑے پر نہ بیٹھے گا الا یہ کہ یہ تقدیر اسے مجبور کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے صحیح سلامت صحرا عبور کرلیا ابھی نے جن چھاپا ماروں اس طرف متعین کردیا تھا اب وہ غائب ہوچکے تھے یہ لوگ تیزی سے سفر نہ کر سکتے تھے کیونکہ چوکی کے سپاہیوں کے پاس گھوڑے نہ تھے اور وہ پیدل سفر کر رہے تھے ان کی رفتار اس قدر ست تھی کہ خیان نے جو نفرا سے ملنے کے لئے بے تاب تھا خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کے ساتھ بابلی فوج کے چند گھڑ سوار کر دیئے جائیں کہ وہ تیزی سے سفر کرتا ہوا جلد از جلد نفرا کے پاس پہنچ جائے لیکن افسر اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ تاؤ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ وقائع نگار راسہ کی ایسی حفاظت کرے کہ اس کا بال تک بیکا نہ ہو اور یہی اس نے خیان سے کہا۔

سفر کے پانچویں دن سہ پہر کے وقت صحرا کے خانہ بدوشوں نے انہیں بتایا کہ وہ بابلی لشکر کے قریب پہنچ گئے ہیں جو ابھی کے بنائے ہوئے قلعوں کے سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا چونکہ اس رت اس لشکر تک پہنچنا ممکن نہ تھا اس لئے افسر نے اپنی پانچ ہزار فوج کو قیام کر دینے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ آدھی رات کے وقت چاند کی چاندنی میں آگے کوچ کیا جائے گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تو صبح تک بابلی لشکر کے پڑاؤ میں ہوں گے۔

چنانچہ آدھی رات کے وقت آدھے چاند کی روشنی میں وہ روانہ ہوئے۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد تیمور کے کہنے سے اس کا رتھ خیان کے رتھ کے پہلو میں لایا گیا تاکہ تیمور اپنی باتوں سے اس کا دل بہلائے کیونکہ خیان اداس اور خاموش تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ سامنے کی پہاڑیوں کے عقب میں ابھی کے روانہ کردہ پچیس ہزار سپاہی چپکے ہی چپکے بابلی لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے انہیں ابھی کا حکم تھا کہ وہ پو پھٹتے ہی بابلی لشکر کے ایک پہلو پر شدت سے حملہ کردیں۔ افسر نے سرحدی چوکیوں کے سپاہیوں کو جنہیں وہ ساتھ لے کر چلا تھا ہراول کے طور پر روانہ کیا تھا اگر خطرہ ہو تو اسے مطلع کردیا جائے لیکن یہ لوگ نہ جانتے تھے کہ چوکی کے یہ سپاہی بے خبری میں ابھی کے فرستادہ پچیس ہزار سپاہیوں میں یہ سمجھ کر بے خطر جا گھسے تھے کہ یہ دراصل بابلی فوج ہے اور اس طرح ابھی کے سپاہیوں نے انہیں گرفتار کرلیا تھا اور اس طرح ابھی کے یہ سپاہی اس بات سے خبردار بھی ہوگئے تھے کہ دشمن پیچھے سے آرہا ہے۔

سنا میرے بھائی تیمور نے خیان سے کہا اس تمام عرصے میں تم بے حد بے چین اور بے

قرار رہے ہو اور اپنے زخم کی شکایت کرتے رہے ہو حالانکہ یہ زخم مندمل ہو جائے گا البتہ یہ اور بات ہے کہ تم عمر بھر کے لئے لنگڑے ہو جاؤ گے اور دیکھو اب ہم جلد ہی بابلی فوجوں میں بھی پہنچ جائیں گے اور حلقہ سحر کے کاہن اعظم تاؤ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی دعائیں لیں گے اور پھر تمہاری تکلیف کا خاتمہ اور ہر مشکل آسان ہو جائے گی مجھے تو یقین تھا ہی اس کا کہ ساری تکلیفیں غائب۔

اور عین اس وقت خود تیمور ایک دم سے غائب ہو گیا کیونکہ کہیں سے ایک تیر آیا اور گھوڑوں پر گرا اور وہ اس ناگہانی آفت سے گھبرا کر رتھ لے کر بگٹٹ بھاگے تیمور نے رتھ کا جنگہ ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے گھوڑوں کی لگامیں دیوانوں کی طرح کھینچنے لگا لیکن گھوڑے نہ رکے بلکہ وہ اور بھی بے تحاشہ بھاگنے لگے وہ رتھ اور تیمور سمیت پہاڑی پر چڑھے دوسری طرف اترے اور ابھی کی فوج میں جا گھسے اور اس سے پہلے کہ سپاہی سمجھ سکتے کہ یہ کیا بلا ہے کہ صفیں چیرتا ہوئے دوسری طرف نکل چکے تھے اور اب تیمور رتھ کے فرش پر اوندھے منہ پڑا اس سے چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا گھوڑوں نے دوسرے گھوڑوں کی بو پالی تھی۔

تقدیر میں یقین رکھو یقین تیمور نے اپنے آپ سے کہا یہ لعنتی جانور وہیں جائیں گے جہاں تقدیر انہیں لے جائے گی اور اب مجھے تو کہیں سپاہی وپاہی دکھائی نہیں دیتے۔

لیکن فوراً ہی اسے بے شمار سپاہی دکھائی دیئے کیونکہ اب تیمور کا رتھ بابلی فوج کے قلب میں جا گھسا تھا اور سنتریوں کی چیخوں اور کوششوں کے باوجود گھوڑے رک نہیں رہے تھے آخر کار ایک گھوڑے کی ٹانگ میں ایک خیمے کی رسی الجھ گئی اور وہ اپنے ساتھی گھوڑے کو لے کر گرا رتھ ایک جھٹکے کے ساتھ اوپر اٹھ گیا اور ان کے فرش سے چپکا ہوا تیمور جیسے ہوا میں اڑ کر اس جرنیل کے قدموں میں ٹپ سے گرا جو چند افسروں کو کچھ احکامات دے رہا تھا۔

کون ہے یہ؟ افسر نے بگڑ کر کہا اور یہ رتھ یہاں کیا کر رہا ہے؟ لے جاؤ اسے تیمور نے افسر کی آواز پہچان لی اور ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اے کاہن اعظم کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب تم کاہن اعظم ہی ہو کیونکہ راہو کا انتقال ہو چکا ہے اے مقدس باپ تاؤ لیکن یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حلقہ سحر کا کاہن زرہ بکتر پہنے

ہوئے ہے حالانکہ یہ نہیں ہونا چاہئے مجھے پہچانو کہ میں کوئی اور نہیں بلکہ تیمور ہوں تمہاری برادری کا ایک راہب اور تم مجھے بھولے نہ ہوگے کہ تم ہی نے مجھے ابیبی کے پاس پیغامبر بنا کر بھیجا تھا اور تب سے اب تک مجھ پر کتنی مصیبتیں نازل ہو چکی ہیں تم نہیں جانتے۔

ہاں برادر میں نے پہچانا تمہیں تاؤ نے کہا لیکن اس رتھ میں کیوں اور کہاں سے آئے؟

یہ تو میں بھی نہیں جانتا ایک لمحے پہلے میں اس سے باتیں کررہا تھا جو اپنے آپ کو وقائع نگار راسہ کہتا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کا دوسرا نام بھی ہے پھر دوسرے ہی لمحے اس کا رتھ بان اپنے سینے میں تیر کھا کر گرا اور تیسرے لمحے یہ لعنتی گھوڑے مجھ سمیت رتھ کو لے کر بھاگے جانے کس طرف بھاگے یہ میں نہیں جانتا میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک زبردست فوج کو چیرتے چلے گئے جس کے سپاہیوں نے ایسی زرہ بکتریں پہن رکھی تھیں جیسی کہ چرواہے بادشاہ سپاہی پہنتے ہیں اور چاند کی روشنی ابیبی جھنڈوں پر چمک رہی تھی اور ان جھنڈوں کو میں جانتا اور پہچانتا ہوں کہ وہاں تانیس میں میں نے بہت سے جھنڈے دیکھے ہیں اور پھر ان گھوڑوں کو راہبری دیوتاؤں نے کی اور انہوں نے مجھے تمہارے قدموں میں لا پھینکا بس یہ ہے میری کہانی۔

وقائع نگار راسہ! ایک نسائی آواز نے کہا۔

یہ نفرا تھی جو گھوڑوں کے گرنے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اپنے خیمے سے نکل کر اور رو کو ساتھ لے کر وہاں آگئی تھی۔

وقائع نگار راسہ کو کہاں چھوڑا تم نے؟ نفرا نے پوچھا۔

بیکار سوالوں میں وقت ضائع نہ کرو بھانجی تاؤ نے کہا تم سمجھ نہیں رہیں کہ جس فوج کو ہم نے ایک خاص دستے کو لانے بھیجا تھا اس پر دشمن کی فوج نے گھات لگا کر حملہ کردیا ہے اور ہمارا یہ برادر آنا ”فانا“ بھاگ کر ہمیں یہ خبر دینے آگیا ہے یا شاید تاؤ اچانک ایک خیال آیا اور اس نے مزید کہا ابیبی کی فوج کا چکر کاٹ کر دوسری طرف پہنچ گئی ہے کہ جنوب کی طرف سے ہم پر علی الصبح اچانک حملہ کردے۔

اور پھر تاؤ نے احکامات صادر کیئے۔ قرنے پھونکے گئے افسر دوڑ پڑے سپاہیوں نے نیند

میں سے اٹھ کر ہتھیار سنبھالے اور اپنی اپنی مقررہ جگہ پر پہنچ گئے پورے پڑاؤ میں ایک عام ہلچل مچ گئی۔

اس عرصے میں اور اس پڑاؤ سے تھوڑے ہی فاصلے پر خون آشام جنگ ہو رہی تھی ابیبی کے پچیس ہزار سپاہی یہ سمجھ کر کہ ان پر حملہ ہوا ہے ان پر پانچ ہزار بابلیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جو بے خبری میں ان کے درمیان سے راستہ کاٹ کر دوسری طرف نکل جانے کی جان توڑ کوشش کر رہے تھے اور آہستہ آہستہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو رہے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے آدمی بھی مارے جا رہے تھے ابیبی کے دستے ان پر حملوں پر حملے کر رہے تھے لیکن پسپا ہو رہے تھے گھوڑے ہنہنا رہے تھے سپاہی کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور زخمی چیخ رہے اور چلا رہے تھے۔

چاند بجھ گیا اور لیکن جنگ جاری رہی۔ اب دوست اور دشمن میں تمیز کرنا مشکل تھا صبح کاذب کی روشنی نمود۔ ہو کر بجھ گئی اور اب صبح کی روشنی افق مشرق سے پھوٹ کر رفتہ رفتہ بکھرنے اور پھیلنے لگی اور اب بابلیوں کو نظر آیا کہ فرار کی کوئی راہ نہ تھی چنانچہ بابلی افسر نے ان سپاہیوں کو جو اس کے قریب تھے سمیٹ کر حلقہ سے بنایا یہ تعداد میں دو ہزار یا اس سے زیادہ تھے اور ان سے کہا کہ نہ تو کوئی فرار ہو اور نہ ہتھیار ڈالے بلکہ لڑ کر بہادروں کی طرح جان دے کر یہ بابلی کی عزت کا سوال تھا۔

صبح کی روشنی میں ابیبی کی فوجوں کے سپہ سالار نے جب دیکھا ہ ان کی یہ جنگ بابل کے پورے لشکر کے میسرہ سے نہ تھی جس پر وہ حملہ کرنے چلے تھے بلکہ یہ تو مٹھی بھر سپاہی تھے جن سے وہ الجھے ہوئے تھے تو اس کا ابیبی کا افسر کا دل بیٹھ گیا اور وہ مایوس ہو گیا کیونکہ اب وقت نکل چکا تھا اور صبح ہو چکی تھی اور بابلی لشکر کے میسرہ پر حملہ نہ کر سکتا تھا وہ اپنے موقعہ میں ناکام رہا تھا اور اس خیال سے وہ کانپ گیا تھا کہ اب وہ ابیبی کو کیا منہ دکھائے گا اس جنگ میں ان لوگوں نے چند بابلی سپاہی گرفتار کر لئے تھے جن میں سے اکثر زخمی تھے افسر نے ان گرفتار شدہ زخمیوں سے سوالات پوچھے وہ خاموشی رہے لیکن جب ان پر سختی کی گئی تو انہوں نے بتا دیا کہ بابلیوں کی فوج تھی جیسے پہاڑیوں میں کی سرحدی چوکی کے سپاہیوں کو لانے کے لئے بھیجا گیا تھا اور یہ کہ فوج ان سپاہیوں کو لے کر واپس آ رہی تھی کہ ابیبی کی فوج سے ٹکر ہو گئی۔

تو پھر وہ کون ہے جو رتھ میں بیٹھا ہوا ہے؟ اپیی کے افسر نے پوچھا یہ تو ہم نہیں جانتے ایک قیدی نے جواب دیا۔

اس پر افسر نے قیدی کو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور یوں اسے معلوم ہوگیا کہ وہ جو رتھ میں تھا کوئی اور نہیں بلکہ شہزادہ خیان تھا اور جب وہ مصر سے فرار ہو رہا تھا تو اسی افسر کو اپیی نے اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تھا حالانکہ بابلی قیدی نے اس کا نام وقائع نگار راسہ ہی بتایا تھا لیکن افسر جانتا تھا کہ خیان ہی وقائع نگار راسہ تھا۔

اور تب مایوس کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں افسر کو امید کی کرن نظر آئی بے شک اسے جس کام کے لئے بھیجا گیا تھا اس میں وہ ناکام رہا رتھ اور بابلی لشکر پر حملہ کرنے کے بجائے اندھیرے میں غلط فوج سے الجھ گیا تھا لیکن اب اس نے فوراً ایک فیصلہ کرلیا اب وہ بابلی لشکر پر حملہ نہ کرے گا کیونکہ اس کا وقت گزر چکا تھا بلکہ اب وہ اس مٹھی بھر فوج کو ٹھکانے لگا کر خیان کو گرفتار کرنے لگا اور اپیی کی خدمت میں اسے پیش کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرلے گا۔

چنانچہ اسے فوراً ہی حکم دیا اور اس کی فوج نے حملہ کردیا حریفیں گھوڑوں پر سوار تھے دونوں کے پاس تیر اور کمانیں نہ تھیں اور برچھے بہت کم تھے چنانچہ انہیں تلواروں سے جنگ کرنی تھیں بابلیوں نے اپنے گھوڑے حلقے کے بیچ میں چھوڑ دیئے تھے یا زخمیوں کے حوالے کردیئے تھے چنانچہ اب وہ پیدل تھے اس کے علاوہ وہ اپنے سپہ سالار کے حکم سے ہاتھوں پتھروں اور کھانا پکانے کے برتنوں سے صحرا کے ریت کا پشتہ سے بنا رہے تھے اور دو ہزار آدمیوں کی محنت سے یہ پشتہ اتنی سرعت سے بلند ہوگیا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھمادی ہو چرواہوں نے ہر چار طرف سے اس پشتے پر دھاوا بول دیا بابلی فوج تین صفیں بنائے پشتے کی چوٹی پر کھڑی تھی چنانچہ اپیی فوج کے چند ہی گھڑ سوار بیک وقت اوپر پہنچ سکتے تھے اور بابلی ان پر تلواروں سے وار کررہے تھے یا ان کے گھوڑوں کی ٹانگوں پر تلواریں مار رہے تھے اور یوں تو انہیں لنگڑے کررہے تھے یا خود زخمی ہو کر پیچھے ہٹ رہے تھے اور پشتے کی ڈھلان پر سے لڑھک کر سوار سمیت نیچے گر رہے تھے۔

اپیی کے سپہ سالار کو جلد ہی معلوم ہوگیا کہ یوں فتح پانا آسان نہ تھا اور فتح حاصل کرنے میں جتنی دیر ہوگئی اتنا ہی خطرہ زیادہ ہوگا۔ اسے خوف تھا کہ اگر بابل کے لشکر کو یہ

معلوم ہو گیا کہ یہاں کیا ہو رہا تھا تو اس کا سپہ سالار ان لوگوں کی کمک کے لئے دستے روانہ کردے گا اور پھر نتیجہ معلوم۔ اب یہ بھی خوف کہ وہ زخمی جو رتھ میں تھا اور اس کے خیال میں خیان تھا کہیں جنگ کی افرا تفری میں مارا نہ جائے حالانکہ وہ اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا اور اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ اگر ان پر حملہ نہ بھی کیا گیا تب بھی یہ تو ہو گا ہی کہ اسے اور اس کی فوج کو نہ صرف جڑ سے کاٹ دیا جائے گا بلکہ انہیں صحرا میں دھکیل دیا جائے گا جہاں وہ بھوک اور پیاس سے مر جائیں گے۔

چنانچہ اس نے جنگ بند کردینے کا حکم دیا اور چند افسروں کو صلح کے سفید جھنڈے بلند کرکے بابلی سپہ سالار کے پاس اس پیغام کے ساتھ روانہ کیا کہ ہم سے جنگ کرکے تم خود اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو کیونکہ ایک ایک سپاہی کے مقابلے میں ہمارے دس دس سپاہی ہیں ہتھیار ڈال دو اور ہم وعدہ کرتے ہیں تمہاری جانیں سلامت رہیں گی اور اگر جنگ کی تو تم میں سے ایک بھی زندہ نہ رہے گا۔

بابلی سپہ سالار نے یہ پیغام سنا لیکن وہ بے حد چالاک اور ہوشیار تھا چنانچہ اس نے فوراً ہی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے بھی امید تھی کہ ان کی مصیبت کی اطلاع بڑے لشکر تک پہنچ جائے گی یا تو ان پیغامبروں کے ذریعہ جو اس نے حملہ ہونے سے پہلے روانہ کئے تھے یا کسی اور ذریعہ سے چنانچہ وقت حاصل کرنے کی غرض سے اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دے گا چنانچہ وہ گھیرے کے بیچ میں پہنچا اور خیان سے سب کچھ بیان کردیا۔

بتائے اب ہم کیا کریں؟ اس نے کہا اگر ہم جنگ جاری رکھتے ہیں تو بہت جلد دشمن ہمیں کاٹ کر رکھ دے گا اور بابلی عزت کا خاطر میں ہتھیار نہیں ڈال سکتا اس سے تو بہتر ہے کہ میں خود ہی اپنی تلوار اپنے سینے میں اتار دوں۔

سپہ سالار معلوم ہوتا ہے کہ تم نے خود ہی اپنے سوالوں کو جواب دے دیا ہے۔ خیان نے مسکرا کر جواب دیا تاہم میرا مشورہ یہ ہے کہ تم مجھے ان لوگوں کے حوالے کردو کیونکہ تم جانتے ہی ہو کہ میں کون ہوں پھر مصر کا افسر تم لوگوں سے کوئی تعرض نہ کرے گا سپہ سالار نے ایک قہقہہ لگایا۔

واہ کیا مشورہ دیا ہے شہزادے چونکہ خود آپ نے اپنے آپ کو ظاہر کردیا ہے اس لئے

میں آپ کو شہزادہ کہہ رہا ہوں اگر میں نے ایسا کیا تو میں شہزادہ ایوشو کو جو تاؤ کے نام سے مشہور ہے کیا منہ دکھاؤں گا؟ اگر میں آپ کو لئے بغیر لشکر میں پہنچ گیا تو شہزادہ ایوشو جو اس لشکر کے سپہ سالار ہیں اور ایک خاتون جو اس لشکر کے ساتھ ہیں میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ نہیں شہزادے میں میدان جنگ میں عزت سے مرنا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ بابلی فوج کا ایک ایک سپاہی مجھ پر تھوکے نہیں میں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے میں ان چرواہوں سے گفت و شنید کروں گا جیسے کہ صلح کرنا چاہتا ہوں اور ان سے تحریری وعدہ مانگوں گا کہ وہ ہمیں صحیح سلامت نکل جانے دیں گے اور جب میں ان سے بات چیت کررہا ہوں گا تو ہمارے سپاہی ان زخمیوں کو جو کسی قابل ہیں اپنے اپنے گھوڑوں پر چپکے سے سوار کرلیں گے جو زیادہ زخمی ہیں انہیں ان کی قسمت پر چھوڑ دیں گے اور پھر ہم اچانک ان چرواہوں پر حملہ کردیں گے اور چونکہ دن نکل آیا ہے اس لئے لڑتے بھڑتے یا تو دوسری طرف نکل جائیں گے یا مارے جائیں گے۔

ٹھیک ہے خیان نے مسکرا کر کہا۔

لیکن اس کا خیال کچھ اور ہی تھا جس کا اظہار اس نے نہ کیا وہ جانتا تھا کہ تھکے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھکے ہوئے سپاہی فتح یاب نہ ہو سکیں گے گھڑسوار اور پیادے مارے جائیں گے اور زخمیوں کو بھی قتل کردیا جائے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ چرواہے سپہ سالار کو بابلیوں کو کو شکست دینے اور انہیں قتل کرنے سے قطعی دلچسپی نہ تھی وہ تو صرف خیان کو پکڑنا چاہتا تھا چنانچہ اب یہی ایک راستہ تھا کہ وہ یعنی خیان خود اپنی جان کی قربانی پیش کردے اس خیال سے ہی وہ کانپ گیا کیونکہ اس کا مطلب اذیت ناک موت اور سب سے بالا یہ کہ وہ پھر کبھی کم سے کم اس دنیا میں نفرا کی صورت نہ دیکھ سکے گا نہیں اسے فیصلہ کرنا تھا فوری اور قطعی فیصلہ۔

خیان نے نظریں جھکالیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اس عظیم قوت سے جس کی وہ پرستش کرتا تھا دعا مانگی کہ وہ اس کی راہبری کرے اور اس کی دعا قبول ہوئی گھوڑوں کی ہنہناہٹ زخمیوں کی کراہوں افسروں کے احکامات جاری کرنے کی چیخ و پکار اور اسلحات کی جھنکار سے بالا اس نے وہ آواز سنی جس کو وہ اچھی طرح جانتا تھا راہب کی آواز آواز کہہ رہی تھی۔

میرے بیٹے اپنا فرض ادا کرو چاہے وہ قربانی کا ہی کیوں نہ ہو اور باقی قوت عظیم پر چھوڑ

اور اب خیان نے ذرا بھی شش پنج نہ کیا رتھ میں وہ اکیلا تھا کیونکہ رتھ بان گھوڑوں کو دانہ پانی دینے کے لئے رتھ سے اتر گیا تھا اور تھوڑے فاصلے پر گھوڑوں کو کھاتے دیکھ رہا تھا خیان نے ایک دم سے باگیں کھینچیں اور گھوڑے پر چابک برسا دیئے گھوڑے رتھ لے کر بھاگے۔

اور اب وہ پشتے کی ڈھلان پر چڑھ رہے تھے کوئی پچاس قدم آگے بابل جرنیل ایک افسر کے ساتھ کھڑا چرواہوں کے افسر سے گفتگو کر رہا تھا چرواہے افسر کے ساتھ بھی ایک دوسرا افسر تھا اور اس دوسرے افسر کو خیان جانتا تھا کیونکہ شامی جنگجوؤں میں وہ خیان کے ساتھ تھا ان لوگوں نے خیان کو آتے نہ دیکھا اور نہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی یا رتھ کے پہیوں کی آواز سنی کیونکہ وہ نرم ریت پر بھاگ رہے تھے اپپی کا کپتان کسی بات پر غصے ہو گیا تھا اور چیخ کر کہہ رہا تھا۔

میری پہلی اور آخری شرط ہے شہزادے خیان کو ہمارے حوالے کردو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سب کو صحیح سلامت نکل جانے دوں گا اور اگر اس سے انکار ہے تو پھر سن لو تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچے گا اور اس کے بعد بھی خیان زندہ یا مردہ میرے قبضے میں ہوگا اور میں اسے یا اس کی لاش کو اس کے باپ فرعون اپپی کی خدمت میں پیش کردوں گا بس میں کہہ چکا کیا جواب ہے تمہارا؟

جواب میں دوں گا خیان نے رتھ میں سے کہا اور وہ سب کے سب حیرت سے ایک طرف گھوم گئے میں شہزادہ خیان ہوں اور میرے دوست تم جانتے ہو میں بھی تمہیں جانتا ہوں کہ تم ایماندار شریف اور وعدے کے پکے ہو چنانچہ اس وقت میں بھی تمہارے وعدے پر اعتبار کر رہا ہوں ان بابلیوں کو اپنے زخمیوں کو ساتھ لے کر جانے دو اور اس کے عوض میں اپنے آپ کو تمہارے سپرد کر رہا ہوں تو قسم کھائے تم اس کی؟

قسم کھاتا ہوں شہزادے چرواہے کے کپتان نے خیان کو سلام کر کے کہا اور نیچی آواز میں اضافہ کیا لیکن جان لو شہزادے اپپی کو تم سخت غصہ ہے۔

ہاں یہ میں جانتا ہوں خیان نے کہا اور بابلی سہ سالار کی طرف گھوم گیا جو دم بخود کھڑا

تھا جرنیل آقا تاؤ اور خاتون مصر سے کہنا کہ میں وہاں جارہا ہوں جہاں مجھے میرا فرض پکار رہا ہے اور اگر یہ مقدر ہوچکا ہے کہ ہماری ملاقات اس دنیا میں نہ ہو تو پھر کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست مجھے غلط نہ سمجھیں گے اکثر جو بات بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے بعد میں صحیح ثابت ہوتی ہے اور اکثر اوقات بے اقدام کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

آقا بابلی جرنیل نے یوں کہا جیسے اسے اب ہوش آیا ہو آپ ہمیں چھوڑ کر چرواہوں سے مل تو نہیں رہے ہیں۔

میں خود چرواہا نہیں ہوں سردار؟ خیان نے کہا اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی الوداع دوست خوش بختی تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ہے جن کے خون کا قطرہ بھی میری خاطر نہ گرے۔

اور پھر اس نے گھوڑوں کو ٹٹخلو دیا۔ وہ آگے بڑھ گئے اور بابلی سپہ سالار ہاتھ ملنے اور بابل کے دیوتاؤں کو پکارنے لگا۔

شہزادے میں آپ کو سمجھ نہ سکا چرواہے کپتان نے اپنا گھوڑا خیان کے رتھ کے قریب لا کر کہا۔ میں نہیں جانتا کہ بابلی اپنی تاریخ میں آپ کو کیا لکھیں گے ہیرو یا غدار؟ بہرحال میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر موقع ملا تب بھی آپ فرار ہو کر بابلیوں کے پاس جانے کی کوشش کریں گے اگر ایسا ہوا تو میں آپ پر تلوار چلنے کی گستاخی کرنے پر مجبور ہوجاؤں گا۔

"یہ جان تمہاری ہے میرے دوست بہرحال میں اپنے ایک ساتھی تیمور کی طرح اب قسمت پر بھروسا کررہا ہوں جو قسمت میں لکھا ہوا وہ ہو کر رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا ساتھی تیمور کہاں ہے آخری دفعہ میں نے اسے تمہاری فوج میں گھستے دیکھا تھا"۔

"پاگل"۔ جرنیل بڑبڑایا تاہم اس کے ہوس ٹھکانے نہیں ہیں تب بھی وہ اپنا وعدہ تو نبھائے گا۔ اور یوں میرا سر میرے کندھے پر سلامت رہے گا"۔

خیان تانیس میں

چرواہے سپاہی تیزی سے ایسی کے ان قلعوں کی طرف چلے جو اس کی سرحد پر تھے اور ان کے درمیان اور محافظوں کے بیچ میں خیان کا رتھ تھا سپہ سالار جانتا تھا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا کیونکہ بابلیوں کا وہ سردار جس کی فوج سمیت اس نے حسب وعدہ جانے دیا تھا جلد بابلی لشکروں میں پہنچ جائے گا اور پھر نتیجہ معلوم۔

لیکن یہ سپہ سالار یہ نہ جانتا تھا کہ دو گھنٹے پہلے تیمور لشکروں میں پہنچ گیا تھا اور اب ایک زبردست گھڑسوار فوج اسے کاٹنے کے لئے آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔

صحرا میں دور پر گرد کا ایک بادل سا اٹھتا نظر آیا۔ بادل قریب سے قریب تر آتا چلا گیا اور اب اس نے بھالوں کے پھل خود اور رتھ کے پتر چمکتے دکھائی دیئے چرواہے کے ہاتھ پیر پھول گئے ان کا راستہ روک دیا گیا تھا بابلی ان کے سروں پر پہنچ گئے تھے فرار ممکن نہ تھا اب ان کی حالت ان پانچ ہزار بابلیوں کی سی تھی جن کی انہوں نے چوبیس گھنٹوں پہلے گھیر لیا تھا انہی بابلیوں کی طرح اب خود انہیں جنگ کرنی تھی اور کامیابی کی کوئی امید نہ تھی۔

چنانچہ انہوں نے صفیں بنائیں اور بابلیوں کی دائیں پہلو پر جو نسبتاً کمزور تھا حملہ کر دیا پچاس ہزار بابلیوں کے مقابلے میں صرف بیس ہزار چرواہے تھے بابلیوں نے خوشی کے نعرے لگائے لیکن چرواہے خاموش تھے۔

ایسی فوج کا افسر اعلیٰ خیان رتھ کے قریب آیا۔

آقا وہ بولا دیوتا میرے خلاف ہیں ار ہمارا خاتمہ قریب ہے تاہم میں آپ کو اپنا وعدہ یاد دلا رہا ہوں آپ فرار ہونے کی کوشش نہ کریں گے اگر آپ پکڑ لئے گئے تو یہ آپ کا مقدر ہوگا تاہم آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سیدھے سرحد کی طرف روانہ ہوں اور اپنے آپ کو ایسی یا اس کی فوجوں کے سپرد کر دیں۔

سردار! میں وعدہ فراموش نہیں ہوں خیان نے کہا۔

افسر نے اپنی تلوار سے خیان کو سلام کیا گھوڑے کو ایڑ لگائی اور غائب ہو گیا بادلوں کی سی گرج کے ساتھ دونوں فوجیں ٹکرا گئیں چرواہے دائیں بائیں رفتہ رفتہ ان کی رفتار کم

ہوتی چلی گئی اور زیادہ سے زیادہ بابلی زیادہ سے زیادہ جوش و خروش سے ان پر حملہ کرنے لگے۔

وہ سپاہی جو خیان کے آگے تھے یا تو مارے گئے یا بکھر گئے۔ چنانچہ اب خیان کا رتھ جنگ کرتے ہوئے سپاہیوں کے بیچ میں تھا۔ خیان نے دیکھا کہ تھوڑی دور پر چرواہوں کے بہت سے سپاہی چند بابلیوں پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور یہ بابلی ایک بے حد شاندار رتھ کے گرد جمع تھے جو غالباً دوسروں کے آگے نکل آیا تھا اور جس کے گھوڑے زخمی تھے اور زمین پر سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس رتھ میں چاندی کی زرہ بکتر پہنے اور ہاتھ میں تلوار لئے ایک خوبصورت جوان کھڑا تھا جسے خیان نے بابل کا کوئی نو عمر شہزادہ سمجھا اور رتھ کے اس پہلو کی طرف' جس طرف چرواہوں کا دباؤ زیادہ تھا ایک سیاہ فام دیو کھڑا ہوا تھا جو تن تنہا چرواہوں کے ہر حملے کو ناکام بنا رہا تھا۔ اس کا خوفناک جنگلی کلہاڑا بلند ہو رہا اور گر رہا تھا اور وہ جس پر گرتا تھا اس کے ٹکڑے اڑا دیتا تھا۔ خیان نے ایک ہی نظر میں ہی سیاہ فام دیو کو پہچان لیا۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ دیو ہیکل حبشی رو تھا۔ اور تب اس کی سمجھ میں آیا کہ سونے کی زرہ بکتر میں ملبوس رتھ میں جو ہستی تھی وہ بابل کا کوئی کم عمر شہزادہ نہیں بلکہ خود اس کی منگیتر نفرا تھی۔

خیان کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

نفرا کے لئے صورت حال نازک تھی۔ گھڑ سوار اس کی مدد کو بے شک آ رہے تھے لیکن قریب ترین سپاہی بھی ایک تیر سے زیادہ کے فاصلے پر تھا کیونکہ اپنے احمقانہ جوش میں نفرا اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل آئی تھی۔ رو بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور وار پر وار کر رہا تھا لیکن وہ ہر طرف اور ہر جگہ ظاہر ہے کہ نہ پہنچ سکتا تھا چنانچہ جب وہ رتھ کے پیچھے ان دشمنوں پر حملہ کرنے پہنچا جو اس طرف سے رتھ پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے تو دوسرے چار پانچ سپاہی پہلو کی طرف سے لپکے کہ اسے' جو رتھ میں تھی' قتل کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کو جیسے پتہ چل گیا تھا اور رتھ میں جو تھی وہ ایک ایسی ہستی تھی جسے گرفتار کرنے والے کو انعام مل سکتا تھا۔ خیان قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دشمن نے یہ کیسے معلوم کر لیا تھا۔ نفرا کے سر پر مصر کا دہرا تاج تھا جو صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ملکہ' مصر تھی۔ اپیپی کے سپاہی رتھ کے آس پاس جمع ہو رہے تھے اور خوفزدہ نظروں سے رو کو

دیکھ رہے تھے جو وحشیانہ جنگی نعرے لگا کر کلہاڑا چلا رہا اور ایک کے بعد دوسرے دشمن کو خاک و خون میں لٹا رہا تھا اور ایبی کے سپاہی منتظر تھے کہ موقع ملتے ہی دو رتھ پر دھنس آئیں۔

چنانچہ ایک لمحہ کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔

بے شک میں نے فرار نہ ہونے کی قسم کھائی ہے لیکن جنگ نہ کرنے کی قسم تو نہیں کھائی۔" وہ دل میں بولا۔

اور اس نے باگوں کو ایک جھٹکا دے کر گھوڑوں کو سیدھا ان سپاہیوں کی طرف بھگا دیا جو نفرا کے رتھ کے گرد جمع ہو رہے تھے عین اس وقت ایک سپاہی نفرا پر جھپٹ پڑا۔ نفرا نے اس پر تلوار سے وار کیا تلوار اس کے خود پر پڑ کر اچٹ گئی۔ سپاہی نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر نفرا کو کمر میں سے دبوچ کر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ دوسرے منتظر رہے کہ نفرا کو' جو زمین پر آ رہی تھی' موقع ملے تو پکڑ لیں یا پکڑ نہ سکیں تو قتل کر دیں۔ وہ سب کے ے اسی طرف یوں متوجہ تھے کہ انہوں نے اس جنگی رتھ کو' جس میں سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے' اس طرف سے آتے نہ دیکھا اور نہ سنا جس طرف سے دشمن کے آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ خیان نے گھوڑے سے کچھ کہا۔ گھوڑے جنگ کے لئے سدھائے گئے تھے چنانچہ وہ سیدھے سپاہیوں میں جا گھسے۔ انہوں نے اپنے دھکوں سے اور ٹاپوں سے سپاہیوں کو زمین پر گرا دیا۔ صرف ایک سپاہی کھڑا رہ گیا۔ یعنی وہ جس نے نفرا رتھ میں سے گھسیٹ لیا تھا۔ خیان کے ہاتھ میں تھا اس نے بھالا پھینک کر مارا جو سپاہی کی پسلیاں توڑ کر پشت میں سے نکل آیا۔ سپاہی مردہ ہو کر گرا۔

اب رو اس طرف بھاگا آ رہا تھا اور سپاہی کی گرفت سے آزاد ہو کر نفرا نے دیکھا کہ اسے بچانے والا فرشتہ کون تھا۔

"خیان!۔" وہ چلائی۔ خیان۔ میرے پاس آ جاؤ۔"

رو بھی اسے پہچان کر چیخا۔

"آقا! رک جاؤ۔"

لیکن خیان نفی میں سر ہلا کر اپنا رتھ آگے بڑھا لے گیا۔

ادھر جنگ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ بیس ہزار چرواہوں میں سے صرف چند سو سپاہی اپنی

جانیں بچا کر لے جا سکے تھے۔ بقیہ میدان جنگ میں کھیت رہے تھے یا ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر دیا گیا تھا لیکن جو جانیں بچا کر ابیبی کی فوج تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے انہی میں شہزادہ خیابان بھی تھا جو جیسے کسی معجزے سے بچ گیا تھا۔ وہ اپنا رتھ آگے بڑھاتا رہا یہاں تک کہ اسے ایک جگہ سپہ سالار کا جھنڈا لہراتا نظر آیا اور وہاں پہنچ کر اس نے رتھ کے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور بلند آواز میں کہا۔ "میں شہزادہ خیان ہوں آؤ اور مجھے لے جاؤ کہ میں زخمی ہوں اور چل نہیں سکتا۔"

جن افسروں نے یہ سنا انہوں نے اسے سلام کیا اور ان کے سپاہیوں نے خوشی کا نعرہ لگائے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ شہزاد خیان' جس سے محبت کرتے تھے اور جو شام کی جنگ میں ان کا کمانڈر رہا تھا کسی طرح بابلیوں کی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اب ان کے ساتھ مل کر بابلیوں سے جنگ کرنے کی غرض سے ان کے پاس آ گیا ہے ان لوگوں نے اسے آہستہ سے اور احتیاط سے رتھ میں سے اٹھایا اور اسے کھانا اور شراب دی اور پھر اسے ڈولی میں ڈال کر شاہی پڑاؤ کی طرف لے چلے جوان نو تعمیر قلعوں میں اور ان کے گرد تھا۔ ان قلعوں پر فرعون کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لیکن جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو قلعوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور ایک افراتفری سی مچی ہوئی تھی معلوم ہوا کہ فرعون واپس تانیس چلا گیا ہے اور حکم دیدیا گیا ہے کہ پوری فوج بھی فوراً وہاں پہنچ جائے کہ تانیس اور مصر کو دشمنوں سے بچایا جا سکے۔

یہ سن کر ابیبی کے افسر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے لیکن خیان نے پیچھے سرحد کے اس پار نظر کی تو فرعون کے تانیس لوٹ جانے کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ صحرا بابلی لشکر کے سپاہیوں سے جیسے سیاہ ہو رہا تھا۔ پیادوں' گھوڑوں اور رتھ کا ایک سیلاب سا تھا جو مصر کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جو بھی اس کی راہ میں آئے گا اسے بہا لے جائے گا۔ چنانچہ یہی سبب تھا کہ ابیبی اپنی فوجوں کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دے کر تانیس کی طرف فرار ہو گیا تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ بابلی چرواہوں کے پڑاؤ پر حملہ اور جنگ کرنے کی غرض سے پہنچے تو وہاں کوئی نہ تھا سوائے بیماروں اور زخمیوں کے۔ تاؤ کے حکم سے ان کی جان بخشی کر دی گئی اور انہی لوگوں سے تاؤ کو معلوم ہوا کہ شہزادہ خیان بہ خیریت یہاں پہنچ گیا تھا۔ چرواہوں

نے اسے خوش آمدید کہا تھا اور بقول چند زخمیوں کے' وہ پسپا ہونے والی فوج کو اپنے زیر کمان لیکر تانیس کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ بابلی فوراً ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

اپنی پہلی منزل پر تاؤ' چند جرنیلوں کو ساتھ لے کر' نفرا کے پاس پہنچا جہاں رو اور کماح پہلے سے ہی موجود تھے اور تیمور بھی وہیں تھا۔ تاؤ کی درخواست پر نفرا اور رو نے ان کی خیان سے ملاقات کی داستان سنائی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے ان سپاہیوں پر کس طرح گھوڑے دوڑا دیئے تھے جو نفرا پر حملے کر رہے تھے اسے کسی طرح بھالا مار کر قتل کیا جو نفرا کو رتھ سے گھسیٹ چکا تھا اور پھر جب انہوں نے خیان کو بلایا تو وہ نفی میں ہر ہلا کسی طرح فرار ہو گیا اور اس نے گھوڑوں کو روکنے کی اور اگر وہ چرواہوں کا قیدی تھا تو ان سے بچ کر بابلیوں میں آنے کی کوشش نہ کی۔

تاؤ نے جب یہ عجیب داستان سنی تو تو اس نے ان لوگوں سے جو وہاں موجود تھے' پوچھا کہ ان کے خیال میں خیان کے ایسا کرنے کا مطلب کیا تھا' تمام بابلی جرنیلوں نے جواب دیا کہ یا تو شہزادہ پاگل ہو گیا تھا یا اس نے غداری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا نہیں تھا تو صاف صاف بات تھی کہ وہ بھگوڑے چرواہوں میں سے نکل کر ان کے پاس آ جاتا اور پھر' انہوں نے مزید کہا۔ یہ بھی صاف بات تھی خیان چرواہا ہی تھا اور بادشاہ کا بیٹا بھی' چنانچہ وہ اپنی قوم میں دوراپنے باپ کے پاس چلا گیا تھا۔

کماح نے کہا کہ بلاشبہ خیان کا دماغ چل گیا تھا ورنہ..... اس نے کہا..... کیا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے کہ وہ اس عورت سے بھاگے جو نہ صرف دنیا کی حسین ترین عورت ہے بلکہ شہزادے کی منگیتر اور مصر کی ملکہ بھی ہے۔ الایہ کہ اسے کوئی دوسری عورت' جو نفرا سے زیادہ خوبصورت ہو' مل گئی ہو' اور یہاں نفرا نے جھنجلا کر کماح کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا۔

اب تیمور سے' جو قید اور فرار میں' شہزادے کا ساتھی رہا تھا' پوچھا گیا تو اس نے صرف اتنا کہا:۔

"اعتماد اور یقین۔"

اور پھر اس نے کہا کہ یہ بات تو یقینی ہے کہ جو آدمی بھی ایک دفعہ تانیس کے زنداں

اور اہرام کے ان اندھیرے اور خاموش بطن میں رہ چکا ہو وہ دوبارہ وہاں جیتے جی جانا نہ چاہے گا اور پھر اس نے اپنے مخصوص انداز میں فرار کی اور گھوڑے پر سواری کرنے میں جو اسے تکلیف ہوئی اور رتھ میں اس پر جو بیتی اس کے داستان شروع کی اور اس وقت تک خاموش نہ ہوا جب تک کہ ایک افسر نے اسے پکڑ کر جبراً بیٹھا نہ دیا۔

اب نفرا نے زبان کھولی اور اس نے نہایت ہی غصے میں بابلی جرنیلوں سے پوچھا۔

"کیا تم نے کبھی کوئی ایسا غدار دیکھا یا سنا ہے۔ جس نے اپنی غداری کی ابتدا ان لوگوں میں کے سپاہیوں کو قتل کر کے کی ہو جن کی خاطر وہ غدار بنا؟ اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر خیابان مصر کا دہرا تاج سر پر رکھنے کی غرض سے مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو وہ ان چرواہوں پر' جو مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے اور مجھے رتھ سے گھسیٹ لیا تھا' حملہ نہ کرتا بلکہ خود انہیں مجھے قتل کر دینے دیتا اور یہ بہت آسان تھا کیونکہ اس وقت رو دوسری طرف دشمن سے الجھا ہوا تھا اس نے اپنا رتھ چار سپاہیوں پر دوڑا دیا اور پانچویں کو اپنے بھالے سے مار گرایا۔ چنانچہ دیوتا ہی بہتر جانتے ہیں کہ جب میں نے اسے آواز دی تو وہ نفی میں سرہلا کر ایسی تیزی سے آگے بڑھ گیا کہ اسے پکڑنا ممکن نہ تھا مجھے یقین ہے کہ اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ بلاشبہ وجہ نہیں ہے جس کا ذکر کماح نے کیا ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ خیان کی نظر میں کوئی اور مقصد ہو گا اور وہ مقصد نیک ہو گا۔"

اور اب تاؤ نے کہا۔

"جو لوگ شہزادے خیان سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ دوسرے اور عام لوگوں سے مختلف ہے اور اس کی اس خوبی یا کمزوری میں حقیقت کو تلاش کیا جا سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے حقیقت کو پا لیا ہے لیکن جب تک مجھے اس کا ثبوت نہیں مل جاتا کہ میرا خیال غلط نہیں ہے میں اس کا اظہار نہ کروں گا۔ چنانچہ اس اثنا میں میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ ہمارے بھائی تیمور کی بات پر عمل کرو یعنی اعتماد رکھو' بھروسا رکھو جیسا کہ ہماری ملکہ نے رکھا اس پر جو اس کا منگیتر ہے۔"

اور پھر تاؤ اٹھا اور خیمے سے نکل گیا۔

سرحدی فوج کے بچے کھچے سپاہی آخر کار تانیس پہنچ گئے جس کی حفاظت ابھی کی

دوسری محفوظ فوج کر رہی تھی۔ تانیس پہنچنے والے ہی سپاہی بہت کم تھے کیوں کہ بابلیوں نے اس فوج کا تعاقب کر کے ہزاروں سپاہیوں کو گرفتار کر لیا تھا اور انہیں قتل کرنے یا غلام بنانے کے بجائے ان سے یہ حلف لے کر ان کی جان بخشی کر دی تھی کہ وہ بابلی فوج میں شامل ہو کر اور ملکہ مصر کے جھنڈے تلے مصر کی فوج سے جنگ کریں گے جن سپاہیوں نے یہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تھا انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

تانیس میں داخل ہونے والے ان وفادار سپاہیوں میں خیان بھی تھا اور وہ سپہ سالار بھی جس کے سپردِ خیان نے اپنے آپ کو کر کے فرار ہونے کی قسم کھائی تھی۔ ان دونوں کو' جن کے درمیان اب دوستی قائم ہو چکی تھی' محل میں پہنچا دیا گیا اور یہ دیکھ کر خیان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسے قیام کے لئے وہی کمرہ دیا گیا تھا جو اس وقت اس کا کمرہ تھا۔ جب وہ شہزادہ اور ولی عہد تھا۔ یہاں غلام اس کی خدمت کے لئے موجود تھے۔ خود اسی کے غلام حکیم اس کے گھٹنے کا علاج کرنے آئے جو لمبے سفر کی وجہ سے خطرناک حد تک سوج گیا تھا۔ لیکن' خیان نے دیکھا' ان سب میں ملے جلے محافظ سپاہی اور جاسوس بھی تھے جو اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہے اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو یاد رکھ رہے اور محافظ چوکنے تھے کہ وہ فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔ مختصر یہ کہ وہ بھی قیدی تھا اور اب محل میں اور خود اپنے کمرے میں قید تھا۔

چنانچہ غسل کرنے اور کھانا کھانے کے بعد خیان سورج غروب ہونے کے تیسرے گھنٹے تک بے خبر سوتا رہا اور تب ایک افسر اور چند سپاہی ڈولی لے کر آئے کہ اسے ابپی کے حضور لے جائیں۔ ان سب کے آگے وزیر آناتھ تھا جو' خیان نے دیکھا' پہلے سے زیادہ دبلا اور بوڑھا ہو گیا تھا اور وہ چوکنا ہو کر مسلسل یوں چاروں طرف دیکھ رہا تھا گویا ہر طرف اسی کے قاتل گھات لگائے ہوئے ہوں اس کے پیچھے ایک لمبوترے چہرے والا آدمی تھا جو خیان کے اندازے کے مطابق جاسوس تھا۔ آناتھ نے شہزادے کو جھک کر سلام کیا اور کہا۔

شہزادے! طویل سفر اور مہارت سر کرنے کے بعد اپ کا گھر آنا مبارک ہو۔ فرعون نے آپ کو طلب کیا ہے میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔"

چنانچہ خیان کو ڈولی میں بٹھا دیا گیا جسے آٹھ سپاہی اٹھائے ہوئے تھے ڈولی کے ساتھ وزیر آناتھ چل رہا تھا اور پیچھے مسلح سپاہی تھے۔ گزرگاہ کے ایک موڑ مڑتے وقت ڈولی ایک

طرف جھک گئی اور آناتھ نے یا تو اسے سیدھی کرنے کے لئے یا اپنے آپ پر گرنے سے بچانے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ بڑھادیئے چنانچہ فرعون کا جاسوس تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے او جھل اور حد سماعت سے باہر ہوگیا اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر خیان کے کان میں جلدی سے کہا۔

"خطرہ زبردست ہے۔ لیکن اطمینان رکھو اور گھبراؤ مت کیونکہ یہاں بھی تمہارے دوست ہیں جو تم پر جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان میں سے میں پہلا ہوں۔"

اور تب جاسوس آگیا اور آناتھ خاموش ہو کر سیدھا ہوگیا۔

اور اب وہ لوگ فرعون کے سامنے تھے جو زرہ بکتر پہنے اور ہاتھ میں تلوار لئے ایک نیچی سی کرسی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈولی رکھ دی گئی اور اسے اٹھانے والے سپاہیوں نے خیان کو سہارا دے کر اٹھایا اور اس کرسی میں بٹھا دیا جو فرعون کے عین سامنے رکھی ہوئی تھی۔

"بیٹے! ایسا لگتا ہے کہ تم زخمی ہو۔" **اپیی** نے سرد لہجے میں کہا۔ "کس نے زخمی کیا تمہیں؟"

"آپ ہی کے ایک سپاہی نے جب میں مصر سے فرار ہو رہا تھا۔"

"آ۔ ہاں۔ یہ تو میں سن چکا ہوں۔ لیکن تم مصر سے فرار کیوں ہو رہے تھے؟"

"اپنے آپ کو بچانے اور دوسرے فرعون کے پاس جانے کے لئے۔"

"ہاں۔ یہ بھی سن چکا ہوں اور اب تک تم اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے ہو لیکن خاصے نقصان کے ساتھ۔" **اپیی** نے نیچی آواز میں کہا اور پھر اس سردار کی طرف دیکھا جو خیان کے ساتھ تھا۔

"تم وہی سردار ہو۔" اس نے پوچھا۔ "جسے میں نے پچیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ بابلیوں کے میرہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا؟ اگر ہاں تو پھر بتاؤ کہ تم اس میں ناکام کیوں رہے؟"

چنانچہ سردار نے مختصر لفظوں میں فرعون کو پوری داستان سنا دی کہ کس طرح رات کے اندھیرے میں ان کی مڈبھیڑ بابلیوں سے ہوگئی اور پھر کس طرح خیان نے اپنے آپ کو ان کے سپرد کر کے دوسروں کی زندگیاں بچالیں وغیرہ وغیرہ۔

اپیی خاموشی سے سنتا رہا اور جب سردار خاموش ہوا تو بولا۔

"بس۔ بہت ہوا۔ تم ناکام رہے اور اپنی ناکامی کی وجہ سے مجھے بربادی کے کنارے تک پہنچا دیا۔ میرے سپاہیوں کے جی چھوٹ گئے ہیں اور بابلی لشکر حلقہ سحر کے ایک لعنتی ساحر کی زیر قیادت تانیس کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے کہ اسے ختم کرنے اور اس کے بعد پورے مصر پر قبضہ کر لے اور اس لڑکی نفرا کو.... جو ان کی کٹھ پتلی ہے اور بنی رہے گی... تخت پر بٹھا دے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم اس مہم میں ناکام رہے جو میں نے تمہارے سپرد کی تھی۔ بابلیوں پر جا پڑنے کے بجائے تم نے یہ کیا کیا کہ مٹھی بھر بابلیوں سے الجھ گئے اور ان سے جنگ کر کے اپنی قوت ختم کر دی۔ چنانچہ تم جیسے احمق کے لئے اس دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ سیدھے سبھاؤ دوسری دنیا میں چلے جاؤ اور اگر ہو سکے تو وہاں سپہ سالاری سیکھو۔"

چنانچہ فوراً ہی چند سپاہیوں نے آگے بڑھ کر سردار کو پکڑ لیا۔

سردار نے اپپی سے کچھ نہ کہا بلکہ خیان کی طرف گھوم گیا اور اسے سلام کرنے کے بعد کہا "مجھے افسوس ہے شہزادے کہ میں نے آپ کو وعدے اور قسم سے آزاد نہ کر کے فرار ہونے نہ دیا کیونکہ اگر میرے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے تو دیوتا ہی جانیں کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ بہرحال میں دیوتا اور زیرس کے دربار میں جا رہا ہوں اور اس کے حضور سب باتیں بیان کر دوں گا کہتے ہیں کہ دیوتا اور زیرس بڑا منصف ہے اور برے لوگوں کو اس دنیا میں ہی سزا دیتا ہے۔ الوداع شہزادے۔"

اس سے پہلے کہ خیان کوئی جواب دیتا سپاہی اور غلام اس سردار کو گھسیٹ کر پردوں کے پیچھے لے گئے اور چند ثانیوں بعد ہی ایک غلام خون ٹپکتا ایک انسانی سر لیکر حاضر ہوا اور سب کو پتہ چل گیا کہ فرعون کے حکم کی تعمیل ہو چکی۔

اور اب پہلی دفعہ خیان کے دل میں اپنے باپ کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہوا اور اس نے چاہا کہ اپپی کا بھی اس ایسا ہی انجام ہو جو اس کے حکم سے اس کے وفادار سردار کا ہوا تھا۔ اور اب باپ بیٹا اکیلے اور ایک دوسرے کے سامنے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آخر کار خیان نے کہا:۔

"اگر فرعون کی خواہش یہی ہے کہ میں بھی اسی راستے جاؤں جس راستے یہ سردار گیا ہے تو میری درخواست ہے کہ فوراً حکم دیجئے کیونکہ میں بے حد تھک گیا ہوں اور گہری کبھی

نہ ٹوٹنے والی نیند سونا چاہتا ہوں۔"

ایبی بے رحمی سے ہنسا اور بولا۔

"وقت آنے پر سب ہو جائے گا۔ ابھی نہیں۔ تم جانتے نہیں بیٹے کہ ترکش میں صرف ایک آخری تیر باقی رہ گیا ہے اور وہ تم ہو؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حلقہ سحر کے ساحروں کی مدد سے تم نے اس مصری شہزادی پر ایسا سحر پھونکا ہے کہ وہ تمہارا دم بھرنے لگی ہے وہی جسے تمہارے باپ نے اپنے لئے منتخب کیا تھا اور جسے تم نے چرا لیا اب تم ہی کہو بیٹے کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ تانیس کی فصیل کے سامنے آئے گی۔ اور بلاشبہ وہ کل آجائے گی۔۔۔اور تمہیں، اپنے محبوب کو، باب المشرق پر اس طرح بیٹھے دیکھے گی کہ جلاد اس کے سر پر تلوار لئے اس کی گردن اڑا دینے کے لئے تیار کھڑا ہو گا تو اس وقت اس کی.... اس مصری شہزادی کی.... کیا حالت ہو جائے گی؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا"۔ خیان نے جواب دیا۔ "لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو پھر تانیس اس میں کی ہر بے جان چیز اور ہر جاندار شعلوں کی لپیٹ میں ہو گا اور اب سب کے ساتھ وہ بھی مر جائے گا جو مرنا نہیں چاہتا۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا بیٹے"۔ ایبی نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ "غصے میں بھری ہوئی عورت جس کے جلو میں ایک سو ہزار سپاہی ہوں، مجبوروں اور بے بسوں پر ایسا ظلم ڈھا سکتی ہے۔ چنانچہ فی الحال میں تمہارا سر تمہارے شانوں پر قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے میری تجویز اگر تمہارے خیال میں مناسب نہ ہو تو بے دھڑک ایسا کر دینا۔ تم باب المشرق پر نمودار ہو گے اور ایک نقیب اعلان کرے گا، بلکہ بہتر ہو گا کہ پیغامبر یہ پیغام لے کر جائے کہ تمہیں اپنی غداری کے عوض فرعون اور اس کے تمام درباریوں کے سامنے جو باب المشرق پر آ سکے.... قتل کیا جائے گا.... البتہ فرعون اپنی رحم دلی کی وجہ سے تمہاری جان بخشی کر سکتا ہے اگر اس کی چند شرائط منظور کی جائیں۔ تم جانتے ہو وہ شرائط کیا ہیں۔؟

"نہیں۔" خیان نے جواب دیا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ میرے خیال میں، تم ہماری شرائط سے واقف ہو۔ تاہم سنو بیٹے۔ تاکہ بعد میں تم یہ شکایت نہ کرو کہ تمہیں اندھیرے میں رکھا گیا۔ شرائط مختصر اور آسان ہیں؟ پہلی یہ کہ اپنے خزائن اور گھوڑے اور رتھ وغیرہ ہمیں دے کر اور

ہمارے ساتھ یہ عہد کر کے کہ وہ ہم سے کبھی جنگ نہ کریں گے بابلی یہاں سے چلے جائیں۔"

"دوئم یہ کہ شہزادی نفرا اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے تاکہ میں دونوں ممالک کی فوجوں کے سامنے اور دونوں ممالک کے کاہنوں کے سامنے میں اسے اپنی بیوی بنا لوں اور وہ اپنے جہیز میں مجھے مصر بالا اور مصر زیریں کی حکومت دے دے۔"

"وہ یہ شرط کبھی قبول نہ کرے گی۔"

"بے شک بیٹے۔ یہی خطرہ ہے کیونکہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ عورت کیا کرے گی اور کیا نہ کرے گی۔ عورت کے دل کی گہرائیوں کو کون ناپ سکا ہے بیٹے لیکن اگر ایسا ہی ہوا جیسا کہ تم کہتے ہو اور اس نے ہماری شرط نہ مانی تو تمہیں اذیت دی جائے گی اور تم بے قرار ہو گے اور تڑپو گے اور یہ دیکھ کر اور تمہاری کراہیں سن کر بھی کیا وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے گی؟ میرے پاس چند ایسے حبشی ہیں جو اذیت کے چند خاص طریقوں سے واقف ہیں اور ہاں تمہارا گھٹنہ زخمی اور متورم ہے۔ ہے نا؟ حبشی ابتداء یہیں سے کر سکتے ہیں مثلاً دہکتی ہوئی آہنی سلاخیں.....ہاں.....یہ ٹھیک رہے گا۔"

خیان نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کر نیچی آواز میں کہا۔

"شیطان! جو جی چاہے اس سے سلوک کر لو جسے تم دنیا میں لائے بشرطیکہ میں تمہارا ہی بیٹا ہوں حالانکہ اب مجھے اس میں شک ہونے لگا ہے۔ تم نے حلقہ سحر کے کاہنوں کو ساحر کہا ہے جان لو کہ میں بھی حلقہ سحر کا ایک کاہن ہی ہوں جو انہی کی طرح ساحر یا دانا ہوں اور میرا علم یا میرا سحر مجھے بتا رہا ہے کہ تم اپنے ارادوں میں ناکام رہو گے اور تمہارا ظلم خود تمہارے سر پر نازل ہو گا۔"

"اچھا!!!۔ میں تمہارا ارادہ سمجھ گیا۔ تم سمجھتے ہو کہ تم خودکشی کر لو گے۔ اطمینان رکھو ایسا نہیں ہو گا کیونکہ تم پر کڑی نظر رکھی جائے گی اور نہ ہی تم دوسری دفعہ یہاں سے فرار ہو سکو گے۔ شب بخیر بیٹے۔ جاؤ۔ جتنی نیند لے سکتے ہو لے لو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کل تمہیں جلد بیدار کرنا ضروری ہو گا۔"

ملکہ سحر

پو پھٹنے سے پہلے خیان کو تانیس کے باب المشرق پر پہنچا دیا گیا۔ یہ کافی وسیع و عریض جگہ تھی جہاں بیک وقت پچاس سے زیادہ آدمی کھڑے رہ سکتے تھے۔ خیان کو چونکہ وہ کھڑا نہ رہ سکتا تھا' باب المشرق کے عین مشرقی کنارے پر ایک کرسی میں بٹھا دیا گیا۔ را دیوتا' یعنی سورج طلوع ہوا اور اس نے اس منظر کو روشن کر دیا۔ عین نیچے چوڑی خندق تھی۔ جو دریائے نیل کے پانی سے بھری ہوئی تھی اور اس پر کا پل اٹھا دیا گیا تھا اور اب وہ رسوں وغیرہ کی مدد سے دروازوں کے ستونوں سے بندھا کھڑا تھا۔

خندق کے دوسری طرف اور اس کے عین کنارے پر بابل کی فوج کا قلب نمودار ہوا اور اس کے میمنہ اور میسرہ نے تانیس کا محاصرہ کر لیا اور اب جو قلعے میں تھے ان کے فرار کی راہیں بند تھیں۔ خندق کے کنارے سب ذرا ہٹ کر اور تیروں کی زد سے باہر دو خیمے لگا دیئے گئے جن میں سے ایک پر مصر کا اور دوسرے پر بابل کا شاہی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور یہ جھنڈا خیان کو بتا رہے تھے کہ وہاں نفرا اور شہزاد ابوشو' جو آقا تاؤ کے نام سے بھی مشہور تھا' آرام کر رہے تھے۔ دروازے کے دائیں بائیں فصیل پر مصری فوجیں مسلح کھڑی تھیں جو بے چین اور خوفزدہ سی معلوم ہوتی تھیں اور دروازے کی چوٹی پر اپنے سر پر مصر کا دہرا تاج رکھے فرعون ابیبی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے وزیر آنا تھا اور دوسرے امرا مودب کھڑے تھے۔

قرنے پھونکے گئے اور شاہی خیموں کے سامنے محافظ جمع ہو گئے اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ خندق کے دوسری طرف بابلی سپاہی صف در صف کھڑے باب المشرق کی چوٹی کی طرف دیکھ رہے تھے اور خیان کو ایسا محسوس ہوا کہ ہر نظر اس پر جمی ہوئی تھی۔ دفعتاً" ایک پیغامبر سفید جھنڈی بلند کئے نمودار ہوا اور ایک کشتی میں بیٹھ کر اس نے خندق عبور کی اور اسے شاہی خیموں تک پہنچا دیا گیا وہاں اس نے ایک خط محافظوں کے افسر کو دیا اور افسر نے خیمے میں داخل ہو کر خط تاؤ کو دیا۔ تاؤ نے خط کھول کر پڑھا اور اپنے قریب کھڑی ہوئی نفرا سے' جس کی آنکھوں اور بشرے سے تفکر عیاں تھا' کہا۔

"سنو۔ یہ ہیں ابیبی کے شرائط۔ اپنا سارا خزانہ دینے اور کبھی جنگ نہ کرنے کے صلح نامے پر دستخط کرنے کے بعد بابلی فوج واپس بابل لوٹ جائے۔"

"اور کچھ؟"

"اور یہ کہ تم' مصرا اپنے آپ کو ابیبی کے سپرد کر دو اور ضروری رسومات کے ساتھ دوروازے کے سامنے اور چرواہے اور بابلی فوجوں کے روبرو اس سے شادی کر لو۔"

"اور کچھ؟"

"اگر اس کی یہ شرائط منظور نہ کی گئیں تو شہزاد خیان کو ہماری نظروں کے سامنے اذیت دی جائے گی یہاں تک کہ ہم یہ شرائط منظور نہیں کر لیتے یا خیان مر نہیں جاتا۔ کہو! بھانجی۔ اب کیا جواب دیا جائے؟"

نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اس نے اپنا سر جھکا لیا یہاں تک کہ وہ اس کے گھٹنوں پر ٹک گیا اور پھر وہ آگے پیچھے جھومنے لگی اور پھر اس نے سر اٹھایا اور پوچھا۔

"خیان کیا چاہے گا کہ میں کیا کروں؟ ہاں۔ جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ یہی کہ میں ابیبی سے جنگ کروں اور خیان کی قسمت کا فیصلہ عظیم روح کے سپرد کر دوں۔"

"بھروسا رکھو۔ یقین رکھو۔" اپنے گھٹنے پر بری کاغذ کا پلندا رکھ کر بیٹھا ہوا تیمور بڑبڑایا۔

"ہاں برادر۔" نفرا نے کہا" بے شک مجھے یقین ہے اور اگر اس میں میں ناکام رہی تو موت تو ہے ہی جس کے دوسری طرف مجھے خیان مل جائے گا۔ میں.... شاہی خاندان کی شہزادی.... دوسری دنیا میں اپنے محبوب اور منگیتر سے اس طرح ملوں گی کہ چرواہا بادشاہ مجھے نجس کر چکا ہو گا؟ نہیں۔ اگر خیان کے لئے موت مقدر ہو چکی ہے تو بے شک وہ مر جائے اور اس کے ساتھ میں بھی مر جاؤں گی اور اگر ایسا ہوا تو تانیس میں ایک آدمی بھی زندہ نہ رہے گا اور شمال میں چرواہوں کی نسل کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے گا۔ تیمور۔ لکھو' جیسا کہ شہزادہ ابوشو کہیں تاکہ اس مغرور اور شریر شیطان کا پیغمامبر اس تک یہ پیغام لے جائے اور نقیبوں سے کہو کہ وہ شہر کی فصیل کے قریب پہنچ کر اس کا اعلان کر دیں تاکہ سپاہیوں اور افسروں کے ذریعہ یہ پیغام پورے تانیس میں پہنچ جائے۔"

تاؤ نے سنا اور مسکرایا۔ گھڑسوار افسروں کو اس نے چند خاص احکامات دیئے اور فوراً

ہی ہزاروں سپاہی بہ صورت سیلاب فصیل شہر کی طرف بڑھے۔ اس طرف سے مطمئن ہو کر وہ تیمور اور دوسرے وقائع نگاروں کی طرف گھوم گیا۔ اور وہ الفاظ یاد کروا کے فصیل کی طرف روانہ کیا کہ اونچی آواز میں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو فصیل پر کھڑے ہوئے ہیں۔

آخر کار ان احکامات کی تعمیل ہو گئی اور ایبی کا پیغامبر تاؤ اور نفرا کا تحریری جواب لے کر خندق کی طرف چلا۔ روا سے پہنچانے اس کے ساتھ چلا اور رو نے اسے اپنی طرف سے اور اپنے طور پر ایک اور پیغام دیا جو یوں تھا:۔

"اس بکریاں چرانے والے سے' جو اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے' کہنا اور اس کے امرا سے کہہ دینا کہ اگر شہزادہ خیان کا بال بھی بیکا ہوا تو میں حبشی رو ان کی زبانیں کھینچ لوں گا اور اپنی انگلیاں ان کی آنکھوں میں گھسیڑ دوں گا اور پھر انہیں بھوکا پیاسا مرنے کے لئے صحرا میں پھینک دوں گا۔ اور ہاں اے پیغامبر میں تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کروں گا اگر تم نے میرا یہ پیغام نہ پہنچایا اور میں نے خندق کے کنارے کھڑے ہو کر تمہاری آواز نہ سنی۔

اور پیغامبر نے دیو ہیکل حبشی کی طرف دیکھا جو شعلہ بار نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا اور اپنے سفید دانت پیس کر قسم کھا رہا تھا کہ اگر پیغامبر نے ایسا نہ کیا جیسا اس سے کہا گیا ہے تو وہ یعنی رو ایسا ہی کرے گا جیسا اس نے کہا ہے۔ پیغامبر اپنی چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو گیا اور دوسرے کنارے پر اور دروازے کے سامنے پہنچا اور دروازے اس کے لئے کھول دیا گیا اور وہ اندر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی دروازے کی چوٹی پر نمودار ہوا اور تحریری پیغام ایبی کو دیا اس کے علاوہ اس نے رو کا پیغام بھی بلند آواز میں سنا دیا اور لوگ مختلف ٹولیوں میں بکھر کر آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے اور سب کے سب خوفزدہ تھے۔

بابلی نقیبوں نے بھی چیخ چیخ کر وہ الفاظ دہرائے جو برمی کاغذ پر لکھے گئے تھے۔

خیان' جو باب المشرق کے کنارے پر ایک کرسی میں بندھا ہوا اس طرح بیٹھا تھا کہ نیچے سے جو بھی تیر یا بھالا پھینکا جائے وہ سب سے پہلے اسے ہی لگے' یہ پیغام سن کر خوش ہوا کہ اب اس خاطر نفرا کی عزت نہ جائے گی۔ اور اب اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور فرعون کو جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور آناتھ اور دوسرے امرا کو مخاطب کیا اور کہا:۔

"فرعون اور امرائے سلطنت' شہزادہ ابوشو اور شہزادی نفرا نے جو کچھ کہا مجھے اذیتیں دے کر قتل کردو لیکن یقین رکھو کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو گے کیونکہ جان لو کہ میری زندگی کے عوض تم ان کی عزت نہیں خرید سکتے جہاں تک میرا سوال ہے میں مرنے سے نہیں ڈرتا لیکن تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک میرے فوراً بعد دوسری دنیا میں پہنچنا پسند کرو گے؟ کیا تم پسند کرو گے کہ تانیس کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے اور چرواہوں کی نسل نیست و نابود ہو جائے؟ اگر تم نے مجھے قتل نہ کیا اور مجھے آزاد کردیا تو تم سب بچ جاؤ گے اور اگر تم نے میرے خلاف ہاتھ اٹھایا تو کوئی نہ بچے گا۔ بس میں کہہ چکا۔ اب تمہارا جو جی چاہے کرو۔"

خیان بندھا ہوا تھا چنانچہ پیچھے دیکھ نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے گڑبڑ کی آواز سنی۔ اس نے آناتھ اور دوسرے امرا کو فرعون سے درخواست کرتے سنا کہ وہ اپنے ارادے سے باز آئے۔ کیونکہ معاملہ بے حد خطرناک اور پورے تانیس کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اس کے علاوہ شہر کے لوگ بھی نقیبوں سے اعلان سن کر' اپنے گھروں سے نکل آئے تھے اور دروازے کے قریب پہنچ کر سپاہیوں سے الجھ گئے تھے اور انہیں دھکیل رہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے۔

"فرعون! شہزادہ خیان کو چھوڑ دو۔ کیا ہم اس لئے مارے جائیں گے کہ تم اسے بہت اذیت دے کر قتل کرو گے جو خود تمہاری اولاد ہے؟"

اس شور ہنگامے میں آناتھ نے یوں کہا جیسے وہ درخواست نہیں کر رہا بلکہ دھمکا رہا ہے۔

"فرعون اب بھی سنبھل جاؤ۔ اب بھی سمجھو' شہزادہ خیان تانیس میں ہردلعزیز ہے اور بادشاہ کے لئے یہ برا شگون ہے کہ اسے قتل کرکے جو شہریوں کو پیارا ہے اور وہ بھی اس وقت جب دشمن شہر کے دروازے کے سامنے پہنچ چکا ہے۔"

"خاموش آناتھ۔" ابیبی سانپ کی طرح پھنکار کر بولا۔ "اور تم سب بھی خاموش ہو جاؤ مبادا میں تم لوگوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کروں گا جو اس غدار کے ساتھ کر رہا ہوں۔ جلادو! اپنا کام کرو۔"

خیان نے اپنے پیچھے بر..است کی آوازیں سنیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ فام جلاد یہ کام

کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایکبار پھر غصے میں بھرے ہوئے فرعون نے حکم دیا۔ اب بھی جلاد اپنی جگہ سے نہ ہلے اور پھر ایک ضرب کی اور پھر کراہوں کی آواز آئی اور خیان نے سمجھ لیا کہ فرعون نے ایک جلاد کو مار دیا تھا اور اس کا حشر دیکھ کر بقیہ جلاد اس کی حکم عدولی کرنے کی جرات شاید نہ کریں گے۔ اس نے دیکھا کہ خندق کے دوسرے کنارے پر رو پنجرے میں بند شیر کی طرح ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اور اپنا خوفناک کلہاڑا ہوا میں بلند کر کے ہلا رہا تھا۔ رو کے پیچھے تیر اندازوں نے صف بنالی تھی اور تیر چلوں پر چڑھا لئے تھے اور حکم کے منتظر تھے اور ان کے پیچھے تاؤ کھڑا ہوا تھا اس کا سہارا لئے نفرا کھڑی تھی جس نے چاندی کی زرہ پہن رکھی تھی اور تب خیان نے اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر اور چیخ کر کہا۔

"رو... یہ میں ہوں... خیان... سنو... تیراندازوں سے کہو کہ تیر چلائیں۔ میں اس طرح مرنا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ اذیتیں برداشت کر کے اور تڑپ تڑپ کر مروں۔"

اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ عین اس وقت ابیبی نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کر دیا اور جلادوں سے کہا کہ وہ اسے اذیت دینا شروع کر دیں انہوں نے آگے بڑھ کر خیان کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا یہ دیکھ کر بابل کی فوج اور فصیل کے اندر کھڑے ہوئے شہری' جو ہزاروں کی تعداد میں دروازوں کے سامنے کھڑے ہو گئے' مکھیوں کے چھتے کی طرح بھنبھنا اٹھے رویوں گرجا جیسے زخمی بھینسا ڈکرایا ہو اور پھر گھوم کر اس نے تاؤ کے سامنے خیان کے الفاظ دہرائے۔ لیکن تاؤ نے کوئی حکم نہ دیا۔ البتہ ہاتھ کے اشارے سے تیر اندازوں کو رکے رہنے کو کہا۔ اور نفرا اپنے گھٹنوں پر یوں گری جیسے اس غش آگیا ہو۔

دفعتاً" کالے ہاتھ خیان کے کپڑے نوچنے اور پھاڑنے لگے اور پھر گوشت جلنے کی بو آئی اور تکلیف اس کے رگ و ریشے میں دوڑ گئی۔ اذیت کی ابتدا ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی روح کو رخصت کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اسے اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی ایک عجیب آواز کشتی لڑنے و اور ضربوں کی آواز۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور گردن گھما کر دیکھا پیچھے کی طرف ہٹتا ہوا فرعون دکھائی

دیا۔ اس کے سینے میں ایک خنجر دستے تک اترا ہوا تھا۔ باب کے چبوترے کے کنارے پر پہنچ کر وہ رکا اور اس کرسی کا، جس میں خیان بندھا ہوا تھا، سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

"کتے" وہ بولا۔ "نمک حرام وزیر۔ میں نے تجھے گذشتہ رات ہی ختم کر دیا ہوتا لیکن میں منتظر رہا کہ....."

"ہاں۔ تو نے اپنے آپ پر ضرورت سے زیادہ بھروسا کر لیا۔" آناتھ کی آواز سنائی دی۔ "اور اس کتے کو کاٹنے کا موقع مل گیا۔ لیرکش۔ جا۔ اب دیوتا "شرست" کے پاس پہنچ جا۔"

اور آناتھ اس کی طرف لپکا۔ اس کی آنکھیں اس کے خشک چہرے پر انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں اس کا ایک خشک ہاتھ بلند ہوا۔ اس میں گرم دہکتی ہوئی سلاخ تھی جو خیان کے جسم کو داغنے کے لئے گرم کی گئی تھی اس کے ہاتھ تیزی کے ساتھ نیچے آیا اور سرخ دہکتی ہوئی سلاخ **ابھی** کے اس ہاتھ پر پڑی جس سے اس نے کرسی پکڑ رکھی تھی **ابھی** کے منہ سے ایک چیخ نکلی، اس نے کرسی چھوڑ دی اور وہ باب کی بلندی پر سے نیچے، خندق میں گرا۔

رو نے دیکھا، وہ خندق میں کود پڑا اور تیر کر فرعون کے قریب پہنچ گیا۔ سطح پر ابھرا، رو نے اسے اپنے زبردست ہاتھوں سے پکڑا اور کنارے تک کھینچ لایا۔ اور وہاں اس نے فرعون کو خشک ٹہنی کی طرح توڑ کر کنارے پھینک دیا۔ "فرعون **ابھی** مر گیا" آناتھ کی باریک آواز لہرائی۔ "لیکن خیان فرعون خیان زندہ ہے۔ زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! فرعون!"

اور اس نے خیان کے بندھن کھول دیئے اور اس کے منہ سے کپڑا نکال لیا اور نیچے کھڑے ہزاروں لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! فرعون!"

شام کا وقت تھا، خیان بابل کے شاہی خیمے میں دیوان پر لیٹا ہوا تھا اور یہاں اسے خود اس کا حکم سے لایا گیا تھا کیونکہ نفرا ابھی شہر میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔ خاتون کماح اور ایک حکیم خیان کا چہرہ دھلانے اور سوجے ہوئے گھٹنے کی مرہم پٹی میں مصروف تھے۔ نفرا

قریب ہی کھڑی ہوئی تھی وہ اس کے جسم پر ایک لمبا زخم دیکھ کر کانپ گئی۔ یہاں اسے گرم سلاخ سے داغا گیا تھا۔

اور پھر دفعتاً" اس نے پوچھا۔

"یہ بتاؤ خیان کہ وہاں' میدان جنگ میں میرے بلانے کے باوجود تم فرار کیوں ہو گئے تھے۔ جب کہ تم بابلی فوج میں آ سکتے اور اپنے آپ کو اس جسمانی اور ہمیں روحانی تکلیف سے بچا سکتے تھے۔؟"

"یہ کاہن اعظم تاؤ سے پوچھو۔" خیان نے جواب دیا۔

"ماموں! خیان کیوں فرار ہوا تھا؟ اگر آپ جانتے ہیں تو آپ ہی بتائیے کیونکہ یہ تو کبھی نہ بتائے گا۔"

"بھانجی! جو لوگ حلقہ سحر میں داخل ہوتے ہیں کیا وہ حلف نہیں اٹھاتے کہ وہ اپنا وعدہ' خواہ وہ دشمن سے ہی کیوں نہ کیا ہو' نہ توڑیں گے' ممکن ہے نیان نے یہ وعدہ کیا ہو کہ وہ اپنے آپ کو مصریوں کے حوالے کر دے گا چاہے اسے فرار ہو کر تمہارے پاس پہنچنے کا موقع کیوں نہ ملے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ کم سے کم میں تو شروع سے یہی سمجھے ہوئے تھا۔"

"کیا یہ سچ ہے خیان؟"

"ہاں نفرا ایسا ہی جیسا تاؤ نے کہا۔ یہی وعدہ کر کے میں نے ان لوگوں کی جان بخشی کروائی تھی۔ سچ کہو کہ نفرا تم اس بات کو پسند کرتیں کہ میں اپنی جان بچانے کے لئے یا تمہیں حاصل کرنے کے لئے اپنا وعدہ توڑ دیتا؟"

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتی۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی خیان کہ تم بے حد شریف آدمی ہو حالانکہ یہ جانتے ہوئے تم نے ایسا کیا کہ تم مرجاتے تو میں آخر تک تمہاری اس حرکت کی اصلی وجہ سے بے خبر رہتی اور آخر تک یہی سمجھتی کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔"

"ایسا نہ ہوتا نفرا کیونکہ تاؤ جانتے تھے اور وقت آنے پر تمہیں بتا دیتے۔"

"آپ کو وہ باتیں کیسے معلوم ہو گئیں جو مجھ سے چھپی رہیں؟"

"بھانجی! چند اسرار ایسے ہیں جو صرف مجھ تک محدود ہیں چنانچہ تمہارے لئے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا۔"

"تو آپ نے مجھے یہ غم اور پریشانی برداشت کروائی حالانکہ آپ اسے دور کر سکتے تھے؟"

نفرا نے شکایتاً" کہا اور ایکدم سے تاؤ کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا۔ ہائے! اگر آپ نہ ہوتے تو جانے میرا کیا ہوتا۔ جب میں بچی تھی تو آپ نے مجھے اور میری ماں کو تھیبس میں ان نمک حراموں سے بچایا۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تمہیں بچانے میں کماح اور رو کا مجھ سے زیادہ حصہ ہے"

"انہوں نے تو اپنا فرض ادا کیا اور آپ تو سفر کر کے مجھے بچانے آئے اور....." عین اس وقت خیمے کا پردہ ہٹا بوڑھا وزیر آناتھ اندر آیا اور اس کے ساتھ دوسرا امرا اور افسر بھی تھے۔

آناتھ اور اس کے ساتھیوں نے تین دفعہ نفرا اور خیان کو اور پھر ابوشو کو' جو بابلی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا' سلام کیا۔

"ملکہ اور شہزادی۔" آناتھ نے کہا۔ "تمام چرواہی قوم کی طرف سے ہم شہر تانیس کی کنجیاں آپ کے حوالے اور ان کے لئے' جنہوں نے آپ کے خلاف جنگ کی تھی اور سارے شہریوں کی جان بخشی کرنے کی درخواست کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ قبول کی گئی میری یہ درخواست؟"

"اپنی زبان سے اور اپنے جواب سے۔" نفرا نے کہا۔ "تمہارا ارادہ میرا ارادہ اور تمہارا وعدہ میرا وعدہ ہے چنانچہ میں منظور کرتی ہوں اور شہزادہ خیان' جو فرعون ہیں' منظور کر لیں گے حالانکہ یہ ابھی اتنے علیل ہیں کہ تاج پوشی وغیرہ کی رسومات کے قابل نہیں۔"

"ان سب کو معاف کیا گیا"۔ تاؤ نے کہا۔ "جو ملکہ نفرا اور شہزادہ شال کے وفادار رہیں گے جن کا نام خیان ہے اور نفرا کے ہونے والے شوہر ہیں۔ کل ہم شہر تانیس میں داخل ہوں گے اور عام جاں بخشی کا اعلان کر دیں گے۔"

"ہم ملکہ اور شہزادی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔" آناتھ نے کہا۔" اب میں شہزادہ خیان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ میں فرعون اور ان کے والد کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر آیا

ہوں۔ جس کی میں شہزادے سے معافی چاہتا ہوں۔ شہزادے سنو۔ جب آپ کو زنداں میں ڈالدیا گیا تھا وہ میں تھا جس نے حلقہ سحر کے ایک برادر اور داروغہ کی مدد سے آپ کو بچایا تھا۔ حلقہ سحر کا وہ برادر یہ سامنے بیٹھا ہوا ہے جس کا نام تیمور ہے۔ میرے اس کام کی اطلاع کسی طرح فرعون کو ہو گئی چنانچہ مجھے ذلیل کر کے زنداں میں ڈال دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت جب آپ اہرام میں پناہ گزین تھے تو آپ کی کوئی مدد نہ کر سکا اور جب آپ وہاں سے فرار ہوئے ہیں تو میں فرعون ابیبی کے سپاہیوں کو آپ کے تعاقب سے باز نہ رکھ سکا۔ بعد میں مجھے دوبارہ کل اختیارات دے دیئے گئے کیونکہ فرعون کو یقین ہو گیا کہ میں ہی اسے شیر بابل کے پنجے سے بچا سکوں گا۔ جب بابل کی ٹڈی دل فوجیں مصر پر چڑھ آئیں تو میں فرعون کو صلح کر لینے اور اگر شہزادہ خیان زندہ ہو تو اس کی اور شہزادی کی شادی کر دینے کا اعلان کرنے کیلئے کہا جواب میں اس نے مجھے یوں مارا جیسے کتے کو مارتے ہیں۔ دیکھو یہ رہا اس کا نشان" اور اس نے اپنے ماتھے کی طرف اشارہ کیا۔" اس کے بعد فرعون بابل کی فوجوں کے سامنے سے فرار ہو گیا لیکن اس وقت شہزادہ خیان اس کے قبضے میں آ چکے تھے۔ میں نے باب المشرق پر بھی اور اس سے پہلے محل میں بھی شہزادے کو رہا کر دینے کی فرعون سے درخواست کی لیکن اس نے میری ایک نہ سنی۔ وہ رشک و رقابت میں دیوانہ ہو رہا تھا اور بابل کی فوجوں اور تانیس کے شہریوں کی نظروں کے سامنے شہزادے کو اذیت میں دینے اور قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ وقت گذر جاتا میں نے فرعون کو قتل کر دیا اور شہزادے اور چرواہی قوم کی جان بچا لی۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ میری اس حرکت کو معاف کر دیا گیا؟"

اب آناؤ اس دیوان کے قریب پہنچا جس پر خیان لیٹا ہوا تھا اور چند ثانیوں تک اس سے نیچی آواز میں گفتگو کرتا رہا اور پھر اس نے کہا۔

"آناتھ! تم نے جو کیا وہ ہونا ہی تھا کل اپنے دیوتاؤں کے حضور چڑھاوا چڑھا کر شاہی خون بہانے کے گناہ کی معافی مانگ لینا۔ اس کے بعد تانیس کے محل میں ہمارے پاس آنا تاکہ وزارت کا عہدہ دوبارہ تمہارے سپرد کر کے تمہیں مصر زیریں اور مصر بالا کا وزیر بنا دیا جائے۔ وقائع نگار تیمور یہ تحریر کر لیا جائے آناتھ! اب تم جا سکتے ہو۔

تیس دن گزر گئے۔

"تاؤ نے اپنے بعض افسر کے سپرد بابلی فوج کی کمان کر دی۔ اپنا جنگی لباس اتار کر رہبانیت کا سفید چغا پہن لیا اور اہرام کے معبد کی طرف چلا گیا اور البتہ تیمور کو محل میں چھوڑ گیا کیونکہ نفرا اور خیان اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے تھے۔ بابل کا لشکر بھی بابل کی طرف کوچ کر گیا۔ لیکن دس ہزار سپاہی مصر میں ٹھہر گئے کہ شاہ بابل کی نواسی کی حفاظت اس وقت تک کرتے رہیں جب تک سارے کام بخیرو خوبی انجام نہیں پا جاتے۔

خیان آہستہ آہستہ روبہ صحت ہوتا چلا گیا۔ حکیموں کے علاج اور ضروری احتیاط کے باعث اس کے گھٹنے کا زخم مندمل ہو گیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اب عمر بھر کیلئے وہ لنگڑا ہو چکا ہے لیکن جو مصائب اور تکالیف اس نے برداشت کی تھیں اس نے اس کے دماغ و روح کی بنیادیں ہلا دی تھیں۔ رو اور تیمو اس کے پاس آتے اور اپنی باتوں سے اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتے اور کماح کے ساتھ کبھی کبھی نفرا بھی آ جاتی اور اس سے پیار محبت کی باتیں کرتی اور یہ بھی کہتی کہ جب وہ صحت مند ہو جائے گا تو ان دونوں کی شادی ہو جائے گی۔

اس کے باوجود خیان کی حالت نہ سدھری۔ چنانچہ نفرا نے ایک آدمی بھیج کر اس معاملے میں تاؤ سے مشورہ کیا اور خیان سے کہا کہ مصر زیریں کی آب و ہوا اس کے لئے مناسب نہیں ہے اور یہ کہہ کر وہ اسے لے کر ایک کشتی میں سوار ہوئی اور وہ دونوں نیل کے بہاؤ کے خلاف روانہ ہوئے یہاں تک کہ اہرام نظر آنے لگے اہرام کو دیکھتے ہی خیان میں فوری تبدیلی ہوئی اس کے اداسی اور خاموشی دور ہو گئی۔ اور وہ پہلے ہی کی طرح بشاش اور ہوشیار ہو گیا اور وہ نفرا سے باتیں کر رہا تھا اور اسے بتا رہا تھا کہ اہرام کے بطن میں اس پر کیا گزری تھی۔ اس کی اس تبدیلی پر خوش ہو کر نفرا نے اسے خوش ہو کر کنارے پر لے آئی اور انہوں نے کھجوروں کے ایک جھنڈ میں قیام کر دیا جہاں خیان کی پہلی دفعہ نفرا سے اس وقت پہلی ملاقات ہوئی تھی جب وہ ایک راہب کے بھیس میں اسے اہرام تک لے جانے آئی تھی۔ وہ یہاں پہنچ کر' اس رات' خیان گہری اور پر سکون نیند سویا۔

دوسرے دن صبح' ابھی اندھیرا ہی تھا کہ روخیان کے خیمے میں داخل ہوا اور اسے سہارا دے کر اٹھایا اور اسے ایک ڈولی میں بٹھا دیا۔ خیان کچھ بھی پوچھے بغیر اس میں بیٹھ گیا۔ کہار ڈولی اٹھا کر چل پڑے۔ یہاں تک کہ سامنے تاروں بھرے آسمان کے پس منظر

میں ایک عظیم الشان ہیولا سا دکھائی دیا۔ خیان نے اسے فوراً پہچان لیا یہ ابوالہول تھا۔
یہاں وہ ڈولی سے اتر پڑا اور کہار ڈولی لے کر اور خیان کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

آخر کار افق مشرق روشن ہو گیا۔ پو پھٹی تو خیان نے دیکھا کہ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اس کے قریب کو کھڑا ہوا تھا جس نے ایک چغہ پہن رکھا تھا جس کا کلاہ اس کے چہرے پر کھنچی ہوئی تھی۔ یہ یا تو کوئی لڑکا تھا یا کوئی نازک عورت۔

"جوان!" خیان نے کہا۔ جس کا دماغ ابھی پوری طرح ٹھکانے نہ آیا تھا۔ "تو تم اب بھی مسافروں کی راہبری کرتے ہو۔"

"ہاں وقائع نگار راسہ۔" چغے والے نے بیٹھی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"اور تم اب بھی مسافروں کا سامان چرا لے جاتے ہو یا اسے چھپا دیتے ہو؟ میری ڈولی تو شاید چلی گئی ہے۔"

"میں جو چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں وقائع نگار راسہ کہ مجھے ابھی زندہ اور خوش رہنا ہے۔"

"اور تم اب بھی مسافروں کی آنکھیں پر پٹی باندھتے ہو؟"

"ہاں۔ جب ان سے اسرار چرانے ضروری ہوتے ہیں۔ اب اجازت ہو تو میں دوسری دفعہ بھی ایسا ہی کروں۔"

"شوق سے۔" خیان نے ہنس کر جواب دیا۔ "تم نہیں جانتے جوان جب ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی تب سے لے کر اب تک میں نے بڑے مصائب برداشت کئے اور بہت سی باتیں سیکھی ہیں ان میں سے ایک بات تیمو سے یہ سیکھی ہے کہ اعتبار کرو اور بھروسا رکھو۔ چنانچہ باندھ دو پٹی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جب یہ پٹی کھولی جائے گی تو میں ایک بے حد خوبصورت منظر دیکھوں گا۔ لو! میں ٹھیک رہا ہوں کیونکہ گھٹنوں کے بل بیٹھ نہیں سکتا۔"

چغے والا اس پر جھک گیا۔ ایک بار پھر اس کی آنکھوں پر ریشمی رومال کی پٹی باندھ دی گئی اور خیان کو یہ ریشمی رومال اور اس کی بھینی بھینی خوشبو اچھی طرح سے یاد تھی اور پھر وہ راہبر کے شانوں کا سہارا لے کر تھوڑی دور تک لنگڑاتا ہوا چلا یہاں تک کہ ایک بار ایک آواز نے اسے ریت پر بیٹھ جانے اور انتظار کرنے کو کہا۔

چند ثانیوں بعد ہی مردانہ آوازوں نے اس سے اٹھنے کی درخواست کی وہ ان کی مدد سے اٹھا اور وہ لوگ اسے گذر گاہوں میں لے کر چلے جہاں ان کے قدموں کی چاپ گونجنے لگی۔ ایک حجرے میں پہنچ کر انہوں نے اسے نیا لباس پہنایا اور اس کے سر پر کوئی خاص قسم کی ٹوپی رکھی اور اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایک بار پھر اسے سہارا دے کر اسے دوسرے کمرے میں جو اس نے اندازہ لگایا کہ بہت بڑا تھا' پہنچا دیا گیا اور وہاں اس نے بہت سی سرگوشیوں کی آوازیں سنیں جیسے کمرے میں بہت سے لوگ موجود ہوں اس سے بیٹھ جانے کو کہا گیا اور وہ نرم گدے والی کرسی میں بیٹھ گیا۔

کہیں دور سے ایک آواز نے کہا۔ "دیو تارا طلوع ہو رہا ہے۔"

اور خیان کے چاروں طرف سے گانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

خیان اس گیت سے واقف تھا۔ یہ وہ گیت تھا جو حلقہ سحر کے لوگ طلوع آفتاب کے وقت گاتے تھے۔ گیت بند ہو گیا اور لبادوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور پھر ہزاروں آوازوں نے ایک ساتھ کہا۔

"دیکھو۔ ملکہ سحر' دیکھو ملکہ سحر' تمہارا آنا مبارک ہو۔ اے روشنی کی لانے والی! اے زندگی دینے والی! اے دو زمینوں کو ایک کرنے والی۔ تیرا آنا مبارک ہو۔"

اب خیان برداشت نہ کر سکا۔ اس نے آنکھیں پر کی پٹی نوچ کر پھینک دی اور اس کے سامنے نفرا کھڑی ہوئی تھی اور اس نے ملکہ مصر کا لباس پہن رکھا تھا اور سر پر دہرا تاج تھا اور یہ لباس اور یہ تاج صبح کے سورج کی کرنوں میں چمک رہا تھا۔

ایک لمحے تک وہ اسی طرح کھڑی رہی اور لوگوں کی آواز اس وسیع و عریض کمرے میں' جس کی چھت چٹانی اور محرابی تھی' گونجتی رہی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی اور تب نفرا اس کے سامنے آئی اور تب خیان نے دیکھا کہ وہ کرسی میں نہیں بلکہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ نفرا اس کے سامنے جھک گئی اور اس کا ہاتھ اٹھا کر چوما۔

"ملکہ' مصر شاہ مصر کو سلام کرتی ہے۔" وہ بولی

خیان حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا اور پھر دفعتاً" نقاہت اور کرب نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ نفرا کے سامنے جھکنے اور اس کے سلام کا جواب دینے کے لئے اٹھا لیکن

نفرا نے نفی میں سر ہلا کر اسے تھام لیا اور اسے اس جگہ لے آئی جہاں کاہن اعظم تاؤ کھڑا ہوا تھا اور حلقہ سحر کے بزرگ جمع تھے اور تاؤ انہیں دیکھ کر مسکرایا اور دونوں کو دعائیں دیں اور سب کی موجودگی میں اس نے ان دونوں کو شادی کے ابدی رشتے میں باندھ دیا۔

آسمان میں پورا چاند روشن تھا اور نفرا اور خیان کے پاس کھڑے ار کے اہرام کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"بیوی" خیان نے کہا۔ "ہماری چھٹیوں کا زمانہ ختم ہوا۔ کل ہمیں حلقہ سحر کی برادری تج کر مصر کے حکمراں بننا ہے۔ پورے مصر کے اب مصر زیریں اور مصر بالا ایک ہو چکے ہیں۔ پہلی دفعہ پھر ہم نے اس طرح قریب قریب کھڑے ہو کر ان اہراموں کی طرف دیکھا تھا تب سے لے کر اب تک ہم دونوں کے ساتھ عجیب و غریب واقعات ہوئے ہیں لیکن روح عظیم نے ہماری حفاظت کی اور آخر کار ہمیں ملا دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موت تک یہ روح ہمارے ساتھ رہے گی۔"

"ہاں میرے سرتاج۔ راہو نے یہی پیشنگوئی کی تھی۔"

عین اس وقت اس شاہی جوڑے نے اپنے پیچھے پیروں کی چاپ سنی۔ یہ شیخ الاہرام تھا۔

"شاہ مصر اور ملکہ مصر! بوڑھا شیخ دونوں کے سامنے جھک گیا۔ "آپ اہرام پر چڑھنا پسند فرمائیں گے۔ پورے چاند کی رات بھی ہے اور میں فرعون مصر کو وہ مقام بھی دکھانا چاہتا ہوں جہاں سے وہ یعنی چڑھنے والے دوسری دنیا میں پہنچ گئے تھے۔ جب وہ آپ کے تعاقب میں آئے تھے۔"

"نہیں شیخ۔" خیان نے جواب دیا۔ "بہت چڑھ چکا ان اہراموں پر اور اب تو میں لنگڑا ہو چکا ہوں اور ان پر چڑھنے کے قابل نہیں رہا۔ اب تم ہی ان کے بادشاہ ہو۔"

"اور روح الاہرام کے بھی۔" نفرا نے کہا۔ "اب میں بھی کبھی ان پر چڑھ سکوں گی کیونکہ اب میں ملکہ ہوں۔ الوداع میرے بزرگ دوست۔ ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور جب بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو یاد رکھنا کہ محل کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔"

اور وہ دونوں پلٹے اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس جگہ پہنچے جہاں کماح اور رو محافظ سپاہیوں کے ساتھ منتظر کھڑے ہوئے تھے اور ان سب کے ساتھ نفرا اور خیان دریائے نیل کے ساحل پر پہنچے جہاں شاہی جہاز لنگر انداز تھا۔ وہ اس میں سوار ہوئے' جہاز نے بادبان کھولے۔ لنگر اٹھایا او تانیس کی طرف روانہ ہو گیا۔

"اب" سفید بالوں والی کماح نے دیو ہیکل رو سے کہا۔ "اب میری سمجھ میں وہ خواب آیا ہے جو میں نے ملکہ مصر نفرا کی پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور اب معلوم ہوا کہ دونوں دیویوں نے اسے زمینوں کو ایک کرنے والی کیوں کہا تھا۔

"ہاں" رو نے اپنا بڑا سر ہلایا اور اب میری سمجھ میں بھی یہ بات آئی کہ حبشی کے دیو تاؤں نے مجھے یہ زبردست کلہاڑا اور ایسی جسمانی قوت کیوں دی تھی۔

"کیوں دی تھی؟" کماح نے پوچھا۔

اس لئے کہ میں وہاں' تھیبس کے محل کے زینے پر ملکہ' مصر کے دشمنوں کا خاتمہ کر سکوں۔"

ختم شد

دنیا کا ہیبت ناک ناول

جاسوسی ڈائجسٹ کے قارئین کے لئے تحفہ

موت کا شہر

مصنّف : عزیز قدوسی

کلیکشن بکس کراچی

"رائیڈر ہیگرڈ کا ایک عظیم و شاہکار ناول

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی...... نیکی اور بدی کی عظیم داستان

موسیٰؑ اور فرعون

تاریکی اور روشنی کی عظیم کشمکش کے پس منظر میں پھیلا ہوا، قدیم مصری ناول فرعون کے وارث شہزادہ آمن سیتی اور یہودی حسینہ کے عشق کی لازوال سرگزشت، جو دوران مطالعہ چند صفحات کے بعد آپ پر ایسا کیف طاری کردیگی کہ آپ اس داستان کے اختتام تک ایک انجانی مدہوشی میں کھوئے رہیں گے۔

اس فرعون کا قصہ جو خدائی کا دعویٰ دار تھا۔ اللہ کے اس پیغمبر کی جہدِ عظیم جسے اللہ ج نے پیغمبر بنا کر بنی اسرائیل پر بھیجا تھا۔ یہ ناول آپ کو رنگوں کا احساس ہی نہیں دلائے گا بلکہ آپکے ایمان کو تازگی بھی عطا کرے گا۔

بہترین آرائش جمال و اعلیٰ صفات، مضبوط جلد

قیمت 160 روپے صرف

Collection Books

کلیکشن بکس شاہ فیصل کالونی کراچی

اسے چھ ہزار سال سے اپنے محبوب کا انتظار تھا۔ جب وہ آیا؟

شمریکا

مصنف

مسلم اعظمی

کلیکشن بکس شاہ فیصل کالونی کراچی